ارشاد حضرت سید المتقین ...

الحمد للہ والمنہ کہ ان زمان ہدایت اقتران میں باری رسالہ شریفہ

بشارۃ التابعین

مسمی بہ مونس غرباء العرب

تالیف منیف حقایق آگاہ معرفت دستگاہ واقف رموز جلی وخفی حضرت شاہ لطف علی صاحب مودودی المعروف بصاحبزادہ صاحب

باہتمام تاجر باہوش دعظ مولوی محمد مراد صاحب پشاوری کتب فروش

مطبع نور الاسلام حیدرآباد دکن میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل التوبۃ موجب الغفران الحوبۃ و العصیان و جعل
البیعۃ موجب الرضوان والصلوۃ والسلام علی من بیعتہ بیعۃ الرحمن
بحکم القرآن و بیعۃ خلفائہ بیعتہ لما بیعتہ بیعۃ الدیان و علی
آلہ و اصحابہ و اتباعہ الذین ھم ھداۃ الزمان و مرشدو
مناھج منازل الاحسان والعرفان لاھل الضلالۃ والطغیان واھل الفجور والعصیان
اما بعد پس کہتا ہے افقر العباد رحیم مرزا خادم العلماء الفقراء والفقراء العلما سید
لطف علی الحسینی المودودی آبا و الحسنی القادری اما و الچشتی الہروی وطنا
و الحیدرآبادی ابتلاء و مسکنا غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ کہ بعضی
احباب اس فقیر کے بہت دن سے مستدعی اس امر کے تھی کہ یہہ فقیر وعظ کرے
اور اسلئے کہ زبان وطنی اس فقیر کے فارسی ہی اور زبان اردو کو فی الواقع اردو لوگ بولتے
ہین یہہ فقیر چندان مہارت نہین رکھتا ہے اور کلمہ اردو کے تذکیر اور تانیث
اور مفرد اور جمع کا فرق اور کلمات اردو کا امتیاز اس فقیر کو نہین اور
جس وقت کہ یہہ فقیر وطن سے عازم ہندوستان کا ہوا تو اثنائے راہ مین وارد

پنجاب ہوکر دو برس تک وہان کے اطراف اور اکناف مین سیر و سیاحت
کرتا رہا اور کچھہ کچھہ پنجابی زبان بھی بولنے لگا چونکہ ابتدا ہر کچھہ کچھہ پنجابی سیکھی
تو اتبک بعضی الفاظ پنجابی زبان کی اس فقیر کی زبان مین بیٹھ گئے ہین اور علاوہ
ازان اسلئے کہ یہہ فقیر سریع الکلام ہے اور وہ موجب فصاحت کے نہین بنا بران
یہہ فقیر ایام اجابت سوال احباب سے استعفا کرتا رہا مگر جب اصرار
اونکا بدرجہ غایت پہونچا اور نیز چونکہ ہدایت عوام کہ عند اللہ باعث اجر عظیم کے
ہے ملحوظ تھی بنا بر آن اس فقیر نے باوجود یہہ سریع البیانی و عدم مہارت
لسانی و ہیچمدانی کی محض لمرضاة اللہ کمر ہمت باندھکر کتاب معدن الجواہرات
فی المنجیات والمہلکات کا لکھنا شروع کیا چنانچہ اتبک اوسکا مسودہ ہوتا
ہے انشاء اللہ تعالے اگر حیات مستعار کچھہ ایام باقی رہے اور طاقت
مساعد ہوئی اور وہ کتاب تیار ہوئی تو طالبین حق کے واسطے بہت مفید ہوگی
باآنکہ وہ کتاب اتبک تسوید مین ہے مگر کثرت التماس سے دوستون کی
اس فقیر کو عازم اس امر کا کیا کہ کوئی باب اوسکا کہ مسودہ ہوگیا ہو مبیضہ کیا جاوے
کہ تا تبیض مسودہ کامل اوس کتاب کے وہ باعث ہدایت کا ہو بنا بر آن
اس فقیر نے اجابۃ لالتماسہم باب توبہ کا کہ ابواب منجیات سے اوس
کتاب کے ہے باوجود اسکی کہ وہ بھی ناقص اور اصلاح طلب ہے مبیض
کرکے اونکے حوالہ کیا تا کہ وہ لوگ اوسکو پڑھین اور سناوین اور چونکہ
یہہ باب توبہ کا کتاب معدن الجواہرات فی المنجیات والمہلکات کے اور
ابواب کا نمونہ ہے بنا بر آن اس فقیر نے اس باب کو رسالہ مسمی نمونہ خریداری

سنے معروف کیا اگرچہ کلام اردو اس کتاب کی فصیح نہین بلکہ بہہ اردو ولایتی ہے یعنی سمجھا کہ ولایتی آدمی اپنے ملک سے اول پنجاب مین سے ہوکر ہندوستان مین آکر غیر فصیح اردو بولنے لگتے ہین اور ہندوستانی آدمی اوسکے کلام غیر فصیح کو سنکر ہنستے ہین تو اردو اس کتاب کی بھی ویسی ہے مگر اللہ تعالے کے فضل وکرم سے کچھ بعید نہین کہ اس غیر فصیح کلام کج مج بیان کو کہ علت غائی اوسکی نصیحت مسلمین کی ہی قبول فرماکے اسکو موجب ہدایت عوام کا کرے اور اسکی مولف کو اوسکا اجر عطا فرماوے۔ اِنَّهٗ عَلٰى ذالك قدير وما ذالك على الله بعسير من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له وهو الهادى ومنه الرشاد

انتباہ

فقیر مؤلف بعض جا اس رسالہ مین اور کتابون سے اولیاء حقانی اور علماء ربانی کے اقوال اپنی تقریر کی تائید مین لایا ہے اور بعضی جا اون علماء کے اقوال بھی لکھے ہین کہ وہ ارباب تصوف نہین ہین اگرچہ مطابق فرمودہ حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ کے۔ لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال قول کو دیکھنا چاہیے نہ کہ قائل کو شیخ سعدی نے فرمایا ہے۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش ٭ ور نبشتست پند بر دیوار

مگر عوام جب کسی عالم یا ولی یا شیخ کی حالت اور ولایت اور کرامت اور علم اور تقوی اور طہارت سے بخوبی واقف ہوتی ہین تب اوسکے کلام کو

معتبر اور لائق سند کے جانکر باعتقاد تمام متوجہ ہو کر بگوش دل اونکو
سنکر عمل مین لاتی ہین اور جس قائل کے حال سے واقف نہین ہوتے
تو اوسکے قول کیطرف چندان متوجہ نہین ہوتے اور چونکہ علم اور تقوی اور
فتوی اور زہد اور طہارت اور کمال اور بزرگی اور کرامات اور خوارق عادات
وسائر صفات غوث الاغواث ربانی قطب الاقطاب صمدانی قائل قول
قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ واقف اسرار لی مع اللہ امام الصدیقین
حجۃ العارفین سلطان الواصلین شیخ المکملین سید المحققین سند المدققین شیخ الاسلام
والمسلمین محبوب حضرت رب العالمین السید محی الدین عبد القادر الجیلانی
رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک خواص وعوام کے اظہر من الشمس و ابین من
الامس ہہی اور اقوال کرامت اشتمال اوس ذو المجد والکمال کے نزدیک
خواص کے بعد کتاب اللہ و احادیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور بعد آثار حضرات صحابہ عظام و تابعین کرام و ائمہ ذوی الاحترام کے ہم پایہ
اقوال صفوت اشتمال ہدایت منوال حضرت عبد الواحد بن زید اور حضرت
حبیب عجمی اور حضرت معروف کرخی اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرت
فضیل بن عیاض اور حضرت سفیان ثوری اور حضرت ذو النون مصری اور
حضرت سری سقطی اور حضرت جنید بغدادی اور حضرت ابو بکر شبلی وغیرہم اکابر
طریقت اور محققین تصوف کے سمجھی جاتی ہین مگر نزدیک عوام کے بعد قرآن مجید
و احادیث نبویہ علیہ افضل التحیہ کے پایہ اعتبار مین گنی جاتی ہین بنابران اس
فقیر نے اس رسالہ مسمّی بہ نمونہ خرداہی مین اقوال کرامت اشتمال حضرت

محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی کتاب غنیۃ الطالبین
سے اور اقوال اور اولیا اور علما کے اور کتب معتبرہ سے نقل کئے چونکہ
تمام عبارت اون اقوال کے لکھکر بہ نظر سمجھانی عوام کے اوسکا ترجمہ اردو
مین لکھنا موجب طوالت کا اور سامعین اور ناظرین کی ملالت کا تھا بنا بر علیہ
اس فقیر نے جمیع حضرات کے اقوال سے شہادۃ ایک یا دو سطر یا کچھہ کم و
زیادہ اوس سے لکھکر الخ کر کے کسی جگہہ اون اقوال کا سارا ترجمہ اور
بعضی جا اونکا خلاصہ ترجمہ لکھا ہے اگر ناظرین یا سامعین کو اوس مین شبہہ
واقع ہو تو اون اقوال کو اوس کتاب مین جنکا اس فقیر نے حوالہ دیا ہے
دیکھہ لین اور اکثر احادیث جو اس رسالہ مین لکھی گئی ہین وہ مشکوۃ شریف سے
منقول ہین مگر بعضی احادیث اسکی غنیۃ الطالبین سے اور اور کتب معتبرہ
صوفیہ سے کہ مؤلف اوتکے محدث بلکہ محدثین مین محقق ہوئی ہین منقول ہین
اون احادیث کے اول مین یا اون احادیث کے مضمون کی آول مین
نام اوس کتاب کا مرقوم ہوا ہے اور چونکہ یہہ رسالہ وعظ کیلئے لکھا گیا ہے
اور اسمین تفہیم عوام کی مدنظر تھی بنا بر ان احادیث و اخبار و نقول عربی کا
حاصل ترجمہ لکھا گیا ہے لفظی ترجمہ لکھا نہین گیا مبادا عوام کے فہم مین نہ آوے
اسے بھائیو - یرحمکم اللہ تعالی جاننا چاہیے کہ توبہ جو معصیت سے طاعت
کی طرف رجوع کرنا ہے اول قدم مریدونکا اور آغاز راہ سالکون کا ہے کسی
آدمی کو اس سے چارہ نہین اسلئے کہ اول آفرینش سے آخر تک گناہون سے
پاک ہونا کام فرشتونکا ہے اور تمام عمر عصیان اور طغیان مین مستغرق ہونا

کام شیطان کا ہے اور معصیت سے طاعت کی طرف رجوع کرنا اور اپنے گناہوں سے نادم ہونا کہ وہ حقیقت توبہ کے ہی کام حضرت آدم علیہ السلام کا اور اونکی اولاد کا یعنی آدمیونکا ہے جسنے توبہ سے اپنے گناہونکا تدارک کیا گویا اوس نے نسبت اپنی ابنیت کی اپنے دادا حضرت آدم علیہ السلام سے درست کی اسلئے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اگرچہ براہ سہو و نسیان مخالف فرمان واجب الاذعان حضرت سبحانہ تعالی شانہ ہوکر دانہ منہی عنہ کہایا مگر بعد ازان اوس سہو سے نادم اور تائب ہوکر کہا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین یعنی ہمارے رب ہمنے نافرمانی کرنیسے اپنی نفسون پر ظلم کیا ہے اگر تو ہمکو نہ بخشیگا اور نہ رحم کریگا البتہ ہم زیان کارون مین سے ہونگے چونکہ آدمی کو تمام عمر طاعت مین رہنا محالات سے ہے اسلئے کہ حضرت اللہ تعالے نے ابتداء آدمی پر شہوت کو کہ وہ آلہ شیطان کا ہے مسلط فرمایا اور عقل کو کہ وہ خصم شہوت کا ہے تب پیدا فرمایا کہ پہلے شہوت نے بدن انسان کے قلعہ کو گہیر لیا تہا یعنی مسلط ہو چکی تہی اور نفس اوس سے مالوف ہو گیا تہا جب عقل پیدا ہوا دیکہا کہ شہوت آدمی پر غالب ہو چکی ہے تب عقل کو توبہ اور مجاہدت سے حاجت پڑی تا آدمی کو شیطان اور شہوت کی پینجی سے چہوڑا دی اور عصیان سے طاعت کی طرف متوجہ کرے پس آدمی کے لئے سخت ضرورت ہے کہ وہ اپنی گناہون سے توبہ کرے۔

توبہ کی حقیقت کا بیان

جاننا چاہیے کہ آغاز توبہ کا نور معرفت کا اور نور ایمان کا ہے کہ آدمی پر

ظاہر ہوتا ہے اور آدمی اوس نور سے یہ دیکھتا ہے کہ گناہ زہر قاتل ہین
شان اوسکی مثل اوس آدمی کے ہے کہ زہر کھا لیا ہے اور جب وہ
ہلاکت کے نزدیک پہونچتا ہے تب اوسمین ہراس اور خوف طاری
ہوتا ہے اور وہ اپنی انگلیون کو اپنے حلق مین مارتا ہے اور قی کرتا ہے
تاکہ وہ زہر قی کے ذریعہ سے بدن سے نکل جاوے اور بسبب اوس
ہراس کے وہ اپنا معالجہ کرنا چاہتا ہے کہ تا اثر اوس زہر کا کہ اوسنے
کھایا ہے اوسکے بدن مین نرہے اور ایسا ہی جسنے گناہ کیا ہے جب
اوسمین نور ایمان کا جلوہ گر ہوتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ ہمنے شہد مین زہر کھایا
یعنی ظاہرا گناہ اگرچہ وہ مانند شہد کے شیرین تہے ہمنے کئے مگر اوس مین
زہر گناہ کا تہا کہ وہ باعث اطفاء نور ایمان کا ہے اور وہ آدمی اون گناہون سے
پشیمان ہوتا ہے اور خوف الہی جل شانہ کے آگ اوسکی جان سے شعلہ زن
ہوتی ہے اور عزم راسخ کرتا ہے کہ توبہ سے ایام ماضی کے گناہونکا تدارک
کرے اور آیندہ زمانہ استقبال مین گناہ نکرے اور وہ اپنے سب حرکات
و سکنات کو بدلتا ہے اور جیسا کہ آگے اس سے غفلت کی سرور مین تہا
اب اوس سے روتا ہے اور پشیمان ہوتا ہے پس توبہ پشیمان ہونا ہی
گناہون سے اور اصل اوسکا نور معرفت کا اور نور ایمان کا ہے اور فرع
اوسکا اپنی احوال کا بدلنا اور نقل کرنا ہے معصیت سے طاعت کیطرف
غوث الاعظم قطب الافخم حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی
اللہ تعالی عنہ نے غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہے وحقیقۃ التوبۃ

فی اللغۃ الرجوع یقال تاب فلان من کذا ای رجع عنہ الخ یعنی توبہ کی حقیقت از روئے لغت کے رجوع کرنا ہے یعنی پھرنا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے تاب فلان من کذا یعنی فلان شخص فلان چیز سے پھرا اور باز رہا اور توبہ کے شرعی معنی پھرنا ہے مذمومات شرعیہ سے محمودات شرعیہ کی طرف اور گناہوں کو اور عصیان کو ہلاک کرنیوالا اور خدا تعالے سے دور کرنیوالا اور جنت سے باز رکھنے والا سمجھنا اور گناہوں کی ترک کرنیکو موجب قربت حق تعالی اور دخول بہشت کا سبب جاننا اور نصوح مشتق ہے نصاح سے کہ معنی لغوی اوسکی خیط ہے یعنی تاگا ہی اور مدعا اوس سے خلوص للہ ہے کہ بغیر آمیزش کسی چیز کی ہو اور توبہ نصوح وہ ہے کہ خالصاً للہ ہو کر نہ کوئی اور چیز بغیر عزم قربت اللہ تعالی کی اوس سے متعلق ہو اور نہ وہ کسی اور چیز سے متعلق ہو اور وہ استقامت طاعت کے لئے اور ترک معصیت کیلئے خاص ہو کہ اوسمین روبہ بازی نہو اور وہ اپنی نفس کو گناہوں پر عود کرنیکا دلاسا اور تسکین نہ دیوے جیسا کہ اوسنے ارتکاب معاصی کا خالصاً اتباع شہوات نفسانی کے لئے کیا تہا ایسا ہی گناہ کے لیے خالصاً للہ توبہ کرے تاکہ اوسکا حسن خاتمہ ہو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ توبہ کے چار رکن ہین ایک یہہ کہ جناب آلہی جل شانہ مین زبان سے اپنے گناہونکی آمرزش طلب کرنا اور دوسرا یہہ کہ دل مین گناہون سے نادم ہونا تیسرا یہہ کہ گناہون کو ترک کرنا اعضا سے چوتہا یہ کہ دل مین یہہ قصد نہ کہنا کہ پھر گناہ کرونگا یعنی اپنی نفس کو دلاسا گناہونکا

مذہناکسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

سبحہ بکف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ ۔ معصیت را خندہ می آید ز استغفار ما

اور کسی نے کہا ہے۔

در دل ہوس گناہ بر لب توبہ ۔ در صحف می خوری و در لب توبہ

ہر روز شکستن است ہر شب توبہ ۔ زاین توبہ نا درست یارب توبہ

شیخ العرفا حضرت ابوالقاسم شافعی قشیری نے رسالہ قشیریہ مین فرمایا ہے کہ توبہ کے معنی شرعا رجوع کرنا ہے عنیات شرعیہ سے حسنات شرعیہ کی طرف اور اہل سنت جماعت کی محققین نے فرمایا ہے کہ شروط صحت توبہ کے تین اشیا ہین ایک ندامت گناہون سے دوسرا ترک ذلت حال کا تیسرا عزم واثق کرنا کہ پھر گناہون اور نواہی شرعیہ کیطرف رجوع نکرے پس یہ ارکان توبہ کے ہین کہ بغیر انکے توبہ صحیح نہین ہوتی علما دینے فرمایا ہے کہ حدیث ہے الندم توبة یعنے گناہو نسے پشیمان ہونا توبہ ہے تو مقصود شارع کا اس سے بیان کرنا معظم ترین ارکان توبہ کا ہے جیسا کہ حدیث ہے الحج عرفة یعنے حج عرفہ ہے تو مقصود اس سے یہہ کہ معظم ترین ارکان حج کا عرفہ ہے یعنے وقوف عرفہ کا نہ یہہ کہ بغیر وقوف عرفہ کے اور کوئی رکن حج کا نہین ایسا ہی الندم توبة کے معنی یہہ ہین کہ معظم ترین ارکان توبہ ندامت ہے اور محققین نے کہا ہے کہ توبہ مین ندامت کافی ہے اسلیے کہ توبہ کے اور دو رکن کہ ایک اونمین سے ترک ذلت حال کا اور ثانی عزم عدم رجوع گناہ کا ہے یہہ دو تو ندامت کو لازم ہین اسلیے کہ جو شخص کہ گناہون

سے نادم ہوگا تو ضرور وہ ترک زلت حال کا اور عزم ترک زلت زمانہ استقبال
کا کریگا زبدۃ العرفاء المحققین شیخ الاسلام حضرت علی الغزنوی الہجویری ثم لاہوری
نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں کہ وہ سند عرفا کے ہے لکھا ہے کہ توبہ
لغت میں بمعنی رجوع کرنے کے ہیں جیسا کہ عرب میں کہتے ہیں تاب ای رجع
پس حقیقت توبہ کے پھرنا ہے گناہوں سے اور بجا لانا اوامر کا ہے اور حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الندم توبۃ یعنے پشیمانی
گناہوں سے توبہ ہے اور یہہ قول شامل ہے تینوں صفات توبہ پر کہ ایک
اونمیں سے افسوس کرنا ہے ایام ماضی کے گناہوں پر اور دوسرا عزم
ترک زلت حال کا ہے اور تیسرا گناہوں کرنیکا قصد نکرنا ہے زمانہ استقبال
میں اور یہہ تینوں صفات ندامت سے متعلق ہیں اسلیے کہ جب گناہ کرنے
سے اوسکے دلمیں ندامت ہوگی تو یہ تینوں صفات اوسکو لازم ہونگی اور
گناہ کے ندامت کی بہی تین سبب ہیں ایک سبب تو خوف الٰہی جل شانہ
کا ہے کہ جب وہ دل پر غالب ہوگا تو آدمی گناہوں سے نادم ہوگا اور دوسرا
سبب امید دخول جنت کے ہے کہ جب وہ امید اسکی دل پر غالب ہوگی اور
وہ جانتا ہے کہ دخول جنت بغیر ترک زلت کے نہوگا تو وہ اوس گناہوں سے
نادم ہوگا اور تیسرا شرم کہ وہ جب اللہ تعالی کو اپنی سب احوال اور افعال
پر حاضر اور ناظر جانیگا تب اندروے شرم کے وہ گناہوں سے نادم ہوگا

اقسام توبہ کے بیان میں

پس انمیں سے ایک تائب ہے دوسرا منیب ہے تیسرا اواب ہے

اور انابت اور اوبت بہی بمعنی رجوع کرنیکے طرف اللہ تعالی کی ہین اور
توبہ خوف عذاب الہی جل شانہ سے ہوتی ہے اور انابت طلب ثواب
کے لیے اور اوبت رعایت فرمان الہی تعالی شانہ کے لیے اسلیئے کہ توبہ
مقام عام مومنین کا ہے اور وہ گناہون سے ہوتی ہے اور انابت مقام
اولیا مقربین درگاہ حضرت اللہ جل جلالہ کا ہے جیسا کہ قران مجید مین
ہے من خشی الرحمن بالغیب وجاء بقلب منیب یعنی وہ کہ اللہ تعالی
سے بن دیکہے ڈرا اور ساتہ دل رجوع کرنے والے کے آیا اور اوبت
مقام انبیا اور مرسلونکا ہے جیسا کہ قران مجید مین ہے نعم العبد
انہ اواب یعنے وہ اچہا بندہ ہے تحقیق وہ رجوع کرنیوالا ہے پس توبہ کبایر
سے حق تعالی کی طرف رجوع کرنا ہے اور یہہ عوام مومنین کیلیے ہے
اور انابت غفلت اور خودی سے اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنا ہے
یہہ خواص کے لیئے ہے کہ مراد اون سے اولیا اور مقرب درگاہ
حضرت ایزدی کی ہین اور اوبت التفات غیر سے اللہ تعالی کی طرف
رجوع کرنا ہے اور یہہ انبیا و رسل کے لیئے ہے کہ اخص الخواص
خلق کے ہین جیسا کہ ما زاغ البصر وما طغی کہ حضرت سید الانبیاء علیہ
الصلوۃ والسلام کے حق مین ہے اسپر دلالت کرتا ہے۔

دربیان آیات قران مجید کہ درباب توبہ کے وارد ہوئی ہین

جاننا چاہیے کہ بعض آیات قرانی درباب امر توبہ کے وارد ہوئی ہین کہ وہ
مقتضی وجوب توبہ کے ہین ہر فرد مومن کے لیئے اور بعضی آیات درباب

وعدہ عفو گناہون تائب کی بلکہ درباب تبدیل سیئات تائب مومن صالح کی حسنات بنتے ہین اور بعض آیات درباب تحذیر اور تہدید عدم توبہ کی اور بعض آیات درباب محبوبیت تائب کے واقع ہوئی ہین اور وہ آیات کہ درباب امر توبہ کرنیکے اور مقتضی وجوب توبہ کے ہر فرد مومن کیلئے ہین یہہ ہین اللہ تعالی نے قران مجید مین فرمایا ہے وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المومنون لعلکم تفلحون یعنی اے مومنو اپنی گناہون سے سب توبہ کرو تاکہ تم رستگاری پاؤ اور لفظ جمیعاً کا اور ایہا المومنون کا مقتضی وجوب توبہ کا ہے ہر فرد مومن کے لئے یعنی ہر فرد مومن پر واجب ہے کہ توبہ کرے خواہ وہ مرتکب گناہون صغائر یا کبائر کا ہوا ہو یا نہ چنانچہ وجہ اوسکی آگے انشاء اللہ وجوب توبہ کے بیان مین آویگی اور اجماع امت کا بہی ایسا ہے کہ ہر فرد مومن پر توبہ کرنا واجب ہے جیسا کہ سلطان الابدال والافراد والاوتاد حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے غنیۃ الطالبین مین لکہا ہے فالتوبۃ من سائر الذنوب واجبۃ باجماع الامۃ یعنی توبہ کرنا گناہون سے ہر فرد مومن کو واجب ہے ازروئے اجماع کے اور اور جگہ غنیۃ الطالبین مین لکہا ہے فالتوبۃ فرض عین فی حق کل شخص لایتصور ان یستغنی عنہا احد من البشر یعنی توبہ کرنا فرض عین ہے ہر شخص پر کہ اوس سے کوئی آدمی مستغنی نہین جیسا کہ بیان اوسکا انشاء اللہ تعالی ائندہ مفصلاً لکہا جاویگا اور دوسری آیۃ قران مجید کی کہ اوس مین بہی اللہ تعالی نے امر توبہ کرنیکا جمیع مومنین کو فرمایا ہے کہ وہ بہی مقتضی وجوب

توبہ کے یہہ ہے یا ایہا الذین امنو اتوبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیاٰتکم ویدخلکم جنات تجری من تحتہا الانہار یعنی اے مومنو توبہ کرو اور رجوع کرو طرف اللہ تعالیٰ کے توبہ خالص امید ہے کہ تمہارا رب تمہاری گناہ تم سے دور کریگا اور تمہین ایسی جنت مین داخل فرمادیگا کہ اوسکی نیچے سے نہرین جاری ہونگی اور تیسری آیۃ قران مجید کی کہ وہ درباب امر توبہ کرنیکی اور مقتضی وجوب توبہ کی ہے یہہ ہے ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یعنی اپنے پروردگار سے اپنے گناہونکی آمرزش چاہو اور توبہ کرو اور رجوع کرو اللہ تعالیٰ کی طرف حضرت انس سے روایت ہے کہ جب یہہ آیۃ اوتری تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی صحابہ کے ہر روز ایک سو بار فرماتے تھے نستغفر اللہ ونتوب الیہ یعنی طلب آمرزش کی کرتے ہین ہم اللہ تعالیٰ سے اور توبہ اور رجوع کرتے ہین ہم اللہ تعالیٰ کی طرف جیسا کہ آگے انشاء اللہ تعالیٰ یہہ حدیث آویگی اور یہہ آیۃ درباب تحذیر اور تنذیر عدم توبہ کی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قران مجید مین فرمایا ہے وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ یعنے جو کوئی توبہ نکریگا تو وہ لوگ ظالم ہین فقیر مودودی مولف اس رسالہ کا کہتا ہے کہ اس آیۃ مین تنبیہ اور تخویف شدید ہے درباب توبہ نکرنیکی اسلئے کہ قران مجید مین اکثر آیات مین اطلاق ظالم کا کافر پر آیا ہے جیسا کہ قران مجید مین ہے والکافرون ہم الظلمون یعنی کافر ظالم ہین تو

اللہ تعالیٰ نے کفر کو ظلم میں حصر فرمایا بخلاف ظلم کے کہ وہ کفر میں محصور
نہیں اسلئے قرآن مجید میں اطلاق ظالم کا غیر کافر پر بھی آیا ہے جیسا کہ
آیہ من لم یتب فاولئک ھم الظالمون میں ہے اسلئے کہ توبہ عام ہے
کہ سیئات صغائر سے ہو یا کبائر سے ہو اور یقین ہے کہ عدم توبہ صغائر
سے مستلزم کفر کی نہیں ایسا ہی عدم توبہ کبائر سے کہ وہ در صورت
اصرار کے قریب کفر کی ہے نہ کفر ورنہ لازم آتا ہے کہ مومن بسبب کبائر
کا کافر ہوا اور یہہ باطل ہے مگر نزدیک معتزلہ اور خوارج کے اصرار بلکہ
ارتکاب کبیرہ کا بھی کفر ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ نزدیک اہل سنت وجماعت
کے کفر مستلزم ظلم کا ہے نہ ظلم مستلزم کفر کا اور وہ دو آیتین کہ درباب
قبول توبہ کے اور عفو اور غفران گناہ تائب کے ہین ایک اونمین سے
یہ ہے ھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات
یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اپنے بندون کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہ معاف
رتا ہے اور دوسری آیۃ یہہ ہے انی غفار لمن تاب وآمن
وعمل صالحا ثم اھتدی یعنی مین بخشنے والا ہون اوس شخص کیلئے
کہ اوسنے توبہ کیا اور ایمان لایا اور عمل صالح کیا پس اوسنے ہدایت
پائی اور وہ آیت کہ درباب تبدیل سیئات تائب مومن کی حسنات
سے بشرط عمل صالح کے ہے یہہ ہے الا من تاب وعمل عملا صالحا
فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات یعنی جس نے
کہ توبہ کیا اور ایمان لایا اور عمل صالح کیا پس اللہ تعالیٰ اوسکی سیئات

حسنات سے بدل فرماتا ہے اور یہہ تبدیل سیئات کی حسنات سے
بعد توبہ کرنیکی گناہوں سے اور حفظ جمیع شرائط اور ارکان اور لوازم اوسکی
اور بعد ایمان لانیکے اور عمل صالح کی ہے کہ اللہ تعالے بندہ مومن تائب
صالح کی سیئات کو حسنات سے بدل فرماتا ہے کہ اوسکی سیئات حسنات
ہوجاوینگی اور وہ تمنا کرینگے کہ اے کاش ہمارے گناہ بہت ہوتے
تو آج وہ حسنات ہوجاتی جیسا کہ یہہ روایت حضرت ابن مسعود
رضی اللہ تعالی عنہ کی انشاء اللہ تعالے آگے لکھا جاوے گا
تو یہ ہے کمال فضل الہی جل شانہ کا اون تائبین کے حق مین ثابت ہے
کہ وہ اپنی سیئات سے توبہ نصوح کرکے عمل صالح کرتے ہین جیسا کہ یہہ آیۃ
اسپر دلالت کرتی ہے التائبون العابدون الحامدون
السائحون الراکعون الساجدون الآمرون
بالمعروف والناہون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ
یعنی وہ توبہ کرنیوالے کہ عبادت کرنیوالے اور اللہ تعالے کی حمد کرنیوالے
اور روزہ رکھنے والے اور رکوع کرنیوالے اور سجدہ کرنیوالے یعنے
نماز پڑھنے والے اور امر کرنیوالے امور مشروعہ کے اور نہی کرنیوالے
امور غیر مشروعہ سے اور اللہ تعالے کے حدین کو نگہبانی کرنیوالے
بشارۃ دی مومنین کو آخر آیۃ تک یعنے اللہ تعالی تائبون کو صفات
مذکورہ سے موصوف فرماکر فرماتا ہے کہ اونکو بشارۃ دی غرض اس
آیۃ سے یہہ ہے کہ وہ تائب مومن کہ ان صفات سے موصوف ہون

وہ مستحق بشارت کے ہین تو تائب کو چاہیے کہ بعد توبہ کی اعمال صالحہ
کہ آیتہ مذکورہ مین ہین کری تا کہ وہ مستحق بشارت کا ہو اور اللہ تعالی
بھی اون تائبون کی سئیات کو حسنات سی بدل فرماتا ہے کہ وہ متصف بصفات
مذکورہ آیتہ مزبورہ کی ہون اور وہ آیتہ کہ اوس سے محبوبیت تائبین کی
ثابت ہی یہہ ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین یعنی تحقیق
اللہ تعالی دوست رکھتا ہے توبہ کرنیوالون اور دوست رکھتا ہی طہارت
کرنیوالون کو اور فقیر مودودی مولف اس رسالہ کا کہتا ہے کہ مختار نزدیک
اس فقیر کے یہہ ہے کہ متطہرین سی بہی مراد توابین ہین اور یحب المتطہرین
عطف تفسیری یحب التوابین کا ہے اس لئے کہ جس نے گناہون سی توبہ کیا تو
وہ گناہون سی پاک ہوا اور اوس کو گناہون سے کہ وہ نجاست حکمی اور رجاست
باطنی ہی طہارت حاصل ہوئی اور اگر متطہرین سی طہارت ظاہری کرنے والی
حدث اور جنابت سی مراد لئی جاوین تو لازم آتا ہے کہ جمیع طہارت کرنیوالی
حدث اور جنابت سی اللہ تعالی کے محبوب ہون تو یہہ باطل ہی اس لئے کہ
اگرچہ طہارت ظاہری کہ مراد طہارت حدث اور جنابت سی ہی امر محمود ہی لاکن کرنیوالا
اوسکا مستحق ایسی رتبہ اعلی کا نہین ہو سکتا چنانچہ کتاب غنیتہ الطالبین مین او
ابی منہال سی مروی ہی کہ کہا اونہی کہ مین ابی عیالہ کے پاس تہا اوس نی اچہی وجہ
وضو کیا مین نے یہہ آیتہ پڑہی ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین
اونہون نے جواب دیا کہ وضو کون ایسی چیز ہے جسکی واسطی اللہ تعالی تعریف فرماوی کہ
مین اوس کو دوست رکھتا ہون ہان وضو البتہ اچہی چیز ہی لاکن اللہ تعالی شانہ کی نزدیک

متطہرین سی مراد وہ لوگ ہین جو اپنی گناہون سی پاک رکہتے ہین اور اللہ تعالی نے
اونہین کی تعریف فرمائی کہ مین اون کو دوست رکہتا ہون اور اس آیتہ کی اقتضا
النص سی معلوم ہوتا ہی کہ جو کوئی اپنی سئیاتسی نادم ہوا اور اپنی خطیبات سے توبہ کیا تو
اللہ تعالی اوس کا محب ٹہیرا اور جب اللہ تعالی اوس کا محب ہوا تو لاجرم وہ اللہ تعالی
کا محبوب ہوا تو دیکہنا چاہئے کہ توبہ کرنا عنداللہ کتنا باعث علو درجا تکاہے اور یہہ مرتبہ
رفیعہ حاصل نہین ہوتا بغیر توبہ کرنے جمیع سئیات کی کہ وہ ظاہری ہون یا باطنی عمداً ہون
یا سہواً افعالی ہون یا اقوالی کہ اونسی بصدق قلب و اخلاص دل و بعزم عدم رجوع
کی تائب ہو فائدہ غنیۃ الطالبین مین سعید بن جبیر سی مروی ہی کہ اونی کہا ان اللہ
یحب التوابین من الشرک والمتطہرین من الذنوب یعنی شرک سی توبہ کرنیوالا
کو اور اپنی آپ کو گناہون سی پاک کرنیوالون کو اللہ تعالی دوست رکہتا ہے وقیل
التوابین من الکفر والمتطہرین بالایمان یعنی کہا گیا ہے کہ کفر سی توبہ کرنیوالون کو
اور ایمان سی پاک ہونیوالون کو اللہ تعالی دوست رکہتا ہی وقیل التوابین من الذنوب
لا یعودون فیہا والمتطہرین منہا لم یصیبوہا یعنی کہا گیا ہی کہ گناہون سی توبہ کرنیوالونکو
کہ وہ پہر اوس گناہ کیطرف متوجہ نہین ہوتے اور گناہون سے اپنے آپ کو پاک کرنیوالون
کو کہ پہر وہ اوس گناہ کی نزدیک نہین جاتی اللہ تعالی دوست رکہتا ہی وقیل التوابین
من الکبائر والمتطہرین من الصغائر یعنی کہا گیا ہی کہ گناہون کبیرہ سی توبہ کرنے
والون کو اور گناہون صغائر سی پاک رکہنیوالون کو اللہ تعالی دوست رکہتا ہے
وقیل التوابین من سوء الاقوال والافعال
والمتطہرین من العقود والاضمار یعنی کہا گیا ہے کہ اقوال و افعال بدے

توبہ کرنیوالوں کو اور بد ارادون اور وساوس سیئہ سی دل کو پاک رکہنیوالونکو
اللہ تعالی سی دوست رکہتا ہی وقیل التوابین من الجرائم والمتطہرین
من خبث السرائر یعنی کہا گیا ہی کہ گناہون سی توبہ کرنیوالون کو اور دل سے
میل دور کرنیوالون کو اللہ تعالی دوست رکہتا ہی وقیل التوابین من الاثام
والمتطہرین من الاجرام یعنی کہا گیا ہی کہ گناہون سی توبہ کرنیوالون کو اور گناہون
سی پاک رہنیوالون کو اللہ تعالی دوست رکہتاہے وقیل التوابین من الذنوب
والمتطہرین من العیوب یعنی کہا گیا ہی کہ گناہون سی توبہ کرنیوالا اور عیوب
غیرہ سی پاک رہنیوالون کو اللہ تعالی دوست رکہتا ہی وقیل التواب الذی
کلما اذنب تاب یعنی کہا گیا ہی کہ تواب وہ شخص ہی کہ جسوقت کہ وہ گناہ کری اوسیوقت
بین وہ توبہ کری اللہ تعالی نی قرآن مجید مین فرمایا ہی انہ کان للاوابین
غفورا یعنی اللہ تعالی رجوع کرنیوالون کو بخشنے والاہے بیان احادیث کا کہ
درباب توبہ ہین جاننا چاہیے کہ موجب انتصار النص آیہ ان اللہ یحب التوابین
ویحب المتطہرین کی محبوبیت تائبین کی بسا احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل التحیہ
سی بہی معلوم ہوتی ہے جیساکہ موجب حدیث کی کہ کتاب کشف المحجوب مین مرقوم ہے
ما من شیئی احب الی اللہ من شاب تائب یعنی نہین کوئی شی زیادہ دوست
اللہ تعالی کو جوان توبہ کرنیوالی سی یعنی اللہ تعالی سب اشیاء سی جوان تائب کو
زیادہ دوست رکہتا ہے اور جب اللہ تعالی نے جوان تائب کو دوست رکہا
تب اللہ تعالی نی اوس کا محب ہوا اور وہ اللہ تعالی کا محبوب ہوا اور موجب
اس حدیث کی کہ کتاب کیمیای سعادت ہیں ہے التائب حبیب اللہ یعنی توبہ کرنیوالا

اللہ تعالی کا حبیب ہی اور اس لئی کہ فعیل کبھی بمعنی مفعول کی بھی آتے ہیں جیسا جریح بمعنی مجروح کی اور قتیل بمعنی مقتول کی تو حبیب اس جگہ بمعنی محبوب کے ہی تو معنی اس حدیث کی یہہ ہوئی کہ توبہ کرنیوالا اللہ تعالی کا محبوب ہی اور مطابق اس حدیث کی کہ مشکوۃ شریف مین ہی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب العبد المومن المفتن التواب یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سی روایت ہی کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی تحقیق اللہ تعالی دوست رکھتا ہے اوس بندہ مومن کو کہ گناہون مین مبتلا ہوتا ہے اور بہت توبہ کرتا ہے وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان یعنی روایت ہی عبد اللہ بن مسعود سی کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ گناہون سی توبہ کرنیوالا اوس شخص جیسا ہی کہ اوسنے گناہ کیا ہی نہین یعنی جسنی کہ گناہ سی توبہ کی اور جسنی کہ گناہ نہین کیا یہہ دونو برابر ہین نقل کیا یہہ ابن ماجہ نی اور بیہقی نی شعب الایمان مین اور غنیۃ الطالبین مین ہی کہ لفظ ولو عاد فی الیوم سبعین مرۃ یعنی ایک روایت مین یہہ حدیث یون بھی ہی کہ توبہ کرنیوالا گناہون سی اوس شخص جیسا ہی کہ اوس نی گناہ کیا ہی نہین اگرچہ عود کری تائب گناہ پر ایک روز مین ستر بار یعنی تب بھی اوسکی لئی گناہ نہین کہتا ہی فقیر مودودی مولف اس رسالہ کا کہ مضمون اس حدیث کا مطابق آیات قرآن مجید کی ہی کہ ایک دن مین سی ان اللہ یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات ہے اور دوسری آیت یہہ ہی انی لغفار لمن

تاب و امن وعمل صالحا اس لئے کہ توبہ کرنا گناہون سے موجب غفران
سئیات اور ہدر گناہون کا ہے اور غفران سئیات اور ہدر معاصی
موجب سلب گناہون کا ہے پس ثابت ہوا کہ التائب من الذنب
کمن لا ذنب لہ اگرچہ مشکوۃ شریف مین ہے کہ اس حدیث کو ابن ماجہ
اور شعب الایمان مین بیہقی بروایت عبداللہ ابن مسعود کے لائے ہین مگر رسالہ
قشیریہ مین اسناد اساتذہ تصوف امام ابو القاسم قشیری نے اس
حدیث کو حضرت انس بن مالک سے یون روایت ہے سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ واذا احب
اللہ عبداً لم یضرہ ذنب ثم تلا ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین
قیل یا رسول اللہ وما علامۃ التوبۃ قال الندامۃ یعنے
سنا مین نے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے گناہون سے
توبہ کی وہ ایسا ہی کہ اوس نے گناہ نہین کیا اور جب اللہ تعالی کسی
بندہ کو دوست رکھتا ہی تو اوس کو گناہ ضرر نہین کرتا یعنی وہ بسبب گناہ کے
دوزخ مین نہین جاتا پس پڑہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
آیۃ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین کے پوچھا گیا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ علامت توبہ کی کیا ہے فرمایا کہ گناہون سے
پشیمان ہونا فقیر مودودی مؤلف اس رسالہ کہتا ہے کہ تقدیر اذا احب اللہ
عبداً لم یضرہ ذنب کی بقرینہ مقام توبہ کی اور بقرینہ پڑہنی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے آیۃ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین

کو بعد فرمانی اذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنب کی نزدیک اس فقیر کے
ہون معلوم ہوتی ہے کہ اذا احب اللہ عبداً التو بته لم یضرہ ذنب
یعنی جب بسبب توبہ کرنیکے کسی بندہ کو اللہ تعالی نے دوست رکھا
تو گناہ اون کو ضرر نہین کرتا اور وہ بسبب اپنی گناہ کی دوزخ مین نہین
جاتا اس لئی کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد فرمانے
اذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنب کے آیۃ ان اللہ یحب
التوابین ویحب المتطہرین کے پڑہی تو گویا حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اول یہہ بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالی کسی بندہ کو دوست
رکہا اوس کو اون کا گناہ ضرر نہین کرتا یعنی وہ بسبب اپنی گناہ کے دوزخ
مین نہین جاتا اور اس فرمانیکی بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
سبب دوستی رکہنی اللہ تعالی کا بیان فرمایا کہ اللہ تعالی توبہ کرنیوالون
کو دوست رکہتا ہے اور جب اللہ تعالی نے بسبب توبہ کرنے کی کسیکو دوست
رکہا تو گناہ اون کا معاف ہو جاویگا اور اون کا گناہ اون کو ضرر نکریگا
اور وہ بسبب گناہ کی دوزخ مین نجاویگا وعن عائشۃ قالت قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا اعترف ثم تاب
تاب اللہ علیہ متفق علیہ یعنی روایت ہی حضرت عائشہ سی کہ کہا فرمایا
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق جب بندہ اقرار کرتا ہے
یعنی اپنی گناہون کا اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی توبہ اوس کی قبول فرماتی
نقل کی یہہ بخاری اور مسلم نے وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم من تاب قبل ان تطلع الشمس من مغربها تاب اللہ
علیہ یعنی روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص کہ توبہ کرے پہلے نکلنے آفتاب کے مغرب کی طرف سے قبول کریگا
اللہ تعالیٰ توبہ اوس کی وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
للہ اشد فرحا بتوبة عبدہ حین یتوب من احدکم کانت راحلته بارض
فلاة فانفلتت منه وعلیها طعامه وشرابه فایس منها فاتی شجرة فاضطجع
فی ظلها قد ایس من راحلته فبینما هو کذلك اذ هو بها قائمة عنده
فاخذ بخطامها ثم قال من شدة الفرح اللهم انت عبدی وانا ربك
اخطاء من شدة الفرح رواہ مسلم یعنی روایت ہے حضرت انس سے کہ کہا
فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے
ساتھ توبہ کرنے اپنے بندے کی جس وقت کہ وہ توبہ کرتا ہے بہ نسبت ایک تمہاری
کے کہ ہو سواری اوس کی زمین جنگل میں پھر وہ سواری اوس سے جاتی رہی اور
اوس کا کھانا پینا اوس پر تھا پس اوس کو تلاش کر کے اوس سے نا امید ہوا پس وہ
ایک درخت کے پاس آکر اپنی سواری کی پانے سے نا امید ہو کر اوسکی سایہ میں لیٹ رہا
پس وس وقت کہ وہ اسیطرح تھا یعنی وہ اپنی سواری کی پانے اور اپنی زندہ رہنے سے
نا امید تھا تو ایسے وقت میں اوسنے دیکھا کہ ناگہان نزدیک اوس کی اوس کی سواری
کھڑی ہے پس مہار اوسکی پکڑی اور نہایت خوشی کی اوسنے کہا یا الہی تو بندہ میرا اور میں رب
تیرا ہوں اوسنے چوک کیا زیادہ خوشی کی مارے نقل کی یہ مسلم نے جاننا چاہئے کہ اوس کا ارادہ
یوں کہنے کا تھا کہ یا الہی تو رب میرا ہے میں بندہ تیرا ہوں لیکن بسبب افراط خوشی کی

مدہوش ہوکر بجای اوس کی کہنی لگا کہ یا آلہی تو بندہ میرا ہین رب تیرا ہون اور
مقصود حدیث شریف کا بیان کرنا اس بات کا ہی کہ اللہ تعالی بندہ کی توبہ کرنیسی
ایسا خوش ہوتا ہے جیسا کہ وہ شخص بسبب پانی اپنی سواری کی خوش ہوا اور از روی
شدت خوشی کی بجای اس کی کہ وہ کہتا ہے کہ یا الہی تو رب میرا ہے مین بندہ
تیرا ہون تو اوس کی زبان سے یہہ نکلتا ہے کہ یا آلہی تو بندہ میرا ہے ہین
رب تیرا ہون تو اللہ تعالی بسبب توبہ کرنے اپنی بندہ کی اوس بندہ کی خوشی
سے بہی زیادہ خوش ہوتا ہے اور اللہ تعالی توبہ اپنی بندہ کی قبول فرماتا
ہے وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی آدم خطاء
خیر الخطائین التوابون رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی یعنے
روایت ہی حضرت انس سی کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو بنی آدم ہے خطاکار ہے اور اچھی خطا کرنیوالون سے توبہ کرنے والے ہین
نقل کی یہہ ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے وعن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المومن اذا اذنب کانت نقطۃ
سوداء فی قلبہ فان تاب واستغفر صقل قلبہ وان زادت زادت حتی تعلو قلبہ فذالکم
الران الذی ذکر اللہ تعالی کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون رواہ احمد
والترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح یعنے روایت
ہے حضرت ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق مؤمن جب گناہ کرتا ہے ایک نقطہ سیاہ اوسکے
دل مین ہوتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرتا ہے

اور طلب بخشش کی کرتا ہے صاف کیا جاتا ہے دل اوسکا اور اگر زیادہ کیا گناہ زیادہ ہوتا ہے وہ نقطہ یہانتک کہ اوسکے دل پر پردہ چھا جاتا ہی پس یہہ ہی ران یعنے زنگ کہ ذکر کیا ہے اللہ تعالی نے اس آیتہ مین کلا بل ران الایۃ یعنے ہرگز نہین یون بلکہ اوس چیز نے کہ کرتی تہی اونکے دلون پر زنگ باندہا ہے یعنے گناہ یہانتک کہ باقی نہین رہی اونمین خیر ہرگز نقل کی یہہ احمد نے اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور جاننا چاہئے کہ چہا جاتا ہے یعنی ڈہانپ لیتا ہے دل کے نور کو پس وہ اندہا ہوتا ہے دل کی بینائی سے پس نہین دیکھتا کوئی چیز علمون نفع دینے والون سے اور حکمتون فائدہ بخشنے والون سے اور شفقت اور رحمت اوسکی دل سے جاتی رہتی ہے کہ نہ اپنے پر وہ رحم کرتا ہے نہ اورون پر اور آثار ظلمت ظلم اور فتنہ کے اوسکے دل مین پیدا ہوتے ہین اور وہ گناہون پر جرأت کرتا ہے وعن صفوان بن عسال قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی جعل بالمغرب باباً عرضہ مسیرۃ سبعین عاما للتوبۃ لا یغلق مالم تطلع الشمس من قبلہ وذالک قول اللہ تعالی یوم یاتی بعض ایات ربک لا ینفع نفسا ایمانها لم تکن امنت من قبل رواہ الترمذی وابن ماجۃ یعنی روایت ہے صفوان بن عسال سے کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے جانب مغرب کے ایک دروازہ توبہ کے لیے کہ اوسکا عرض بمقدار مسافت ستر برس کے ہے بند نہین کیا جاتا جب تک کہ آفتاب مغرب کی طرف سے نہ نکلے گا اور طالع ہونا آفتاب کا مغرب کی طرف سے مانع ہے قبول توبہ کا اور یہہ قول اللہ تعالی کا ہے یوم یاتی بعض

ایات ربك الایة یعنے اوس دن کہ بعض نشانیان تیرے پروردگار کے آوینگی
نہ نفع دیویگا کسی جان کو ایمان اوسکا ایسی جان کہ پہلے سے ایمان نہ لائے تھے یعنی
پہلی آئی نشانیون سے نقل کی یہہ ترمذی اور ابن ماجہ نے وعن ابن عمر قال
ان کنا لنعد لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المجلس یقول رب اغفر لی
وتب علی انك انت التواب الغفور مائة مرة رواہ احمد والترمذی
وابوداؤد وابن ماجة یعنے روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق ہم
البتہ گنتے تھے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس مین سو بار کہتے
رب اغفر لی الخ یعنے ای میرے پروردگار بخش مجھے اور قبول کر توبہ میری
تحقیق توہی ہے قبول کرنیوالا توبہ کا اور بخشنے والا نقل کی یہہ احمد اور ترمذی اور
ابوداؤد اور ابن ماجہ نے وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ یقبل توبة العبد مالم یغرغر رواہ الترمذی وابن ماجة یعنے
روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تحقیق اللہ تعالی قبول فرماتا ہے بندے کی توبہ جبتک کہ اوسکو غرغرہ نہ لگے
روایت کی یہہ ترمذی اور ابن ماجہ نے حاصل حدیث شریف کا یہہ ہے کہ جبتک مرنیکا
یقین نہین تب تک توبہ بندے کی مقبول ہے اور جب یقین موت کا ہو تو توبہ بندیکی
مقبول نہین تو اس حدیث سے یہہ معلوم ہوا کہ مطلق توبہ قبل نزع کے درست ہے
خواہ وہ توبہ کفر سے ہو خواہ وہ گناہ سے ہو لاکن یہہ کہ قران مجید مین ہے ولیست
التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی
تبت الان یعنے اونکے لئے توبہ نہین کہ برے کام کرتے هین اور جب اونکو موت

انی نے تو کہا ہے وہ کہ مین نے اب تو بہ کی تو غرغرے کے وقت ...
وقت نہے کہ اوسوقت مین تو بہ قبول نہین اور اوسکے آگے تو بہ قبول ہے جیسا
کہ حدیث مین گذرا اور بعضون نے کہا ہے کہ مرنیکے وقت تو بہ گناہون کی درست ہے
نہ کفر سے پس نزدیک اونکے ایمان یاس کا غیر مقبول ہے اور تو بہ یاس کی مقبول ہے
اور طیبی نے کہا ہے کہ یہہ حکم گناہون سے تو بہ کرنیکا ہے اگر کوئی ایسی حالت مین اوسکا
حق اوس سے بخشادے تو صحیح ہے غوث الاغواث ربانی محبوب سبحانی حضرت
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے کتاب غنیۃ الطالبین مین
لکھا ہے کہ حدیث شریف ہے قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان
ابلیس حین اهبط الی الارض قال وعزتك وجلالك لا ازال اغوي
ابن ادم ما دام الروح في جسده وقال الرب وعزتي وجلالي لا
امنعه التوبة مالم يتغرغر بنفسه یعنی فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جب کہ شیطان علیہ اللعنۃ بہشت سے زمین کی طرف نکالا گیا تو اوسنے
کہا کہ قسم تیری عزت اور جلال کی ہے جب تک کہ انسان کے جسم مین جان ہے
مین اونکو گمراہ کرونگا خداوند تعالی جل شانہ نے فرمایا کہ مین اپنی عزت اور جلال
کی قسم کہاتا ہون کہ بندے کو گناہونکی تو بہ کرنے سے باز نہ رکہونگا جبتک کہ اوسکی
جان کو غرغرہ نہ لگے وعن محمد بن عبد الله السلمي رحمه الله قال
جلست الی نفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لهيل
فقال رجل منهم سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من تاب قبل
موته بنصف يوم تاب الله وقال الاخر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

تقبل من تاب قبل الغرغرة تاب الله عليه یعنے محمد بن عبد اللہ سلمی سے
روایت ہے کہ مین صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کی جماعت مین مدینہ کی مقام مین بیٹھا تھا
ایک شخص نے اونمین سے کہا کہ مینے سنا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جس شخص نے نصف روز قبل از مرگ کے توبہ کی حق تعالی اوسکی توبہ قبول
کرتا ہے اور ایک دوسرے شخص نے بیان کیا کہ مین نے سنا کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی غرغرہ سے پہلی توبہ کریگا خداوند تعالی اوسکی توبہ
قبول فرماتا ہے وروی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ انہ قال
اذا تاب العبد وتاب اللہ علیہ انسی اللہ تعالی حفظہ ما کان
قد عمل من مساوی عملہ وانسی جوارحہ ما عملت من الخطایا وانسی مقامہ
من الارض وانسی مقامہ من السماء فیجئ یوم القیامۃ ولیس علیہ شیئ
شہید علیہ یعنے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ
فرمایا جب کہ بندہ نے توبہ کی اور خداوند تعالی نے اوسکی توبہ قبول فرمائی تو جو گناہ
کہ اوسنے قبل توبہ کے کئے تھے خداوند تعالی وہ گناہ کراماً کاتبین کی یاد سے بہلا دیتا
ہے اور اوسکے اعضا وہ گناہ بہول جاتے ہین اور زمین سے مقام گناہ اوسین کا
بہلا دیتا ہے اور آسمان سے مقام گناہ اوس کا بہلا دیتا ہے اور جب آتا ہے وہ
قیامت کے دن تو اوس بندے کے گناہ کا کوئی گواہ ثابت نہین ہوتا وعن
ابن مسعود انہ قال ینظر الانسان فی کتابہ یوم القیامۃ فیری اولہ
المعاصی وفی آخرہ الحسنات فاذا رجع الی اول الکتاب رای کلہا حسنات
وذالک قولہ تعالی فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات الخ یعنے حضرت

ابن مسعود سے روایت ہے کہ کہا قیامت کے دن آدمی اپنے اعمال نامہ کو دیکھیگا اوسکے اول مین گناہ درج ہونگے اور آخر مین نیکیان لکھی ہونگی پس وہ جب پھر اول حساب پر نظر دوڑائیگا تو بجائے گناہونکے سب نیکیان لکھی پاویگا اور یہہ موافق قول خداوند جل شانہ کی ہے فاولئك یبدل الله سیئاتهم حسنات یعنے وہ لوگ ہین کہ اللہ تعالی گناہ اونکے نیکیون سے بدل فرماتا ہے اور یہہ تبدیل سیئات کی حسنات سے اون توبہ کرنیوالون کے حق مین ہے کہ اوس نے توبہ اور انابت کی اور اوسکا خاتمہ توبہ سے ہوا اور بعضی بزرگون سلف نے فرمایا ہے کہ جب بندہ اپنے گذشتہ گناہون سے توبہ کرتا ہے تو وہ گناہ اوسکے حق مین حسنات بن جاتی ہین اور اسی سبب سے حضرت ابن مسعود نے فرمایا ہے ولیتمنین اناس یوم القیامة ان یکثر سیئاتهم یعنے قیامت کے روز بہت لوگ آرزو کرینگے کہ کاشکے ہمارے گناہ بہت ہوتے تو وہ حسنات بن جاتے اور حضرت ابن مسعود نے اسلیے یہہ کہا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور وہ جسکے لئے چاہیگا اوسکی سیئات کو حسنات سے بدل فرمائیگا وروی الحسن رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال اذا اخطا احدکم حتی یملا بین السماء والارض ثم تاب تاب الله علیه ولهذا جاء فی الخبر یا ابن ادم لو لقیتنی بقراب الارض ذنوبا لقیتك بقرابها مغفرة یعنے حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مین سے کسی شخص نے اسقدر گناہ کیا کہ درمیان زمین اور آسمان کے بھر گئی اور بعد ازان توبہ کی تو اللہ تعالی اوسکی توبہ کو قبول فرماتا ہے اور اس سبب

سے روایت قدسی میں آیا ہے اے فرزند آدم کے اگر بمقدار وسعت زمین کے تو گناہ کرکے میرے سامنے آیا یعنی توبہ کیا تو میں بمقدار اوسکے بخشش کے ساتھہ تجھسے ملاقی ہونگا۔

شیوخ طریقت کے اقوال کے بیان میں کہ توبہ میں آئی ہیں

قال ابو علی الدقاق رحمہ اللہ تعالی التوبۃ علی ثلاثۃ اقسام اولہا التوبۃ واوسطہا الانابۃ واخرہا الاوبۃ فالتوبۃ بدایۃ والانابۃ واسطۃ والاوبۃ نہایۃ فکان من تاب لخوف العقوبۃ کان صاحب توبۃ ومن تاب طمعا فی الثواب او رہبۃ من العقاب کان صاحب انابۃ ومن تاب مراعاۃ للامر لا لرغبۃ فی الثواب او رہبۃ من العقاب کان صاحب اوبۃ یعنے حضرت ابو علی دقاق علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے کہ توبہ تین قسم پر ہے اول اوسکا توبہ اور اوسط اوسکا انابت ہے اور آخر اوسکا اوبت ہے پس توبہ آغاز ہے اور انابت اوسط ہے اور اوبت نہایت ہی پس گویا جسنے کہ خوف عذاب خدائے تعالی سے توبہ کی وہ صاحب توبہ کا ہے اور جسنے کہ ثواب کے طمع پر یا عذاب کے خوف سے توبہ کی وہ صاحب انابت کا ہے اور جسنے کہ محض رعایت فرمان الہی جل شانہ کے لئے توبہ کی نہ طمع ثواب سے اور نہ خوف عذاب سے تو وہ صاحب اوبت کا ہے وقیل التوبۃ صفۃ المومنین قال اللہ تعالی توبوا الی اللہ جمیعا ایہا المومنون لعلکم تفلحون والانابۃ صفۃ الاولیاء المقربین قال اللہ تعالی وجاء بقلب منیب والاوبۃ صفۃ الانبیاء قال اللہ تعالی نعم العبد انہ اواب یعنے کہا گیا ہے کہ توبہ صفت مومنین کی ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے توبوا الایۃ توبہ کرو تم

طرف خدائے تعالی کے سبب اسکے ہوتا کہ رستگاری پاوے ثم اور انابت صفت اولیاء
مقربین کی ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے وجاء بقلب منیب یعنے آیا ساتھ دل
رجوع کرنیوالے کے اور اوبت صفت انبیاؤن کی ہے خداوند تعالی نے فرمایا ہے
نعم العبد انه اواب یعنے اچھا بندہ ہے ایوب کہ وہ رجوع کرنے والا ہے طرف
حق تعالی کے وقال الجنید رحمه الله التوبة علی ثلاث معان الاول الندم
والثانی العزم علی ترك المعاودة لما نهی الله عنه والثالث یسعی فی اداء المظالم
یعنے حضرت جنید رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ توبہ کے تین معنے ہین اول یہہ کہ وہ
گناہون سے پشیمان ہو اور دوسرا یہہ ہے کہ جن گناہون سے خداوند تعالی نے منع فرمایا ہے
اونکے ترک کرنیکی اور اون سے باز رہنے کی وہ نیت کرے تیسرا یہہ ہے کہ وہ ظلمون کے
کفارہ مین کوشش کرے یعنے حقوق العباد کی ادا مین سعی کرے وقال سهل ابن
عبد الله التوبة ترك التسویف یعنے سہل بن عبد اللہ نے فرمایا ہے کہ توبہ ترک کرنا
تاخیر کا ہے یعنے گناہ سے جلد توبہ کرنا چاہیے وقال الجنید سمعت الحارث یقول
ما قلت قط اللهم انی اسئلك التوبة ولکنی اقول اسئلك شهوة التوبة
یعنے حضرت جنید رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مینے سنا کہ حارث کہتے تہے کہ مینے ہرگز
کبہی یہہ نہین کہا کہ اے اللہ تعالی مین تجہسے توبہ چاہتا ہون لاکن یہہ کہتا ہون
کہ مین خواہش توبہ کی تجہسے چاہتا ہون وقال الجنید دخلت علی السری
رضی الله عنه یوما فرایته متغیرا فقلت له ما لك فقال دخل علی شاب
فسالنی عن التوبة فقلت له ان لا تنسی ذنبك فعارضنی وقال بل التوبة
ان تنسی ذنبك فقلت ان الامر عندی علی ما قاله الشاب فقال لم

قلت لانی اذا کنت فی حال الجفاء فنقلنی الی حال الوفاء فذکر الجفاء فی حال الصفاء جفاء یعنے حضرت جنید نے فرمایا کہ ایک دن مین حضرت سری سقطی کی خدمت مین آیا مین نے دیکھا کہ او نکا رنگ متغیر ہے مین نے اون سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اوسنے فرمایا میرے پاس ایک جوان آیا اور مجھسے توبہ کا حال پوچھا مین نے اوس سے کہا کہ اپنی گناہ کو مت بہول پس اوس نے معارضہ کیا مجھسے اور کہا بلکہ توبہ یہہ ہے کہ اپنے گناہ تو بہول جاوے مین کہا کہ نزدیک میرے توبہ وہی کہ اوسکو جوان نے کہاہے یعنی توبہ وہ ہے کہ اپنے گناہ تو بہول جاوے پس حضرت سری سقطی نے فرمایا کسلئے مین نے کہا اسلئے کہ جب مین حال رنج مین تہا پس وہ نے نکالکر مجھے مقام راحت مین پہونچایا تو حالت راحت مین اوس رنج اور تکلیف کا ذکر کرنا موجب رنج و تکلیف کا ہے یعنے توبہ کی حالت کہ وہ حالت ترک گناہ کی ہے گناہ کا ذکر کرنا جفاہے پس حضرت سری سقطی خاموش ہوے اور حضرت سہل ابن عبد اللہ نے فرمایا ہے التوبة ان لا تنسی ذنبک یعنے توبہ وہ ہے کہ نہ بہولے تو گناہ اپنے اور جب حضرت جنید سے پوچہا گیا توبہ کا حال تو فرمایا التوبة ان تنسی ذنبک یعنے توبہ وہ ہے کہ بہولی تو گناہ اپنے اور حضرت ابو نصر سراج نے ان دو لو قولون کے بارے مین کہا ہے کہ حضرت سہل نے تو اشارہ مریدون کے توبہ کی طرف کیاہے کہ وہ کبہی تو اپنی نفع کیلئے کوشش کرتی ہین اور کبہی واسطے دفع اپنے نقصان کے لیکن حضرت جنید رضی اللہ تعالی عنہ نے محققین کی توبہ کیطرف اشارہ کیاہے کہ وہ لوگ اپنے گناہون کو یاد نہین کرتے اسلئے کہ اونکے دلون پر عظمت و شان خداوند تعالی غالب رہتی ہے اور اوسکی یاد مین ہمیشہ وہ مشغول رہتی ہین اور ابو نصر سراج نے کہا کہ حضرت جنید کا قول مثل قول حضرت رویم

کے ہے کہ جب اون سے پوچھا گیا کہ توبہ کیا ہے تو اوس نے جواب مین فرمایا ہے
التوبۃ من التوبۃ یعنے توبہ سے توبہ کرنا اور نزدیک فقیر مورد ردی کی دو وجہ سے توبہ کی یا دو
بہی توبہ کرنا چاہیے ایک تو یہہ کہ ترک گناہ کی حالت مین توبہ کی یا دہی فرع گناہ کے
ہے اور دوسرا یہہ کہ از روے دلالت تضمنی کی توبہ گناہ پر دال ہے اسلیے کہ توبہ کے
معنی گناہون سے پشیمان ہوتا ہے تو گناہ بہی جزو مدلول توبہ کا ہے اور ذالنون
مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے توبۃ العوام من الذنوب وتوبۃ الخواص
من الغفلۃ یعنے توبہ عوام کے گناہونسے ہے اور توبہ خواص کی غفلت سے ہے
اور حضرت ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے التوبۃ ان تتوب من کل
شیئ سوی اللہ عز وجل یعنے توبہ یہہ ہے کہ بغیر خدائے تعالی کے ہر چیز سے
توبہ کرین اور عبد اللہ بن محمد بن علی رحمہم اللہ نے فرمایا ہے شتان بین تائب
یتوب من الزلات وتائب یتوب من الغفلات وتائب یتوب من رویۃ
الحسنات یعنے فرق ہے درمیان اوس تائب کے کہ وہ توبہ کرتا ہے گناہونسے اور
درمیان اوس تائب کے کہ وہ توبہ کرتا ہے غفلتون سے اور درمیان اوس تائب کے
کہ وہ توبہ کرتا ہے اپنی حسنات کے دیکھنے سے حضرت ابو بکر واسطی نے فرمایا ہے
التوبۃ النصوح ان لا یبقی علی صاحبہا اثر من المعصیۃ سرا ولا جہرا
ومن کانت توبتہ نصوحا لا یبالی کیف امسی واصبح یعنے توبہ خالص وہ ہے
کہ صاحب توبہ پر نشانی مخفی او ظاہر گناہ کے نرہے اور وہ شخص کہ توبہ اوسکی
خالص ہے خوف نہین رکہتا کہ کسطرح شام ہوئے اور کسطرح صبح ہوے اور
حضرت یحیی بن معاذ رازی نے مناجات مین فرمایا ہے الہی لا اقول تبت

ولا اعود لما اعرف من خلقي ولا اضمن ترك الذنوب لما اعرف من ضعفي ثم اني اقول لا اعود لعلي اموت قبل ان اعود یعنے اسے بار خدایا نہین کہتا ہون مین کہ توبہ کی مین نے اور گناہون پر نہ عود کرونگا اسلیے کہ مین اپنی عادت پہچانتا ہون اور اپنے ترک کرنے گناہونکا ضامن نہین ہوتا اسلیے کہ مین اپنی کمزوری سے واقف ہون پس شخص کہتا ہون کہ مین گناہون کی طرف عود کرونگا اسلیے کہ کاشکے قبل رجوع کرنے طرف گناہون کے مرجاؤن اور حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا ہے الاستغفار من غیر اقلاع توبۃ الکذابین یعنی بغیر ہیج انکی گناہونکے یعنی بغیر عزم راسخ ترک کرنے گناہونکے قلب آمرزش کی کرنا توبہ جھوٹونکی ہے اور یہہ بھی فرمایاہی - حقیقۃ التوبۃ ان تضیق علیک الارض بما رحبت حتی لایکون لک قرار ثم تضیق علیک نفسک کما اخبر اللہ تعالی فی کتابہ العزیز وضاقت علیھم الارض بما رحبت وضاقت علیھم انفسھم وظنوا ان لاملجا من اللہ الا الیہ - یعنی حقیقت توبہ کی یہہ ہے کہ باوجود اسقدر فراخی کے زمین تیرے اوپر تنگ ہوجاوے یہانتک کہ تجھکو یہانکی کی جگہہ باقی نہ رہے پھر نفس تیرے اوپر تنگ ہووے جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب بزرگ مین خبر دی ہے وضاقت علیھم الارض الایۃ یعنے تنگ ہوئی زمین اونپر باوجود فراخی کے اور تنگ ہوا اوپر اونکے نفس اونکا اور انھون نے جانا کہ اللہ تعالی کے عذاب سے کوئی جائے پناہ کی نہین ہے مگر طرف اوسکے اور حضرت ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے التوبۃ توبتان توبۃ الانابۃ وتوبۃ الاستجابۃ فتوبۃ الانابۃ ان یتوب العبد خوفا من عقوبتہ وتوبۃ الاستجابۃ ان یتوب

حیاء من کرمہ یعنے توبہ دو قسم کی ہے توبہ انابت ہے اور توبہ استجابت ہے پس
توبہ انابت وہ ہے کہ بندہ خدا تعالی کے عذاب کے خوف سے توبہ کرے اور توبہ استجابت
وہ ہے کہ بندہ خداوند تعالی کے کرم کی شرم سے توبہ کرے اور بعض کتابون مین
بجاے توبہ استجابت کے توبہ استحیا واقع ہے اور حضرت یحیی بن معاذ رازی
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے زلۃ واحدۃ بعد التوبۃ اقبح من سبعین قبلہا
یعنے بعد توبہ کرنیکی ایک گناہ بدتر ستر گناہون سے ہے اور حضرت ابوالحسن فوشنجی
نے فرمایا ہے اذا ذکرت الذنب ثم لا تجد حلاوتہ عند ذکرہ فہو التوبۃ
یعنے جب تو یاد دے تو گناہ کو اور اوسکے ذکر کرنے سے اپنے دل مین تو لذت نپاوے
پس وہ توبہ ہے اسلیے کہ ذکر معصیت کا یا ندامت سے اور حسرت سے ہوتا ہے
یا ارادت سے ہوتا ہے جب کوئی شخص اپنے عصیان کو حسرت سے اور ندامت
سے یاد کرے تو وہ تائب ہے اور وہ شخص کہ ارادت سے گناہ کو یاد کرتا ہے تو وہ
گنہگار ہوتا ہے اسلیے کہ معصیت کے فعل مین چندان آفت نہین ہوتی جتنی آفت
کہ معصیت کی ارادت مین ہوتی ہے اسواسطے کہ فعل معصیت کا ایک ساعت ہوتا
ہے اور ارادہ اوسکا ہمیشہ دل مین رہتا ہے پس وہ شخص کہ ایک ساعت تن سے
معصیت کا مصاحب ہوتا ہے نہ ایسا ہے کہ ہمیشہ دل سے معصیت کا مصاحب ہے
حضرت ابوحفص حداد نے فرمایا ہے لیس للعبد فی التوبۃ شیء لان التوبۃ
الیہ لا منہ یعنے توبہ مین بندہ کے کوئی چیز نہین اسلیے کہ توبہ اللہ تعالی سے
بندہ کو نصیب ہوتی ہے اگرچہ نزدیک اکثر علما کی توبہ کسبی ہے اسلیے کہ اگر توبہ کسبی
ہوتی تو اللہ تعالی انابت فرماتی جب اور توبہ کرنیکا نفرمانا مگر صوفیہ کرم کہتے ہین کہ توبہ

بہی اللہ تعالی کی جانب سے ہے اور ہدایت پانا توبہ کی اور استقامت توبہ پر یہہ
دونوں ہی مین کسبی نہین آیتہ قل کل من عند اللہ اسکی موید ہے کسی نے حضرت
رابعہ بصری کو کہا کہ مین نے بہت گناہ کئے ہین اگر مین توبہ کرون تو اللہ تعالے
میری توبہ کو قبول فرمائیگا بی بی رابعہ بصری نے جواب دیا کہ لا بل لو تاب علیک
لتبت یعنے ایسا نہین کہ توبہ کرنا تمہارے اختیار مین ہے بلکہ وہ اللہ تعالی کے
اختیار مین ہے اگر وہ توبہ کرانا چاہیگا تو توبہ کروگے تم **انتباہ** جاننا چاہیے
کہ توبہ کی شرط تابید نہین یعنے توبہ کے قبول ہونیکی شرط یہہ نہین کہ تائب اون گناہو
کہ توبہ کی ہے وہ گناہ آئندہ کبہی اون سے سرزد نہون اور وہ ہمیشہ اوس توبہ پر
قایم رہے اور پہر وہ ابداً اوس گناہون کی طرف رجوع نکرے تو تابید شرط توبہ کی
نہین اگر در صورتی کہ تائب کو فترت واقع ہو اور اوس گناہ کا کہ وہ اوس سے
تائب ہوا ہے اگر بعد صحت عزم عدم رجوع اوسکے ایام توبہ مین وہ پہر اوسکا مرتکب ہو
تو وہ تائب ثواب توبہ کا پاویگا اور بعض مبتدی اور تائب ایسے ہی ہوتے ہین کہ وہ
گناہون سے توبہ کرتے ہین اور پہر وہ معاصی اون سے سرزد ہوتی ہین اور وہ
پہر دوبارہ تائب ہوتی ہین ایک شیخ نے کہا کہ مین نے ستر بار توبہ کی اور پہر مین
مرتکب معصیت کا ہوا ایکہتر بار مین توبہ کی اور اوس پر قایم رہا حضرت ابو عمر نے فرمایا
ہے کہ مین حضرت عثمان حیری کی خدمت مین توبہ کی اور کتنے روز تک اوس پر قایم رہا اور
پہر مین مرتکب معصیت کا ہوا اور حضرت عثمان حیری کی صحبت سے اعراض کیا
اور جسوقت مین حضرت عثمان حیری کو دور سے دیکہتا تہا بسبب شرمندگی کے
اون سے بہاگتا تہا کہ وہ مجہے نہ دیکہین اتفاقاً ایک دن اون سے مقابل ہوا حضرت

عثمان حیری نے مجھے فرمایا اے فرزند اپنے دشمنون سے صحبت رکہنا جبتک کہ تم بے عیب نہوا سلیے کہ دشمن عیب بین ہوتا ہے اور جب تم مین دشمن عیب پاویگا تو وہ خوش ہوگا اور جب آپ سے کوئی گناہ سرزد ہو تو ہمارے پاس آنا کہ تا ہم اوسکا علاج کرکے اوس سے آپکو نجات دین تا کہ آپ دشمن کام نہون اوسنے کہا کہ حضرت عثمان حیری کے اس فرمانیسے مین دل مین اوس گناہ سے نادم ہوا اور مجھے توبہ حاصل ہوئی اور ایک شخص نے گناہ سے توبہ کی اور پہر وہ گناہ اوس سے سرزد ہوا اور پہر وہ اس گناہ سے پشیمان ہوا اور اپنے دل مین کہا اللہ تعالے کے خطاب مین حال میرا کیسا ہوگا ہاتف نے غیب سے آواز دیا اطعتنا فشکرناک ثم ترکتنا فامهلناك فان عدت الینا قبلناك یعنے فرمان برداری کی تونے ہماری پس شکر کیا ہمنے تمہارا پہر چہوڑ دیا تونے ہمکو پس مہلت دی ہمنے تمکو پہر اگر آوگی تو ہماری طرف ساتہہ طاعت کے قبول کرینگے ہم تمکو۔

دربیان وجوب توبہ کے کہ ہر آدمی پر توبہ کرنا واجب ہے

اے بہائیو یرحمکم اللہ ویعید یکم الی صراط اتباع الشریعة النبویه علی صاحبها افضل التحیه جاننا چاہیے کہ توبہ کرنا تمام مومنین اور مسلمین پر بلکہ تمام آدمیون پر واجب ہے اسلیے کہ آدمی جب بالغ ہوا اگر وہ کافر ہے تو اوسکو چاہیے کہ کفر سے توبہ کرے اور اگر وہ مسلمان ہے اور مسلمانی اوسکی تقلیدی ہے یعنے بہ تقلید اپنے والدین کی کہ وہ مسلمان ہین یہہ بہی مسلمان ہوا ہے اور توحید خدا جل شانہ کا اور رسالت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کیا ہے لاکن دل اوسکا اوس سے غافل ہے تو اوسکو بہی چاہیے کہ اوس مسلمانی تقلیدی سے اور غفلت قلبی سے

توبہ کرے اور ایسا کرے کہ دل اوسکا ایمان کی حقیقت سے آگاہ ہو بلکہ سلطان ایمان
کا اوسکے دل پر غالب ہو کہ اوسکا حکم اوسکی تمام مملکت تن پر جاری ہو اور سب
افعال اوسکے ساتھہ فرمان ایمان کے ہون نہ ساتھہ فرمان نفس امارہ کے اور شیطان کے
اور جب کوئی شخص گناہ کبیرہ کرتا ہے تو اوس وقت مین ایمان اوسکا کامل نہین ہوتا
جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص زنا نہین
کرتا اور چوری نہین کرتا کہ وہ مومن ہو زنا کیوقت مین اور چوری کیوقت مین
چنانچہ ساری یہہ حدیث مع ترجمے کے اس رسالہ کشتی نمونہ فرواری مین ذنوب
کبائر کے بیان مین انشاء اللہ تعالی لکھی جاوے گی اور اس سے یہہ مراد نہین
کہ مسلمان زنا کیوقت مین یا چوری کیوقت مین کافر ہو جاتا ہے بلکہ اوس سے
یہہ مراد ہے کہ زنا کیوقت مین یا چوری کیوقت مین سلطان شہوت کا اوسکے
ایمان پر غالب ہو جاتا ہے اور اوس حال مین ایمان اوسکا اوسکی شہوت سے
بھاگ جاتا ہے یا ایمان اوسکا اوسکی شہوت مین ناپدید ہو جاتا ہے جیسا کہ آفتاب
ابر مین مخفی ہو جاتا ہے یا اوسکی ایمان کا نور اوسکی شہوت کی ظلمت مین گم ہو جاتا
پس تم نے جانا کہ اول توبہ سے واجب ہے اور اگر آدمی کافر ہو تو توبہ ایمان
تقلیدی سے واجب ہے اور اگر ایمان اوسکا تقلیدی ہی ہو اور آدمی گناہ سے
تو خالی نہین ہوتا تو چاہیے کہ گناہون سے توبہ کرے اور اگر ظاہر اوسکا گناہون سے ہی
خالی ہو تو باطن اوسکا تخم معاصی سے خالی نہوگا مثل حرص اور حسد اور حقد اور کینہ
اور عداوت اور دورنگی اور ریا اور خودبینی اور حب مال وجاہ اور امثال اسکی
سے کہ یہہ مہلکات سے ہین تو اون سے توبہ کرنا واجب ہے تاکہ اس شہوات

کو تابع عقل کے اور شرع کے کرے اور یہ بغیر مجاہدہ اور پیروی پیر و مرشد رہنما
کے نہیں ہو سکتا اور جب تابع کرنا شہوات باطنیہ کا پیر و مرشد کی پیروی کے اوپر
موقوف ہوا پس جیسا تابع کرنا شہوات باطنیہ کا کہ وہ موقوف ہے واجب ہے
ویسا ہی پیروی پیر و مرشد رہنما کی کہ اونکا موقوف علیہ ہے واجب ٹھیری اور
فرمان واجب الاذعان حضرت جل جلالہ کا فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم
لا تعلمون اس پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ آگے بیعت کے بیان کی انشاءاللہ
تعالی لکھا جاویگا اور اگر حرص اور حسد اور حقد اور کینہ اور عداوت اور دورنگی
اور ریا اور خودبینی اور حب مال و جاہ اور امثال اسکی بھی اوسمین نہین تو وساوس
اور حدیث نفس اور تدلیسہ تا کردنی سی وہ خالی ہوگا تو چاہیے کہ ایسی توبہ کرے اگر یہ
بھی اوسمین نہین تو وہ بعض احوال اور بعض اوقات مین اللہ تعالے کے
ذکر سی غافل ہوگا اور اصل سب نقصان کا اللہ تعالے کے یاد سی غافل ہونا ہی
اگرچہ وہ ایک لحظہ ہی ہو کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

بیت

ہر انکو غافل از وی یک زمان است ؛ دران دم کافر است اما نہان است ؛

تو چاہیے کہ وہ غفلت سے توبہ کرے اور اگر آدمی ہمہ اوقات اور ہمہ احوال مین
اللہ تعالی کے ذکر مین شاغل ہے تو ذکر کے بھی مقامات ہین کہ ایک سے دوسرا
مقام افضل ہے اور دوسری مقام ہے پہلا مقام ادنی ہے اور دوسرے مقام
سے تیسرا مقام افضل ہے اور بہ نسبت تیسری مقام کے دوسرا مقام ادنی
ہے اور علی ہذا القیاس چوتہا مقام اور پانچوان مقام اور ما دونکے مافوق مقامات

تو چاہیے کہ اعلی مقام پر ترقی کرے اور ادنی مقام سے کہ وہ بہ نسبت اعلی مقام کے موجب نقصان اور خسران کا ہے توبہ کرے اور یہہ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز ستر بار استغفار فرماتے تھے جیسا کہ آگے وہ حدیث آویگی تو وہ اسلیے تہا کہ وہ ہر وقت نبوت کے مقامات مین اور اللہ تعالی کے قربت کے مقامات مین ترقی فرماتے رہتے تھے جب حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام ایک مقام سے دوسرے مقام قربت پر ترقی فرماتے رہتے تھے تو مطابق حسنات الابرار سیات المقربین کے یعنے حسنات نیکون کے مقربین کے لئے گناہ ہین تو وہ پہلے مقام قربت سے کہ وہ بہ نسبت دوسرے مقام قربت کی ادنی معلوم ہوتا تہا استغفار فرماتے تھے سید الابدال والاوتاد سلطان الاغواث والافراد محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے کتاب غنیۃ الطالبین مین درباب توبہ کے کہ وہ سب آدمیون پر فرض ہے بسط تمام اور عبارت طویل سے مفصل ذکر فرمایا ہے کہ بیان اوسکا از روے طوالت کے سامعین پر گران ہوگا بنابران فقیر مولف نے اوسکا خلاصہ یہان لکہا ہے فالتوبۃ فرض عین فی حق کل شخص لا یتصور ان یستغنی عنہا احد من البشر الخ یعنے ہر شخص کو توبہ کرنا فرض عین ہے کوئی آدمی اوس سے مستغنی نہین خواہ وہ عوام مومنین سے ہو یا خواص مومنین سے ہو یعنے اولیا ہے سے یا انبیا سے ہو کیونکہ ایسا کوئی شخص نہین جو معصیت سے خالی ہو اگر وہ معصیت اعضا سے خالی ہوگا تو اوسنے احیانا اپنے دل مین گناہ کریگا

قصد کیا ہوگا اور اگر وہ اس ارادہ سے بھی سلامت رہا ہوگا تو وسوسہ شیطانی
سے نہ بچا ہوگا کہ اوسنے اوسکو یاد الہی سے غافل کیا ہوگا اگر وہ وسوسۂ شیطانی
سے بھی بچا ہوگا تو خداوند تعالی کی ذات اور صفات اور افعال کے پہچاننے مین
غفلت اور قصور کیا ہوگا اور یہ سب گناہ علی قدر مراتب اہل اسلام کے ہین
اور اپنی اپنی جگہہ پر ہر ایک کا رتبہ اور مرتبہ ہے پس ہر حال مین ہر ایک
آدمی کیلئے علی حسب مراتب عبادتین اور گناہ اور حدین اور شرطین مقررین
اور اون عبادات کی نگہداشت طاعت ہے اور ترک اونکا اور غافل رہنا
اون سے گناہ ہے اور گنہگار محتاج توبہ کا ہے اور توبہ اوس کجی سے ہے
کہ طریقہ سنیہ شرعیہ مین پائی گئی ہے یا اوس کجی سے ہے کہ اوسکے مقام
اور منزلت مین پائی گئی ہے کہ وہ اوسمین ہے پس سب لوگ توبہ کے محتاج
ہین اور توبہ مین تفاوت نہین بلکہ جن امورات سے کہ توبہ کرتا ہے اونمین
تفاوت ہے جیسا کہ عوام گناہون سے توبہ کرتی ہین اور خواص غفلت سے
توبہ کرتی ہین اور اخص الخواص ما سوی اللہ کی طرف دل کے مائل کرنے سے
توبہ کرتی ہین جیسا کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
کہ عوام کی توبہ گناہون سے اور خواص کی توبہ غفلت سے اور حضرت ابوالحسن
نوری نے فرمایا ہے کہ توبہ وہ ہے کہ بغیر اللہ تعالی کے ہر چیز سے توبہ کرے
پس فرق ہے درمیان اوس تائب کے کہ وہ گناہون سے توبہ کرتا ہے
اور درمیان اوس تائب کے کہ وہ غفلت سے توبہ کرتا ہے اور درمیان
اوس تائب کے کہ وہ اپنی نیکیون کے دیکھنے سے توبہ کرتا ہے اور درمیان

اوس تائب کے کہ وہ ماسوی اللہ کے طرف دل کے مایل کرنے سے توبہ
کرتاہے جیساکہ آگے گذرا پس حضرات پیغمبر علیہم السلام بہی توبہ سے
مستغنی نہ تہی کیا تمنے اس روایت کو نہین دیکہا کہ حضرت سید الانبیا علیہ
الصلوۃ والسلام نے فرمایاہے لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ عزوجل فی الیوم
واللیلۃ سبعین مرۃ یعنے ہر آئینہ ہمارے دل پر پردہ تنگ ڈالا جاتاہے
اور تحقیق مین دن رات مین اللہ تعالے کے جناب سے ستتر بار طلب آمرزش
کے کرتاہون اور اور جگہہ غنیۃ الطالبین مین حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
سے مروی ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابتہ
بعد ما نزلت وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یستغفرون کل
یوم مائۃ مرۃ ویقولون نستغفر اللہ ونتوب الیہ یعنے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے بعد
نزول آیۃ وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ کے یعنے پروردگار سے
طلب امرزش کی کرو اور اوسکی طرف توبہ کرو تو وہ ہر روز سو مرتبہ اللہ تعالے
کی جناب سے طلب امرزش کی فرماتے تہے اور یون کہتے نستغفر اللہ
ونتوب الیہ یعنے اللہ تعالی کی جناب سے طلب آمرزش کی کرتے ہین
ہم اور حضرت ادم علیہ السلام نے جب کہ منع کئے ہوئے درخت کا پہل کہایا
تو اونکے بدن سے لباس بہشتی اوتر گیا اور آپکا جسم مبارک برہنہ ہوگیا
مگر تاج اور عصابہ آپکے سر پر باقی رہگئی اور فرشتون نے اوسکی اوتارنے
سے شرم کی پس حضرت جبرائیل علیہ السلام اون کے پاس تشریف لائے

اور تاج اوسکے سر سے اور عصابہ اوسکی پیشانی سے اوتار لیا اور منادی کیگئی کہ آدم اور حوا میری پڑوس سے نیچے چلی جاوین اور وہ شخص ہماری جوار مین نہین رہ سکتا جسنے ہماری نافرمانی کی حضرت آدم نے حضرت حوا کی طرف حیا سے ملتفت ہوکے فرمایا کہ یہہ پہلی شامت گناہ کی ہے کہ ہم حبیب کے جوار رحمت سے نکالی گئی پس حضرت ادم اور حوا بعد عیش جاودانی کے اور بعد بادشاہی عظیم کے اور بعد فضل بزرگ کے اور بعد عزونازکے اور بعد ارتفاع منزلت کے امکنہ شریفہ مطہرہ مقربہ الی اللہ مین توبہ کی اور عاجزی کی اور زاری کی اور اپنے اظہار سکینی کے اور خواہی کے محتاج ہوئے اگر کوئی شخص توبہ سے مستغنی ہوتا اور نفس امارہ کے دشمنی اور شامت سے اور شیطان کے مکر اور وسوسون سے ایمن ہوتا اور قدرت الہی جل شانہ پر مغرور ہوتا تو اوسکی سزاوار حضرت آدم علیہ السلام تھے پس وہ توبہ سے مستغنی نہوئے اور اللہ تعالی نے بفضل عمیم خویش اونکی توبہ کو قبول فرمایا جیسا کہ قرآن مجید مین ہے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم یعنے پس آدم نے اپنی رب سے چند کلمہ سیکھہ لیئے پس اللہ تعالی نے قبول کی توبہ اونکی تحقیق اللہ تعالی قبول کرنیوالا توبہ کا ہے اور رحیم ہے اور حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صمدیت مین حضرت ادم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو سب فرشتون نے حضرت آدم علیہ السلام کو مبارکباد دی اور حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام تشریف لائے اور حضرت ادم علیہ السلام سے

اونھون نے کہا کہ اوکی انکھین ٹھنڈی رہین حضرت اللہ تعالی نے آپ کی توبہ قبول فرمائی حضرت ادم علیہ السلام نے کہا اے جبرائیل اگر ہو بعد اس توبہ کے سوال پس میرا انتقام کس جگہہ ہوگا پس حضرت خداے عزوجل کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ اے آدم تونے اپنی اولاد کیلیے رنج اور مشقت میراث چھوڑی اور توبہ بھی اونکی لیے میراث چھوڑی پس جو کوئی پکاریگا مجھے تو مین توبہ اوسکی قبول کرونگا جیسا کہ تیری توبہ تمھاری قبول کی اور جو کوئی مجھسے مغفرت مانگیگا بخیلی نکرونگا اوسپر یعنے اوسکو بخشونگا پس تحقیق مین نزدیک ہون اور قبول کرنیوالا توبہ کا ہون اے آدم جن لوگون نے گناہون سے توبہ کی اوسکا حشر بہشت مین کرونگا اور اونکو قبرون سے خوشحال اور ہنستا ہوا نکالونگا اور دعا اونکی مستجاب ہے اور ایسا ہی حضرت نوح علیہ السلام کہ اللہ تعالی نے تمام جہان کو غرق کیا بسبب دعاے بد اوسکی اور بسبب حفظ ابرو اوسکی اور بسبب جھٹلانے اوسکی کہ وہ اوسکو اوسکی امت پیغمبری کی دعوی مین جھوٹا جانتے تھے اور بسبب شدت غضب اونکی اپنی امت پر اور حضرت نوح علیہ السلام آدم ثانی تھے اسلیے کہ تمام مخلوق اونکی اولاد سے ہی کہتے ہین کہ جو لوگ کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھہ کشتی مین تھے اون سے کوئی اولاد نہین ہوئی سوائے حضرت نوح علیہ السلام کے اولاد کے کہ وہ تین تھے ایک سام دوسرا حام تیسرا یافث پس تمام خلق اون سے پیدا اور منتشر ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام نے باوجود اس علو منزلت کے بارگاہ کبریائی مین عرض کی جیسا کہ وہ قران مجید مین ہے کہ رب انی اعوذبک ان اسئلک ما لیس

لی بہ علم وان لا تغفر لی وترحمنی اکن من الخاسرین یعنے اے میرے
پروردگار پناہ ڈہونڈہتا ہون مین ساتہہ تیرے اس بات سے کہ سوال کرون
مین تجہسے اوس چیز کا کہ اوسکا مجہے علم نہین اور اگر تو آمرزش اور رحمت
نفرماے گا اور نہ رحم کریگا تو مین زیان کارون سے ہونگا اور حضرت ابراہیم علیہ
السلام باوجود جلیل القدری کی اور باوجوداسکے کہ اللہ تعالی نے اونکو اپنی
دوستی کیواسطے پیدا فرمایا اور باوجوداسکے کہ اللہ تعالی نے اونکو پیغمبرونکا اور
نبیون کا باپ کیا جیساکہ روایت ہے کہ خداوند تعالی نے اون سے اور اونکی
اولاد سے چہار ہزار پیغمبر پیدا فرماے جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وجعلنا
ذریتہ ہم الباقین یعنے اوسکی اولاد کو باقی رکہا ہم یہانتک کہ ہمارے
پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسی اور حضرت عیسی اور
حضرت داود اور حضرت سلیمان علیہم السلام وغیرہم سب حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی اولاد سے تہے تو وہ بہی توبہ سے اور اظہار مسکنت اور افتقار
الی اللہ سے مستغنی نہوے پس اونسے فرمایا کہ وہ قران مجید مین ہے الذی
خلقنی فہو یہدین والذی ہو یطعمنی ویسقین واذا مرضت
فہو یشفین والذی یمیتنی ثم یحیین والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی
یوم الدین یعنے وہ خدا کہ پیدا کیا مجہکو اور راہ راست دکہاتا ہے مجہے اور وہ
خدا کہ کہلاتا ہے مجہکو اور پلاتا ہے مجہکو اور جب بیمار ہوتا ہون مین تو وہ شفا
عطا فرماتا ہے مجہکو اور وہ خدا کہ ماریگا مجہکو پس جلائیگا مجہکو اور وہ خدا
کہ اوسکی رحمت عمیم سے مین امید رکہتا ہون کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشیگا

اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے کہا جیسا کہ وہ قران مجید
مین ہے وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم یعنے دکھا ہمکو
جگہہ عبادات حج کی یاد کہا ہمکو مطلق عبادات اور توبہ ہماری قبول فرما تحقیق
کہ تو قبول کرنیوالا توبہ کا اور مہربان ہے اور حضرت موسی علیہ السلام باوجود
اس منزلت اور علو مرتبت کے کہ اللہ تعالی نے خاص اپنے رسالت کیلئے
اور اپنے سے کلام کرنے کے لیے اور خاص اپنے لیے اونکو برگزیدہ کیا اور
اور اپنی طرف محبت کو اونپر القا فرمایا اور معجزی غالب سے مثل ید بیضا
کے اور عصا کے اور نو نشانیون کے کہ مراد اون سے جراد اور قمل اور ضفادع
اور دم اور حجر اور بحر اور طیور اور طوفان اور نقص ثمرات ہین اور اور
اشیا کہ اون کے لئے تیہ مین تہی عمود نور سے کہ رات کو جنگل مین روشنی ہوتی
تہی اور من وسلوی سے کہ اوسکی امت کے لئے برستا تہا اور بہت معجزونسے
اونکو تائید فرمایے کہ اوس سے آگے کسی نبی اور رسل کے لئے نہ تہی تو اونے
فرمایا جیسا کہ وہ قران مجید مین ہے رب اغفر لی ولاخی وادخلنا فی رحمتک
وانت ارحم الراحمین یعنے اے پروردگا بخش مجہے اور میرے بہائی کو
اور داخل کر ہمکو اپنی رحمت مین اور تو زیادہ مہربان مہربانون کا ہے اور
حضرت داود علیہ السلام باوجود اس علو شان کے کہ حضرت اللہ تعالی نے
ایک عظیم الشان ملک کا اونکو بادشاہ کیا تہا اور تینتیس ہزار پاسبان اونکے
تہے اور جب آپ زبور پڑہتے تہے تو سب جانور پرندہ اپکی سر پر صف باندہتے
تہے اور پانی اپنی تیز روانی سے ٹہر جاتا تہا اور جن اور انس اپکے گرداگرد

صف باندھتے تھے اور درندہ اور گزندہ جانور ایک دوسرے کو آزار نہ پہونچاتے تھے اور آپکی تسبیح کہنے سے پہاڑ بہی تسبیح کہتے تھے اور حضرت خداوند تعالی شانہ نے اپکی تعظیم اور جلال قدر اور حصول رزق اور صیانت امر کیلئے لوہے کو نرم کر دیا تہا وہ چالیس روز تک سجدہ مین پڑے رہ روتے رہے یہانتک کہ اونکی آنسون سے گھانس پیدا ہوئے پس خداوند تعالی نے اون پر رحم فرمایا اور اونکی توبہ قبول فرمائی جیساکہ وہ قران مجید مین ہے فغفرنا لہ ذالك وان لہ عندنا لزلفی وحسن ماٰب یعنے بخشا ہمنے اونکو تقصیر اونکی اور اونکو ہماری بارگاہ معلی مین قربت اور اچہی بازگشت حاصل ہے اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام باوجود اوس ملک عظیم کے کہ بعد اونکے کسی کو سزاوار نہ تہا اور باوجود اسکے کہ ہوا اون کی مطیع اور مسخر تہی کہ صبح سے دوپہر تک ایک مہینہ کی مسافت طے کرتی تہی اور دوپہر سے شام تک ایک مہینہ کی مسافت طے کرتی تہی جب آپ معتوب ہوئی بسبب اسکے کہ اونکے محل مین یک صورت کے چالیس روز تک عبادت کئے گئی حالانکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو وہ معلوم نہ تہا پس اس جرم مین اون سے چالیس روز تک وہ سلطنت چہینی گئی پس حضرت سلیمان علیہ السلام متحیر ہوکے وہان سے بہاگے اور اب جس شخص کے آگے کہانا مانگنے کیلئے ہاتہہ پہیلاتے تو آپ طعام نہ پاتے اور جب آپ کہتے کہ مین سلیمان بن داؤد علیہ السلام ہون تو وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا سر مبارک توڑتے اور آپ کو مارتے اور آپکی اہانت کرتے اور آپکو جہوٹا جانتے ایک روز آپ نے ایک دروازہ پر سوال کیا وہ

نکالی گئی اور ایک عورت نے آپ کے منہ مبارک پر تھوک دیا اور روایت ہے کہ ایک بوڑھی عورت نے ایک کوزہ جسمین پیشاب بھرا تھا آپکے سر مبارک پر انڈیل دیا پس آپ اوسی خواری اور ذلت مین مبتلا رہے کہ خدا عز شانہ نے مچھلی کے پیٹ سے انگشتری کو برآمد کیا اور آپ نے اپنی اونگلی میں پہن لی اور یہہ بات جب نصیب ہوئی کہ پورے چالیس روز ایام عقوبت کے گذر چکے تھے پس پرندہ آپ کے سر پر جمع ہوکر سایہ فگن ہوئے اور جن اور شیطان اور دشتی جانور آپ کے گرد فراہم ہو گئے اور جب اون لوگون نے کہ ایکی اہانت کی تھی اور آپکو پیٹا تہا آپکو پہچانا تو وہ اپنے کردار سے پشیمان ہوکر اوسکی عذر خواہی کی آپ نے فرمایا کہ جو فعل تم نے میرے ساتھ کئے اوسپر مین تمکو ملامت نہین کرتا اور نہ اس تمہاری عذر خواہی کی مین حمد کرتا ہون یہہ جو کچھہ ہوا سب امر ربی تہا اوسمین کسیکو چارہ نہین پس خداوند تعالی نے اونکی توبہ قبول فرمائی اور اوسکی بادشاہی اونکو حوالہ کی اور اونکا ملک اور مال اور محل پہنا دیا پس جبکہ ایسے سردار عظیم الشان جو تمام خلق کو اللہ تعالی کی طرف کہینچتے تہے اور وہ حاکم جہان کے اور شرع کی تہی اور اللہ تعالی کی خلق مین خلیفۃ اللہ تہے تو تو اونکا بارگاہ معلی حضرت ایزدی مین یہہ حال تہا کہ اونہون نے جناب الہی جل شانہ مین بہی توبہ کی پس کیا حال ہے تیرا اے مغرور تیرا اے مسکین اور تو دار غرور اور جاگیر شیطان مین مقیم ہے اور لشکر دشمنون کا کہ وہ مراد خلق سے اور ہوا اور ہوس سے اور نفس سے اور شہوات سے اور ارادات غیر مشروعہ سے اور وساوس سے اور تزئین شیطان سے ہے تیرا احاطہ کئے ہوا

عبادت ظاہری صوم صلوۃ حج زکوۃ پر اور ترک گناہ ظاہری پر مغرور رہوا ہے
اور حالانکہ باطن تمہارا عریان ہے عبادات باطنیہ سے یعنے ورع سے اور تقوی
سے اور زہد سے اور صبر سے اور رضا سے اور قناعت سے اور توکل سے اور تسلیم سے
اور یقین سے اور صفائی سینہ سے اور سخاوت نفس سے اور اللہ تعالی کی منت
اور احسان کے دیکھنے سے اور حسن نیت سے اور صدق سے اور اخلاص وغیرہم
اخلاق حسنہ سے کہ بیان اوسکا طویل ہے بلکہ تمہارا دل عادات سئیہ اور خصائل
ذمیمہ سے اور ان امہات ذنوب سے کہ جنسے محنت اور بلا اور امور ہلاک کرنیوالی
دنیا اور آخرت کے متفرع ہوتی ہین بہرا ہے مثل ناشکری کے اور نارضامندی کے
تقدیر الہی اور حکم خداوند تعالی پر اور مقدرات پر اعتراض کرنا اور اوس حاکم مطلق
کی قضا و قدر پر تہمت رکھنا اور اوسکے وعدون پر شک کرنا اور مانند غل کے اور حسد
کے اور حقد کے اور حق پوشی کے اور طلب مراتب عالی کے اور حب اپنی ثنا اور حمد کے
اور حب جاہ دنیاوی کے اور رضا اور طمانیت اوسکی سے اور اللہ تعالی کے بندون
تکبر کرنا اور عظمت ڈہونڈہنا اور تکبر سے اپنی ناک موڑنا اللہ تعالی نے قران مجید
مین فرمایا ہے واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم یعنے جب اوس سے
کہا جاتا ہے کہ خدائے تعالی سے ڈر تو اوسکو غرور عزت اور شرارت گناہ کی طرف
کہینچتا ہے اور مثل غضب کے اور ننگ ناموس کے اور حب ریاست کے اور عداوت
کے اور بغض کے اور بخل کے اور اورون کے مال کی طرف رغبت کرنیکے اور ادنیون
سے خوف رکہنے کے اور مانند خوشی کے اور اپنے بزرگ منشی کے اور امرا کے
تعظیم اور فقرا کی توہین اور تحقیر کے اور مثل ناز کے اور تکبر کے اور نخوت کے اور دنیا

رغبت کرنے اور فخر کرنے کے اور ریا کی اور سمعہ کے اور اعراض حق کی اور تکبر
کے اور امور لایعنی مین غوض کرنیکی اور کثرت کلام غیر نافع کے اور لاف مارنے
کے اور اونکا احوال آزمانا اور اپنی حالت کو ترک کرنا اور اللہ تعالی کے
کامون مین اپنی ملکیت و قدرت ظاہر کرنا اور مخلوق کی زیادہ توقیر کرنا اور اون کے
ساتھہ مداہنت کرنا اور اپنے اعمال پر عجب کرنا اور اپنی جھوٹی تعریف کو دوست
رکھنا اور خلق کی عیب جوئی کرنا اور اپنے عیبون سے چشم پوشی کرنا اور خدا تعالی کی
نعمتونکو فراموش کرنا اور اون نعمتون کو اپنی طرف یا غیر کی طرف اضافت
کرنا اور ظاہری باتون پر عمل کرنا اور اعمال کے حدود اور اصول پر نظر نکرنا اور
وضع الشئی فی محلہ نکرنا اور خوشی کو اختیار کرنا اور حزن کو دشمن رکھنا اور اور
اعمال ناشائستہ اور افعال ناباستہ کہ شرح اونکی طویل ہے کرنے غرض
سید الاقطاب محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ
کی اس تقریر سے یہہ ہے کہ انبیا باوجود اوس عظمت اور بزرگی اور قربت
حق تعالی کے کہ وہ ہادی خلق اور حاکم شرع اور خلفاء اللہ تھے تو وہ توبہ سے
مستغنی نہوے اور آپ لوگ کہ معدن افعال ذمیمہ اور اخلاق سیئہ کی
ہین تو توبہ کرنے سے انکار کرتے ہو پس ثابت ہوا کہ توبہ کرنا سب آدمیون پر
واجب ہے اسلیے کہ جب انبیا علیہم السلام نے توبہ کی ہے پس کوئی آدمی
اوس سے کیسا مستغنی ہوگا اور جاننا چاہیے کہ وجوب دو قسم پر ہے ایک
وجوبات شرعی ہین اور دوسری وجوبات طریقت کے ہین اور بعضی اقسام
وجوب توبہ کے واجبات شرعیہ سے ہین اور بعضی اقسام وجوب توبہ کے

واجبات طریقت سے ہین کہ اوس سے مراد عزیمت اور تقوی ہے اور واجب
طریقت کا وہ ہے کہ عموم خلق کو طاقت ادائی اوسکی نہین ہوتی اور تارک اوسکا
اگرچہ عذاب دوزخ سے رستگار ہوگا لاکن وہ عدم ترقی کی حسرت کی عذاب
سے خلاص نہوگا جیساکہ قیامت کے روز ایک گروہ دوسرے گروہ کو اپنے
درجات مین فوق دیکھیگا تو وہ اپنی عدم ترقی مدارج کی حسرت مین کر
وہ بہی ایک عذاب سے گرفتار ہوگا جیساکہ ایک آدمی اس جہان مین اپنے
ہم جنس کے ترقی مدارج کی دیکہتا ہے اور اسلئے کہ وہ اوس درجہ کو نہین پاتا
تو وہ اپنے ہمجنس کی ترقی کے سبب سے حسرت مین گرفتار ہوتا ہے اور جہان
اوس پر تنگ اور تاریک ہوجاتا ہے اور غبن اور حسرت کی آگ اوسکی جانمین
پڑتے ہی تو بعضے وجوہ وجوب توبہ کے باعث رستگاری اوس عذاب سے
ہین اور اللہ تعالی بروز قیامت کو کہ روز تغابن کا فرنایا ہے تو اسلئے کہ کوئی
آدمی اوسدن مین غبن سے خالی نہوگا الا ماشاء اللہ جسنے کہ اس جہانمین
اللہ تعالی کی عبادت نہ کی ہوگی تو وہ اوس غبن مین ہوگا کہ کسلئے مین نے
اللہ تعالی کی عبادت نہ کی اور جسنے کہ اللہ تعالی کی عبادت کی ہوگی تو وہ اس
غبن مین ہوگا کہ کسلئے مین نے طاعت زیادہ نہ کی کہ آجکے دن وہ باعث
ترقی مدارج کی ہوتی اور انبیاء اور اولیاء اللہ تعالی کے اسلئے اللہ تعالی کی
عبادت مین مقصر نہین ہوتے تاکہ وہ بروز قیامت اونکی لئے موجب حسرت
کے اور غبن کے نہو حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کو بہو کہا رکہتے
سنتے باوجود اسکے کہ جانتے تہے کہ سیر کہانا حرام نہین حضرت عائشہ صدیقہ

سے نے فرمایا ہے کہ جب مین حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک
پر اپنا ہاتھ رکھتی تھی تو اوسکو بھوکہ پایا تی تھی اور مجھکو رحم آتا تھا تو مین کہتی تھی
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری جان آپ پر فدا ہو کیا ہوگا اگر آپ اس
جہان مین سیر کہایا کرین حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے تھے کہ اے
عائشہ اور انبیاء اولوالعزم میرے بھائی مجھسے آگے گئے ہین اور اونہون نے اللہ تعالی
رتبے اور بزرگیین حاصل کیے ہین مین خوف کرتا ہون کہ اگر مین اس جہان مین تنعم مین
رہون تو ہمارا درجہ قیامت کے دن اون کے درجون سے کم ہو ایکدن حضرت عیسی علی السلام
اپنے سرہانے پتھر رکھ کر سوئے شیطان آیا اور حضرت عیسی علیہ السلام کو کہا کہ تمنے دنیا کو
ترک کیا تھا کیا پ اب اوس سے پشیمان ہوئے ہو حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمنے
کیا کیا ہے کہ تو نے ایسا کہا شیطان نے کہا کہ آپنے اپنے سرہانے کو پتھر رکھا ہے اور
آپنے اپنے لیے دنیا سے آسایش چاہی ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے وہ پتھر سرہانے
کا پھینک دیا اور فرمایا کہ مینے اس پتھر کو دنیا کے ساتھ تجھے دیا حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نعلین کا ایک تسمہ کہ وہ نیا تھا اچھا معلوم ہوا فرمایا کہ تسمہ
نیا نعلین سے نکالو اور تسمہ کہنا اس مین لگاؤ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
نے ایکدن دودہ پیا بعد پینے دودہ کے اون کو اوس دودہ مین کچھ شبہ معلوم ہوا تو
اونہون نے اپنے انگلیون کو اتنا اپنے حلق مین مارا اور قی کیا کہ خوف جان کنی کا
تھا اگرچہ یہہ سب وجوہات شرعیہ سے نہین ہین لاکن یہہ واجبات طریقت کے ہین کہ
وہ موجب تقوی کا ہے فتوی اور ہی التقوی اور ہی فتوی مین رخصت ہے
تقوی مین عزیمت ہے اور انبیاء اور اولیاء کو بہ نسبت عوام کے اللہ تعالی کا

خوف زیادہ ہوتا ہے اور انبیاء اور اولیاء بہ نسبت اور جمیع مخلوق کے اللہ تعالی سے
اور اللہ تعالی کے مکر سے اور اپنے راہ کے خطرے سے زیادہ واقف ہوتے
ہین شاید کہ آپ جانتے ہونگے کہ ان حضرات نے اِتنا رنج اپنے پر عبث
گوارا کیا ہے اگر غرض وجوب شرعی ہوتا اور وجوب طریقت کا نہ ہوتا تو
وہ اپنے پر اِتنا رنج کیون لئے رہتے پس اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کسی حال مین
توبہ سے بے پروا نہین اور سب مومن پر توبہ کرنا واجب ہے اور جاننا چاہیے
کہ جو کوئی اوس سے گوہر نفیس ضایع ہو تو وہ عمر بہر اوس کے ضایع ہونے کے
عذاب مین گرفتار ہوتا ہے اور ہر نفس انسان کے عمر کا ایسا گوہر نفیس ہے کہ
اوس سے سعادت ابدی حاصل کر سکتا ہے جب کوئی آدمی اوس کو صرف
معصیت کا کرتا ہے تو وہ سبب ہلاکِ نور ایمان کے ہوتا ہے مگر اوس ہلاک سے
تب وہ واقف ہوگا کہ اوس وقت مین حسرت نافع نہ ہوگی اور یہ کہ قرآن مجید
مین ہے وانفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی احدکم الموت
فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب الخ یعنے خرچ کرو اوس سے
کہ دیا ہے ہمنے تمکو اوس کے آگے کہ تم مین سے ایک کو موت آوے پس کہے وہ
اے میرے رب کاشکے تو مہلت دیتا مجھے تہوڑی مدت غرض یہ کہ بندہ اپنے مرنے کے
وقت ملک الموت کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ وقت میرے مرنے کا ہے اوس وقت
اوسکے دل مین ایسی حسرت پیدا ہوتی ہے کہ اوسکی نہایت نہین وہ بندہ کہتا ہے ای
ملک الموت مجھے ایک روز کی مہلت دے تا مین اپنے گناہون سے توبہ کرون ملک الموت
کہتا ہے کہ تم بہت روز دنیا مین زندہ تہی اب تمہارا وقت ہو چکا ہے کہ ایک روز

تمہاری حیات سے باقی نہین رہا وہ بندہ کہتا ہے کہ مجھے ایک ساعت کی مہلت دی
تا مین اپنے گناہون سے توبہ کرون ملک الموت کہتا ہے تمہاری عمر کے کوئی ساعت
باقی نہین رہا جب یہہ بندہ گنہگار ناامید ہوتا ہے اور ایمان اوسکا اضطراب مین
آتا ہے اگر عیاذاً باللہ وہ ازل مین شقی ہے تو وہ شقاوت سے متزلزل ہے اور بے ایمان
ہو کر دنیا سے جاتا ہے اگر وہ ازل مین سعید ہے تو اصل ایمان اوس کا سلامت
رہتا ہے اور اس جہان سے ایمان سلامت لے کر جاتا ہے نظم بالس
دبشارالس بیت۔ ایمان بسلامت بلب گور بریم ✦ احسنت براین
چستی و چالاکی ما۔ صحت توبہ کے شرایط کے بیان مین۔ اے بہائیو بعلیکم اللہ
تعالی۔ جاننا چاہیے کہ شرائط توبہ کے تین ہین اور ان مین ایک گناہون سے
نادم ہونا ہے مطابق حدیث شریف کے الندم توبۃ یس اصل توبہ مین
پشیمان ہونا ہے گناہون سے اور نتیجہ اوس کا توبہ کی ارادت ہے اور گناہون سے
پشیمان ہونے کی علامت وہ ہے کہ مدام اندوہ اور حسرت مین ہو اور کام اوسکا
گریہ اور زاری اور تضرع ہو اس لئے کہ جس نے کہ اپنے کو قریب ہلاک پایا
وہ شخص حسرت اور اندوہ سے کیسا خالی ہوگا درصورتیکہ کسی کا لڑکا بیمار ہو
اگر ڈاکٹر کہے کہ یہہ بیماری سخت ہے اور اس سے خوف مرنے کا ہے تو کیسا غم
اور اضطراب اوس کے باپ کو لاحق ہوگا اور سمجھنا چاہیے کہ ہر ایک آدمی کو اپنا
نفس اپنی لڑکی سے عزیز تر ہے اور اللہ تعالی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ڈاکٹر سے زیادہ صادق ہین اور خوف ہلاک ایمان کا اور عذاب آخرت کا
خوف مرگ سے عظیم تر ہے اس لئے کہ موت باعث تلف زندگانی چند روزہ

کا ہے اور تلف ایمان کا موجب ہلاک آخرت اور سبب تلف عیش و تنعم جاودانی ہے اور دلالت معصیت کے اللہ تعالیٰ کے غضب پر ظاہر تر اور قوی تر ہے دلالت کرنے بیماری کے نے مرگ پر پس اگر اس نے خوف اور حسرت نہ ہو تو اوس کا سبب یہہ ہے کہ معصیت اوس کی اوس کے ایمان پر محیط ہو گئی ہے اور نور ایمان اوس کا درمیان ابر عصیان اوس کے ناپدید ہو گیا ہے ہرچند آتش حسرت اور ندامت گناہ کے سوزان تر ہو گی اثر اوس کا تکفیر گناہ اور کفارت ذنوب میں عظیم تر ہوگا اسلیے کہ اوس زنگ معاصی اور ظلمت بزہ کو کہ اوس کے دل پر بیٹھا ہے بغیر آتش ندامت کے وہ توبہ ہی کوئی اور چیز نہ پگلاوے گی اور گناہ کی ندامت میں تائب کا دل زیادہ صاف ہوتا ہے اور غنیۃ الطالبین میں حدیث شریف ہے روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال جالسوا التوابین فانھم ارق افئدۃ یعنے تائبوں کے ساتھہ بیٹھو کہ وہ زیادہ نرم دل ہیں اور جس قدر کہ دل آدمی کا صاف ہوگا وہ معصیت سے متنفر ہوگا اور دوسری شرط توبہ کی ترک کرنا گناہوں کا ہے جمیع حالات اور جمیع ساعات میں اور تیسری شرط یہہ ہے کہ پھر گناہوں کے طرف رجوع نکرے مطابق قول حضرت ابی بکر واسطے کی کہ جب پوچھا گیا توبہ نصوح سے تو اونہوں نے کہا کہ توبہ نصوح وہ ہے کہ تائب پر اثر معاصی ظاہر یکا اور باطنی کا باقی نرہے ایک نبی نے جو انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ایک شخص کے توبہ کے قبول ہونے کے لئے شفاعت کی کہ وہ شخص بھی بنی اسرائیل کی قوم سے تھا وحی آئی کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ اگر تمام آسمانوں کے فرشتے اوس کی شفاعت کریں تو بھی توبہ اوس کی قبول نکرونگا جب تک کہ حلاوت گناہ کی اوس کے دل میں

باقی ہے اور سمجھنا چاہیئے کہ معصیت اگرچہ مرغوب و مطبوع ہے لاکن تائب کے
حق مین مانند شہد کے ہے کہ اوس مین زہر ہو اور جس سنے کہ ایک بار اوس شہد
زہر آلودہ سے چکھا ہے اور بہت رنج اوس سے دیکھا ہے جب اور بار اوس کا
اندیشہ کرے گا تو اوس کی کراہیت اوس کے تمام بدن کے رونگٹے اوٹھینگے
اور حلاوت اور لذت اوس شہد کی اوس کے خوف زیان مین نزدیک اوس
تائب کے مخفی ہوجائے گی اور جو کوئی گناہون سے تائب ہے یہہ تلخی زہر سب گناہون کے
پاوے گا اگرچہ وہ بظاہر مانند شہد کے شیرین ہونگے اور زہر اس لئے اوس مین ہے
کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالی غضب ہوتا ہے لاکن پشیمانی گناہ کے کہ توبہ کی ارادت سے
پیدا ہوتی ہے تین زمان سے متعلق ہے حال و ماضی و استقبال سے اور پشیمانی
حال کی تو یہہ ہے کہ وہ تمام معاصی کو ترک کرے اور ادائی مفروضات مین مشغول ہو
اما پشیمانی مستقبل کی وہ ہے کہ عزم راسخ کرے کہ آخر عمر تک توبہ پر قایم رہے اور
اللہ تعالی سے ظاہرًا اور باطنًا عہد محکم کرے کہ ہرگز پھر گناہ نکرے اور اوس کے
فرائض کی ادائی مین مقصر نہووے اور تائب جبتک کہ عزلت اور خاموشی اختیار
نکرے گا اور اوس کو اکل حلال اور صدق مقال نہ ہوگا اور وہ شبہات سے مجتنب نہوگا
تو توبہ اوس کی کامل نہ ہوگی اور بزرگون نے فرمایا ہے کہ اگر رغبت خلاف شرع
کسی تائب پر غالب ہو تو وہ سات مرتبہ اون سے اپنے کو روکے پس انشاء اللہ
اوس کو اجتناب مناہی آسان ہوگا لاکن ارادت ماضی اس سے متعلق ہے کہ
گناہون گذشتہ کو تدارک کرے اور سوچے کہ اللہ تعالی کی کون سے حقوق ہین
اور بندون کے کونسی حقوق مین وہ مقصر رہا ہے اور اوس کو ادا نہین کیا

اور اللہ تعالیٰ کے حقوق دو قسم پر ہین ایک ادائی فرض کے دوسرا ترک معاصی کا
اما ادائی فرائض کے لئے چاہئے کہ اوس روز سے کہ وہ بالغ ہوا ہے اگر تمام
فرائض اوس سے قضا ہوئی ہون یا بعض فرائض اوس سے قضا ہوئی ہون یا کسی یا کسی وجہ
اوس کی نماز قضا ہوئی ہو بغیر شرائط اور ارکان نماز کے اوس نے نماز پڑھی ہو جیسا کہ
نماز کو بے وضو پڑھا ہو یا وضو مختل سے پڑھا ہو اور مضمضہ اور استنشاق اور غسل وجہ
اچھا نکیا ہو یا ریشمی کپڑے مین نماز پڑھی ہو یا کپڑے مغصوب مسروقہ مین یا زمین مغصوبہ
پر نماز پڑھی ہو یا حالت ادائی فرائض مین اوس کا کپڑا پاک نہ ہو یا وضو یا رفع جنابت
پانی غیر طاہر سے کیا ہو یا جمیع فرائض کی ادائی کے وقت اوس کی نیت درست
نہوئی ہو یا اوس کے اعتقاد مین خلل اور شک واقع ہوا ہو تو ان صورتون مین
وہ فرائض ادا کرے اور اوس روز سے کہ اوس کے پاس مال بقدر نصاب
شرعی کے یا اوس سے زاید جمع ہوا ہو یا اور اشیا تجارت کے بقدر مال نصاب کے
یا اوس سے زائد اوس کے پاس موجود ہوئے ہون بشرطیکہ وہ قرضدار نہو
اور اگر درصورتیکہ وہ قرضدار ہو تو بعد نکالنے مال مقروضہ کے اگر وہ مال بقدر
نصاب کے یا اوس سے زاید رہجاوے یا اوس کے پاس زیور یا ظروف یا اور
اشیا سیمین یا زرین ہوون اور مدت ایک برس کی اوس کو اوس مال کے قابض
ہونے میں گذر چکی ہو یا اوس کے مواشی ہون کہ اوس کے حوائج ضروری سے زاید ہو
ہون اگر اوس نے حسب مسئلہ شرعیہ فقہیہ کے اون کی زکوۃ ندی ہو یا بعض برسون مین
دی ہو اور بعض برسون مین ندی ہو اگر درصورتیکہ دی بھی ہو تو وہ مستحقین زکوۃ کو
ندی ہو تو ان صورتون مین اوتنا مال زکوۃ کا اپنی نقد اور جنس اور مواشی سے نکال کر

شدہ مساکین اور فقرا اور غیر ہمامستحقین زکوۃ کو دیوی اگر اوس سے روزی ماہ رمضان
کی قضا ہوئے ہون یا اون کی نیت فراموش کی ہو تو جتنے روزے قضائے کہ
یقیناً اوس کو معلوم ہون ادا کرے اور جتنے روز دن مین اوس کو شک اقع ہوا ہو
تو غالب ظن پر اوتنے دن روزے رکھے اور تقوی یہہ ہے کہ بغیر اعتبار غلبہ ظن کے
تمام ایام مشکوکہ کی روزے رکھے علی ہذا القیاس نماز اور زکوۃ کی ادائی مین بھی اگر
اوس کو شک واقع ہو تو غالب ظن پر عمل کرے اور احوط یہہ ہے کہ سب کو ادا کرے
اور اگر آدمی کو استطاعت نفقہ عیال سے اور استطاعت زاد راحلہ کے ہو اور حرمین
الشریفین کی راہ مین اوس کو خوف تلف ہونے اپنی جان کا نہو بشرطیکہ وہ حر مسلم
صحیح بصیر عاقل بالغ ہو تو حج کی ادائی مین توقف نکرے غنیۃ الطالبین مین حدیث
شریف ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدَ زَادًا وَرَاحِلَةً
تُبَلِّغُهُ الْبَيْتَ فَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا
اَوْ عَلٰى اَيِّ مِلَّةٍ شَاءَ وَفِي لَفْظٍ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَاِنْ شَاءَ
اَنْ يَمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا یعنے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جو شخص توشہ زاد اور راحلہ پر قادر ہو اور حج نکرے تو اوس کو باک
نہین کہ وہ یہودی مرے یا نصرانی مرے یا کسی اور دین غیر اسلام پر مرے اور دوسری
روایت مین ہے کہ جو کوئی مرے اوس حال مین کہ اوس نے حج نہین کیا پس برابر
ہے کہ وہ مرے یہودی یا نصرانی اور یہہ اسلئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بندہ مومن حکم حج کی بجا آوری کی نگہداشت اور اوس کے ضایع
ہو جانے سے خوف کرے اور ترک معاصی کے سبب چاہیے کہ ایام بلوغ سے

اپنے تمام معاصی مثل معاصی آنکھہ کے اور کان کے اور زبان کے اور ہاتھہ کے اور پاؤن کے اور شکم کے اور فرج کے اور جمیع اعضا کے یاد کرے اور سوچے کہ وہ صغیرہ ہین یا کبیرہ ہین اور اون ہین سے کتنے متعلق حقوق اللہ سے ہین اور اون سے کتنے متعلق حقوق العباد سے ہین اور سب معاصی اپنے ایک ایک برس کی اور ایک ایک مہینے کے اور ایک ایک ہفتہ کی اور ایک ایک دن اور ایک ایک ساعت کی تفتیش کرے اور تفصیل وار اپنی فہرست گناہون کی غور سے ملاحظہ فرماوے تاکہ وہ تمام گناہون اپنے پر مطلع ہو اور اون لوگون کو بھی یاد کرے جو کہ اوس کے ساتھہ اون گناہون کے کرنے مین شریک سے تھے اور وہ مقام اور وہ جگہہ بھی یاد کرے جہان اوس نے وہ گناہ کئے تھے اور اون گہرون کو بھی خیال کرے کہ جہان اپنی دانست مین اورون کی نظرون سے وہان چھپ کر وہ گناہ کئے تھے اور وہ غافل تھا کراما کاتبین کی آنکھون سے کہ وہ نیند نہین کرتے اور ایک طرفۃ العین بھی اُن کی آنکھہ بند نہین ہوتی جو کچھہ کہ آپ کرتے ہو اوس کو وہ جانتے ہین مطابق آیت قرآن مجید کے ہو ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید یعنے آدمی کوئی بات نہین کرتا مگر اوس کے نزدیک نگہبان آمادہ ہین اگر وہ معاصی کبیرہ ہون اور متعلق حقوق عباد سے نہون بلکہ وہ متعلق حقوق اللہ سے ہون مثل زنا کے اور لواطت کی اور شراب خواری کے اور اور ایسی معاصی کہ شرعًا اون پر حد واجب ہوتی ہے تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ توبہ کرے اور تائب کو لازم نہین توبہ کی صحت کے واسطے اپنی آپ کو رسوا کرے اور اپنا پردہ پہاڑے کہ حاکم بادشاہ یا قاضی کے پاس حاضر ہو کر اوس کی حد جاری کرائے غنیۃ الطالبین مین لکہا

حدیث شریف ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من اتی
بشیئ من ھذہ القاذورات نلیستتر بستر اللہ تعالی ولا یبدی لنا
صفحتہ فان من ابدی لنا صفحتہ اقمنا علیہ حد ود اللہ یعنے جو شخص
لاحق ہوے ایسی خراب چیزین اوس کو چاہئے کہ اپنے آپ کو اللہ تعالی کے
پردہ مین چھپائے اور ہمارے پس اپنے گناہون کا اظہار نکرے اس لئے
کہ ہمارے نزدیک جو کوئی اس امر کا افشا کرتا ہے تو ہم اوس پر حد شرعی جاری
کرتے ہین اور اگر درصورتی کہ اوس نے اپنا جرم کو ظاہر کیا اور اوس کا احوال
حاکم وقت یا قاضی تک پہونچا اور اگر حاکم یا قاضی نے عام کے روبرو اوس پر
حد جاری کی تو وہ گناہ اوس کا دفع ہوا اور توبہ اوس کی درست ہوئی اور
اللہ تعالی کے نزدیک بھی وہ مقبول ہوئے۔ اور وہ آلایش گناہ سے پاک ہوا
بلکہ اوس کو چاہئے کہ وہ اپنے گناہ کو فاش نکرے اور وہ حاکم حقیقی ہے کے بارگاہ
عالی مین توبہ کرے اور اوس سے رجوع کرے اور اپنے گناہون کو مد نظر
رکھکر اوس سے نادم ہوکر مستغفر ہووے غنیۃ الطالبین مین حدیث شریف ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیذنب الذنب نیدخلہ
الجنۃ قالوا یا نبی اللہ وکیف یدخلہ الجنۃ والٰہ یکون الذنب نصب
علینہ یستغفر منہ ویندم علیہ حتی یدخل الجنۃ یعنے فرمایا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بندہ گناہ کرتا ہے پس وہ گناہ اوسکو بہشت
مین داخل کرتا ہے کہا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیسا گناہ
اوس کو بہشت مین داخل کرتا ہے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ وہ گناہ اوس گنہگار کے مدنظر رہتا ہے اور وہ اوس گناہ کے جناب
حضرت باری تعالیٰ سے آمرزش چاہتا ہے اور اوس سے توبہ کرتا ہے
اور پشیمان ہوتا ہے تا آنکہ وہ گناہ اوس کو بہشت مین لاتا ہے اور
بندۂ مومن کو چاہیے کہ اون گناہون کے عوض مین حسنات بھی کرے
اور اقسام کے مجاہدات مین مشغول ہووے جیسے کہ روزے رکھنا اور مباح
اور لذیذ چیزون کو کم کھانا اور شب کا قیام کرنا اور قرآن مجید کو کثرت سے
پڑھنا اور وظیفے پڑھنا اور علاوہ اوس کے اور حسنات کرنا تاکہ وہ حسنات اون
سئیات کو محو کرین غنیۃ الطالبین مین حدیث شریف ہے قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم ار شیئا احسن طلبا ولا اسرع
ادراکا من حسنۃ حدیثۃ لذنب قدیم قال اللہ تعالی ان الحسنات
یذہبن السئیات ذالک ذکری للذاکرین یعنے کوئی چیز اچھا طلب
کرنے والی اور جلد پانے والی ایسی مینے نہین دیکھی جیسا کہ حسنات نئی سئیات
پُرانے کو پاتے ہین اور اوس کو دفع کرتے ہین اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین
فرمایا ہے ان الحسنات یذہبن السئیات الایہ یعنے نیکیان دفع
کرتے ہین بدیون کو یہہ نصیحت اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے والون کے لئے ہے
اگر وہ معاصی کبیرہ اور متعلق حقوق اللہ سے ہون لاکن اون پر حد شرعی واجب
نہوتی ہو مانند شرک باللہ کے اور اصرار معصیت صغیرہ کے اور قنوت رحمت اللہ
سے اور امن مکر اللہ سے اور جہاد کی صف جنگ سے بہاگنا تو اون کا کفارہ یہہ ہے
کہ وہ اون سے توبہ کرے اور نادم ہو اور اون کی عوض حسنات کرے کما مر

اور اگر وہ معاصی کبیرہ متعلق حقوق العباد سے ہون اور اوسپر حد شرعی
واجب ہوتی ہو مانند قتل ناحق کے تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ وہ اپنے کو
مقتول کے وارثون کے تفویض کرے تاکہ مقتول کے عوض اوس کو قتل
کرین یا وہ مقتول کی دیت اوسکے وارثون کو دیوے یا اون سے
مقتول کی دیت یا اوس قتل کا گناہ معاف کرالے اور اللہ کی جناب مین
توبہ کرے اور اگر یہ اور تضرع اور زاری سے اوس گناہ کا استغفار کرے
اور مقتول کے لئے مغفرت چاہے اور مقتول کی روح کو ساتھہ صدقو کے
اور فاتحہ کے خوشنودی کرے یا وہ گناہ مانند چوری کے ہو کہ وہ بھی متعلق
حقوق سے عباد سے اور مستوجب حد شرعی کا ہے تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کے
مال مسروقہ اوس کے مالک کے تفویض کرے یا اوس سے بخشواے اور درصورت
عدم حیات مالک کے وہ مال مسروقہ اوس کے وارثون کو دیوے اور درصورت
عدم موجودی اوس کے وارثون کے اور درصورت عدم تعارف مالک مال مسروقہ
کے توبہ کرے اور اوس سے شرمندہ ہو اور اوس کے مالک کے لئے جناب الہی
استغفار کرے اور شہادت زور اور یمین الغموس اور قذف محصن بھی کہ وہ بھی
کبائر سے اور حقوق العباد سے ہین کہ اوس کے جھوٹی گواہی دینے سے یا جھوٹی
قسم کہانے سے یا زنا کی جھوٹی تہمت لگانے سے کسی مسلمان کو نقصان پہنچایا
ہو یا کہ عزت ریزی کی ہو تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ حاکم یا قاضی کے آگے
اپنی قسم کا یا شہادت کا یا قذف کا بابطلان ظاہر کرے اور کہے کہ مینے
فلان کے حق مین جھوٹی شہادت دی تھی یا جھوٹی قسم کہائی تھی یا فلان کو

زنا کی تہمت جہوٹی لگائی تہی تاکہ وہ حاکم یا وہ قاضی اوس کا حق کہ جس کی حقیت اوس نے قذف محصن یا شہادت زور یا یمین الغموس کی تہی اوس کو دلو دی اور در صورت نہ دلوا نے حاکم سکے وہ اپنا نقصان اپنے مال سے ادا کرے اور اگر وہ اوس کی استطاعت نہ رکہتا ہو تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ وہ گناہ اون سے عذر اور تضرع سے بخشو لئے اور اگر اون کو وہ نپاوے تو وہ اپنے گناہون سے نادم ہو کر توبہ کرے اور مستغفر ہووے اور اون کے لئے صدقہ دیوے اگر اوس نے کسی کو سحر سے نقصان پہونچایا ہو کہ وہ بہی کبائر سے اور حقوق العباد سے ہے تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ اگر وہ دفع سحر کا جانتا ہو تو اوس کو دفع کرے اور مسحور سے وہ گناہ معاف کرائے اور اگر وہ دفع سحر کا نہ جانتا ہو تو اوس مسحور کو اور کسی کے پاس کہ وہ دفع سحر کا کرتا ہو لیجا کر اوس کا سحر دفع کرائے اور درصورت عدم قدرت اوس کے مسحور سے اپنا گناہ معاف کرائے اور سحر کرنے سے آیندہ توبہ کرے اور درصورتیکہ بغیر توسط اوس کے کسی اور سے دفع سحر ہو گیا ہو تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ احسان اور معذرت اور عجز سے وہ گناہ مسحور سے معاف کرائے اور درصورت نہ پانے اوس کے وہ گناہ اوس کے وارثون سے بخشولئے اور مسحور کے لئے صدقہ دیوے اور مستغفر ہو اور اگر اوس نے اپنے والدین کا عقوق کیا ہو کہ وہ بہی کبائر سے اور حقوق العباد سے ہے تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ اوس سے توبہ کرے اور درصورت حیات والدین کے اون سے احسان کرنے سے اور خدمت کرنے سے اور گریہ

اور زاری سے اور عجز اور نیاز سے اپنا گناہ اون سے معاف کرے
اور در صورت عدم حیات اون دونون کے یا اون مین سے ایک کے اون کے
اقربا سے اور احباب سے احسان اور دوستی کرے اور اون کے لئے جناب
باری مین مغفرت چاہے اور اون کے ارواح کو فاتحہ اور صدقہ اور حسنات سے
شاد کرے اور ایسا ہی اور حقوق العباد مین اگر کسی کو کسی پر حق مالی ہو کہ اوس نے
کسی سے قرض لیکر ادا نکیا ہو یا کسی کا حق غصب کیا ہو یا کسی سے رشوت
لی ہو یا کسی سے سود لیا ہو یا کسی کا مال غارت کیا ہو یا اوس نے امانت مین
یا عاریت مین خیانت کی ہو یا کسی کا حق نہ دیا ہو اور اگر در صورتیکہ دیا ہو تو
وہ کم دیا ہو یا اوس نے کسی چیز عیب دار کا عیب مخفی کر کے فروخت کیا ہو
یا اوس نے بطریق دغا اور فریب کے کسی کا حق رکھا ہو یا اوس نے اشیاء
گران مین اشیاء ارزان کو ڈال کر بیچا ہو جیسا کہ سونے مین یا چاندی مین
پیتل یا تانبا یا اور شے کو کہ اوس سے ارزان ہون یا دودھ مین پانی یا روغن
مین تیل یا مسکہ ملائی مین آٹا یا گیہون کی آٹے مین جو یا جواری یا باجری کا
آٹا ملا کر بیچا ہو یا کسی شے کو ناقص کر کے بیچا ہو جیسا کہ دودھ کا یا دہی کا مسکہ
یا ملائی نکال کر بیچا ہو یا ایک چیز کے ایک جنس گران کو دکھا کر اوس چیز کی
ارزان جنس کو بیچا ہو جیسا کہ دس سیر فی روپیہ کے گیہون کو یا چاولون کو یا اور
اجناس کو دکھا کر بارہ سیر فی روپیہ کے وہ اجناس بیچے ہون یا اچھا کپڑا دکھا کر
اوس جنس سے خراب کپڑے کو بیچا ہو یا ایسے اور حقوق العباد کہ تفصیل
اون کی دشوار ہے اوس پر ہون تو کفارہ اون کا یہہ ہے کہ وہ اون سب

گناہون سے توبہ کرے اور نادم ہو اور جناب آلہی مین اون سے استغفار کرے
اور اون سب حقدارون کو اون کا حق پہونچاوے یا اون سے عذر اور معذرت اور
الحاح کی ساتھہ اون کا حق بخشوائے اور درصورت نہ پانے اون کے وہ حق اون کے
وارثون کو ڈہونڈہکر دیوے اور درصورت نہ پانے اون کے وارثون کے
یا عدم تعارف اون حقدارون کے اور اون کے وارثون کے یا درصورت عدم
قدرت ادائی اوس کے حقوق کے اوس کے حقدارون کے لئے جناب
آلہی سے طلب آمرزش کے کرے اور صدقہ اور فاتحہ سے اون کی ارواح کو
خوشنود کرے غرض یہہ کہ جس صورت مین کہ اوس کو کسی کا روپیہ یا پیسہ یا درم
یا دینار یا قیراط یا غلہ یا اور جنس دینا ہو تو کفارہ اون کا یہہ ہے کہ بعد توبہ کے
وہ اون حقوق کے مالکون کو ڈہونڈکر وہ حق اون کا ادا کرے اور اگر وہ اون کے
مالکون کو نہ پاوے تو اون کے وارثون کو دیوے اور یہہ بہت دشوار ہے
حاکمون اور سوداگرون کو اس لئے کہ اون کا معاملہ بہت آدمیون سے واقع
ہوتا ہے اور اگر درصورتیکہ اون کو اون سب کا بلانا اور پانا اور جمع کرنا دشوار
ہو تو چاہئے کہ وہ اتنی عبادت اور حسنات کرے کہ اون سب کے حقوق اوس کے
حسنات سے وضع ہوکر اوس کے لئے بھی حسنات بچین اور اگر درصورتیکہ
اوس پر کفارے اور نذر رہون تو اوس کو بھی چاہئے ادا کرے اور آدمیون کے
ایذا پہونچانیکا کفارہ یہہ ہے کہ اون کے ساتھہ احسان کرے اور اون کے
حق مین دعا خیر کرے اگر کسی کو اوس نے زبان سے ایذا دے ہے یا اوسکو
پیٹا ہے اور وہ فوت ہوگیا ہو تو اوس کے لئے اللہ تعالیٰ کی جناب مین

رحمت اور مغفرت مانگے اور اوس کے فرزندون اور وارثون سے
احسان کرے اور اگر اوس نے کسی کی غیبت کرنے سے یا چغلی سے یا عیب
لگانے سے آبروریزی کی ہو تو کفارہ اوس کا اوس کی تعریف کرنا ہے
اگر وہ لوگ کہ جنکی اوس نے غیبت یا چغلی یا عیب جوئی کی ہو وہ مسلمان
ہون تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ اون مین جو باتین لائق ستایش کی ہون
جن کو وہ جانتا ہو اون کے اقربا اور احباب اور امثال کی محفلون اور مجمعون
مین زیادہ ظاہر کرے اور اوس غیبت یا چغلی یا عیب گوئی کی باتین مین سے
جو کچھ کہ اوس نے اون کے حق مین کہے ہون اپنے کو جھٹلائی اور کہے
کہ مینے وہ باتین جھوٹ کہین تھی سلطان الاقطاب سید الافراد محبوب سبحانی
حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے غنیۃ الطالبین مین
فرمایا ہے واما الاعراض فمو سبہم الناس وشتمہم ومشاتمتہ وھو
الجنایۃ علی القلوب وکذالک غیبتہم وذکرہم بالقبیح ومایسوءہم
من الغیبۃ الخ یعنے اگر کوئی شخص نے کسی کی آبروریزی گالی گلوج سے
اوسکے روبرو کی ہو وہ گناہ دل آزاری کا ہے اور اسیطرح غیبت
یا عیب گوئی یا کسیطرح کی برائی اور وہ کلام ہے کہ اگر کسی کو وہ مقابل
اوسکے سنا دے تو وہ اوس سے آزردہ ہو جائے تو جب ایسے کلام کو اوس کی
غیبت مین کہو گے تو وہ غیبت ہے تو اوس کا کفارہ یہ ہے کہ اوس کا ذکر
اوسکے سامنے کر کے اوس سے بخشوائے اگر کسی نے ایک جماعت کی
غیبت کی ہو تو کفارہ اوس کا یہہ ہے کہ اوس جماعت کی ایک ایک آدمی کے سامنے

جا کر کہے اور اوس سے عفو چاہے اگر اوس مین سے کوئی آدمی فوت ہو گیا
ہو تو اوس کے نذر کے لئے بہت سے نیکیان کرے اور اسیطرح پر
عمل کرنا اوسوقت مناسب ہے جبکہ اوس غیبت وغیرہ کی خبر اون لوگون کو
یعنے اوس جماعت کے آدمیون کو پہونچ گئی ہو کہ جس جماعت کے کہ اوس نے
غیبت کی ہو اور اگر درصورتیکہ اوس جماعت کے آدمی اس غیبت سے
بے خبر ہین تو کچھہ ضرور نہین کہ اوس غیبت کی خبر اون کو پہونچا دے اور
اون سے معافی چاہے اس لئے کہ اوس کی سننے سے اون کے دلون کو
رنج پہونچے گا بلکہ اوس کو چاہئے کہ جن لوگون کے آگے اوس نے اون کی
غیبت بیان کی ہو اون کے آگے اپنے کو وہ جہٹلاوے اور اون کی وہ تعریف
کرے کہتا ہے فقیر مودودی کہ اون کے لئے استغفار بھی کرے حضرت
انس سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
ان من کفارة الغیبة ان تستغفر لمن اغتبته یقول اللھم اغفر لنا
ولہ یعنے کفارہ غیبت کا یہہ ہے کہ جس کی تو نے غیبت کی ہے اوس کے
لئے طلب آمرزش کی کر اور کہہ کہ یا اللہ مجھے اور اوس کو مغفرت فرما۔
غوث الاعظم قطب الافخم حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی
عنہ نے غنیتہ الطالبین مین لکھا ہے ولا بد ان یعرفہ قدر جنایتہ
ولا یعرض لہ فی سائر المظالم ولا یکفی فی ذالک الاستحلال المبھم
یعنے جانی کو ضرور ہے کہ قدر گناہ اپنے کا مجنی علیہ کے آگے ظاہر کرے اور
جمیع گناہون مین سخن سربستہ نکہے اس لئے کہ جب مجنی علیہ کو قدر جنایت

جانے کا معلوم ہو شاید کہ وہ معاف کرنے سے خوش نہ ہوے بلکہ مجنی علیہ اپنے
عوض کو روز قیامت پر موقوف رکھے بغرض اس کے کہ تاکہ وہ اوس
گناہون کے عوض مین جانے کے حسنات لیوے اور درصورت عدم
موجودگی حسنات جانے کی اوس گناہون کے عوض مین اپنی سئیات جانے
کو دیوے تو چاہیے کہ جانے اپنے گناہ کے مقدار مجنی علیہ کی آگے ظاہر
کرے اگر درصورتیکہ وہ ایسا گناہ ہے کہ اگر وہ مجنی علیہ سے کہا جاتا ہے تو
مجنی علیہ اوس کے سننے سے آزردہ ہوجاتا ہے مانند زنا کے کہ اوس کی
بیوی یا اوس کے جاریہ سے ہوا ہو یا اور گناہ تو اس صورت مین چاہیے
کہ مجنی علیہ سے گناہ مبہم معاف کرائے اگر اوس صورت مین کہ مجنی علیہ
جانے کا گناہ مبہم معاف کرے تو بھی مظلمہ ابہام گناہ کا جانے پر رہیگا پس
جانے تائب کو چاہیے کہ ابہام گناہ کا جبر نقصان حسنات سے کرے جیسا کہ جبر
نقصان مظالم میت کا اور غائب کا حسنات سے کیا جاتا ہے اور اگر درصورتیکہ
وہ ایسا گناہ ہے کہ اگر جانے اوس کا ذکر کرکے مجنی علیہ سے معافی چاہتا ہے
تو مجنی علیہ اوس کو جلدی معاف نہین کرتا یا مجنی علیہ جانی کر باوس جنایت کی
عوض مین نقصان پہونچاتا ہے تو اس صورت مین طریقہ اوس کے معاف
کرانیکا اور بخشوانیکا یہہ ہے کہ جانے طریقہ دوستی کا مجنی علیہ سے جاری
رکھے اور اوس کے حوائج کے انصرام مین اور مہام کے انجاح مین سعی کرکر
اور ہر وقت اوسی احسان اور محبت کرتا رہے تاکہ اوس کے دل مین جانی کی
طرف سے محبت پیدا ہووے اور وہ بسبب محبت جانی کے گناہ جانیکا نظر کرکر

اس لئے کہ انسان بندہ احسان کا ہے اور جو کوئی کہ کسی سے بسبب کسی گناہ کے نفور ہوتا ہے تو وہ بسبب محبت کے اور احسان کے مائل بھی ہوتا ہے اور اگر دوستی کرنا اور احسان کرنا اور شفقت کرنا مجنی علیہ سے اوس کو دشوار ہو لیں کفارہ اوس کا تکثیر حسنات سے کرنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت کے جانی کے حسنات جنایت کی قصاص میں مجنی علیہ کو دیوے اور در صورت عدم قبول حسنات جانی کے مجنی علیہ کو اوس کے قبول میں مجبور کرے اور یہہ مانند اوس صورت کے ہے کہ ایک آدمی اور کسی آدمی کا دنیا میں کچھہ مال تلف کرتا ہے اور آدمی متلِف[1] اوس مال متلَف[2] کے عوض میں متلَف عنہ[3] کو اوتنا مال دیتا ہے اگر متلف عنہ متلف سے وہ مال قبول نکرے گا تو حاکم یا قاضی اوس مال کے قابض ہونے پر متلف عنہ کو مجبور کرے گا اگر متلف عنہ چاہے یا نہ چاہے اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ روز قیامت کے در صورت عدم قبول حسنات جانی کی مجنی علیہ کو اون حسنات کے قبول کرنے پر مجبور کرے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین اور اعدل العادلین ہے غوث الاغواث ربانی قطب الاقطاب صمدانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے کہ لا بد للتائب من تکثیر الحسنات والنوافل لیرضی بها الخصوم یوم القیامۃ وترقع بها الفرایض کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من النوافل یرفع بها الفرایض او کما قال ویعقد مع اللہ تعالیٰ عقدا صحیحا موکدا وعهدا وثیقا لا یعود الی ملابسۃ الذنوب ولا الی امثالها ابدا ویستعین علی ذالک بالعزلۃ والعصمۃ

و قلة الاكل الخ یعنے تائب کو بجز کثرت سے نیکیان کرنے کے اور
نفلین پڑہنے کے کوئی چارہ نہین ہے تاکہ بروز قیامت اپنے دشمنون کو
بعوض اپنے حسنات کے خوشنودی کرے اور اُن نیکیون اور نوافل کے
باعث اوس کے فرائض عنداللہ مقبول ہون جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے نفلین پڑہو کہ بسبب اون کے فرائض
مقبول ہوتے ہین اور اللہ تعالی کی جناب مین پہونچتے ہین یا ایسا فرمایا کہ
اللہ تعالی سے عقد درست موکد اور عہد محکم باندہے اسپر کہ پہر وہ اون گناہون
کے طرف اور اون گناہون کے امثال کیطرف عود نکرے اور وہ متقاعت
کرے عقد صحیح اور عہد وثیق کے وفا کے لئے گوشہ نشینی سے اور خاموشی سے
اور کم خوری سے اور کم خوابی سے اور حصول قوت حلال سے اور پرہیز
حرام سے اور شبہہ پرہیزداری سے کہ اوس قوت حلال کو کسب سے حاصل کیا
ہو یا کوئی اسباب تجارتی اوس کے ہاتہہ مین ہو کہ وہ اوس کو ارث سے
حاصل ہوا ہو یا اور کسی وجہ حلال سے حاصل ہوا ہو اگر در صورتیکہ اوس کے
میراث مین شبہہ یا حرام ہو تو اوس کو اپنے بجان سے نکالے اور اوس مین
کچہہ نکہاوے اور نہ اپنے کو اوس سے آلودہ کرے اس لئے کہ حرام سر گناہون کا
ہے اور اکل حلال اور ورع اور صفائی لقمہ کے سرمایہ دین کا ہے آدمی
سے جو کچہہ نیکی یا بدی پیدا ہوتی ہے تو وہ لقمہ کے سبب سے ہوتی ہے
لقمہ حلال نیکی پیدا کرتا ہے اور لقمہ حرام بدی پیدا کرتا ہے جیسا کہ ہانڈی
کو جب پکاتی ہے وہ چیز کہ اوس مین ہی اور پختگی اوس کی کامل ہوتی ہو

تو اوس وقت ہوا اور بو اوس طعام کی کہ اوس مین ہے ظاہر ہوتی ہے
اور ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے کہ اوس مین ہے یعنے جس کا اکل حلال
ہوگا اون سے حسنات اور خیرات اور عبادات ظاہر ہون گے اور
جس کا اکل حرام ہے اون سے عصیان اور طغیان اور فساد پیدا ہون گے
اور تائب کو چاہیے کہ علمار ربانی اور فقہار دیندار اور پرہیزگار اور اہل اللہ
سے ہمنشینی اختیار کرے تاکہ اون کی صحبت سے امر دین کا اور سلوک اور طریق
الی اللہ کا اور حسن ادب طاعات کا اور قیام فی امر اللہ کا استفادہ کرے تاکہ
اوس کو وہ رموز غموض اسرار مخفیہ سلوک الی اللہ سے آگاہ اور خبردار
کرین اور سکہاوین پس کسی سالک طریقت کو دلیل سے کہ اوس کو دلالت
کرے اور مرشد سے کہ اوس کو ارشاد کرے اور ہادی سے کہ اوس کو
ہدایت کرے اور کہینچنے والی سے کہ اوس کو کہینچے چارہ نہین تاکہ وہ اوس
سالک کو صدق اور اخلاص اور مجاہدہ اشتغال کرائے اللہ تعالی نے قرآن مجید
مین فرمایا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنے وہ لوگ کہ
ہمارے راہ مین مجاہدہ کرتے ہین البتہ دیکہلاتے ہین ہم اون کو راہین اپنی
پس مجاہدہ کرنے والی صادق کے لئے ہدایت طریق وصول الی اللہ حق ہے
اور جب مجاہدہ مین مجاہدہ کرنے والا صادق ہوگا تو اوس کو عدم ہدایت نہوگی
اس لئے کہ اللہ تعالی اپنے وعدہ کا خلاف نہین فرماتا اور اللہ تعالی اپنے
بندون پر ظلم نہین کرتا اور وہ ارحم الراحمین ہے اور بہت مہربان ہے
اور رحیم ہے اور لطف فرمانے والا ہے اپنے خلق سے اور احسان کرنے والا

ہے اپنی مخلوق سے اور جو آدمی کہ اوس کے طرف متوجہ ہوتے ہین تو وہ یاری کرنے والا ہے اور توفیق دینے والا ہے اون کو اور جو آدمی کہ اوس سے موںہہ پہیرنے والے ہین اور پیٹہہ دینوالے ہین تو وہ اون کو انہی طرف بلاتا ہے اور اللہ تعالی اپنے بندہ کی توبہ کرنے سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسا کسی لڑکی کی مان اپنی لڑکی سے سفر دراز سے گہر آنے کے وقت خوشی ہوتی ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق اللہ تعالی ساتہہ توبہ کرنے ایک تمہارے اوس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے کہ وہ زمین جنگل دارے گذرتا ہے اور اوس کا اونٹ کہ اوس پر کہانا پینا اور اسباب اوس کا ہوتا ہے اوس جنگل مین اوس سے گم ہو جاتا ہے جب وہ اوس اونٹ کو ڈہونڈ ڈہونڈ کے نہین پاتا اور اوسکی تلاش مین جان بلب ہوتا ہے تو یہہ کہتا ہے کہ جہان اونٹ گم ہوا ہے وہان جا کر مر جاؤن پس وہ لوٹ کے وہان آتا ہے اور اوس کو نیند آجاتی ہے جب وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو وہ اپنے اونٹ کو کہانے پینے سب چیز کی ساتہہ اپنے سر پہ کہڑا پاتا ہے تفسیر مودودی کہتا ہے کہ غرض اس حدیث سے یہہ ہے کہ جیسا کہ وہ آدمی کہ بسبب گم ہونے اپنے اونٹ کے اور عدم موجودی کہانے پینے کے اپنی زیست سے نا امید تہا اور یکایک اپنے اونٹ اور کہانے کے پانے سے خوش ہوا تو اللہ تعالی اپنے بندہ کی توبہ کرنے سے اوس آدمی سے بہی زیادہ خوش ہوتا ہے اور ایک ایسی حدیث توبہ مین آگے لکہی گئی ہے سو اس حدیث مین اور اوس حدیث مین اتنا فرق ہے کہ اوس مین یہہ ہے کہ وہ آدمی جب اپنے اونٹ کو کہانے پینے کی سا

پاتا ہے تو چاہتا ہے کہ یہہ کہے یا الٰہی تو رب میرا ہے مین بندہ تیرا ہون تو غایت
خوشی سے از روے غلطی کی اوس کے مُنہ سے بے تحاشا یہہ نکلتا ہے کہ یا الٰہی
تو بندہ میرا ہے مین رب تیرا ہون تو یہہ مقولا اس حدیث مین نہین ایک حدیث
دیسی آئی ہے اور دوسری حدیث ایسی آئی ہے یہہ دو نو حدیثین کتب
صحاح مین موجود ہین غوث الاعظم قطب الاعظم حضرت محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے کتاب غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے ومظالم العباد
لاتسامح فیھا ولا تترک الخ یعنے مظالم بندون کے معاف نہین کیے جاتے
اور چھوڑے نہین جاتی حدیث مین ہے کہ بندہ کو قیامت کے دن اللہ تعالی کے آگے
کھڑا کیا جاتا ہے اور اوس بندہ کے نیکیان پہاڑ کے برابر ہوتے ہین اگر اوس کے
حسنات اوس کے لئے سلامت رہین تو وہ اہل بہشت سے ہو پس مظالم والی اوس
کھڑے ہوتے ہین اور اوس نے دنیا مین کسی کی گالیان دینے سے آبرو ریزی کی تھی
اور کسیکا مال چھین لیا ہے اور کسی کو مارا ہے پس اوس کے نیکیان اوس کے گناہ کے عوض
قصاص مین مظلومون کو دی جاتی ہین اور اوس کے پاس اپنے حسنات سے کچھہ باقی
نہین رہتا پس فرشتے اللہ تعالی کی جناب مین عرض کرتے ہین کہ یا رب اب اوس کی
کوئی نیکی باقی نہین رہی اور ابھی اون کے طالب حقوق کے بہت باقی ہین اب حضرت
اللہ تعالی حکم فرمائے گا کہ اوس کے مظلومون کے سئیات کو اوس کے سئیات مین
ڈالو اور اوس کے لئے پروانہ دوزخ کا لکھو پس وہ بسبب گناہ مظلومون کے
بطریق قصاص کے دوزخ مین ہلاک ہوتا ہے اور اسیطرح اوس کے مظلوم بسبب
اوس کے حسنات کے دوزخ سے نجات پاتے ہین اس لئے کہ حسنات ظالم کے عوض

اوس کے ظلم کے مظلوم کے طرف جاتے ہین اور حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الدواوین ثلاثۃ دیوان
یغفرہ اللہ تعالی ودیوان لا یغفرہ اللہ ودیوان لا یترک منہ شیئ
فاما الدیوان الذی لا یغفرہ اللہ تعالی فالشرک باللہ جل جلالہ قال
اللہ عز وجل من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماویہ النار
واما الدیوان الذی یغفرہ فظلم العبد نفسہ فیما بینہ وبین ربہ
واما الدیوان الذی لا یترک منہ شیئ فظلم العباد بعضہم بعضا
یعنے اعمال نامون کے تین دفتر ہین ایک دفتر وہ ہے کہ اوس کو اللہ تعالی بخشتا ہے
اور ایک دفتر وہ ہے کہ اللہ تعالی اوس کو نہین بخشتا اور ایک دفتر وہ ہے کہ
اوس مین سے کوئی چیز نہین چھوڑتا پس وہ دفتر کہ اوس کو اللہ تعالی نہین بخشتا
وہ شرک کا ہے کہ اللہ تعالی سے کسی کو شریک گردانے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
انہ من یشرک باللہ الایۃ یعنے جو کوئی کسی کو اللہ تعالی سے شریک کرتا ہے
پس حرام کی اللہ تعالی نے اوس پر بہشت کو اور جگہہ اوس کی دوزخ ہے اور وہ
دفتر کہ اللہ تعالی اوس کو بخش دیتا ہے تو وہ بندون کا اپنے جانون پر ظلم
کرنا ہے اون امور مین کہ درمیان بندہ کے اور درمیان اوس کے رب کے ہے
یعنے حقوق اللہ اتیان اوامر و ترک نواہی سے اور وہ دفتر کہ جس مین سے
کوئی چیز نہین چھوڑتا پس وہ ظلم کرنا بندون کا ہے بعضون کا بعضون پر اور
حدیث شریف ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اتدرون من المفلس من امتی یوم القیامۃ بصلاۃ

وصیامه قالوا یا رسول الله المفلس فینا من لا درهم له ولا متاع
قال النبی صلی الله علیه وسلم المفلس من امتی من یاتی یوم القیامة
بصلواته وصیامه وقد شتم هذا وقد قذف هذا الی اکل مال
هذا وسفک دم هذا وضرب هذا فیقاص هذا من حسناته
وهذا من حسناته وان فنیت حسناته اخذ من خطایاهم فطرحت
علیه ثم طرح فی النار یعنے حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت
رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن میرے امت
مین سے باوجود نماز اور روزہ اوس کے کون مفلس ہے صحابہ رضی اللہ تعالی
عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے درمیان وہ شخص مفلس ہے
کہ نہ درم ہو اوس کے لئے اور نہ رخت ہو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میری امت مین سے وہ شخص مفلس ہے کہ وہ اپنی نماز روزہ کے ساتھہ قیامت
کے دن آویگا اور اوس نے دنیا مین کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو زنا کی تہمت
کی ہوگی اور کسی کا مال کہایا ہوگا اور کسی کو مار ڈالا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا پس
بطریق قصاص کے لیویگا یہہ شخص اوس کے حسنات سے اور یہہ شخص اوس کے
حسنات سے یعنے مظلوم ظالم کے حسنات بطریق عوض اون کے ظلم کے لیوینگے جب
ظالم کی نیکیان تقسیم ہوجائینگے اور مظلوم کا قصاص تسپر بھی ظالم پر باقی رہیگا تو
مظلومون کے گناہ اوس ظالم پر ڈالی جاوینگے اور وہ دوزخ مین ڈالا جاوے گا
اور اگر در صورتیکہ وہ گناہ صغائر ہون تو اوس کا تدارک بھی توبہ اور استغفار سے
کرے اور چاہیے کہ اون معاصی کی مقدار اور کثرت اور مدت شمار کرکے اوس کے

عوض مین نیکی کرے اور ہر گناہ اور معصیت کا بدل اون کی حیثیت کے موافق نیکیون سے کرے اللہ تعالی نے فرمایا ہے ان الحسنات یذہبن السیئات یعنے نیکیان لیجاتے ہین سیئات کو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اتق اللہ حیث کنت واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحہا یعنے ڈر اللہ تعالی سے جس جگہہ کہ تو ہو اور ہر بدی کے پیچھے نیکی کر تاکہ وہ بدی کو محو کرے پس کفارہ ہر بدی کا نیکی سے کرے کہ اوسی جنس سے ہو کہ وہ اوس کے کفارہ کو از روے مناسبت کے نزدیک ہو نہ غیر اوس کے کو تا اثر اوس کا رفع ذنوب مین زیادہ ہو مثلاً اوس نے اگر شراب پیا ہو کہ وہ گناہ کبیرہ متعلق حقوق اللہ ہے تو کفارہ اوس کا للہ مشروبات لذیذہ خوشگوار کے دینے سے کرے کہ وہ اون کو مرغوب اور محبوب ہون مطابق فرمودۂ اللہ تعالی کے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنے جبتک کہ اشیاء محبوبہ سے نہ دو گے تم تو نیکی تک نہ پہنچوگے اور وہ مشروبات حلال مال سے ہون تا ہر ظلمت کہ اوس کو شراب خوری سے حاصل ہوگی للہ مشروبات محبوبہ مرغوبہ کی دینے سے وہ ظلمت اوس کی زائل ہوگی اگر وہ مثلاً مسجد مین جنابت سے بیٹھا ہے کہ وہ سئیات صغائر متعلق حقوق اللہ سے ہے تو اوس کا کفارہ مسجد مین اعتکاف بیٹھنے سے اور اعتکاف مین عبادت کرنے سے اور عبادت مین مشغول رہنے سے کرے اور اگر اوس نے بے وضو قرآن مجید کو مس کیا ہے کہ وہ بھی سئیات صغائر متعلق حقوق اللہ سے ہے تو اوس کا کفارہ ساتھہ اکرام قرآن مجید کے اور پڑہنے قرآن مجید کے کثرت سے اور مس کرنے قرآن مجید کے طہارت سے اور عبرت اور نصیحت پکڑنے آیات قرآنی سے اور عمل کرنے

اوس کے سے از رحمت اور بزرگی اور تعظیم قرآن مجید سے کرے اور اوس کو اپنے ہاتھ سے با طہارت لکھکر لقدر سبالکی بیرطے ہاتکے تئیں وقت کرے اور استماع غیبت اور فحش اور سہو کا کفارہ استماع قرآن مجید سے اور احادیث نبویہ افضل التحیتہ سے اور حکایات صالحین سے اور کفارہ لغو اور بیہودہ باتونکا تلاوت قرآن سے کرے اور ایساہی کفارہ ہر گناہ کا اوس کے جنس کے حسنات سے اور ریاضت سے اور عبادات سے اور اندوہ سے کرے اس لئے کہ بسبب شادی اور راحت دنیا کے دل دنیا سے متعلق اور آویختہ ہوتا ہے اور ہر رنج کہ آدمی دنیا مین کھینچیگا دنیا سے اوس کا دل گستہ ہوگا حدیث مین ہے کہ کوئی رنج کہ دنیا مین کسی مومن کو پہونچتا ہے اگر وہ رنج مقدار لگنے کانٹے کی بھی ہو تو وہ بھی اوس مومن کے ذنوب کا کفارہ ہوگا اور حدیث مین ہے کہ بعض گناہ ایسی ہین کہ بغیر اندوہ اور ندامت کے اوس کا کفارہ نہین اور بعض روایات مین یون ہے کہ بغیر اندوہ معیشت عیال کے کفارہ نہین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ بندہ مومن کے بہت گناہ رکھتا ہو اور طاعت نہ رکھتا ہو کہ اوس سے اوس کا کفارہ کرے تو اللہ تعالی اندوہ اور ندامت کو اوس کی دل مین ڈالتا ہے تا وہ اندوہ اون گناہون کا رہ کفارہ ہوتا ہے غنیۃ الطالبین مین ہے قال علی کرم اللہ وجہہ سمعت ابا بکر رضی اللہ تعالی عنہ وھو الصادق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد اذنب ذنبا فقام فتوضأ وصلی و استغفر اللہ من ذنبہ الا کان حقا علی اللہ ان یغفر لہ لانہ یقول جل وعلا ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ۔

یعنی اللہ غفور الرحیم ہے یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ سنا میں نے حضرت
ابا بکر رضی اللہ تعالی سے کہ وہ صادق راستی سے کہتا ہے کہ حدیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ کوئی گناہ کرے پس اوٹھکر وضو کرے اور
دو رکعت نماز ادا کرے اور اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کی بابت طلب مغفرت
کرے مگر یہ کہ اللہ تعالی بموجب اپنے فرمودہ کے حق ہے کہ اوس کے گناہ
بخشدیوے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ومن یعمل سوءً
الآیۃ یعنے جو کوئی گناہ کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پس جو اللہ تعالی سے
طلب آمرزش کے کرتا ہو تو اللہ تعالی کو بخشنے والا مہربان پاتا ہے یعنے اللہ تعالی
اوس کے گناہ معاف فرماتا ہے کتاب کیمیائے سعادت میں ہے
کہ جب اللہ فعل کسی گناہ کے عقب میں کئے جاتے ہیں تو وہ افعال موجب
کفارہ اوس گناہ کے ہوتے ہیں اور افعال سے چار فعل دل کے ہیں ایک
توبہ یا نیت توبہ کی دوسرا عزم عدم ارتکاب اوس گناہ کا بارہ دیگر تیسرا غالب
کرنا خوف عذاب آخرت کا چوتھا امید عفو کی حضرت پروردگار سے رکھنا
اور چار فعل تن کے ہیں ایک یہ کہ دو رکعت نماز کے پڑھے دوسرا یہ کہ ستر
بار استغفار کرے اور تیسرا یہ سو بار کہئے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ
العظیم اور چوتھا یہ کہ صدقہ دیوے اور بعض روایت میں ہے کہ وضو اچھا
کرے اور مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھے اور حدیث میں ہے کہ جب
تم نے گناہ کیا تو اوس کے عقب میں عبادت کرنا کہ رہا اوس گناہ کا کفارہ ہو
اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ استغفار زبان کا کہ دل اوس سے غافل ہو کچھ

مفید نہیں اور جانئے کہ استغفار میں زبان سے دل کو شریک کرے اور اوس میں
خوف الہی حاصل ہو شانہ کا اور عجز اور خجالت اور گناہوں سے ندامت پیدا ہو اور فی
الجملہ استغفار کہ وہ زبان سے ہو اور دل اوس سے غافل ہو تو وہ بہی
فایدہ سے خالی نہیں اس لئے کہ زبان لغو سے بند رہیگی اور وہ خاموشی
سے افضل ہے کہ جب آدمی کی زبان اچھے افعال سے معتاد ہوگی تو اوسکا
میل بہ نسبت افعال لغو کے مثل دشنام اور تلعین اور غیبت وغیرہم کے
افعال اچھے سے بیت ہوگا ایک مرید نے حضرت عثمان مغربی کو کہا ہماری
زبان سے ذکر ہوتا ہی لیکن دل اوس سے غافل ہوتا ہے حضرت عثمان مغربی
نے فرمایا کہ شکر کر کہ اللہ تعالی نے ایک عضو تیرے کو اپنی خدمت میں رکہا
ہے توبہ کے بعضی صورتوں کے جواز کے بیان میں اسئے بہا یو بحکم اللہ
تعالی نزدیک اہل سنت جماعت کے علماء اور مشائخ کے جائز ہے کہ ایک
شخص ایک گناہ سے توبہ کرے اور دوسرے گناہ سے توبہ نکرے جیسا کہ ایک آدمی کہ
وہ شراب کے پینے سے توبہ کرتا ہے اور جو زنا کرنے سے توبہ نہیں کرتا اور وہ
کہتا ہے کہ چونکہ شراب کے پینے سے عقل زایل ہوتا ہے اور وہ موجب ارتکاب
سب عملوں کا اور قذف محصن کا اور قتل اور نہب کا اور اور گناہوں کا ہوتا ہے
تو میں خاص شراب کے پینے سے توبہ کرتا ہوں یا ایک آدمی غیبت کرنے سے
توبہ کرتا ہے اور وہ شراب کے پینے سے توبہ نہیں کرتا اور وہ کہتا ہے کہ
غیبت چونکہ خلق سے متعلق ہے اور وہ حق العباد ہے اور شرب خمر چونکہ
اپنے ذات سے متعلق ہے وہ حقوق اللہ سے ہے اور عند اللہ عقوبت اور

باز پرس حق العباد کے سخت تر ہے حق اللہ کے ترک کرنے سے عقوبت سے
قو بین خاص غیبت کرنے سے توبہ کرتا ہون یا ایک آدمی شراب کے بہت
پینے سے توبہ کرتا ہے مگر شراب کے کم پینے سے توبہ نہین کرتا اور وہ کہتا ہے
کہ آدمی جیتا شراب پیویگا ویساہی اسکو عذاب ہوگا اگر بہت شراب پیویگا
بہت عذاب ہوگا اگر تھوڑا شراب پیویگا تھوڑا عذاب ہوگا تو مین خاص کر کے
شراب سے توبہ کرتا ہون مگر اوس کو بالکل ترک کر نہین سکتا یا ایک آدمی شراب
کے پینے سے اور زنا کرنے سے توبہ کرتا ہے مگر وہ ناچ رنگ دیکھنے سے توبہ
نہین کرتا یا ایک آدمی اور گناہون سے توبہ کرتا ہے مگر ربا کہانے سے توبہ
نہین کرتا تو توبہ اس کی اون گناہون سے درست ہے اور اللہ تعالی اون کو
اوس گناہون سے توبہ کرنے کا ثواب عطا فرمائیگا اور ایسا ہی ہوتا ہی کہ ایسی
آدمی بعضے گناہون سے توبہ کرنے کی برکت سے اور گناہون سے بہی توبہ کر
تے ہین اور معتزلہ کہتے ہین کہ اسم توبہ کا درست نہین ہوتا مگر اوس شخص پر
کہ اس نے جمع کیا ہے توبہ کی ہو توبہ قول اون کا غلط ہے اس لئے کہ
جتنے گناہ کہ آدمی کرتا ہے تو اوس کو اون کا عذاب ہوگا۔ اور جب کوئی آدمی
ایک قسم کے گناہ سے تائب ہے تو لامحالہ اوس گناہ کے اوس کو عقوبت نہوگی
جیسا کہ آدمی بعض فرائض کو ادا کرتا ہے اور بعض فرائض کو ادا نہین کرتا
تو لامحالہ اون فرائض کا کہ وہ اوس کو ادا کرتا ہے ثواب پاوینگا اور اون
فرائض کا کہ وہ اوس کو ادا نہین کرتا عذاب پاویگا اگر کوئی آدمی کہ اوس کو
اسباب اوس گناہ کا بالفعل موجود نہو اور اوس گناہ سے توبہ کرتا ہے

جیسا کہ ایک آدمی ظلم کرنے سے توبہ کرتا ہے اور وہ اوس وقت مین
اوس گناہ کرنے پر قادر نہین یا ایک آدمی ربا کھانے سے توبہ کرتا ہے
اوس حال مین کہ وہ مفلس ہے اور وہ بالفعل ربا کہانے پر قادر نہین تو
توبہ اون دونو کی بھی درست ہے اس سبب لئے کہ چونکہ اعظم رکن توبہ کا کہ وہ
ندامت ہی اون آدمیون مین کہ وہ اون افعال سے تائب ہوتے ہین
موجود اور متحقق ہے اور اوس ایک آدمی کو ظلم کرنے ایام ماضی سے
اور اوس دوسرے آدمی کو ربا کہانے ایام ماضی سے ندامت حاصل ہوئی
اور وہ زمانہ حال مین اوس معصیت سے تائب ہوتے ہین اور عزم راسخ رکھتے
ہین کہ اگر زمانہ استقبال مین وہ اون گناہون پر قادر ہون گے تو وہ
اون کے مرتکب نہ ہون گے تو توبہ اون دونو کی بھی درست اور جائز
ہے شمس الغوثات سلطان الاقطاب محبوب سبحانی سیدنا حضرت محی الدین
شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہے
ویجوز ان یتوب عن بعض الذنوب دون بعض اذا لم یمکنہ التوبۃ
عن جمیعھا فی حالۃ واحدۃ مثل ان یتوب عن الکبائر دون الصغائر
یعنے اگر کوئی شخص یکبارگی جمیع گناہون سے توبہ نکر سکے
اور وہ بعضے گناہون سے توبہ کرے اور بعضی گناہون سے توبہ
نکرے تو توبہ اوس کی بعض گناہون سے جائز ہے مثلاً ایک شخص کہ وہ
گناہون کبائر سے توبہ کرتا ہے اور گناہون صغائر سے توبہ نہین کرتا
اس خیال سے کہ گناہ کبیرہ اللہ تعالی کے غضب اور غصہ کو افروختہ کرتے ہین

اور وہ بھاہونی عصیان ہین اور گناہ صغیرہ بہ نسبت کبائر کے درجہ عصیان ہین
کم ہین اور قریب تر ہے کہ اللہ تعالی گناہ صغائر کو بخشدے تو اوس کو اس نسبت
ہین گناہ کبائر سے بخلاف صغائر کے توبہ کرنا دشوار معلوم نہین ہوتا ہیں
جب اوس کے دل مین اوس کا ایمان اور یقین قوی ہوتا ہے اور اوس کے
قلب پر انوار ہدایت کے ظاہر ہوتے ہین اور قلب اوس کا توبہ کرنے
کے لیے کشادہ ہوتا ہے تب وہ جمیع گناہ صغائر کو اور دقیق زلات کو اور
شرک خفی کو اور ذنوب قلبی کو بھی ترک کرتا ہے اور بعد اوس کے جب وہ
ایسی حالت اور مقام پر ترقی کرتا ہے کہ اوس جگہہ موجب امر آلہی جل شانہ کی
کرنا اور موجب نہی ایزدی عز شانہ کی چھوڑنا پڑتا ہے تب وہ معاصی حالی
اور مقامی کو بھی ترک کرتا ہے اور سب جاننے والے اس بات کے اور
سالک اس طریق کے اور مصاحب اور مخالط اہل اللہ کی بخوبی اس کو جانتے
ہین اور چاہیئے کہ اول وہلہ مین مبتدیون سے مجاہدہ منتہیون کا نہ لیوے
اس لیئے کہ رسول اور ہادی طریقت کے مبعوث ہوئے ہین تا کہ وہ بسہولت
خلق اللہ کو ہدایت فرمائین نہ یہہ کہ آدمیون کو بیکبارگی تنگ کرین اور
نفرت دلائین اور یہہ دین متین ہے چاہیے کہ رفق اور سہولت سے
اس مین جاوے اور مثلا ایک آدمی بعضی کبائر سے توبہ کرتا ہے اور بعضی
کبائر سے توبہ نہین کرتا اس لیئے کہ وہ جانتا ہے کہ بعضی گناہ کبائر کے
بعضی گناہ کبائر سے عند اللہ سخت عقوبت ہے جیسا کہ ایک شخص قتل کرنے سے
اور غارت کرنے سے توبہ کرتا ہے اس لیئے کہ یہہ گناہ حقوق العباد سے ہین

کہ قیامت کے دن نہین بخشے جاتے اور وہ شخص زنا سے اور شراب بنگ کے
پینے سے توبہ نہین کرتا اس لیئے کہ یہہ حقوق اللہ سے ہین یہہ بخشے جاتے
ہین اور مثلاً ایک شخص شراب کے پینے سے توبہ کرتا ہے مگر وہ زنا کرنے
سے توبہ نہین کرتا اس لیئے کہ وہ جانتا ہے کہ شرب الخمر مفتاح کل گناہونکا ہے
اور جب شراب پینے سے عقل زائل ہوتا ہے تو آدمی سب گناہون کا مثل
شرک کے اور قتل کے اور نہب کے اور زنا کے اور قذف محصن کے
اور اور سئیات کبائر کے مرتکب ہوتا ہے اسواسطے کہ شراب کا پینا ام العصیان
اور بنیع سئیات اور اصل معاصی کا ہے بخلاف زنا کے کہ اگرچہ وہ بنفسہ
گناہ کبیرہ ہے مگر وہ موجب ارتکاب اور معاصی کا نہین ہوتا اور مثلاً ایک
شخص ایک گناہ صغیرہ سے یا بہت گناہون صغائر سے توبہ کرتا ہے مگر وہ
گناہ کبیرہ پر مصر ہوتا ہے جیسا کہ ایک شخص غیبت کرنے سے اور محارم
کے طرف نظر کرنے سے توبہ کرتا ہے مگر وہ شراب کے پینے پر مصر ہوتا ہے
اور کہتا ہے کہ شراب ہماری بیماری کی دوا ہے اور ہم اہل اسلام مامور ہین
کہ اپنے امراض کا علاج کرین اور شیطان رجیم اوس کے نظر مین شراب کو
زینت دیتا ہے اور اوس کو بہکاتا ہے کہ شراب کا پینا موجب قوت شہوت کا
اور سرور اور فرح اور موجب دفع غموم کا اور صحت جسم کا ہے اور شیطان
اوس آدمی کو اوس کی خرابی عاقبت سے اور دوزخ کی عقوبت سے کہ وہ بسبب
شرب خمر کے ہوتی ہے اور فساد دین سے اور دنیا سے غافل اور ذاہل
کرتا ہے اور یہہ کہ ہمنے کہا ہے کہ توبہ بعض گناہون سے باوجود اصرار بعض

گناہون کے جائز ہے یہہ اس لئے ہے کہ اکثر آدمی اس سے خالی نہین
کہ وہ عبادت آلہی جل شانہ کے بھی کرتے ہین اور بسبب جبلت انسانی کے
معاصی بھی اون سے سرزد ہوتے ہین یعنے وہ جامع ہین طاعت کے اور
معصیت کے مگر یہہ کہ وہ متفاوت ہونگے اپنے حالات مین بعضی مرتکب گناہ
کبیرہ کے ہونگے اور بعضی مرتکب گناہ صغیرہ کے ہونگے حسب تفاوت
قرب اور بعد اللہ جل شانہ کے جس کو اللہ تعالی کی قربت حاصل ہوتی ہے
تو وہ مرتکب گناہ کبائر کا نہ ہوگا اور جس کو جناب کبریائی سے بعد ہے تو اوس سے
ارتکاب گناہ کبائر کا بعید نہین اور وہ آدمی کہ باوجود ارتکاب بعضی گناہون کے
بعضے گناہون سے تائب ہوتا ہے تو یہہ کہتا ہے کہ اگر ہمکو شیطان بعضی
گناہون کے ارتکاب مین مجبور کرے تو لائق نہین کہ ہم سب گناہون کو
کرتے رہین بلکہ جس گناہون کا کہ میرے ترک کرنا آسان تہا تو اوس کو
مین نے ترک کیا تاکہ چھوڑنا بعضی گناہون کا اور مقہور کرنا اپنی نفس کا
بعضی گناہون کے ترک مین کفارہ ہوون اور گناہون کا کہ مین اوس کا مرتکب ہون
اور اللہ تعالی دانا اور بینا ہے اس پر کہ مینے بعضے گناہون کو بسبب خوف
عذاب اوس کے ترک کیا ہے اور بعضے گناہون کا مرتکب ہون تو اوس کے
ترک کرنے مین بھی اپنے نفس سے جنگ کرتا ہون پس اعانت کرے
اور توفیق دے اللہ تعالی مجھے اور اپنی رحمت کے ہمارے درمیان
اور ہمارے گناہون کے درمیان حائل ہو یعنے مجھکو بعضے گناہون کے
کہ مین اوس کا مرتکب ہون چھوڑائے اور اگر ایسا نہین یعنے اگر باوجود

ارتکاب بعضی گناہ کے بعض گناہ سے توبہ کرنا صحیح نہین تو ہرگز کسی گنہگار کی
نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ اور کوئی طاعت درست نہین ہوتی اور
اوس گنہگار کو کہا جاوے کہ تو تو گنہگار ہے اور تو بسبب اپنے گناہ کے
اللہ تعالی کی طاعت سے باہر ہے اور تو نے خلاف حکم خدائی تعالی کے کام کئے
ہین اور اللہ تعالی کے نزدیک تیری عبادت مقبول نہین کہ وہ اللہ تعالی کے
لئے نہین اگر تجھکو گمان ہے کہ وہ اللہ تعالی کے لئے ہے تو سب گناہوں کو
چھوڑ دے اور اگر بغیر ترک کرنے گناہ کے خالی نماز ہی کے پڑہنے سے خدائی تعالی
نزدیک کو لو چاہتا ہے تو یہ غلط ہے تو گنہگار کو ایسا کہنا جائز نہین اور باوجود
ارتکاب بعضے گناہون کے بعضے گناہون سے توبہ کرنا مشابہ اوس شخص کے
ہے کہ اوس پر دو دینار دو شخصون کے قرض ہون اور اوس نے اونہین سے ایک کو
ایک دینار دیدیا ہو اور دوسرے شخص کے دینار سے اوس نے انکار کر کے
قسم کھائی کہ نہین لیا حال آنکہ وہ جانتا ہے پس کوئی شبہ نہین کہ ایک شخص
کے دین سے جس کو اوس نے پہونچایا ہے وہ بری ہے اور اوس سے عند اللہ
قیامت کے دن دوسرے دینار کے قرضہ کی انکار کی علت مین بازپرس ہوگی
جس سے باوجود علم کے اوس نے انکار کیا ہے اسیطرح پر جس شخص نے بعض اوامر
مین اللہ تعالی کی اطاعت اور فرمان برداری کی تو وہ شخص اوس اوامر کے ادائی
مین اللہ تعالی کا مطیع ہے اور جب اوس نے بعض نواہی کے ترک کرنے مین
اللہ تعالی کا عصیان کیا تو اوس مین وہ عاصی ہے پس وہ شخص کہ بعض طاعات مین
مطیع ہے اور بسبب ارتکاب بعضی نواہی کے عاصی ہے تو وہ مومن ناقص الایمان ہے

اور یہہ طریقہ بسبب تخلف عتاب کے اپنے طاعت مین گناہ کو خلط کرتا ہے اوسوقت تک
کہ وہ پہونچتا ہے ایسے حال کو کہ اوسکے شہوات نفسانی بفضل حضرت یزدانی
جل جلالہ کے زایل ہوتے ہین پس اوس سے تمیع معاصی چھوٹ جاتے ہین مگر
وہ کہ اوسکے لئے ارتکاب گناہ کا ازل مین مقدر ہوچکا ہے اس لئے کہ کبھی
آدمی معصوم نہین اور اللہ تعالی قبول کرتا ہے اوس آدمی کی توبہ کو کہ وہ توبہ کرتا ہے
اور جو کوئی کہ گناہون سے طاعت کے طرف رجوع کرتا ہے تو اوس پر اللہ تعالی
اپنے فضل سے رحمت کرتا ہے **فائدہ** غوث الاغوات ربانی قطب الاقطاب
صمدانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے
غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہے وانما تعرف توبۃ التائب فی اربعۃ اشیاء
یعنے رسوخیت توبہ تائب کی چار چیزون سے معلوم ہوتی ہے۔ اول یہہ کہ تائب
اپنے زبان کو کلام فضول اور غیبت اور نمامی اور کذب سے روکے۔ دوسرا
یہہ کہ تائب اپنے دل مین کسی سے حسد اور حقد اور بغض اور عداوت نرکھے
تیسرا یہہ کہ تائب اپنے رفیقون کی صحبت کو ترک کرے کہ وہ فسخ توبہ پر اور
ارتکاب گناہون پر اوس کو برانگیختہ کرین چوتہا یہہ کہ تائب ہر حال مین اپنے
گناہون سے نادم اور مستغفر ہو اور اپنے رب کی طاعت مین مشغول اور
مرگ کے لئے آمادہ رہے اور یہہ بھی غنیۃ الطالبین مین ہے کہ خلاصہ اوسکا
یہہ ہے دلیل علامۃ انہ مقبول التوبۃ اربعۃ اشیاء الخ یعنے تائب
کی توبہ کے مقبول ہونے کے چار علامتین ہین اول یہہ کہ اپنے شر سے مصاحبو
کی صحبت کو قطعاً ترک کرے اور اون کی صحبت بد سے تائب کے دل مین

یہہ ہیبت رہتی ہے کہ مبادا اون کی صحبت بد سے پھر مین گناہون مین مبتلا ہوجاون
اور تائب صالحون کی صحبت کو اختیار کرے اور دوسرا یہہ کہ تائب سب گناہون کو
ترک کرے اور عبادات کے طرف متوجہ ہو اور تیسرا یہہ کہ دنیا کے خوشی اوسکی
دل سے خارج ہوجاوے اور عقبی کا غم اوس کے دل مین جاگیر ہو چوتہا یہہ کہ
تائب اپنے نفس کو رزق کے تفکرات سے خالی پاوے اسلئے کہ اللہ تعالی اوسکا
ضامن ہوچکا ہے اور وہ اللہ تعالی کے اوامر کے بجا آوری مین مشغول اور
اور نواہی سے مشتغل ہو اور یہہ بھی غنیتہ الطالبین مین ہے کہ خلاصہ اوسکا
یہہ ہے وجب له علی الناس اربعة اشیاء الخ یعنے چار چیزین آدمیون
تائب کے حق مین واجب ہین اول یہہ کہ آدمی تائب کو دوست رکھین اس لیے
کہ اللہ تعالی نے اوس کو دوست رکھا ہے کہ اوس کو توبہ نصیب فرمائی ہے
دوسرا یہہ کہ آدمی اللہ تعالی کے جناب سے تائب کے لئے دعا مانگین کہ اللہ تعالی
اوس کو توبہ پر قایم رکہے اور تیسرا یہہ کہ بسبب وقوع سئیات ماضیہ تائب کے
اوس کی عیب جوئی نکرین اور نکہین کہ وہ ایسا ایسا تہا یا اوس نے آگے ایسا
ایسا کیا ہے تاکہ شرمندہ ہووے اس لئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے من عیر مومنا بفاحشة فهو كفارة لها وكان حقا
على الله تعالى ان يوقعه فيها ومن عير مومنا بجرمه اخرج من الدنيا
حتى يرتكبها ويفتضح بها یعنے جسنے کسی مسلمان کو کسی گناہ فاحش سے عار دلائے
پس وہ عیب لگانا گویا اوس کے گناہون کا کفارہ ہے اور اللہ تعالی پر لازم ہے
کہ عیب لگانے والے کو اوس گناہ مین ڈالے اور جو کوئی کسی مسلمان کو گناہ کے

عار دلائیگا تو وہ دنیا سے نجا دیگا جبتک کہ وہ اوس گناہ کا مرتکب نہو وے گا
اور اوس گناہ کے ارتکاب سے رسوا نہو ویگا اور چوتہا یہہ کہ آدمی اوس کے
ساتھہ صحبت رکھین اور اوس سے بات چیت کرین اور اوسکو مدد دین اور
اوس کی اعانت کرین اور یہہ بھی غنیۃ الطالبین مین ہے دیکہو اللہ تعالیٰ
ایضا باسایعی کرامات الخ یعنے اللہ تعالیٰ تائب کو چار چیزون کی بزرگی عطا
فرماتا ہے ایک یہہ کہ اوس کو اللہ تعالیٰ گناہون سے ایسا نکالتا ہے گویا کہ اوسنے
کبھی گناہ کئے ہی نہ تہے دوسرا یہہ کہ اوس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور تیسرا
یہہ کہ شیطان تائب پر غالب نہین ہوتا اور اللہ تعالیٰ تائب کو اوس کے شر سے
محفوظ رکھتا ہے اور چوتہا یہہ کہ تائب کو اللہ تعالیٰ آخرت کے خوف سے امین کرتا
ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین فرمایا ہے تتنزل علیہم الملائکۃ
ان لاتخافوا ولاتحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یعنے اترتے
ہین اون کے اوپر فرشتے اور کہتے ہین وہ کہ نہ ڈرو تم اور غمگین نہ ہو تم اور
خوش ہو تم بہشت کی بشارت سے کہ اوس سے وعدہ دئے گئے ہو تم حجۃ الاسلام
امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کیمیائی سعادت مین لکھا ہے کہ عالم باعمل
ابی اسحاق اسفرائنی سے منقول ہے کہ اوس نے کہا کہ مین نے اللہ تعالیٰ کے
جناب سے تیس برس تک دعا مانگی کہ مجھکو توبہ نصوح نصیب کرے پھر دعا میری
قبول نہ ہوئی مینے اپنے دل مین تعجب کیا کہ سبحان اللہ تیس برس تک مین نے
ایک حاجت کے واسطے دعا مانگی وہ بھی قبول نہ ہوئی پس مین نے خواب مین
دیکھا کہ کوئی مجھکو کہتا ہے کہ آیا تو نے اس سے تعجب کیا اور یہہ نہین جانتے ہو اللہ تعالیٰ

یہہ مانگتے ہو تم کہ اللہ تعالیٰ تجھے دوست رکھے کیا اللہ تعالیٰ کا قول کہ وہ قرآن
مجید میں ہے تو نے نہیں سنا ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین
وعظ اور پند اور نصایح میں اے بھائیو بہ حکم اللہ تعالیٰ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ
کا دوست بننا آسان امر ہے جبتک کہ آدمی نجاست ظاہری اور باطنی سے کہ وہ گناہ ہین
توبہ کرنے سے پاک نہ ہووے اور اپنی گناہون کے آلایش کو توبہ کے پانی مطہر سے
نہ ہووے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا نکرے اور آیندہ مرتکب معاصی کا
نہووے مطابق فرمودہ حضرت اللہ تعالیٰ شانہ کے وذروا ظاهر الاثم
وباطنہ یعنی چھوڑو گناہون ظاہری اور باطنی کو تب تک یہہ رتبہ توبہ کا
کہ اعلیٰ و اعظم و اجل ہے حاصل نہیں ہوتا پس ہر مؤمن کو چاہیے کہ اپنی تمام گناہون
گذشتہ بھر پہ سے کہ وہ صغیرہ ہون یا کبیرہ ہون یا وہ خطاءً و سہواً ہون یا عمداً
ہون اور جمیع ذنوب سرّیہ سے کہ وہ کینہ ہو یا حسد ہو یا حقد ہو یا بغض ہو یا عناد ہو
یا خودبینی ہو یا ریا ہو یا نفاق ہو یا عزم ارتکاب جرایم کا ہو یا حرص ہو یا بخل ہو یا
غیر اون کا اون کے امثال سے ہو توبہ کرے اور بخشش چاہے اور آیندہ تمام گناہون
ظاہری اور باطنی کو ترک کرے اور صبح اور شام توبہ اور استغفار بجناب حضرت ایزد غفار
کے اپنا ورد کرے کہ وہ تمام گناہون کا کفارہ ہوتا ہے اور وہ بسبب شومی گناہون کے
توفیق طاعت سے محروم نرہے اور ظلمت اصرار گناہون کے اوس کے دل کو بالکل نہ
گھیر لے اور کفر اور دوزخ کو نہ پہونچاوے اور تایب کو چاہیے کہ بسبب وسوسہ ڈالنے
نفس اور شیطان کے یہہ نکہے کہ مین توبہ پر ثابت نہیں رہنے کا توبہ کیونکر کرون اسلیے
کہ جب بندہ مؤمن صدق دل سے توبہ کرتا ہے تو گناہ گذشتہ اوس کے بخشے جاتے ہین

اور اگر بندہ پھر بمقتضائے فطرت بشریت کے بعد توبہ کے بندۂ مومن سے کوئی گناہ سرزد ہو تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنے گناہ سے استغفار کرے اور اوس کے بعد اگر پھر کوئی گناہ اوس سے سرزد ہو تو پھر وہ استغفار کرے اگر پھر صادر ہو پھر وہ استغفار کرے کہ اللہ تعالیٰ غفور تواب رحیم ہے اس لئے کہ مومن گنہگار جبتک گناہ کرکے استغفار کرتا رہتا ہی اور وہ اپنے گناہوں سے نادم ہوتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اوس کے گناہ عفو فرماتا رہتا ہے اگرچہ وہ گناہ کئی بار اوس سے سرزد ہوا ہو جیسا کہ اس حدیث میں ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عبدا اذنب ذنبا فقال رب اذنبت ذنبا فاغفرہ فقال ربہ اعلم عبدی ان لہ ربا یغفر الذنب ویاخذ بہ غفرت لعبدی ثم مکث ما شاء اللہ ثم اذنب ذنبا فقال رب اذنبت ذنبا فاغفرہ فقال اعلم عبدی ان لہ ربا یغفر الذنب ویاخذ بہ غفرت لعبدی ثم مکث ما شاء اللہ ثم اذنب ذنبا فقال رب اذنبت ذنبا اخر فاغفرہ لی قال اعلم عبدی ان لہ ربا یغفر الذنب ویاخذ بہ غفرت لعبدی فلیفعل ما شاء متفق علیہ یعنے روایت ہے حضرت ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق ایک بندے یعنے امت سے یا اگلی امتوں میں سے گناہ کیا پھر کہا اے پروردگار میرے گناہ کیا میں نے پس بخش اس گناہ کو پس فرمایا پروردگار اوس کے نے یعنے فرشتوں سے کیا جانا بندی میرے نے کہ تحقیق اوس کے لئے پروردگار ہی بخشتا ہے گناہوں کو یعنے جب چاہتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے بھی اور پکڑتا ہے ساتھ گناہوں کے جب چاہتا ہے

جسکے لئے چاہتا ہے پس بخشا میں نے اپنے بندے کو پہر ٹھہرا بندہ یعنے گناہ کرنے سے
ایک مدت تک کہ چاہا اللہ تعالی نے پہر گناہ کیا اور کہا اے پروردگار میرے
میں نے گناہ کیا پس بخش اوس کو پس فرمایا اللہ تعالی نے کیا جانا بندے میرے نے کہ
تحقیق اوس کے لئے پروردگار ہی بخشتا ہے گناہ اور پکڑتا ہے ساتھہ اوس کے
بخشا میں نے اپنے بندہ کو پہر ٹھہرا بندہ اوس مدت تک کہ چاہا اللہ تعالی نے
پہر گناہ کیا اور اوس نے کہا اے پروردگار میرے میں نے اور گناہ کیا پس بخش اوسکو
میرے لیے پس فرمایا کیا جانا بندے نے کہ تحقیق اوس کے لئے پروردگار ہی
بخشتا ہی گناہ اور پکڑتا ہے ساتھہ اوس کے بخشا میں نے اپنے بندہ کو پس کرے وہ
جو کہ چاہے نقل کی یہہ مسلم اور بخاری نے حاصل اس حدیث کا یہہ ہے کہ
جبتک کہ بندہ مومن گناہ کرتا رہیگا اور استغفار کرتا رہیگا تو ہین گناہ اوس کے
بخشتا رہونگا یہان مقصود بیان کرنا فضیلت استغفار کا اور تاثیر اوس کے
عفو سئیات ہین اور بخشنے گناہون کا ساتہہ تکرار استغفار کے ہے نہ مقصود حدیث کا
ساتہہ امر کرنے گناہ کے استغفر اللہ منہ غنیۃ الطالبین مین ہے قال انس
رضی اللہ تعالی عنہ جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال یا رسول اللہ انی اذنبت ذنبا قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم استغفر اللہ فقال انی اتوب ثم اعوذ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کلما اذنبت فتب حتی یکون الشیطان الحسیر
قال یا نبی اللہ اذا تکثر ذنوبی فقال رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عفو اللہ اکثر من ذنوبک یعنے حضرت انس نے کہا کہ ایک شخص حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیک وسلم مین نے گناہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی سے آمرزش
طلب کر اوس شخص نے کہا کہ توبہ کرتا ہون پہر گناہ کرتا ہون آپ نے فرمایا کہ جب تو
گناہ کرے تو توبہ کر تا کہ شیطان زبان کار ہوے اوسنے عرض کیا کہ ای نبی اللہ صلی اللہ
علیک وسلم جب تو گناہ میرے بہت ہو جائین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالی کی بخشش تیرے گناہون سے بڑی ہے بیشک تب بہی
توبہ کر اور بخشش طلب کر لاکن جب بندہ مؤمن توبہ اور استغفار کرے تو توبہ
کرنے اور استغفار کرنے کے وقت اوسکے دل مین یہہ نہو کہ پہر گناہ کرونگا
اور پہر توبہ اور استغفار کرونگا بلکہ یہہ خیال کرے کہ شاید کہ پہلے اور
گناہ کرنے سے مر جاؤن تو لازم ہے کہ اب توبہ سے اپنے کو گناہون سے
پاک کرلون اور جب کوئی آدمی توبہ کرے تو چاہیے کہ مطابق اسالطھارۃ
طھارۃ السّر ابتدا ء طہارت بدن اور جامہ کی حاصل کرے یعنے نہا کر
کپڑے پاک پہن کر دل کے حضوری سے دو رکعت نماز پڑہے اور بعد ازان
سجدہ مین جاوے اور مطابق حدیث ما من المذنبین احب الی من تسبیح المسبحین
بہت تضرع اور زاری کرے اور بعد نماز کے اپنے نفس کو ملامت کرے اور
گناہون گذشتہ کو یاد کر کے عذاب الہی جل شانہ سے ڈر کر نادم ہووے اور
توبہ اور استغفار کرے اور اپنے ہاتہہ اوٹہا کر کہے یا آلہی غلام گنہہ گار شرمسار
بہاگا ہوا آپکے دروازہ پر حاضر ہوا ہے اور اپنے گناہون سے توبہ
اور عذر تقصیر کا کرتا ہے گناہ میرے بخشدے اور اپنے فضل سے عذر میرا

قبول فرما اور رحمت کے نظر سے میرے طرف دیکھ اور میرے سب گناہون گذشتہ کو
بخش اور آیندہ مرنے دم تک مجھکو گناہون سے نگاہ رکھ اور تو ہی بخشنے والا ہے
اور اس کے بعد پڑھے اور اور مسلمانون کے لیئے بھی بخشش چاہے یہ توبہ
عوام کی ہے کہ صاحب اوس کا مستحق بشارت ان اللہ یحب التوابین ویحب
المتطہرین کا ہوتا ہے اور بعد توبہ کے توبہ پر گھمنڈ نکرے کہ اب مین توبہ کرنے سے
پاک ہو گیا ہون اس لئے کہ قبول توبہ امر مخفی ہے معلوم نہین کہ توبہ اوس کی
قبول ہوئی یا نہ ہوئی اگرچہ موجب وعدہ اللہ تعالی کے وانی لغفار لمن
تاب وامن وعمل صالحا ثم اہتدی مومن کو یقین کرنا چاہئے کہ توبہ
میری جناب الٰہی عز شانہ مین قبول ہوئی تب بھی اللہ تعالی کے درگاہ بے نیاز
مین مانند مذنب کے گڑگڑائے اور گریہ اور عجز اور زاری کرے کہ یا تواب
میری توبہ کو قبول فرما اور جاننا چاہئے کہ گناہ کبائر اگرچہ ایمان سے خارج نہین
کرتے لاکن فاسق اور عاصی کردانتے ہین اور گناہ صغیرہ بے انتہا ہین اور
اون سے پرہیز کرنا دشوار ہے اور حسب مذہب مختار کے گناہ صغیرہ سے
تقوی مین بھی خلل نہین آتا۔ بشرطیکہ اوس پر اصرار نہ ہو اس لئے کہ گناہ صغیرہ
بسبب اصرار کے گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے پس مومن کو واجب ہے کہ کبائر سے بلکہ حتی المقدور
صغائر سے بھی پرہیز کرے اور جانے کہ گناہ کبیرہ اگرچہ ایمان سے خارج نہین کرتا لاکن
خوف اس کا ہے کہ رفتہ رفتہ انجام کار کفر اور دوزخ کو نہ پہونچا دے اس لئے کہ یہ مسئلہ
متفق علیہ فقہا کا ہے کہ اصرار گناہ صغیرہ کا گناہ کبیرہ ہے اور اصرار گناہ کبیرہ کا قریب
کفر کے ہے یعنے اگر کوئی آدمی گناہ صغیرہ کرتا کرتا بغیر توبہ کرنے کے مر گیا تو وہ

وہ مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوا اور اگر کوئی آدمی گناہ کبیرہ کرتا کرتا بغیر توبہ کرنیکے مرگیا تو
وہ قریب کفر کے ہوا اور سہل تر علاج گناہون سے بچنے کا یہہ ہے کہ
آدمی ہر چیز مین حد ضرورت پر ٹہیرے اور وہ عموم کے لیئے یہہ ہے کہ لقمہ حلال
دفع کرنیوالا بہوک کا اور کپڑا ڈہانکنے والا ستر کا اور مکان محافظت کرنے والا
گرمی سے اور سردی سے اور باسن ضرورنی اور ایک بیوی اگر ضرور ہو ابن
یمین نے کیا اچہا کہا ہے -

دو نانی نان گر از گندم است یا از جو — سہ تائی جامہ گرت کہنہ است یا خود نو
چہار گوشہ دیوار خود بخاطر جمع — کہ کس نگوید از اینجا بخیز و انجا رو
ہزار بار نکوتر بہ نزد ابن یمین — ز فر مملکت کیقباد و کیخسرو

اور بسبب تجاوز کرنیکے حد ضرورۃ سے اور بسبب وسعت کرنیکے مباحات
مین آدمی مکروہات اور شبہات مین پڑتا ہے اور بسبب پڑنیکے مکروہات
مین مرتکب حرام چیزون کا ہوتا ہے یہان سرحد اسلام کے تمام ہوئی انکے بعد
سرحد کفر کے اور دوزخ کی آگ کی شروع ہوئی اعاذنا اللہ وایاکم من دخولہ
اے میرے بہائیو کتنا فضل و کرم حضرت رب العالمین جل جلالہ کا ہم امت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے کہ بندہ مومن کتنا ہی گناہ کرے جب اوس نے صدق
دل سے گناہون سے توبہ کی تو اللہ تعالی اوس کے گناہ معاف فرماتا ہے مطابق
آیۃ قرآن مجید کے وانی لغفار لمن تاب الایۃ اور آیۃ ہو الذی
یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات کے جیسا کہ یہہ دونو
آیتین مع ترجمہ کے آگے مرقوم ہوئے ہین اور حدیث مین ہے کہ توبہ

کھرنیوالا گناہ سے مانند اوس شخص کی ہے کہ اوس نے گناہ نہین کیا کما ھما
تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نے گناہ کرکے توبہ کی اور جس نے گناہ
ہرگز نہین کیا یہہ دونو برابر ہین بلکہ اللہ تعالی سیئات سابقہ اوس تائب صادق
کے کہ وہ بعد توبہ کے باوجود ایمان کے عمل الصالحات اللہ عمل صالح کرتا ہے
حسنات سے بدل فرماتا ہے یعنے اوسکی سئیات کی عوض مین حسنات دئے
جاتے ہین یا اوس کے سئیات حسنات ہو جاتے ہین جیسا کہ قرآن مجید مین ہے
الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئك يبدل الله سيئاتهم
حسنات پہر عجب آتا ہے ہم بندون کے حال سے کہ رات اور دن گناہون
مین مبتلا اور رہوا وہوس مین گرفتار اور باوجود اس کے کہ ہر وقت بجائے
طاعت کے عصیان صادر ہوتا ہے اور بجائے عبادت کے طغیان تو بہی توبہ
کرنے کا خیال نہین اور انسان کو لازم ہے کہ ہر وقت اپنا نفع اور نقصان
سوچا کرے اگر کوئی آدمی گناہ کرے تو اپنے دل مین سوچے کہ اس مین نفع
کتنا ہے اور نقصان کتنا ہے جس کام مین کہ نفع سے نقصان بہت دیکھے
تب چاہئے کہ اوس کام کو چہوڑ دے اور آدمی کہ گناہون ظاہر ہے کہ گناہ
مرتکب ہوگا تو وہ گناہ یا زنا ہوگا یا شراب کا پینا ہوگا یا سود کہانا ہوگا یا چوری
کرنی ہوگی یا رشوت کا لینا ہوگا یا کسی آدمی کا مال غصب کرنا ہوگا یا جہوٹ
کہنا ہوگا یا غیبت کرنی ہوگی یا دغا بازی ہوگی یا ایسی اور گناہ ظاہری ہونگے
اور گناہون باطنی سے یا حسد اور غصہ ہوگا یا بغض ہوگا یا کینہ ہوگا یا عداوت
ہوگی یا غصہ ہوگا یا نفاق ہوگا یا دورنگی ہوگی یا ریا ہوگی یا کبر و خودبینی

ہوگی یا امثال اوسکے اور گناہ باطنی ہونگے اگر اعوذ باللہ کسی نے
زنا کیا یا شراب پیا تو وہ اپنے دل مین یہہ سوچے کہ یہہ لذت ایک دم کی
ہے مگر یہہ دونو گناہ کبیرہ ہین اور اس مین نقصان دین کا بھی ہے اور دنیا کا
بھی ہے اور علاوہ اس کے قیامت مین اس کی سزا دوزخ ہے اور اگر کسی نے
سود کہایا یا چوری کا مال کہایا یا رشوت کا مال کہایا یا کسی کا حق ہین سکے
کہایا تو وہ یہہ سوچے کہ علاوہ اس کے کہ قیامت مین اس کی سزا دوزخ ہے
مگر دنیا مین اگر وہ مال کہایا تو حرام کہایا اور اگر ایسا مال کما کے چھوڑ کے مرا تو
گناہ بھی ہوا اور دنیا مین بھی حاصل کچھہ نہوا اور اگر وہ مال اپنے اولاد کے
لئے رکھا تو حظ مال کا وہ اوٹھاینگے مگر قیامت کے دن مجھے مواخذہ اور
عذاب ہوگا تو یہہ مال اور یہہ اولاد دشمن ٹہیرے کہ جنکے اون کی محبت
مین ایسے کام کئے کہ وہ قیامت کے دن موجب عذاب کے ہون گے اسلئے
اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے انما اموالکم واولادکم فتنہ
یعنے سوا اسکے اس کے نہین کہ مال تمہارا اور اولاد تمہاری آزمایش ہے
یعنے اللہ تعالی کہ تم کو مال دیتا ہے وہ اس مین تمہاری آزمایش کرتا ہے
تاکہ معلوم ہو کہ اوس مال کو اللہ تعالی کی راہ مین خرچ کرتے ہو یا گناہون
مین اوس کو صرف کرتے ہو اور اس مال سے مراد وہ مال ہے کہ وجہ حلال سے
اوس کو پیدا کیا ہو اور اللہ تعالی کہ تمکو اولاد دیتا ہے تاکہ تمہاری آزمایش
کرے کہ تم اولاد کی دوستی مین اللہ تعالی کو تو نہ بہولتے ہو اور اور جگہہ اللہ تعالی
نے قرآن مجید مین فرمایا ہے یا ایہا الذین امنوا ان من ازواجکم

واولادکم عدوالکم فاحذروھم یعنے اے ایمان والو تحقیق بعض بیویین اور اولاد تمہارے ایسے کہ وہ زکوۃ اور صدقہ فطر دینے سے اور قربانی اور اور حسنات کرنے سے تم لوگون کو منع کرتے ہین اور اولاد کی محبت تمکو باعث کمائی مال نامشروعہ کی ہوتی ہے اور تمکو بخیر سے توکل کرنے کے لئے کہتے ہین اور اللہ تعالی پر توکل کرنے سے منع کرتے ہین اور تمکو طاعت سے روکتے ہین اور افعال محرمہ کیطرف رغبت دیتی ہین تو وہ دشمن تمہارے ہین پس بچو اون سے مولانا فریدالدین عطار نے کہ اولیاے کبار سے تھے اس آیتہ کی ترجمہ مین فرمایا ہے۔

مال و اولادت بمعنی دشمن اند   خیرہ ساز ہر دو چشم روشن اند

اور اگر آدمی جھوٹ کہتا ہے یا کسیکے غیبت کرتا ہے تو اوس مین ایک نقص وہ ہے کہ یہہ دو گناہ ہین اور دوسرا یہہ کہ جھوٹ کہنے والے کی اور غیبت کرنے والے کی کسیکی دل مین توقیر نہین ہوتی اور جھوٹ کہنے والے کو اور غیبت کرنیوالے کو سب آدمی حقیر سمجھتے ہین غرض یہہ کہ ایسا ہر ایک گناہ ظاہری اور باطنی کی عاقبت سوچے اور اوس سے تائب ہووے اور جانے کہ جہان سفرگاہ ہے ادھر سے آنا ادھر کو جانا اور آدمی کہ سفر کرتا ہے اور سفر کی تکلیف اوٹھاتا ہے اور سفر مین کچھہ کماتا ہے تا کہ گھر مین چند دن آسایش کی گذرین لہذا آدمی کو چاہئے کہ اس جہان مین کہ سفرگاہ ہے ایسے کام کرے اور ایسا کچھہ کمائی کہ قیامت مین کہ ابدالاباد جاے قیامت کی ہے اور سی الحقیقتہ وہی

آدمی کا گھر ہے وہان خوش رہے اور چین کرے نہ یہہ کہ دنیا مین کہ سفر گاہ ہے ایسی کام کرے کہ عاقبت وہان جاوے اقامت مین ہمیشہ گرفتار رہے حدیث شریف ہے الدنیا مزرعة الاخرة یعنے دنیا جائے زراعت آخرت کی ہے یعنے جو کچھ کہ اس جگہہ مین بوئیگا آخرت مین او ٹھاویگا حافظ شیرازی نے فرمایا ہے ؎

دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت باپسر کای نور دیدہ من بجز از کشتہ ندروی

اگر آدمی دنیا مین طاعت اور حسنات اور اتیان اوامر کا اور اجتناب نواہی سے کیا تو آخرت مین نتیجہ اوس کا دخول جنت اور حصول درجات جنان اور حور اور قصور اور غلمان لاسیما دیدار اللہ تعالی کا کہ اعلی اور افضل جمیع درجاتون سے ہی ہوگا اور اگر دنیا مین گناہ کیا اور گناہون سے اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا اور پھر اوس پر رہا اور گناہون سے نادم ہوکر توبہ نکی اور مر گیا تو نتیجہ اوس کا قیامت مین کہ ایک ایکدن اوس کا مطابق آیہ وان یوما عند ربك كالف سنة مما تعدون کی مقدار مدت ہزار برس دنیا کی ہوگا اور دوزخ کی آگ جلائی جاویگی اور ایک ایک شرارہ اوس کا مانند قصر کے ہوگا اور زمین مانند تابہ آہنی کے گرم کی جاویگی اور ہر ایک آدمی اپنے عرق مین غرق ہوگا تو اوس دن مین اس گناہون کی سزا بھگتنی ہوگی اور وہ مال کہ اوس کی زکوۃ نہین دی یا یا وہ مال کہ اوس کو سود خوری یا رشوت سے یا دغا بازی سے یا چوری سے یا کسی کا حق چھین کے کمایا ہے اور کسی وجہ حرام سے اوس مال کو جمع کیا

ہو اور علاوہ تادم زیست اپنے کے وہ مال کہ جس سے لیا ہے اوس کو واپس نہیں دیا
یا اون سے وہ مال نہیں بخشوایا در حالت نپانے اون کے مالک کے اور اوس کے
وارثون کے اوس افعال سے نادم ہوکر توبہ نہیں کی تو اوس مال کو دوزخ کی
آگ مین گرم کرکے اوس کو داغ دیا جائیگا اور اگر وہ مال بہت ہوگا اور اوس کا قد
اور قامت چھوٹا ہوگا تو اوس کے قد کو اتنی درازی اور لمبائی دی جائیگی کہ
اوس تمام اموال کا داغ اوس پر آسکے اور وہ مال اژدہا اور سانپ اور بچھو بنکے
اوس کو کاٹین گے اور اوس کو دوزخ کی آگ مین ڈالکے کہا جاویگا کہ یہہ عوض
گناہ ہونیکا ہے کہ تمنے دنیا مین دو دن کی زندگی مین کمائی اور پہر اوس سے تائب
نہوئے اب چکھو اوس کی لذت اے بھائیو بحکم اللہ تعالی دیکھئے کہ
اللہ تعالی نے آدمیون کو اور جنون کو اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے جیسا کہ
قرآن مجید مین ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنے
نہین پیدا کیا ہمنے جن کو اور انس کو مگر تاکہ وہ میری عبادت کرین تو چاہیے
کہ چند دنون کے لئے کہ اس جہان فانی مین آئے ہین تو اللہ تعالی کی عبادت
کرین اور نماز پڑہین اور روزے ماہ رمضان کے رکھین اور اگر طاقت
ہو تو زکوۃ دین اور حج کرین اور اللہ تعالی کا ذکر کرین اور قرآن مجید کی تلاوت
کرین اور اور حسنات اور عبادات کرین اور حقوق اللہ کو ادا کرین اور
حقوق العباد اپنے ذمہ پر نہ لین یعنے کسی کا مال نچہینین اور کسی کی غیبت
نکرین اور سود اور رشوت اور شراب اور غیر کے مال کے ناحق لینے
سے بچین اور جھوٹ اور فحش نہ بکین اور زنا اور قتل اور لواطت نہ کرین

اور ناچ اور رنگ کے دیکھنے سے دور رہین اور کسی مسلمان سے حسد اور بغض اور عداوت اور کینہ نرکہین اور چوری سے اور حرام خوری سے اور چغلی سے اور دغابازی سے اور تکبر اور منی اور خودبینی سے اور خودی سے اور دو مسلمانون کے آپس مین لڑوانے سے اور اور گناہون سے کنارہ کش رہین اگر درصورتیکہ موجب مقتضاے بشریت اور جبلت انسانی سے کوئی گناہ بہی بندہ مومن سے سرزد ہو تو اون سے توبہ کرین کہ اللہ تعالی قیامت مین اوس کی جزا مین بہشت مین داخل فرمائیگا اور درجات عالیات اور انواع نعمتین اور اپنا دیدار نصیب کریگا اور ابدالآباد اوس عیش مین رہینگے اور اگر اس جہان مین اللہ تعالی کی عبادت نکی اور اور حسنات نکیے اور اقسام کے فسق اور فجور کیے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد اپنے ذمہ سے ادا نکیے اور گناہون سے تائب نہوے اور مرگئے تو مرنا کیا ہے بلکہ دوزخ مین گرنا ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

ہرچہ آمد بزبانت گفتی ہرچہ آمد بدہانت خوردی
دیگرے را چہ گناہست کہ تو خویش را خویش باتشن بردی

غیر تائبون کے عذرات کے جوابات اور اون کے دفع خیالات مین جاننا چاہیے کہ آدمیون کے حالات اور خیالات متفاوت ہین اور ہر ایک آدمی تابع اپنے خیال کا ہے اگر وہ خیال اچھا ہے تو متبع اوسکا بہی اچھا ہے اگر وہ خیال برا ہے تو متبع اوس کا بہی برا ہے اگر باعث توبہ نکرنے کا یہہ ہے کہ آدمی آخرت پر ایمان نہین رکہتے اور جزاء اعمال نیک کی اور سزا اعمال بد کی

قیامت کے دن حق نہیں جانتے اور اس مین اون کو شک واقع ہے تو وہ کافر ہین اعوذ باللہ منہ اور اگر آدمی مومن ہے اور وہ اس لئے توبہ نہین کرتا کہ آخرت کا وعدہ نسیہ ہے اور دنیا نقد ہے اور آدمی کے طبع بہ نسبت نسیہ کی نقد کی طرف زیادہ تر مائل ہوتی ہے اور جو کچھ کہ آنکھہ سے دور ہے اور مطابق مثل مشہور کے ۔

ہرچہ از چشم دور از دل دور

جو کچھ کے آنکھہ سے دور ہے دل سے بھی دور ہے تو اوس آدمی کو کہنا چاہیے کہ جو کچھہ آنے والا ہے ضرور آئے گا تو آدمی کو چاہئے کہ اوس کو آیا سمجھے اگر کوئی آدمی اب مرجاوے تو اوس کو آخرت نقد ہو جائیگی اور مرگ کا حال معلوم نہین کہ کب آتی ہے شاید کہ اسوقت آجائے تو اسوقت مین اوس کو وہ آخرت کہ نسیہ تھی نقد ہوجائیگی اور اوہام جانتے کے اوس کو نقد تھے مانند خواب کے ہو جائینگے تو آدمی کو چاہیے کہ اس خیال پر توبہ کرنے مین تاخیر نکرے اور اگر کوئی آدمی اس لئے توبہ نہین کرتا کہ شہوات نفسانی اور لذات دنیاوی اوس پہ ایسے غالب ہوتے ہین کہ اوس آدمی کو آخرت سے غافل اور ذاہل کیا ہے تو اوس آدمی کو سمجھنا چاہئے کہ جب وہ ایکساعت شہوات نفسانی اور لذات دنیاوی کو ترک نہین کرسکتا تو وہ آخرت مین دوزخ کے جلنے کی طاقت کیسی رکھیگا اور بعد مرگ کے کیسا شہوات نفسانیکو ترک کرے گا اور لذات جاودانی بہشت سے وہ کیسا صبر کریگا مثلاً اگر وہ بیمار ہوجائے اور کوئی چیز نزدیک اوس کے پانی سرد سے اچھی نہ ہو اگر

ڈاکٹر اوس کو کہے کہ پانی سرد تجھے زیان کریگا تو کیا وہ شخص بامید شفا اور بامید چند روزہ حیات کے اپنی خواہش نفسانی کا خلاف کرتا ہے اور وہ پانی سرد کو ترک کرتا ہے تو چاہیئے کہ بقول طبیب روحانی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ صادق تر ڈاکٹر سارے سے ہے اتباع شہوات نفسانی غیر مشروعہ کو کہ بیمار گناہ کے لئے مضر تر پانی سرد سے ہی ترک کرے اور اپنے گناہون سے توبہ کرے اور اگر کوئی آدمی بالفعل توبہ نہین کرتا اور وہ کہتا ہے کہ کل یا پرسون یا بعد ایک مہینہ کے یا بعد چھہ مہینے کے یا بعد اوس کے توبہ کرونگا تو اوس آدمی کو سمجھنا چاہیئے کہ کل یا پرسون یا ایک مہینہ یا چھہ مہینے یا اوس کے بعد اوس کے اختیار مین نہین شاید کہ وہ اس کے آگے مرجاوے اور اگر کوئی آدمی توبہ کرتے ہین اس لئے توقف کرتا ہے کہ آج توبہ کرنا اور ترک کرنا گناہون کا دشوار ہے اور کل آسان ہوگا تو اوس کو سمجھنا چاہیئے کہ کل بھی توبہ کرنا ایسا ہے دشوار ہوگا جیسا کہ آج دشوار ہے اس لئے کہ دنیا مین کوئی ایسا دن نہین کہ اوس دن مین ترک کرنا گناہون کا آسان ہو اور مثل اوس کے مثل اوس شخص کے ہے کہ اوس کو کہا جاتا ہے کہ آج اس درخت کو بیخ سے اوکھاڑ تو وہ کہتا ہے کہ یہہ درخت قوی ہے اور مین ضعیف ہون اور برس مین اس درخت کو اوکھاڑونگا تو اوس آدمی کو کہنا چاہیئے کہ اے نادان اور برس مین تو یہہ درخت قوی تر ہوگا اور آپ ضعیف تر ہونگے تو تم کیا اور برس مین اوس کو اوکھاڑوگے اور ایسا ہی

شہوات نفسانی کا درخت ہر روز قوی تر ہوتا جاتا ہے اور اوس کے
مخالفت سے تم ہر روز عاجز تر ہوتے جاتے ہو پس ہر چند کہ شہوات
نفسانیکی درخت کو توبہ کرنے سے جلدی اوکھاڑ و گے تو آسان تر ہوگا
اور اگر کوئی آدمی توبہ اس سے لئے نہین کرتا کہ لازم نہین کہ آدمی گناہ کرنے سے
ضرور دوزخ ہی میں جاوے بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے
اوس کے گناہ عفو فرماے اس لئے کہ اللہ تعالی غفار اور رحیم ہے اور
غفران ذنوب اور عفو سئیات گنہگار کے لئے ہے نکوکار کے لئے
جیسا کہ نظامی گنجوی نے کہا ہے۔

گناہ من ار نامدی در شمار   ترا نام کی بودی آمرزگار۔

اور آدمی کو لازم ہے کہ وہ ہر وقت جناب بار تعالی مین امیدوار
عفو کا رہے تو اوس کو سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالی پر لازم نہین کہ سب آدمیونکے
گناہ عفو فرماوے بلکہ اللہ تعالی عفو فرماتا ہے جس کو کہ چاہتا ہے پس کیونکر
اوس کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اوس کے گناہ ضرور معاف فرماوے گا۔
اور اوس کو عذاب نکرے گا اور اس لئے کہ ایمان درمیان خوف اور
رجا کے واقع ہے تو اللہ تعالی کے عفو کے بھروسہ پہ گناہ کرنا اور
گناہوں سے توبہ نکرنا اور اوس کے عذاب سے نہ ڈرنا موجب کفر کا
ہے جیسا کہ فرید الدین عطار نے فرمایا ہے

ہر کہ ایمن از عذاب حق بود   نیست مومن کافر مطلق بود

اور جاننا چاہیئے کہ ایمان مانند ایک درخت کے ہے کہ آبیاری

اوس کی عبادت سے ہے اور جب بندہ مومن نے اپنے ایمان کے درخت کو
عبادات اور حسنات سے پانی نہ دیا تو وہ درخت ضعیف ہوگا پس خوف
یہہ ہے کہ وہ درخت ایمان کا صرصر صعوبت سکرات میں آکہ اکہڑ جاوے
بلکہ ایمان بے عبادات کہ وہ گناہون سے قرین ہو حال اوس کا مانند
حال اوس بیمار کے ہے کہ اوس کو اقسام کے بیماریان لاحق ہون اور
ہر ساعت مین خوف مرنے اوس بیمار کا ہو اگر اوس صورت مین کہ بندہ
مومن مرنے کے وقت اپنا ایمان سلامت لے گیا تو اوس مین بہی یا امید
عفو حضرت رب العالمین جل شانہ کی ہے یا خوف عذاب نار جہنم کا ہے
پس خوف عذاب دوزخ سے قطع نظر کرکے محض عفو حضرت غفار رحیم
عز اسمہ کی بہروسہ پر گناہ کرنا اور پہر اون گناہون سے تائب نہوتا
دلیل بے عقلی کی ہے اور وہ شخص مثل اوس شخص کے ہے کہ جو کچہہ کہ اوس کے
پاس نقد اور جنس ہوتا ہے وہ اوس کو تلف کرتا ہے اور اپنے عیال
اور اطفال کو بہوکا چہوڑتا ہے اس امید پر کہ شاید کہ وہ کسی ویرانہ
مین جاوے اور خزانہ پاوے یا وہ شخص مثل اوس شخص کے ہے کہ
ڈاکو اوس کے شہر کو غارت کرتے ہین اور وہ شخص اپنی اشیاء
اور متاع کو مخفی نہین کرتا اور اپنے گہر مین رکہتا ہے اس امید پر کہ جب
یہہ ڈاکو ہمارے گہر مین آوینگے تو وہ غافل یا نابینا ہوجاینگے اور ہمارا
اشیاء اور کالا اور متاع رہجاوے گا اور سمجہنا چاہیے کہ یہہ سب
ممکن ہے اور امکان عفو کا ہی ویسا ہی ہے لاکن محض عفو پر بہروسا کرکے

اللہ تعالی کے عذاب سے امین ہونا اور گناہ کرنا اور پہلو دن سے
توبہ نکرنا دلیل حماقت کی ہے اس لیے کہ عفو سیات کا حضرت اللہ تعالی
کے ہاتھ مین ہے یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء یعنے وہ
مختار ہے جس کو چاہے عفو فرمائے اور جس کو چاہے عذاب کرے اور
کوئی اوس پر حاکم نہین کہ اوس کو کہے کہ ہمارے گناہ ضرور معاف فرمانا
اور مجھے گناہون کے پاداش مین عذاب نکرنا اور اللہ تعالی اوس کے کہنے پر
عمل فرما کے اوس کو چھوڑ دے اور عذاب نکرے بعضے آدمی اپنے
دل مین یہہ کہتے ہین کہ اب کس لیے توبہ کرین اور سود کہانے اور
رشوت اور حرام کہانے کو ترک کرین اور شراب خوری کی مجلسون مین
اور ناچ رنگ اور سیندہی کی محفلون مین نجائین اور سٹہ بازی اور
دغا بازی کو چھوڑ دین اور زنا اور لغویات سے کہ چین زندگانی کے
خصوصًا ایام عیش جوانی کے ہین کنارہ کش ہون جب مرنے کا وقت
آوے گا یا جب بڈھا ہون گا تب توبہ کرلون گا اے بھائیو ہوشیار
ہو کہ یہہ سب خیالات شیطانی ہین بلکہ یہہ شیطان کا
اغوا ہے توبہ کرنا جوانی مین اور تندرستی مین مفید ہے اور چاہیے
کہ اللہ تعالی کے جناب مین جوانی مین اور تندرستی مین قبل مرگ کے
توبہ کرے اور اوس توبہ پر قایم رہے حدیث شریف مین ہے کہ اللہ
تعالی کو جوان توبہ کرنے والے سے اور کوئی چیز زیادہ دوست نہین
یعنے سب سے زیادہ اللہ تعالی جوان تایب کو زیادہ دوست رکہتا ہے

کما ورد کسی شاعر نی کہا ہے ۔

توبہ کردن در جوانی شیوۂ پیغمبری است ورنہ در پیری شود گرگ کہن پرہیزگار

اور تحقیق ویسا ہی ہے کہ جوانی جبکہ ایام استیلا رجہ او ہوس کا اور زمان
غالب ہونی شہوات نفسانی کا ہے گناہوں سے توبہ کرنا حالت معجزہ کی ہے
بخلاف ایام شیب اور بوڑھاپے کی کہ ایام انحطاط سن اور زمان کم ہونے
ہوا وہوس کا ہے اوس میں توبہ کرنا چنداں دشوار نہیں اس لئے کہ ایام
پیری میں گرگ بوڑھا کہ جب اس کو طاقت جانوروں کی پھاڑنے کی
نہیں رہتی تو وہ بھی اپنے کو پرہیزگار کہتا ہے اور علاوہ اس کے یہہ
خیالات باطلہ کہ جب مرنے کا وقت آوے گا یا جب بوڑھا ہونگا تب
توبہ کر لونگا سب خطا ہوئی کہ اللہ تعالی نے آدمی کے پاس اقرار نامہ یا
عہدہ اور پیمان ہو کر میں تمکو بوڑھا کر کے مارونگا یا قبل مرنے تمہارے کے
تمکو اطلاع دونگا کہ تم اب مرتے ہو توبہ کرلو اے بھائی جب زندگانی
ایک دم کا بھروسہ نہیں اور مرنے کا کوئی وقت معین نہیں اور خبر نہیں
کہ اللہ تعالی لڑکپن میں مارتا ہے یا جوانی میں یا بوڑھاپے میں اور
جب خبر نہیں کہ مرگ کس وقت آتی ہے تو یہہ خیالات کہ جب مرگ آویگی
تو توبہ کرلونگا یا جب بوڑھا ہونگا توبہ کرلونگا غلط ٹھہرے حضرت
سید الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کہ واقف اسرار لی مع اللہ کی
اور مقرب رتبہ قاب قوسین او ادنی کی تھی اون کو تو اپنے
حیات پر ایکدم کا بھی بھروسا نہ تھا جیسا کہ مشکوۃ میں حدیث ہے

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یھریق الماء فیتیمم بالتراب فاقول یا رسول اللہ ان الماء منک قریب یقول ما یدرینی لعلی لا ابلغہ یعنے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ پیشاب کرتے کبھی پس تیمم کرتے مٹی سے یعنے پہلے اس کے کہ وضو کریں پس کہا مینے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم تحقیق پانی نزدیک ہے یعنے اسقدر دور نہین کہ اوس کے سبب تیمم کیا جائے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس چیز معلوم کروا مجھے یعنے کیا معلوم ہین کہ شاید کہ نہ پہونچون مین اوس پانی تک اور حضرت اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے فاستبقوا الخیرات وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم یعنے آگے بڑھکر لو خیرات اور حسنات اور طاعات کو اور جلدی کرو طرف توبہ کے اور بخشوانے گناہون کے اپنے رب سے اور حدیث شریف ہے عجلوا بالتوبۃ قبل الموت یعنے عجلت اور جلدی کرو توبہ کرنے مین موت سے آگے قطب الاقطاب غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہے فینبغی للمذنب ان یبادر الی التوبۃ وروی عن ابی عباس رضی اللہ تعالی عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ھلک المسوفون الذین یقولون سوف نتوب الخ یعنے گنہگارون کو چاہیے کہ توبہ کرے

جلدی کریں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے روایت کی
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہلاک ہوئے
توبہ میں تاخیر کرنیوالے کہ وہ کہتے ہیں کہ آیندہ ہم توبہ کرینگے یعنے
اسوقت میں توبہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ آیندہ ہم توبہ کرینگے
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے قرآن مجید کی آیتہ
بل یرید الانسان لیفجر امامہ کے معنے میں روایت ہے
کہ اونہوں نے فرمایا کہ اس آیتہ کے یوں معنے ہے کہ انسان مقدم
کرتا ہے گناہوں کو اور موخر کرتا ہے توبہ کو اور کہتا ہے کہ آخر
کار توبہ کرونگا یہانتک کہ اوس کو موت آتی ہے حالانکہ وہ گناہ کرنے
میں تمام سے بری وہ گناہوں سے مرتا ہے اور گناہوں سے توبہ نہیں
کرتا اور لقمان حکیم نے اپنے فرزند کو نصیحت کی کہ یا بنی لا تؤخر
التوبۃ الی غد فان الموت یاتیک بغتۃ یعنے اے فرزند
میرے توبہ کرنے میں کل کے روز تک تاخیر مت کر اس لئے کہ موت
ناگاہ آجائیگی تجھے غفلت میں اور غنیۃ الطالبین میں اور جگہہ حضرت
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز جمعہ کے یہہ خطبہ ارشاد فرمایا یا ایہا الناس
توبوا الی اللہ قبل ان تموتوا وبادروا بالاعمال الصالحۃ
قبل ان تشغلوا الحدیث یعنے اے لوگو قبل مرگ کے اللہ تعالی
کے درگاہ میں توبہ کرو اور قبل اس سے کہ مرگ آئے اور اعمال صالحہ

کرنے پر دوڑو آخر حدیث تک اور بعض آدمی یہہ کہتے ہین کہ ہم توشب وروز
گناہون مین گرفتار ہین پس اگر ہم توبہ کرین اور پہر کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ
توبہ بہی برباد ہونے تو اچہا یہہ ہے کہ توبہ نکرین تو سمجہنا چاہئے کہ جب
کوئی آدمی مومن توبہ کرے تب چاہئے کہ وہ اوسپر قایم رہے اور پہر گناہ
نکرے مگر جب اللہ تعالی نے دو دشمن ہر ایک آدمی کے لئے امتحانا پیدا
فرماے ہین ایک تو اپنا نفس امارہ ہے اور دوسرا شیطان ہے پہر جب تک
بندہ مومن زندہ ہے تو یہہ دونو دشمن انسان کے کمین مین رہتی ہین اور
ہروقت اوس کو گناہ کرنے کے لئے رغبت دیتی رہتی ہین پہر اوس کا علاج
یہہ ہے کہ پہلے تو بندہ مومن صدق دل اور اخلاص سے بہ نیت عدم ارتکاب
گناہ کے توبہ کر لیوے پہر اگر کوئی گناہ جبلت انسانی کے اوس سے سرزد
ہو تو وہ پہر استغفار کرے اور اگر پہر گناہ سرزد ہو تو وہ پہر استغفار کر لے
جیسا کہ آگئے وہ حدیث شریف لکہی گئی ہے کہ آدمی جبتک کہ گناہ کرتا رہتا ہے
اور اوس گناہ سے استغفار کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالی اپنے فضل سے
اوس کے گناہ عفو فرماتا رہتا ہے اور یہہ رباعی ترجمہ حدیث قدسی کا ہے

باز آ باز آ ہر انچہ ہستے باز آ　　گر کافر و گبر و بت پرستے باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست　　صد بار اگر توبہ شکستے باز آ

اور واسطے رفع سئیات اور دفع گناہون کے خاندان عالیشان چشتیہ
اور قادریہ مین بیعت کرنے کے وقت مریدون کو تلقین کیا جاتا ہے
کہ وہ ہر نماز کے بعد باخلاص قلب و حضور دل اپنے گناہون سے مستغفر ہوکے

استغفر اللہ ربی من کل ذنب اذنبته عمدا او خطاء او سرًا او علانیۃ و اتوب الیہ دس مرتبہ پڑہے تا کہ جو کچھ گناہ کہ اوس سے اوس دن مین سرزد ہوئے ہونگے وہ سب بخشے جائینگے اور وہ گناہون سے ایسا پاک ہوگا جیسا بچہ کہ نیا اپنے ماں سے پیدا ہوتا ہے اس لیئے کہ حدیث شریف ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ و فی لفظ و لو عاد فی الیوم سبعین مرۃ یعنے توبہ کرنیوالا گناہ سے مانند اوس شخص کے ہے کہ اوس نے گناہ نہین کیا اور غنیۃ الطالبین مین ہے کہ ایک روایت مین اسی حدیث کے ساتھہ یہہ بھی آیا ہے کہ اگرچہ تائب عود کرے گناہ پر ایک دن مین ستر بار یعنے جس نے کہ گناہ سے توبہ کے اگرچہ اوس نے ایک ہی دن مین ستر بار گناہ کر کے ستر بار توبہ کی ہو اور جس نے کہ گناہ کیا ہی نہین یہہ دونو برابر اور مماثل ہین عدم گناہ مین کما مر اور یہہ بھی غنیۃ الطالبین مین ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کہیگا استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ تین بار۔ بخشی جاوینگے گناہ اوس کے اگرچہ وہ گناہ مثل کف دریا کے ہونگے مگر حق العباد استغفار سے نہ بخشا جاویگا جبتک اوس سے کہ جس کا اوس پر حق ہے نہ بخشائے اور درصورت عدم پانے اون کے یا اون کے وارثون کے آخر الحیل علاج اوس کا بھی استغفار ہے کما قلمتہ اور جاننا چاہئے کہ جیسا اطبا امراض جسمانی علاج اسقام جسمی کا بتاتے ہین ویسا ہی اہل اللہ رحمہم اللہ تعالی امراض روحی کا علاج بتاتے ہین

تو گناہون کے مرض کے دفع کے لئے توبہ جیسا اور کوئی علاج نہیں جیسا کہ
کپڑے میلے کا علاج دہونا اور صابون لگانا ہے ایسا ہی دفع مرض مہلک
گناہون کے لئے تریاق تو بہ کا مجرب ہے اگر کوئی کہے کہ کپڑا جب میلا ہوتا
رہتا ہے تو بار بار اوس کو دہونا اور صابون لگانا عبث ہے تو یہہ بات
اوس کی بیعقلی اور نادانی کی ہے اس لئے کہ جب کپڑا میلا ہوا تو علاج اوسکا
دہونا اور صابون لگانا ہے ویسا ہی اگر کوئی کہے کہ جب ہم سے ہر وقت
گناہ صادر ہوتے رہتے ہین تو توبہ کرنا بے فائدہ اور عبث ہے تو یہہ بات
اوس کے بھی بیعقلی اور نادانی کی ہے تو سمجھنا چاہئے کہ جیسا کپڑے میلے کو
بار بار دہونا اور صابون لگانا ضرور ہے ویسا ہی جب گناہ کسی سے صادر
ہوا تو اوسی وقت اوس کو اوس گناہ سے استغفار اور توبہ کرنا اور اوس سے
نادم ہونا ضرور ہے اگرچہ ایک ہی دن مین وہ کئی بار بھی ہو کوئی آدمی بغیر انبیا
علیہم السلام کے معصوم نہین اور جب کوئی آدمی بغیر انبیا علیہم السلام کے معصوم
نہوا تو کچہہ عجب نہین کہ اوس سے گناہ سرزد ہون حضرت آدم علیہ السلام کہ
ابو البشر تھے اور اللہ تعالی نے اون مین اپنی روح پہونکی تھی جیسا کہ قرآن
مجید مین ہے ونفخت فیہ من روحی اور اوس کی مٹی کو اللہ تعالی نے
اپنی قدرت کے ہاتھون سے چالیس دن گوندہا تھا جیسا کہ حدیث قدسی ہے خمرت طینة
ادم بیدی اربعین صباحا یعنی مین نے آدم کی مٹی کو اپنے ہاتھون سے چالیس دن
گوندہا ہے جب اون سے لغزش ہوئی تو اور کون ہے کہ اوس سے گناہ نہون کسی نے
کیا اچھا کہا ہے ۔ گنہ بارث رسیدست از پدر مارا ⁂ خطا زروز ازل رزق آدمی زاد است

توجیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے سہو سے استغفار کیا اور اللہ تعالی نے
اون کا سہو معاف فرمایا ایسا ہی اگر کوئی آدمی حسب عادت فطرتی اپنے
دادا کے گناہ مین مبتلا ہو تو چاہیے کہ مطابق عدویہ اپنے دادا کے توبہ بھی کرے
تاکہ اللہ تعالی اپنے فضل عمیم سے اوس کے گناہ بخشدے اور بمد نظر اس کے
کہ اکثر اولیاء اللہ اور اخیار اور ابرار نے وثوق اور رسوخ توبہ کے لیے بیعت
توبہ کی اپنے پیرون کے ہاتھہ پہ فرمائی ہے تو بعضے آدمی عدم موجودگی کامل کو
باعث عدم توبہ کرنے کا ٹھیرا کر یہہ کہتے ہین کہ وہ اولیاء اللہ کہ اگلو موجود تھے
اور جنسے صدہا کرامات صادر ہوتے تھے اب ایسے کہان ہین جب ویسا
کوئی ولی ہاتھہ آویگا تب اون کے ہاتھہ پہ توبہ کر لیوینگے اے بہائیو یرحمکم
اللہ تعالی ویہدیکم تحقیق وہ نفوس زکیہ اور وہ وجود قدسیہ کہ اون کے
نظر فیض اثر مردہ دلون کے لیے حکم مسیحائی کا رکہتے تھے اور اون کی ذات
قدسی صفات سے جہان فیض یاب تھا اور اون سے صدہا کرامات اور خوارق
عادات صادر ہوتے تھے وہ اور لیغا اور وا حسرتا کہ اس دار فانی سے رحلت
فرما گئے مگر بحکم اس کے کہ ہر دن بدتر ہے اب بھی جو کچھہ صلحا اور اخیار اور
ابرار کہ موجود ہین غنیمت ہین مگر آیندہ مین پھر اتنا بھی کوئی باقی نرہیگا تو چاہیے
کہ وقت موجود کو ہاتھہ سے جانے نہ دیوے اور وقت حاضر کو غنیمت سمجھے
اور جس پہ اوس کا حسن ظن ہو اور جس کو وہ اچھا سمجھتا ہو اوس کے ہاتھہ پہ
توبہ کر لیوے یہہ نہو کہ جیسا ولی کامل کہ وہ چاہتا ہے وہ بھی ہاتھہ نہ آوے
اور آدمی مومن بغیر توبہ کر لینے کے مر جاوے اس لیے کہ زندگانی کا ایکدم کا

بھروسہ بھی نہین ہان اتنا ضرور ہے کہ وہ کسی عالم باخدا متقی صالح سے کہ وہ
متبع احکام شریعت کا اور واقف خصوصات طریقت کا ہو بیعت توبہ کی کرلیوے
نہ یہہ کہ دغل باز بیدین جاہل مکار جو فروش گندم نما کے ہاتھہ پر بیعت توبہ
کی کرے اور بجائے اس کے کہ کچھہ فائدہ حاصل کرے نقصان دینی اٹھائے
اور بجائے اس کے کہ طریقت حاصل کرے شریعت کو چھوڑ دے اور بجائے
اس کے کہ کچھہ دین حاصل کرے بیدین ہو بیٹھے ہان اب فی زمانا بہت سے
آدمی بیدین جاہل مکار ہین کہ وہ نہ شریعت سے واقف ہین نہ طریقت سے
آگاہ ہین اور اس لئے کہ وہ بے ہنر ہین دنیا ان سے تکلیف کمائی نہین
ہوتی و نیز وہ پیرئی سے اپنا شرف دنیاوی چاہتے ہین تو محض برائے
حصول معاش دنیا کے یا برائے حصول شرف دنیاوی اور شہرت کے دام مکر کا
پہیلا کے لمبے لمبے تسبیحین اپنے گلے مین ڈالکے باوجود بیدینی اور جہالت کے
اپنے کو شیخ اور پیر اہیر دین کا مقرر کرکے سیکڑون لوگون کو فریب و مکر
اور ان کو اپنے مریدی مین لاکر اور اپنے دام مکر مین پہنساکر بیدین
بنا لیتے ہین نعوذ باللہ من ذالک اور مرید ان کے بجائے اس کے
کہ کچھہ زہد اور تقوی حاصل کرین نماز پنجوقتہ بہی چھوڑ دیتے ہین اور بجائے
اس کے کہ وہ اتباع شریعت کرین تحقیر اور توہین شریعت کے اور احکام
شریعت کے کرکے اور مستحل حرمت کے بن کے کافر ہو جاتے ہین اس لئے
مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی مین فرمایا ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست + پس بہر دستی نباید داد دست

تو آدمی کو ایسی ۔ جاہل بگار کے ہاتھہ پرتوبہ کرنا اور اوس کے دہوکے مین
آنا ہرگز نہچاہیے اور آدمی شیطان کے اس دہوکے مین بہی نہ آوے
کہ جب کوئی ولی کامل کہ جیسا کہ ہم چاہتے ہین دستیاب ہوجائیگا تب اوسکے
ہاتھہ پہ بیعت توبہ کی کیا لینگے تو آدمی کو چاہیے کہ وقت موجودہ کو غنیمت
سمجہے شاید کہ بندہ مؤمن کو شیطان اس دہوکے مین رکہکر توبہ کرنے سے
محروم رکہے اور مرگ ناگہان آجائے اور بندہ مؤمن بغیر توبہ کرنے کے
رحلت کرے اور گناہون کی آلودگی سے پلید مرجائے اور توبہ کے مُطہر
پانے سے اپنے گناہون کے پلیدی کو دہونے نہ پائی تو چاہیے کہ توبہ
کرنے مین بسبب خیالات شیطانی کے دیر نکرے ۔ حکایت ہے کہ سلطان
التارکین امام الکاملین شیخ الواصلین حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی
چشتی رضی اللہ تعالی عنہ کہ تیرہوین صدی ہجری مین ایک مشہور اور نامی
اور متفق علیہ ولی تھے استنجا سکہار ہے تھے اتنے مین ایک آدمی آیا اور
عرض کیا کہ ہم آپکے ہاتھہ پر بیعت توبہ کی کرنا چاہتے ہین حضرت شاہ سلیمان
صاحب نے جلدی سے اپنے ہاتہون کو دہوکر بیعت لینے کے لئے آگے بڑہایا
اور اوس آدمی نے حضرت شاہ سلیمان صاحب کے دست حق پرست پر بیعت
توبہ کی ایک مولوی صاحب حاضر تھے اُنہون نے حضرت شاہ سلیمان صاحب
کے خدمت سراپا سعادت مین عرض کیا کہ یا حضرت بیعت لینے مین اتنی
جلدی کس لئے تھی کہ آپنے وضو بہی نفرمایا اور ایسا ہی اوس سے بیعت
لے لئے حضرت شاہ سلیمان صاحب نے فرمایا کہ ہمنے اس لئے جلدی کی کہ

جبتک کہ ہم وضو کرین مبادا شیطان اتنی دیر مین موقع پاکر اس آدمی کے دل مین دغدغہ اور وسواس ڈال کے اوس کا توبہ کرنے کا ارادہ توڑدے اور اوس کو توبہ کرنے کے ثواب سے محروم رکھے اے بھائیو اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالی نے تو اتنی دیر کرنے کو بھی توبہ کرنے مین گوارا نہین فرمایا کہ شاید اتنی دیر مین شیطان الرجیم موقع پاکر آدمی کے دل مین وسوسہ ڈالکر اوس کو توبہ کرنے کے ثواب سے محروم کرے اور آدمی کو گناہوں سے پاک ہونے نہ دے اور جو کوئی صدق دلی اور اخلاص قلبی سے اپنے گناہون سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اوس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے اور اوس کو گناہون سے نجات بخشتا ہے اور اوس کو دین اور دنیا مین رتبہ عالیہ نصیب کرتا ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

روبدرگاہش کہ آوردی کہ گشتی ناامید

چون گدا کاہل بود تقصیر صاحب خانہ چیست

تو اس پرتقصیر مودودی مولف اس رسالہ کا چاہتا ہے کہ وہ دو حکایتین کہ قطب الاقطاب ربانی غوث الاغواث صمدانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے اسی باب مین غنیۃ الطالبین مین لکھے ہین اس رسالہ مین سامعین اور ناظرین کی تنبیہ اور تحریص کے لئے لکھے **حکایت** سلطان الاغواث والاقطاب حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے۔

وروی ان عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ

مر ذات یوم فی موضع من نواحی الکوفہ الخ یعنے روایت ہے کہ
حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اصحابوں سے تھے ایکدن کوفہ کے نواح مین ایک ایسی
مقام پر گذری کہ اوس گھر مین چند فاسق جمع تھے اور دور ساغر شرابکا
چل رہا تہا اورونمین ایک مغنی کہ نام اوس کا زادان تہا وہ چنگ بجاکر
خوش آوازی سے سرود مستانہ گا رہا تہا پس جسوقت حضرت عبد اللہ ابن
مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے وہ خوش آوازی سُنے تو فرمایا کیا اچھی یہہ
آواز ہے کاشکی اس آواز سے اگر قرآن مجید پڑہا جاتا تو کیا خوب
تھا اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود یہہ کہتے ہوئے چادر اپنے سر پہ اوڑکر
اوس جلسہ سے گذرے مطرب زادان کے کانون مین یہہ آواز حضرت
عبد اللہ ابن مسعود کی آئی تب اوس نے پوچہا کہ یہہ کون ہے لوگون نے
کہا کہ یہہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود ہے کہ حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ
والسلام کے صحابہ سے ہین اوس نے پوچہا کہ اونہون نے کیا فرمایا
لوگون نے کہا کہ اونہون نے فرمایا یہہ کیا اچھی آواز ہے کاشکے اس
آواز سے اگر قرآن مجید پڑہا جاتا تو افضل ہوتا اوس کے سنتے ہی
زادان مطرب کے دل مین ایک ہیبت چہا گئی اور کہڑے ہوکر عود کو
زمین پر پہینکدیا وہ اوٹ گیا اور دوڑکر حضرت عبد اللہ ابن مسعود کو
پہونچا اور اپنی دستار کو اپنے گردن مین ڈالدیا اور اون کے آگے
زار زار رونے لگا حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے بہی اوس کے گردن مین

اپنی باہین ڈالکر رونے لگی اور دونو کی آواز گریہ او زاری کی بلند ہوئی
اور حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا کیونکر اس شخص کو مین دوست نرکہون
کہ اوس کو اللہ تعالی نے دوست رکہا ہے پس زادان مطرب نے گانے بجانے
سے توبہ کی اور حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حضوری کا ملازم رہا اور قرآن مجید کا
پڑہنا سیکہا اور علم پڑہکر امام وقت ہوا یعنے پیشوا دین کا ٹہیرا چنانچہ بہت
احادیث مین ہے کہ روی زادان عن سلمان الفارسی وروی
زادان عن عبد اللہ ابن مسعود یعنے زادان نے روایت احادیث
نبویہ افضل التحیہ کے حضرت سلمان فارسی سے اور حضرت عبداللہ ابن مسعود سے
کی ہے رضی اللہ تعالی عنہم اے بہائیو یہہ کتنا رتبہ جلیلہ ہے کہ اوس کو دین
اور دنیا مین بطفیل توبہ خالص کے حاصل ہوا کہ وہ پیشوا دین متین کا بنا اور
احادیث نبویہ افضل التحیہ کا راوی ہوا اور چونکہ روایت احادیث کے بغیر وجود
صفات مخصوصہ کے کہ وہ عدل اور تقوی اور ثقاہت وغیرہم ہین معتبر نہین
تو اس سے معلوم ہوا کہ جب اوس مین یہہ امور پائے گئے ہین تو روایت اوسکی
نزدیک علمار محدثین کے معتبر ہوئی ہے تو مطابق آیتہ شریفہ ان اکرمکم
عند اللہ اتقیکم یعنے زیادہ شرف والی تم مین سے عنداللہ زیادہ
پرہیزگار تمہارے ہین تو اکرمیت زادان کے عنداللہ ثابت ہوئی۔

حکایت سید الاقطاب سلطان الاغواث حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے غنیتہ الطالبین مین لکہا ہے وفیما لا سرائیل
ئیلیات مروی انہ کانت امراۃ بغیۃ مغنیۃ مفتنۃ للناس

بجمالہما وکان باب دارہا ابدًا مفتوحًا الخ یعنی بنی اسرائیل کے کتابوں بین مروی ہے کہ ایک عورت گانی والی بدکار تھی اور اپنی خوبصورتی سے لوگون کو فریب دیتے تھے اور اوس کے گہر کا دروازہ ہمیشہ کہلا رہتا تہا اور وہ اپنے دروازہ کے مقابل تخت پر بیٹھے رہتے تہے جو کوئی اودہر سے گذرتا تہا اوس کو دیکہہ کر شیدا ہوتا تہا اور اپنے نقد دل کو نذر کرتا تہا اور اوس عورت کا معمول تہا جب کسی سے وہ دس دینار یا اوس سے زیادہ لیتی تہی تو اوس کو اجازت آنیکی دیتی تہی ایکدن بنی اسرائیل کے عابدون بین سے ایک عابد کا اوس کے کوچہ بین سے گذر ہوا ناگہان اوس عابد کے نظر اوس عورت مغنیہ پر پڑی اب عابد صاحب آہین بہرتے اور اپنے نفس سے جنگ کرنے لگا اور بجز اس کے کوئی چارہ ہاتہہ نہ آیا کہ اوسنے حضرت مجیب الدعوات کی جناب بین دعا کے ہاتہہ بلند کیے تاکہ اوس کا عشق اوس عابد کے دل سے زائل ہو آخر کار جب اوس سے بھی اوس مغنیہ کا عشق زائل نہوا اور وہ عابد کے دعا جناب الہی عزاسمہ بین مقبول نہوے اور زمام اختیار کے عابد کے ہاتہہ قدرت بین نرہے تو بغیر اس کے اور کچہہ نہ سوجہا کہ وہ تمام مال ومتاع اپنا بیچکر اوس قدر سرمایہ فراہم کیا کہ اوس سے وصال مغنیہ کا حاصل ہو اور بعدہٗ اوس کے دروازہ پہ آکر حاضر ہوا اوس مغنیہ نے اپنے وکیل کو اشارہ کیا کہ جو کچہہ وہ لایا تہا اوس سے لیکر اوس کو آنے کا وعدہ دیا وہ عابد بموجب اوس وعدہ کے اوس مغنیہ کے دروازہ پر حاضر ہوا دیکہا کہ وہ معلق

حسن و خوبی کے زیب و آرائش سے اپنا کاشانہ فسق آشیانہ مین تخت پر
جلوہ افروز ہے عابد بھی تخت پر اوس کے برابر آبیٹھا اور دست درازی
کرنے لگا ناگاہ کارکنان قضا و قدر نے اوس عابد کو اوس فسق سے بچالیا
یعنے عابد نے اپنے دل مین خیال کیا کہ حضرت خداوند تعالی شانہ عرش معلی سے
میرا یہہ حال فسق کا دیکھہ رہا ہے اور مین حرام کاری مین مشغول ہون ہاے
افسوس میری عبادت سالہاے دراز کی سب برباد ہوئی عابد یہہ خیال کرکے
اللہ تعالی کے خوف سے تھر تھرانے اور کانپنے لگا اور اوس کے چہرہ کا رنگ
فق ہو گیا اوس عورت مغنیہ نے دیکھا کہ عابد کا رنگ رو پر واز کر گیا ہے اور
ہیبت اوس کے دل پر چھائی ہوئی ہے اوس نے پوچھا اے شخص تیرا کیا حال
ہے اور کس کے خوف سے تیرا یہہ حال ہوا عابد نے جواب دیا کہ مین اپنے پروردگار
جل شانہ سے ڈرتا ہون اب تو مجھکو حکم دے کہ مین یہان سے چلا جاؤن اوس نے
کہا کہ وہ شخص تیرے پر ہو بہت لوگ اس دن کی آرزو رکھتے ہین جو تجھکو نصیب
ہوا ہے پس کیا سبب ہے کہ تو اس سے موںہہ پھیرتا ہے عابد نے کہا کہ مین
اپنے خداوند جل جلالہ سے ڈرتا ہون اور وہ مال کہ تیری وکیل کو دیا ہے وہ
تجھکو حلال ہے اور مجھکو براے خدا اجازت دی کہ مین جلد یہان سے چلا جاؤن
اوس مغنیہ نے کہا کہ آپ نے ایسا کام آگے کبھی نہین کیا عابد نے کہا کہ نہ
عورت مغنیہ نے کہا کہ آپ کہان رہتے ہین اور آپکا نام کیا ہے عابد نے
کہا کہ میرا مکان فلان قریہ مین ہے اور میرا یہہ نام ہے پس اوس عورت
مغنیہ نے اون کو باہر نکلجانے کی اجازت دی اور وہ عابد اوس جاے

جھلک سے صحیح و سلامت باہر آئے حال آنکہ عابد نے اپنے لئے ہلاکت اور
عذاب چاہا تھا اب عابد اپنے نفس کو ملامت کرنے اور زار زار رونے لگا۔
اب خدا تعالی کی قدرت کا تماشا دیکھو ادھر سے اوس عورت مغنیہ کے
دل مین ترس اور خوف آلہی جل شانہ کا اوس عابد کی صحبت اور برکت سے
نازل ہوا اس خیال سے کہ اس شخص نے پہلے ہی اس گناہ کا قصد کیا تھا اور
خوف آلہی عز اسمہ اوس پر غالب ہوا اور وہ اس گناہ سے باز رہا وائی بر
حال من کہ مین اتنے برسون سے اس فسق و فجور مین مبتلا ہون اور اپنی تک
اپنے پروردگار سے کہ اوس کا پروردگار بھی وہی ہے خوف نکیا مجھکو
لائق ہے کہ میرا خوف اور ترس اپنے پروردگار سے اوس کی خوف و
ترس سے بڑھکر ہو یہہ خیال کر کے اوس مغنیہ نے اپنے پروردگار کی بارگاہ
معلی مین توبہ کی اور پرانے کپڑے پہن لئے اور عوام کے آمد و رفت
کا دروازہ بند کر لیا اور جتنا کہ خداوند تعالی نے چاہا وہ اللہ تعالی کی
عبادت مین مشغول رہے ایکبار اوس عورت نے اپنے دل مین
خیال کیا کہ اگر مین اوس عابد کے پاس پہونچتی ہی شاید کہ وہ اپنے نکاح مین
مجھکو لاتا اور مین اوس کی خدمت مین رہکر اوس سے دین کا کام سیکھتے
اور وہ عابد خداوند تعالی کی عبادت مین میرا مددگار ہوتا یہہ سوچ کر عابد کے
تلاش کرنے مین آمادہ اور مستعد ہوئے اور اپنے مال و اسباب مین سے
جو خدا تعالی نے چاہا تھا اپنے ساتھہ لیا اور پوچھتے پوچھتے اوس گانون مین
آپہونچے جہان وہ عابد رہتا تھا لوگون نے عابد سے کہا کہ ایک عورت

آپ کو پوچھتی ہوئی آئی ہے عابد اوس کے پاس آیا جب اوس عورت نے
اوس عابد کو دیکھا تو اوس نے اپنے چہرہ سے نقاب اوٹھایا تاکہ عابد اوس کو
پہچان لے جب عابد نے اوس کے چہرہ کی طرف نظر کی تو فورًا اوس کو پہچان
لیا اور وہ معاملہ کہ درمیان اپنے اور اوس کے واقع ہوا تھا یاد کیا اوس عابد کے
دل سے نالہ جانگداز بلند ہوا اور وہ اسیوقت جان بحق تسلیم ہوا اس واقعہ
سے وہ عورت غمناک ہوئے اور اپنے دل میں کہا کہ مین اوس کے لئے
یہان آئی تھی اور اوس نے مجھکو دیکھکر جان دی اب تحقیق کرنا چاہیے
کہ آیا اوس کے کنبہ مین کوئی ایسا شخص ہے کہ مجھکو نکاح مین لائے لوگون نے
کہا کہ اوس کا ایک بھائی صالح ہے مگر مفلس ہے مال اور دولت اوس کے
پاس نہین ہے عورت نے کہا کہ اس باتون کا کچھہ خیال نہین میرے پاس تو
کافی دافی مال ہے کہ وہ زندگی بسر کرنے کے لئے کفایت کرتا ہے یہہ
کہکر اوس عابد کے بھائی کے پاس آئے اور عابد کا بھائی اوس عورت کو
اپنے نکاح مین لایا اوس عورت سے سات لڑکے پیدا ہوے وہ سب
بنی اسرائیل کے قوم مین پیغمبر ہوے پس راستی نیت اور صدق توبہ
کی برکت کے طرف خیال کرو کہ خداوند کریم نے اوس زادان مطرب کو
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف کس طرح رہنمائی فرمائے اور
بنی اسرائیل کے عابد کے برکت اور صدق ارادت اور حسن عقیدت کو دیکھو
کہ خداوند تعالی نے اوس کو کیسے بلا سے یعنے گناہ کبیرہ سے نجات بخشی
پس اللہ تعالی درمیان اوس عابد کے اور اوس عورت کے آخر ہوگیا

اور اوس عابد کی نیکیان اوس کے آڑ آئین کہ اوس نے خلوت اور جلوت مین صدق دل اور حسن ارادت سے حضرت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور طاعت بجالائے تھے اور دیکھو کہ اوس عورت نے اوس عابد کی برکت سے کسطرح اوس فسق و فجور سے نجات پائے اور کیسے اوس کے مفلس بھائی تنگ پہوچے اور اوس کے سبب سے اوس کی مفلسی اور رنج دور ہوا حضرت خداوند تعالیٰ نے خوبصورت تر ین عورتون سے اوس کو بیوی عطا فرمائے اور اوس کو مالدار بنادیا اور ایسی جگہہ سے اوس کو روزی پہونچائے کہ جہان سے اوس کو وہم و گمان بھی نہ تھا اور اُس کو سات پیغمبرون کا باپ بنایا اور اوس عورت کو اون پیغمبرون کے مان ہونے کا فخر بخشا پس تمام نیکیان خداوند تعالیٰ کی اطاعت اور فرمان برداری مین ہین اور سب برائیان اللہ تعالیٰ کے نافرمانی مین ہین اے رب کریم تواب الرحیم جل شانک وعزبرھانک بحرمت خیرالتابعین حضرت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور اوس کی اہل بیت متطہرین کے اور اوس کی اصحاب متقین کی اور انبیا اولیا مقربین کے اس عاجز کی توبہ کو کہ آپکے واصلین کی دست حق پرست پر کی ہے اور اس عاجز کے دوستون کی توبہ کو اپنے فضل عمیم سے قبول فرمانا اور ہمکو مادام الحیات اوس توبہ پر قائم رکھنا اور اغوائے شیطان رجیم اور نفس امارہ سے اور جمیع عصیان اور طغیان سے بچانا اور روز محشر کے ہم سب طفیلیان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تائبین مخلصین کے زمرہ مین سے حشر کرنا آمین یارب العالمین چونکہ توبہ کے معنے گناہون سے نادم ہونا اور سیئات سے اللہ تعالیٰ کی طاعات کے طرف رجوع کرنا ہے تو معرفت گناہون کی توبہ پر مقدم ہے اس لیے کہ جبتک آدمی ذنوب

کبائر اور صغائر سے واقف نہو گا تو اون سے کیونکر توبہ کرے گا تو لازم تھا کہ قبل بیان توبہ کے گناہ کبیرہ اور صغیرہ لکھے جاوین مگر چونکہ علت غائی تالیف اس رسالہ کی بیان توبہ کا تہا اور علاوہ ازان توبہ کے بیان مین مجملاً گناہون کا ذکر بھی تہا نا بران فقیر مولف نے بعد ختم ہونے بحث توبہ کے گناہ کبیرہ اور صغیرہ کہ آدمی کو اون سے بچنا فرض ہے مفصل لکہے تا تائب اوس سے متنبہ ہو کر اوس کا مرتکب نہووے اور اون سے مجتنب رہے اور بشرط ارتکاب اوس کے ایام ماضی مین اون کا کفارہ دیوے اور اوس سے استغفار کرے کما فصلنہ گناہون کبائر کے بیان مین جاننا چاہیے کہ گناہ کبیرہ وہ ہے کہ شرع مین اوس کے کرنے پر حد آئی ہو یا وعید عذاب کی اوس کے کرنے پر قرآن مجید مین یا حدیث صحیح مین آئی ہو یا شرع اوسکی کرنیوالی پر اطلاق کفر کا آیا ہو جیسا کہ اس حدیث مین ہے من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر یعنے جسنے نماز ترک کی جان بوجہکر بے عذر پس تحقیق وہ کافر ہوا یا فساد اوس کا مثل فساد گناہ کبیرہ کے یا اوس سے زیادہ ہو یا ساتھہ دلیل قطعی کے اوس سے منع آیا ہو یا وہ موجب ہتک حرمت دین کے ہو اور مراتب گناہ کبیرہ کے متفاوت ہین بعضے اون کے بہت بڑے ہین بعض سے اور حدیثون مین جو گناہ مذکور ہوئے ہین وہ سب گناہ کبیرہ نہین مذکور ہوئے بلکہ جو مناسب پوچہنے والے کے ہوتے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے سید الاقطاب سلطان الاغوات امام ربانی محبوب سبحانی سیدنا حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ نے غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہے فالذی عندہ التوبۃ من الذنوب

کبائر وصغائر اما الکبائر فقد اختلف فیها العلماء فمنہم من قال ھی ثلاث وقیل اربع وقیل سبع وقیل تسع وقیل احدیٰ عشرة الخ یعنے وہ گناہ کہ اون سے توبہ کی جاتی ہے وہ گناہ کبائر اور صغائر ہین اما گناہ کبائر کے بارے مین علمار دین کا اختلاف ہے بعضون نے اون سے کہا ہے کہ گناہ کبیرہ تین ہین اور بعض کہتے ہین کہ وہ چار ہین اور بعض کے نزدیک وہ وہ سات ہین اور بعض کے نزدیک وہ نو ہین اور بعض کے نزدیک وہ گیارہ ہین اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے سنا کہ حضرت ابن عمر نے کہا ہے کہ گناہ کبیرہ سات ہین تو اونہون نے فرمایا کہ وہ ستر کے قریب ہین نہ کہ سات اور فرمایا جن امورات سے اللہ منع فرمایا ہے وہ سب گناہ کبیرہ ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ گناہ کبیرہ مبہم ہین اون کی تعداد معلوم نہین مانند شب قدر اور روز جمعہ کے ساعت اجابت دعا کے تاکہ آدمی اوس کی تلاش مین کوشش بلیغ اور سعی وافر کرے اسیطرح سے گناہ کبیرہ کا شمار بھی مبہم رکھا گیا تاکہ انسان ان گناہون سے بخوف وقوع کبائر کے حذر کرے اور بعضون نے کہا ہے کہ جن گناہون کے عوض اللہ تعالی نے دوزخ کی وعید فرمائی ہے وہ گناہ کبیرہ ہے اور بعض علمار نے گناہ کبائر کو جمع کیا ہے پس اونہون نے کہا ہے کہ وہ سترہ ہین کہ اون مین سے چار گناہ دل کے ہین ایک الشرك بالله یعنے اللہ تعالی سے غیر کو شریک گرداننا دوسرا یہ کہ الاصرار علی معصیة الله یعنے گناہ پر مداومت کرنا اگرچہ وہ صغیرہ ہی ہو تیسرا القنوط من رحمة الله یعنے اللہ تعالے کی رحمت سے ناامید ہونا چوتھا الامن من مکر الله یعنے اللہ کی عذاب سے

ایمن ہونا اور اون مین سے چار گناہ زبان کے ہین ایک شہادۃ الزور یعنے جہوٹی گواہی دینا دوسرا قذف المحصن یعنے پاکدامنو زنا کا عیب لگانا تیسرا یمین الغموس یعنے جہوٹی قسم کہ اوس سے جہوٹ کو سچ بنائے یا جہوٹے کو سچا کرے یا اوسی سے کسی مسلمان کا حق باطل کرے یا کسی کا مال ناحق قطع کرے اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی مسواک ہی ہو اور چوتہا السحر یعنے جادو کرنا اور اون مین سے تین گناہ پیٹ کے ہین ایک شرب الخمر والمسکر من کل شراب یعنے شراب اور نشہ ور مست کرنیوالے چیز پینا دوسرا اکل الربوا وھو یعلم بہ یعنے بیاج کا کہانا جانکر اور اون مین سے دو گناہ شرمگاہ کے ہین ایک الزنا یعنے زنا کرنا اور دوسرا اللواطۃ یعنے لواطت کرنا اور اون سے دو گناہ ہاتہون کے ہین ایک القتل یعنے ناحق مارڈالنا دوسرا السرقۃ یعنے چوری کرنا اور اونمین سے ایک گناہ پاؤن کا ہے وہی الفرار من الزحف یعنے کافرون کی لڑائی سے بہاگ جانا کہ ایک آدمی دو آدمیون کے مقابلہ سے بہلگے اور دس آدمی بیس آدمیون کے مقابلہ سے بہاگین اور ایک سو آدمی دوسو آدمیون کی لڑائی سے بہاگین اور اون مین سے ایک گناہ تمام بدن کا ہے وہی عقوق الوالدین یعنے وہ گناہ ماں باپ کے نافرمانی کرنا ہے اور وہ یہہ ہے کہ اگر والدین کسی فعل مشروع کی قسم کہاوین تو تو اوس کو سچا نکرے یعنے جو کچہ وہ کہین تو اوس کو پورا نکرے اور اگر وہ تجکو گالی دین تو اوس کے عوض مین اون کو مارے اور اگر وہ کوئی چیز تجہسے مانگین تو تو ندیوی اور اگر وہ

ہوئے ہوں اور سمجھے طعام مانگیں تو اون کو طعام نہ دیوی اور سعید بن
جبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ کبایر قریب سات سو کے ہین اور
انسب یہہ ہے کہ کبایر کو ضبط اور قیاس کرنا چاہیئے مفاسد منصوصہ پر اگر
وہ مفاسد منصوصہ سے کم ہوں تو وہ صغیرہ ہین اور نہین تو کبیرہ ہین اور
یہہ خلاصہ تقریر امام عز الدین بن عبد السلام کا ہے اور شیخ ابو طالب مکی نے
فرمایا ہے کہ مینے کتاب قوت القلوب مین کبایر کے احادیث کو جمع کیا
بیس سترہ کبایر مصرح پائے جیسا کہ آگے غنیۃ الطالبین کی عبارت سے
منقول ہوئی اور مولانا جلال الدین دوانی وغیرہ نے گناہ کبایر یہہ نقل
کیے ہین کہ اوس کو شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مشکوۃ بفشرکے شرح مین
لکھے ہین اور اوس کو اس فقیر نے مظاہر حق سے نقل کیا شرک کرنا ساتہہ اللہ
تعالی کے خواہ اوس کے ذات مین کسی کو شریک کرے یا عبادت مین یا
استعانت مین یا علم مین یا قدرت مین یا تصرف مین یا پیدا کرنے مین
یا پکارنے مین یا کہنے مین یا نام لینے مین یا ذبح کرنے مین یا نذر ماننے
مین یا لوگون کے امور سونپنے مین یعنے جیسے اللہ تعالی کو سب کے کام سپرد
ہین ویسے اور کو بہی جانے کہتا ہے فقیر مودودی کہ مقصود مولانا جلال الدین
دوانی کا یہہ ہے کہ اللہ تعالی کا شریک کسی کو نہ گردانے نہ اوس کی ذات
مین کسی کو شریک کرے یعنے یہہ نجانے کہ بغیر اللہ تعالی کے کوئی اور بہی معبود
ہے نہ اوس کے عبادت مین یعنے اوس کی عبادت مین کہ وہ نماز اور روزہ
اور حج اور زکوۃ اور قربانی اور صدقہ فطر کا وغیرہم ہین کسی اور کو شریک

نکرے نہ اوس کی استعانت مین یعنے یہہ کہ اوس سے استعانت اوس کی غیر کی شرکت سے نکرے نہ اوس کے علم مین اوس کی غیر علم مین اوس کے غیر کو شریک نکرنے اور جیسے صفات اللہ تعالی کے ہین ویسی صفات اوس کے غیر کے لئے ثابت نکرے یعنے جیسا کہ اللہ تعالی سے جمیع حاجات مین استعانت کیجاتی ہے ویسا ہی اور کو بھی علی الاطلاق معین سمجھکر اوس سے استعانت نکرے بخلاف طلب دعا کے کہ اجابت دعا صالحین اور مضطرین کے حق ہے جیسا کہ قرآن مجید مین ہے اجیب دعوۃ الداع اذا دعان الآیۃ یعنے قبول کرتا ہون مین دعا دعا مانگنے والے جب وہ پکارتا ہے مجھے آخر آیۃ تک اور قرآن مجید مین ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء یعنے بغیر اللہ تعالی کے کون ہے کہ مضطر کی دعا قبول فرمائے اور اوس کی تنگی کو حل کرے یا جیسا کہ اللہ تعالی عالم الغیب ہے کہ ہر وقت مین جزو سے کل تک سب اشیاء کے حالات سے کہ وہ جس مقام مین ہون عالم ہے ویسا ہی اور کو نجانے بخلاف کشف اولیاء اللہ کے کہ وہ علم غیب ہر اشیاء کا ہر زمان مین علی الاطلاق نہین یا جیسا کہ اللہ تعالی ہر شئے پر مطلق قدیر ہے ویسا ہی اور کو نجانے یا جیسا کہ اللہ تعالی جمیع اشیاء مین متصرف اور جمیع اشیاء کا موجد ہے ویسا ہی اور کو نسمجھے بخلاف اجابت دعا اولیاء اللہ کی کہ اللہ تعالی کے تصرف مین اور قدرت مین غیر کی شرکت نہین ایسا ہی جمیع صفات باری عز اسمہ کی اوس کے غیر کے لئے ثابت نکرے خواہ وہ پیر ہو

یا پیغمبر ہو یا امام ہو یا پیغمبر ہم ہوں پس دفع ہوا اعتراض غیر مقلدین کا کہ وہ کہتے
ہین کہ مقلدین مشرک ہین کہ وہ اللہ تعالی کے صفات مین پیرون پیغمبرون
امامون کو شریک کرتے ہین تو یہہ قول اون کا محض افترا ہے اس لیے کہ کوئی
آدمی مقلدین مین سے اگرچہ وہ جاہل ہی ہو نہ تو وہ اللہ تعالی کی ذات مین
کسی پیر یا پیغمبر یا امام کو شریک کرتا ہے نہ تو اوس کے صفات مین اور نہ
وہ اللہ تعالی کے صفات کو کسی پیر اور پیغمبر اور امام کے لئے ثابت کرتا ہے
كبرت كلمة تخرج من افواههم اور اوز سئیات کبائر کہ مولانا جلال الدین
دوانی سے منقول ہین اور اون کو صاحب مظاہر حق شرح مشکوۃ سے
اور فقیر مولف نے اون کو کتاب مظاہر حق سے نقل کئے ہین اون مین سے
نیت اصرار گناہ کی اور ناحق خون کرنا اور زنا اور لواطت اور چوری کرنے
اور سحر کرنا اور سحر سیکہنا اور سکہانا اور شراب کا پینا اور نشہ کی چیز پیتے اور
اپنے محارم سے نکاح کرنا اور جوا کہیلنا اور کفار کے ملک سے ترک کرنا ہجرت کا
اور کفار سے دوستی کرنی اور ترک کرنا جہاد کا باوجود قدرت کے اور غلہ کفار
کے اور سود کہانا اور حرام کا گوشت کہانا اور خنزیر کا گوشت کہانا اور نجومی
اور کاہن کی تصدیق کرنی اور کسی کا مال ظلم سے لینا اور مرد یا عورت
پاکدامن کو زنا کی تہمت کرنی اور جہوٹی گواہی دینی اور روزہ ماہ رمضان کا
قصداً بے عذر توڑنا اور قسم جہوٹی کہانی اور ناتا کاٹنا اور ماں باپ مسلمان
کو ناحق ستانا اور اون کی نافرمانی کرنی اور کافرون کے لڑائی سے
بہاگنا اور مال یتیمون کا ناحق کہانا اور ماپ تول مین خیانت کرنی اور

نماز کو بے عذر وقت سے آگے یا پیچھے پڑھنا اور مسلمانون سے ناحق لڑنا اور
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندہ لینا اور رُسل اور ملائکہ
علیہم السلام کو اور قرآن مجید کو بُرا کہنا اور اون کا انکار کرنا اور ساتھہ اوس کے
ٹھٹھا کرنا اور ضروریات دین کا انکار کرنا اور باوجود قدرت کے نماز کا اور ماہ
رمضان کے روزہ کا اور حج کا اور زکوۃ کا ترک کرنا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بُرا کہنا اور بے عذر گواہی چھپانے اور رشوت لینی اور خاوند جورو مین
لڑائی ڈلوانی اور بادشاہ وغیرہ سے چغلی کرنی اور غیبت کرنی اور اسراف کرنا
اور قزاقی کرنی اور زمین مین لوگون کے مال اور دین مین فساد کرنا اور
ہمیشہ صغیرہ گناہ کرنا اور گناہون پر مدد کرنا اور گناہ پر رغبت دلانی اور
روبرو لوگون کے حمام مین ستر کہولنا اور ادا واجب سے بخل کرنا اور
اپنے نفس کو قتل کرنا اور اپنے اعضا سے ایک عضو کا تلف کرنا اور اپنے
غیر کے مارنے سے یہہ گناہ مین زیادہ ہے اور پیشاب سے اور منی سے
پاکی نکرنی اور ساتھہ اللہ و نیکی ایذا دینا اور تقدیر کو جھٹلانا اور اپنے
امیر سے عہد شکنی کرنی اور نسبون مین طعن کرنا اور از راہ تکبر کے پائجامے
کے پائچے نیچے کرنے اور لوگون کو گمراہی کے طرف بلانا اور نوحہ کرنا اور
بُرا طریقہ نکالنا اور بہائی مسلمان کے طرف تیز چیز سے اشارہ کرنا اور
کسی کو خوجا کرنا اور کسی چیز کا اپنے اعضا سے قطع کرنا مثلاً اپنی ڈاڑہی مونڈنی یا داڑہی
یا تہوڑی سی ناک وغیرہ کٹوانی اور اپنے محسن کی ناشکری کرنی اور حرم مین
کجروی کرنی اور جاسوسی کرنے اور نرد کہیلنا اور جتنے کہیل کہ بالاتفاق

حرام ہین کہیلنے اور مسلمان کا مسلمانون کو کافر کہنا اور درمیان اپنے بیویون کے نوبت مین عدل نکرنا اور زلوق کرنا اور حائضہ سے صحبت کرنی اور خلق کی گمراہی سے خوش ہونا اور جانور سے فعل بد کرنا اور عالم کو اپنے علم پر عمل نکرنا اور دنیا کی محبت کرنی اور امرد خوبصورت کو شہوت سے نظر کرنا اور کسیکے گہر مین جہانکنا اور کسیکے گہر مین بغیر اوس کے مالک کے اذن کے جانا اور دیوثی اور مساحقی کرنی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو باوجود قدرت کے ترک کرنا اور قرآن مجید کو بعد سیکہنے کے بہولنا اور جیوانات کو زندہ جلانا اور عورت کو بلا سبب اپنے خاوند کے نافرمانی کرنی اور اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید ہونا اور اوس کے عذاب سے نڈرنا اور عالمون کے اور حافظون کے حقارت کرنی اور اپنے بیوییی ظہار کرنا اور ان کی سوا اور بہی گناہ کبیرہ ہین فائدہ کنز الدقایق مین ہے الظہار هو تشبیه المنکوحة بمحرمة علیه علی التابید حرم الوطی ودواعیه بانت علی کظهر امی حتی یکفر الخ یعنے ظہار اوس کو کہتے ہین کہ تشبیہ دے اپنے بیوی کو یا اوس کے اوس عضو کو تعبیر دیجاتی ہے کل کو ساتہہ اوس عضو کے یا تشبیہ اوس کے جزو شایع کو ساتہہ اوس عضو کے کہ اوس کو حرام ہے اوس کا دیکہنا جیسا کہ وہ اپنے بیوی کو کہے کہ تو مجہپر مانند پیٹہ ماں میری کے حرام ہے یا سر تیرا اور مانند اوسکے جگہہ یا نصف بدن تیرا یا مانند اوس کے کے مانند پیٹہ یا پیٹ ماں

میری کے یا مانند ران ماں میری کے یا مانند پیٹھ بہن میری کے یا
یا پھپی میری کے یا مانند اوس کے ہے پس اسطرح کے کہنے سے
صحبت کرنی اور اسباب صحبت کے یعنے مس و بوسہ لینا وغیرہ اپنے
بیوی سے حرام ہوجاتی ہین یہانتک کہ کفارہ دیوے پس اگر کفارہ
دینے سے پہلے اوس سے صحبت کرے تو اوس پہ بغیر استغفار
کے کچھہ لازم نہین آتا اور ظہار بیوی سے ہوتا ہے نہ لونڈی سے
اور باقی مسائل اس کے فقہ کے کتب مین مرقوم ہین۔ گناہو صغائر
کے بیان مین اور بغیر گناہ کبائر کے جو گناہ ہین صغیر ہین اور صغیرہ
گناہ وہ ہے کہ جس سے شرع نے روکدیا ہو یعنے بعد کبائر کے یا صغیرہ
وہ گناہ ہے کہ امر مشروع کے مخالف ہو یا طریقہ ماموره دین کا رافع
ہو لیکن جو صغیرہ پہ مداومت کرے گا وہ گناہ کبیرہ ہوجائے گا اور گناہ
کبیرہ اصرار کرنا قریب کفر کے ہے غوث الاعظم قطب الافخم شیخ
الاسلام امام طالاتام محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے واما الصغائر
فاکثر من ان تحصی ولا سبیل الی تحقیق معرفتها و بیان حصرها
لکنا نعلم ذالك بشواهد الشرع والوامر البصائر الخ
یعنے گناہ صغیر پس وہ بہت ہین اور مشکل ہے تحقیق اون کی اور حصر
اون کا لاکن جانتے ہین ہم اوس کو سات گواہون شرع کے
اور انوار البصائر کے پس تحقیق مقصود شرع کا ہانکنا خلق کا ہے

بطرف قرب اور رجوع حق تعالی کے ساتھ ترک کرنے گناہون کے جیساکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے وذروا ظاهر الاثم وباطنه یعنے چہوڑ و گناہون ظاہری کو اور باطنی کو اور بعض گناہون صغائر سے شہوت سے دیکہنا ہے خوبرو عورت کو یا امرد کو اور بوسہ لینا اونکا اور ہمخواب ہونا اون سے بغیر جماع کے اور لواطت کے اور برا کہنا مسلمان کا اور مارنا اون کا اور غیبت کرنا اور چغلی کرنا اور جہوٹ کہنا اور اور گناہ صغائر بہت ہین کہ بیان اوس کا دراز ہے اور جب مومن گناہ کبائر سے تائب ہوگا تو گناہ صغائر بہی اوس توبہ مین آجائینگے مطابق قول تعالی کے ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنه نکفر عنکم سیئات الآیتہ یعنے اگر بچوگے اون کبائر سے کہ منع کیا گیا ہے تمکو اون سے محو کردینگے ہم یعنے عفو کردینگے ہم تمکو گناہ تمہارے آخر آیت تک لاکن طمع نہ دیوے اپنے نفس کو اوس مین بلکہ کوشش کرے توبہ کرنے مین تمام گناہون سے کہ وہ کبیرہ ہون یا صغیرہ ہون مانند قول شاعر کے خل الذنوب کبیرها وصغیرها فهو التقی واصنع کماش فوق ارض الشوک یحذر ما یری یعنے چہوڑ تمام گناہون کبائر کو اور صغائر کو پس یہہ تقوی ہے اور کر تو مانند چلنے والی کے زمین خاردار پر کہ وہ پرہیز کرتا ہے اوس چیز سے کہ وہ دیکہتا ہے اور کسی گناہ کو حقیر مت سمجہہ کہ ذری ملکر پہاڑ بن جاتے ہین وعن انس ابن مالک

رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بوادٍ هو واصحابه لیس فیه حطب ولا شئی یرونه
نامرهم ان یحتطبوا فقالوا یارسول اللہ ما نری حطبا
قال لاتحقروا شیئا تاخذونه فجعل الرجل یجمع الشئی
بعضه الی بعض حتی جمعوا سوادًا عظیما فقال لاصحابه الا
ترون هکذا تکون المحقرات من خیرة وشرة حتی الذنب الصغیر
الی الصغیر والکبیر الی الکبیر والخیر الی الخیر والشر الی الشر
یعنے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ ایک ایسی جنگل
مین وارد ہوئی کہ اوس مین لکڑی اور شئے جنس لکڑی سے کہ نظر مین
آوے نہ تھی پس فرمایا اپنے صحابہ کو کہ لکڑی جمع کرو اونہون نے عرض کی
کہ لکڑی نظر مین نہین آتی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقیر
نہ سمجھو کسی چیز کو کہ اوس کو لیو یعنے چھوٹے لکڑیان بھی جمع کرو اور
اوس کو حقیر نہ سمجھو پس ہر ایک شخص نے جو کچھ کہ لکڑی کی قسم پایا
جمع کیا یہانتک کے صحابہ نے ایک بھاری انبار جمع کیا پس فرمایا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو آیا نہین دیکھتے ہو ایسا ہی
حقیر چیزین نیکی سے اور بدی سے تاکہ گناہ صغیرہ صغیرہ سے ملایا جاوے
اور گناہ کبیرہ کبیرہ مین ملایا جاوے اور نیکی نیکی مین اور بدی بدی مین یعنے
حقیر چیزین نیکی سے اور بدی سے اور گناہ صغیرہ سے اور کبیرہ سے

بھی ایسا ہی ملکر بہت ہو جاتے ہین اور کسی نے کہا ہے کہ جس گناہ کو کہ بندہ
حقیر سمجھتا ہے وہ اللہ تعالی کے نزدیک گناہ عظیم ہوتا ہے اور جسکو
کہ وہ گناہ عظیم جانتا ہے وہ گناہ اللہ تعالے کے نزدیک صغیر ہوتا ہے پس
انسان کو لازم ہے کہ وہ بسبب بزرگی اپنی ایمان کے اور زیادتی
اپنی معرفت کے اپنے گناہ صغیرہ کو گناہ کبیرہ سمجھے جیسا کہ وہ حدیث مین
آیا ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال المؤمن یری
ذنبہ کالجبل نوقہ یخاف ان یقع علیہ والمنافق یری
ذنبہ کذباب طائر علی انفہ فاطارہ یعنے حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ مومن اپنے گناہ کو مثل ایک
پہاڑ کے سمجھتا ہے کہ اوس کے سر پر ہی اور وہ ڈرتا ہے کہ مبادا
وہ گرپڑی اوس پر اور منافق اپنے گناہ کو مانند ایک مکھی کے دیکھتا ہے
کہ وہ اڑتی ہے اوس کی ناک پر بس اوڑاتا ہے اوس کو اور بعض
علماء نے کہا ہے کہ انسان کا یہہ قول کہ کاش کے جو کچھہ کہ ہمنے کیا ہی
وہ مثل اس کے ہو یعنے وہ اپنے گناہ کو حقیر سمجھہ کر یہہ کہتا ہے تو یہہ
کہنا بہت بڑا گناہ ہے کہ نہ بخشا جاویگا وہ اور یہہ کہنا اوس کے نقصان
ایمان سے اور ضعف معرفت سے اور قلت علم نسبت ساتھہ جلال اللہ
تعالی کے اگر وہ اللہ تعالی کی عظمت اور جاہ اور جلال کو بخوبی جانتا تو
وہ اپنے گناہ صغیرہ کو کبیرہ اور عصیان حقیر کو بزرگ سمجھتا جیسا کہ خداوند
تعالی نے اپنے کسی پیغمبر پہ وحی نازل فرمائی کہ مت دیکھہ طرف تھوڑے

ہدیہ کے بلکہ دیکھہ طرف عظمت بہیجنے والے کے اور نہ دیکھہ طرف
چہوٹے گناہ کے بلکہ دیکھہ طرف عظمت اور جلال اوس کے کہ تو
اوس گناہ کے ساتہہ اوس کے روبرو ہوا ہے اور اسی لئے فرمایا ہے
اوس نے کہ عنداللہ بزرگ ہے رتبہ اوس کا اور عظیم ہے منزلت اوسکی
یہہ کہ کل مخالفت اللہ تعالی کی گناہ کبیرہ ہے اور بعض صحابہ مین سے
اپنے اصحابون سے یعنے تابعین سے فرمایا کہ جو گناہ کہ تمہارے آنکھون
مین بال سے زیادہ باریک دکھائی دیتی ہین ہم لوگ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اوس کو مہلکات سے سمجھتے تھے یہہ بات
اون صحابی نے بسبب قربت حضرت اللہ تعالی کے اور حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ اوس کو حاصل تھے کہا ہے پس بزرگ
گنا جاتا ہے عالم سے وہ گناہ کہ جاہل سے وہ بزرگ نہین گنا جاتا اور
چہوڑا جاتا ہے عام سے وہ گناہ کہ عارف سے اوس کو نہین چہوڑا جاتا
معظمات صغائر کے بیان مین یعنے اوس اسباب کے بیان مین کہ
گناہ صغیرہ بسبب اوس کے درجہ عصیان مین بڑہکر گناہ عظیم ہو جاتے
ہین جاننا چاہیے کہ گناہ صغائر بہ نسبت گناہ کبائر کے درجہ عصیان مین
کمتر اور عنداللہ قریب العفو ہین لاکن چہہ سبب سے وہ عنداللہ البغض اور
اور درجہ عصیان مین بزرگ ہو جاتے ہین اور خطر اون کا سخت ہو جاتا ہے
اور دل کی تاریکی مین وہ شدید الاثر ہو جاتے ہین سبب اول یہہ کہ
گناہ صغیرہ بسبب اصرار کے گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے مثلا ایک شخص

غیبت کرتا ہے یا پوشاک ابریشمی پہنتا ہے جب وہ اوس پر مداومت
اور اصرار کریگا تو وہ گناہ کبیرہ ہوجاویگا کہتا ہے فقیر مودودی
کہ یہہ حدیث مشکوۃ شریف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔
احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل یعنے دوست تر
اعمال کے الی اللہ وہ ہے کہ مدام ہو اگرچہ وہ تہوڑا ہو تو بقیاس اس
حدیث کے معلوم ہوا کہ ابغض الذنوب الی اللہ ادومہا وان
صغر یعنے مبغوض تر سیئات سے الی اللہ وہ ہے کہ مدام ہو اگرچہ وہ
صغیرہ ہو اس لئے کہ جب دوست تر حسنات سے الی اللہ ادوم اوسکا
ہوا اگرچہ وہ قلیل ہو تو ضرور ابغض سیئات سے الی اللہ بھی ادوم
اوس کا ہوگا اگرچہ وہ صغیرہ بھی ہو اور جو آدمی کہ گناہ صغیرہ مین مبتلا
ہو تو اوس کو چاہیئے کہ توبہ اور استغفار سے اوس کا تدارک کرے اور
اس سے نادم ہووے اور عزم کرے کہ وہ یہہ گناہ نکرونگا تاکہ وہ
گناہ رفع ہو اور اوس گناہ کی تاریکی دل مین سرایت نکرے اگر صدور تیکہ
بعد وقوع گناہ صغیرہ کے وہ صغیرہ توبہ سے اور استغفار سے اور ندامت
سے رفع ہوا بلکہ وس پر اصرار اور مداومت ہو تو روز بروز تاریکی
اوس کی دل مین سرایت کرتے کرتے دل کو اوس درجہ پر سیاہ کردے
گی جیسا کہ گناہ کبیرہ سے دل سیاہ ہوتا ہے بعضون نے کہا ہے کہ
گناہ کبیرہ توبہ سے اور استغفار سے خفیف ہوجاتا ہے اور تاریکی

اوس کی پندان دل مین سرایت نہین کرتے بخلاف گناہ صغیرہ کے کہ وہ بسبب
اصرار کے عظیم ہوجاتا ہے اور تاریکی اوس کے دل مین سخت موثر ہوتی ہے
سبب دوسرا یہہ کہ آدمی اپنے گناہ کو چھوٹا گنے اور حقیر جانے اس لئے کہ چھوٹا گناہ
بسبب حقیر جاننے کے عند اللہ بڑا ہوجاتا ہے اور جب کوئی آدمی اپنے گناہ کو
بڑا جانیگا تو وہ عند اللہ چھوٹا ہوجائیگا مگر انما اس لئے کہ بڑا جاننا گناہ کا ایمان سے
اور خوف الٰہی جل شانہ سے ہوتا ہے اور دل کو گناہ کی تاریکی سے محفوظ رکھتا ہے
اور چھوٹا جاننا گناہ کا غفلت سے اور گناہون سے الفت سے ہوتا ہے اور اس
معلوم ہوا کہ اوس کے دل بسبب تاریکی کے گناہون سے مانوس ہوگیا ہے اور مقصود
اجتناب گناہون سے بخوف تیرگی دل کے ہے جس گناہ کا کہ دل مین اثر بہت ہو
خطرا اوس کا عظیم ہے اور اس لئے کہ گناہون مین قہر الٰہی جل جلالہ مخفی ہے تو آدمی کو
چاہئے کہ صغیرہ گناہ کو بھی وہ بڑا جانے اور اوس سے وہ تائب ہووے شاید کہ جس گناہ کو
کہ وہ چھوٹا اور خفیف جانتا ہے اوس مین قہر اللہ تعالیٰ کا زیادہ ہو مطابق تحسبونہ
هينًا وهو عند الله عظيم یعنے جانتے ہو تم اوس کو آسان اور وہ عند اللہ
بڑا ہے سبب تیسرا یہہ ہے کہ آدمی گناہ سے خوش ہو اور اوس کو غنیمت اور فتوحات
سے جانے اور اوس سے فخر کرے جیسا کہ کوئی آدمی کہے کہ فلانیکو مینے فریب دیا اور
فلانے کو مینے مارا اور فلانیکو مینے دشنام دیا اور فلانے کو مینے خجل اور شرمندہ کیا
اور اوس کو مینے بحث مین زک دیا یا مثلاً فلانے عورت کا مینے بوسہ لیا اور اوس کو
مینے اپنی بغل مین لیا اور امثال اس کے جو کوئی اپنے گناہ سے فخر کریگا اور خوش ہوگا
تو معلوم ہوا کہ اوس کے دل سیاہ ہوگئی ہے اور بسبب سیاہی دل کے وہ اللہ تعالیٰ کے

عذاب سے بیخوف ہو گیا ہے سبب چوتھا یہہ ہے کہ اگر کوئی آدمی گناہ کرے اور اللہ
تعالی اوس گناہ کو فاش نکرے تو وہ آدمی اوس کو اللہ تعالی کی عنایت سمجھے
اور اوس کے اہمال سے نڈر ہے تو یہہ بھی معظم اوس گناہ کا ہے کسی نے کیا اچھا
کہا ہے ۔ تو مشو مغرور بر حلم خدا ۔ دیر گیرد سخت گیرد مر ترا ۔ سبب پانچواں
یہہ ہے کہ کوئی آدمی گناہ کرے اور خود بخود اوس گناہ کو وہ فاش کرے تاکہ اور آدمی
بھی اوس گناہ میں رغبت کریں تو اس صورت میں اور آدمی کی ترغیب گناہ کا اوس کے
جریدہ اعمال میں مندرج ہوگا اگر کوئی آدمی کہ ہیچ گناہ کرنے کی نسبت لاپرواہ ہو
اور اوس گناہ کے اسباب اوس کے لیے مہیا کرتا ہے یا اوس کو وہ گناہ سکھاتا
تو اس صورت میں وبال اوس گناہ کا اوس کے لیے ہوگا کہ وہ باعث اوس
گناہ کا ہوتا ہے سبب چھٹا یہہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کہ وہ اور آدمیوں کا پیشوا اور
مقتدا ہو مانند عالم کے یا شیخ کے یا پیر کی اور وہ آپ کوئی گناہ کرے کہ بسبب اوسکے
اور آدمی بھی اوس گناہ کی کرنے پر دلیر ہوویں اور کہیں کہ اگر یہہ فعل گناہ ہوتا
تو وہ عالم صاحب یا وہ شیخ صاحب یا وہ پیر صاحب نکرتا جیسا کہ ایک عالم ریشمی
کپڑے پہنکر امیروں کے پاس جاوے اور اون سے مال حاصل کرے یا وہ مناظرہ
میں سفاہت سے اپنی زبان کہولے اور اپنی اقران اور امثال میں اپنی مال اور مرتبہ
پر فخر کرے اور اوس کے شاگرد بھی اوس کی اقتدا کریں اور اوس کے شاگردوں کے
شاگرد بھی ویسا کریں اور ہر طرف میں وہ گناہ شائع ہو اور ہر شہر اور ہر دیہہ کی
آدمی اوس کے شاگردوں کے اقتدا کی یا اوس کے شاگردوں کے شاگردوں کے
اقتدا سے وہی فعل اختیار کریں تو مطابق حدیث شریف من سن فی الاسلام سنۃ

سئیۃ کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا من بعدہ من غیر
ان ینقص من اوزارھم شئی یعنے جو کوئی طریقہ بد نکالیگا تو وہ گناہ
اور جو کوئی کہ اوس کے بعد اوس پر عمل کریگا اوس کا گناہ اوس کے ذمہ پر
ہوگا بغیر اُس کے کہ اوس کی گناہون سے کچھہ کم ہو تو لاچار گناہ اون سب
آدمیون کے اوس عالم صاحب کے ذمہ پر ہون گے اس لیے کہ وہ عالم صاحب
اون سب آدمیون کا اوس فعل بد مین پیشوا اور مقتدا ہوا ہے قرآن مجید
مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے یوم ندعو کل اناس بامامھم یعنے اوس دن
کہ بلائینگے ہم سب آدمیون کو اون کے امام کے ساتھہ یعنی سب آدمیون کا
فعل بد گناہ اون کے امام سے کہ وہ اون کا اوس فعل بد مین پیشوا او مقتدا
ہوا ہے پوچھون گا اور اُن امام کو اون کے مقتدیون اور متبعین کے ساتھہ
اوس فعل بد کے سزا دیونگا اس لیے کسی نے کہا ہے کہ اچھا وہ آدمی ہے کہ اوس کے
گناہ اوس کے ساتھہ مرجاوین یعنی بعد مرنے اوس کے وہ گناہ اوس کے
مقلدین مین باقی نرہین اور وہ گناہون مین اور ونکا پیشوا اور مقتدا نہ ہو
بعضی آدمی ایسے بھی ہوتے ہین کہ اوس کے گناہ اوس کے مرنے کے بعد
ہزار سال تک رہتے ہین ایک عالم نے علمار بنی اسرائیل سے اپنے گناہ سے
توبہ کی تو اوس وقت کی پیغمبر پر وحی نازل ہوئی کہ اوس عالم کو کہہ کہ اگر
تمہارے گناہ تم تک ہوتے تو مین تمہاری توبہ کو قبول کرتا اب تو نے تو توبہ
کی اور وہ قوم کہ تمہاری تقلید سے یا تمہارے شاگردون کی تقلید سے گمراہ
ہوگئی ہے اوس کا گناہ کسکے ذمہ پر ہے اور اس لیے علمار کے لیے خطرہ

عظیم ہے کسی نے کہا ہے فساد العالم فساد العالم یعنے فساد عالم کا فساد عالم کا ہے ایک گناہ عالم کا مقدار ہزار گناہ کے ہے اور ایک عبادت عالم کی ہزار عبادتونکے برابر ہے اس لیے کہ آدمی نیکی مین اور بدی مین اون کے اقتدا کرینگے اور وہ گناہ کہ اوس کی اقتدا سے ہوگا وہ بھی اوس کا گناہ ہے اور وہ عبادت کہ اوسکی اقتدا سے ہوگی وہ بھی اوس کی عبادت ہے مطابق حدیث من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کان علیہ اجرھا واجر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجورھم شیئی۔ یعنے جو کوئی کہ طریقہ اچھا نکالیگا تو اوس کا ثواب اور جو کوئی اوس کے بعد اوس پر عمل کریگا اوس کا ثواب اوس کے لیے ہوگا بغیر اس کہ اوس کے ثواب سے کچھ کم ہو اور اس لیے علما پر واجب ہے کہ وہ گناہ نکرین اور اگر حسب مقتضای بشریت کے اون سے گناہ سرزد ہو تو چاہیئے کہ وہ مخفی کرین تا کہ اور لوگ اون کی تقلید سے وہ گناہ اختیار نکرین اور گناہ اون سب آدمیون کے اون کے اعمال نامہ مین درج نہون اس لیے کہ کوئی عالم اگر کوئی مباح کام بھی کریگا تو اور آدمی اوس کام کے کرنے پر دلیر ہونگے زُہری علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ اس کی آگے ہم ہنستے تھے اور کھیلتے تھے اور اب ہم چونکہ مقتدا اور پیشوا خلق کے ہوئے ہین تو ہنسنا بھی ہمکو روا نہین اور بڑا گناہ ہے کہ کوئی آدمی کسی عالم کا گناہ بیان کرے کہ اوس کی سبب سے اور بہت آدمی گمراہ ہون اور وہ گناہون کے کرنے پر دلیر ہون پس سب آدمیون کو مخفی کرنا گناہون کا واجب ہے اور ایسے آدمیون کے گناہون کو ظاہر نکرنا لازم ہے

کہ وہ اور ونکو پیشوا ہوں مانند علماء اور شیوخ اور پیرونکی بلکہ ویسا ایسونکے گناہون کو
مخفی رکھنا زیادہ واجب ہے تاکہ اور آدمی ونکی تقلید سے اوس گناہ کے کرنے پر دلیر نہو

گناہ کبایر اور نفاق علامت کے احادیث کے بیان مین عن عبد اللہ بن
مسعود قال قال رجل یارسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ قال
ان تدعو للہ ندا وھو خلقک قال ثم ای قال ان تقتل ولدک
خشیۃ ان یطعم معک یعنے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت ہے کہ اوس نے کہا ایک شخص نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کونسا گناہ بہت بڑا ہے نزدیک اللہ تعالی کے فرمایا کہ تو کسیکو خدا تعالی کا
مثل اور ہمتا ٹہیراوے اور حال آنکہ اوس نے تجھکو پیدا فرمایا ہے اوس نے کہا کہ
کفر کے پھر کونسا گناہ بڑا ہے فرمایا یہہ کہ مار ڈالے تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے
کہ کہاوے تیرے ساتھہ اور تجھے مفلس کرے جاننا چاہئے کہ ایام جاہلیت مین
رواج تہا کہ آدمی فقر کے خوف سے یا عار کے سبب سے اپنے چھوٹے بچون کو
مار ڈالتے تھے چونکہ قتل نفس کا گناہ کبیرہ ہے تو قتل اولاد کا کہ منافی توکل اور
اعتقاد خلاقیت اور رزاقیت اللہ تعالی کے ہے اون سے بدتر ہے قال
ثم ای قال ان تزانی حلیلۃ جارک فانزل اللہ تعالی تصدیقھا
والذین لا یدعون مع اللہ الھا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ
الا بالحق ولا یزنون الایۃ متفق علیہ کہا اوس نے پھر کونسا گناہ
فرمایا یہہ کہ زنا کرے تو ہمسایہ کی عورت سے پس نازل اللہ تعالی نے مطابق
اس کے آیۃ والذین لا یدعون الایۃ یعنے جو لوگ کہ نہیں پکارتے
ساتھہ اللہ تعالی کے اور معبود کو اور نہیں مار ڈالتے اوس جان کو کہ حرام کیا ہے

اللہ تعالی نے مگر ساتھہ حق کے یعنے بحکم شرع کے جیسی کہ حدین یا قصاص ہین مار ڈالتے ہین اور نہین زنا کرتے آخر آیتہ تک روایت کی بخاری اور مسلم نے اور جاننا چاہیے کہ یہہ آیتہ سورہ فرقان مین ہے اس مین برائی زناکارون وغیرہ کی اور اوس پر عذاب ہونا اون کا مذکور ہے اور مار ڈالنا اور زنا کرنا مطلق بڑی گناہ ہین لیکن اپنے اولاد کو مار ڈالنا اور اپنے ہمسایہ کی بی بی سے زنا کرنا اکبر کبائر سے ہین یعنے بڑی گناہون سے بہت بڑے گناہ ہین وعن عبد اللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس رواہ البخاری وفی روایۃ انس وشہادۃ الزور بدل الیمین الغموس متفق علیہ یعنے عبد اللہ ابن عمرو سے روایت ہے کہ اوس نے کہا فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ بڑے یہہ ہین کہ شریک کرنا ساتھہ اللہ تعالی کے وجود مین اور عبادت مین اور ماں اور باپ کے نافرمانی کرنا اور کسی کو مار ڈالنا اور جھوٹی قسم کہانی روایت کی بخاری نے اور حضرت انس کی روایت مین جھوٹی گواہی بدلی جھوٹی قسم کے ہی روایت کی اوس کو بخاری اور مسلم نے اور جاننا چاہیے کہ معنے عقوق کے ایذا دینے کے بھی آئے ہین یعنے ماں باپ کو ناحق ایذا دینا بلکہ جائے کہ ماں باپ کافر کو بھی ایذا ندیوی لیکن ماں باپ کافر کو کفر سے نکالنے کے لئے ایذا دینا جائز ہے اور تفسیر عزیزی مین وبالوالدین احسانا کی جملہ کی تفسیر مین لکہا ہے کہ ماں باپ کی ساتھہ احسان کرنے مین

تین باتین چاہئین اول یہہ کہ اوس کو زبان اور ہاتہہ وغیرہ سے ایذا نہ دیوی
دوسرے یہہ کہ بدن اور مال سے اون کے خدمت کرے تیسرے یہہ کہ
جسوقت بین کہ وہ بلاوین حاضر ہووے لیکن دو قسمون اخیر کا بیان مفصل
یہہ ہے کہ خدمت کرنے مین شرط ہے کہ ماں باپ محتاج ہون اور اون کا
لڑکا اون کی خدمت گذاری کی قدرت رکہتا ہو پس اگر وہ محتاج نہ ہون یا یہہ
شخص قدرت نہین رکہتا تو اون کی خدمت گذاری اوس پر واجب نہین اور
تیسری بات مین شرط یہہ ہے کہ اوس کے حاضر ہونے مین مفسدہ شرعی ثابت نہون
والا حاضر ہونا واجب نہین اور اگر والدین یا ایک اون مین سے کہے کہ تو
نفل کو مت ادا کر اور ہمارے پاس حاضر رہ تو وہ بجا لاوے اور اگر وہ کہین کہ
واجبات کو ترک کر یا حج فرض کے لئے مت جا تو یہہ قبول نکرے اور اگر
سنتون موکدہ کے ترک کو کہین مثل جماعت کے تو صحیح تر اس مین یہہ ہے کہ
اگر وہ ایک بار یا دو بار ترک کروا دین تو اون کی اطاعت کرے اور اگر وہ
اوس کے ترک کرنے کی عادت ڈلوا دین تو حکم اون کا قبول نکرے اور یمین
غموس یہہ ہے کہ گذشتہ جہوٹی بات پر جانکر قسم کہائے جیسا کہ وہ کہے کہ قسم ہے
کہ مینے یہہ بات نہین کی اور واقع مین اوس نے وہ بات کی ہو اور غمس
بالفتح بمعنی غوطہ دینے کے ہے اور چونکہ فعول بمعنی فاعل کے بہی آتا ہے جیسا
شکور اور صبور تو غموس کے معنی غوطہ دینے والا اور چونکہ جہوٹی قسم اپنے
صاحب کو گناہ مین اور دوزخ کی آگ مین غوطہ دینے والی ہے تو بنا بر آن
اوس کا نام یمین الغموس رکہا گیا یعنے قسم غوطہ دینے والی وعن ابی ہریرۃ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللہ وما ہن قال الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق واکل الربوا واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات المومنات الغافلات متفق علیہ

یعنے حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچو تم سات چیزون ہلاک کرنے والون سے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول صلی اللہ علیک وسلم وہ کیا ہین فرمایا اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور جادو کرنا اور مار ڈالنا اوس جان کا کہ حرام کیا ہے اللہ تعالی نے اسکو مگر ساتھ حق کے اور سود کہانا اور یتیم کا مال کہانا اور پیٹھ دینا اور موںہ پہیرنا کافرون سے لڑائی کے دن اور تہمت کرنی عورتون پاکدامنون ایمان والون بیخبر کو ساتھ زنا کے روایت کے اوس کو بخاری اور مسلم نے جاننا چاہیئے کہ شرع مین شرک اوس کو کہتے ہین کہ غیر خدا کو الوہیت مین خدا کا شریک کرے یعنے غیر خدا کو واجب الوجود جانے جیسا کہ مجوس اہرمن اور یزدان کو کہتے ہین یا غیر خدا کو لایق عبادت کے جانے جیسا کہ بت پرست بتون کی پرستش کرتے ہین اور شرع مین شرک بمعنے کفر کے بھی آیا ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مشکوۃ کے ترجمہ مین اونہین دو قسمون کو کہ وہ شرح عقاید مین مذکور ہوئے ہین لکہا ہے کہ لفظ شرک سے یہان کفر ہے اور ایسا ہی کتاب خیالی مین بھی ہے اور عصمۃ اللہ نے بھی یہی لکہا ہے اور سحر کرنا جیسا کہ حرام ہے اور ہلاک کرنے والا ہے ویسا ہی سیکہنا اور سکہانا سحر کا بھی حرام ہے اور

ہلاک کرنیوالا ہے اور شرح عقائد کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ سحر کرنا بالاتفاق کفر ہے
اور ایک جماعت صحابہ کی اسپر متفق ہین کہ ساحر کو مار ڈالنا چاہئے اور بعضے کہتے ہین
اگر سحر باعث کفر کا ہوا اور ساحر اوس سے توبہ نکرے تو اوس کو مار ڈالنا چاہئے
اور نجوم اور کہانت اور کاہن اور نجومی سے پوچھنا اور رمل اور شعبدہ اور اونکے
تعلیم کرنے اور اونپر مزدوری لینی حرام ہے اور اگر ایک مسلمان دو کافرون سے
بھاگے تو وہ گناہ کبیرہ ہے اور اگر کافر دو سے زیادہ ہون تو اون سے بھاگنا
حرام نہین بلکہ جائز ہے لاکن اَولے یہہ ہے کہ تب بھی ٹھیرا رہے کذا ذکرہ الشیخ
عبدالحق فی شرح المشکوۃ اور نجوم اور ستارون کے تاثیرات سے آینده اور
غیب کی خبرین بتانا اور کہانت بغیر نجوم اور کہانت بغیر نجوم کی غیب کی خبرین دینا جیسا کہ بعضے آدمی اونکے موکل جنات
کا احوال بیان کرتے ہین وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن ولا یسرق السارق حین یسرق
وھو مومن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مومن ولا ینتھب نھبۃ
یرفع الناس الیہ فیھا ابصارھم حین ینتھبھا وھو مؤمن ولا یغل احدکم
حین یغل وھو مومن فایاکم ایاکم متفق علیہ یعنے حضرت ابی ہریرہ سے
روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین زنا کرتا زنا کرنیوالا
جسوقت کہ وہ زنا کرتا ہے اور وہ مومن ہو یعنے زانی زنا کے وقت مومن
کامل نہین رہتا اور نہین چوری کرتا چوری کرنے والا جسوقت کہ وہ چوری کرتا ہے
اور وہ مؤمن ہوا اور نہین شراب پیتا شراب پینے والا جسوقت کہ وہ شراب
پیتا ہے اور وہ مؤمن ہوا اور نہین لوٹتا لوٹ کہ اوٹھا دین لوگ طرف اوس کے

اوس لوٹ مین اپنے آنکھین اوسوقت کہ وہ لوٹتاہے اور وہ مومن ہو یعنی
وہ آشکارا لوٹتا ہے کہ لوگ اوس کو دیکھتے ہین اور فغان اور نالہ کرتے ہین اور
چیخین مارتا ہے اور اوس کو اپنے سے دفع نہین کرسکتے اور نہین خیانت کرتا
ایک تمہارا جسوقت کہ وہ خیانت کرتا ہے اور وہ مومن ہو پس بچو تم بچو تم یعنی
اوس گناہون سے بچو تم روایت کیے اوس کو بخاری اور مسلم نے کہتا ہے فقیر
مودودی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون گناہ گارون سے نفی
ایمان کامل کی فرمائے ہے نہ نفی نفس ایمان کی اس لئے کہ اور احادیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ کسی گناہ کے کرنے سے مومن کا ایمان نہین جاتا اور وہ کافر نہین ہوتا
اس لئے کہ ایمان نزدیک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقرار اور تصدیق ہی
ساتھہ توحید خدا جل شانہٗ اور رسالت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پس اوس کو کوئی گناہ کسی حالت مین سلب نہین کرسکتا مگر یہ کہ گناہون سے ایمان کامل
نہین رہتا جیسا کہ بدر الدین عینی نے صحیح بخاری کے شرح مین وضاحت سے لکھا ہے
اور عدم تکمیل ایمان کے ارتکاب گناہون سے اس لئے ہے کہ اثبات اوامر
اور اجتناب نواہی چونکہ لوازمات ایمان سے ہین اور جب بندہ مومن مرتکب گناہ کا
ہوگا تو بالضرور ایمان اوس کا کامل نرہیگا اور نہبہ بفتح نون کے معنی لوٹنے کے
ہے اور بضم نون مال لوٹا گیا تو اس حدیث مین دونو معنون کا احتمال ہے اور
غلول غنیمت کی مال سے خیانت کرنا اور اپنے حصہ سے زیادہ چورانا اور معنی
مطلق خیانت کے بھی آیا ہے وفی روایۃ ابن عباس ولا یقتل حین یقتل
وھو مومن قال عکرمہ قلت لابن عباس کیف ینزع الایمان منہ

قال هكذا وشبك بين اصابعه ثم اخرجها قال فان تاب عاد اليه
هكذا وشبك بين اصابعه یعنے ابن عباس کے روایت مین یہہ زیادہ ہے
کہ نہین قتل کرتا جسوقت کہ وہ قتل کرتا ہے اور وہ مؤمن ہو کہا عکرمہ نے کہ مینے
ابن عباس کو کہا کسطرح نکالا جاتا ہے ایمان اوس سے کہا اونہون نے اسطرح
سے یعنے اپنے ہاتھہ کے انگلیون کو اپنے دوسرے ہاتھہ کے انگلیون مین ڈالکر
پہر نکالا اور فرمایا اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اوس کے طرف اس طرح سے ایمان
عود کرتا ہے پہر اوس نے اپنے ایک ہاتھہ کے انگلیون کو اپنے دوسرے
ہاتھہ کے انگلیون مین ڈالا یعنے اپنے ایک ہاتھہ کے پنجہ کے درمیان اپنی
دوسرے ہاتھہ کے پنجہ کو ڈالکر نکالا کہ پہلے ایمان آدمی کے ساتھہ اسطرح ملا ہوتا ہے
پہر یون نکل آتا ہے پہر اگر وہ توبہ کرتا ہے بعد گناہ کے تو اوس کا ایمان
پہر بدستور آجاتا ہے وقال ابو عبد الله لا یکون هذا مومنا
تاما ولا یکون له نور الایمان هذا لفظ البخاري یعنے کہا ابو
عبد الله نے یعنی بخاری نے کہ نہین ہوتا اوس کے لئے نور ایمان کا یعنے
کمال ایمان کا یہہ لفظ بخاری کا ہے اس حدیث کی توجیہ اور تطبیق بین ساتھہ
مذہب اہل سنت جماعت کے حقیر مودودی کہتا ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ عمل بالارکان نزدیک ابو عبد الله بخاری کی داخل حقیقت ایمان نہین بلکہ
موجب کمال ایمان ہے پس باطل ہے یہہ کہ بعضے آدمی گمان کرتے ہین کہ عمل
بالارکان نزدیک جمیع محدثین کے جزو ایمان کا ہے کہ وہ کہتے ہین ایمان کے
تین جزو ہین اقرار لسان تصدیق جنان عمل بالارکان دعن ابی هريرة قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ المنافق ثلاث زاد مسلم وان صام وصلی وزعم انہ مسلم ثم اتفقا اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان یعنی حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانی منافق کی تین ہین زیادہ کیا مسلم نے اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور دعوی کرے اس کا کہ مسلمان ہون پہر متفق ہوئے دونون بخاری اور مسلم جب کہ بات کرے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے خلاف کرے اور جب امانت سونپی جاوے خیانت کرے اور جاننا چاہیے کہ نفاق دو قسم پر ہے ایک نفاق فی العقیدۃ ہے یعنے نفاق عقیدت مین اور دوسرا نفاق فی العمل ہے یعنے نفاق عمل مین یہان مراد نفاق فی العمل ہے نہ نفاق فی العقیدۃ یعنے یہہ خصلتین منافقون کے ہین مسلمانون کو اون سے بچنا چاہیئے وعن عبد اللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منہن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعہا اذا ائتمن خان واذا حدث کذب واذا عاہد غدر واذا خاصم فجر متفق علیہ یعنے حضرت عبد اللہ ابن عمرو سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار باتین ہین کہ وہ جس مین ہون گے وہ شخص منافق ہے یعنے نفاق فی العمل رکھتا ہے اور وہ شخص کہ اوس مین ایک خصلت انمین سے ہوگی تو اوس مین ایک خصلت نفاق سے ہوگی

ہوگی یہان تک کہ چھوڑ دیوی وہ اوس کو وہ یہہ ہین کہ جب امانت سونپی جاوے اوس کو وہ خیانت کرے اور جب وہ بات کرے جھوٹ بولے اور جب وہ وعدہ کرے توڑ دے اور جب وہ جھگڑے بد بکے روایت کی یہہ بخاری اور مسلم نے جاننا چاہیے کہ فی الحقیقت یہہ نشان منافقون کے نہین بلکہ مراد اس حدیث سے یہہ ہے کہ یہہ صفات لائق حال منافقون کے ہین مسلمانون کو چاہیے کہ وہ ان صفات سے پاک ہون اس لئے کہ بسبب ان صفات کے مانند منافقون کے ظاہر مخالف باطن کا ہوتا ہے اور مراد اس حدیث سے تنذیر اور تحذیر مومنون کی ہے ان صفات ذمیمہ سے تاکہ وہ اون سے معتاد اور خوگیر ہوکر رفتہ رفتہ منافقون کے صفات سے موصوف نہون اور اس حدیث مین تغلیظ اور تشدید ہے اون کے لئے کہ وہ یہہ صفات رکھتے ہون اور بعضون نے کہا ہے کہ اس کلام سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو منافقون کے صفات سے کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانی مین تھے خبر دیا تاکہ صحابہ اون کے صحبت سے اجتناب کرین اور اون کے نامون سے تعیین نکیا تاکہ منافقون کو فضیحت نہو اور وہ باعث ہیجان شرکا نہو جیساکہ شیخ عبد الحق دہلوی نے مشکوۃ شریف کے شرح مین لکھا ہے وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل المنافق کالشاۃ العائرۃ بین الغنمین تعیر الی ہذہ مرۃ والی ہذہ مرۃ رواہ مسلم یعنے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ مثال منافق کی مانند بکری مادہ کے ہے کہ خواہش رکھتی ہے بکری
نر کی پہرتی ہے درمیان دو گلہ بکریون کے میل کرتی ہے طرف اوس کے
ایکبار اور طرف اس کے ایک بار روایت کی اوس کو مسلم نے اور ایسا ہی
منافقون کا حال ہے کہ کبھی وہ مسلمانون کے گروہ مین آتے تھے اور کبھی
وہ کفار کے گروہ مین جاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالی نے اون کے حال سے
قرآن مجید مین خبر دی ہے مذبذبین بین ذالک لا الی هؤلاء ولا
الی هؤلاء یعنے دودل ہین وہ اون مین نہ اون سے ہین اور نہ انسے
عن صفوان بن عسال قال قال یهودی لصاحبه اذهب بنا
الی هذا النبی فقال له صاحبه لا تقل نبی لو سمعک لکان
له اربع اعین فاتیا رسول الله صلی الله علیه وسلم فسئلاه
عن تسع ایات بینات یعنے صفوان بن عسال سے روایت ہے کہ ایک
یہودی نے اپنے یار سے کہا کہ چل میرے ساتھ طرف اس نبی کے صلی اللہ
علیہ وسلم پس اوس کو اوس کے یار نے کہا کہ اوس کو تو نبی مت کہہ کہ تحقیق وہ
اگر سنیگا تیرا کہنا البتہ ہونگے اوس کے لئے چار آنکھین یعنے وہ
نہایت خوش ہوگا پس آئے وہ دو تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیخدمت مین پس اونہون نے تو احکام ظاہرہ سے پوچھا جاننا چاہئے کہ تو
احکام سے مراد وہ احکام ہین کہ جمیع ملل اور ادیان کو شامل ہین یا تو معجزے
حضرت موسی علیہ السلام کی ہین کہ وہ قرآن مجید مین مجملاً آئے ہین کہ مراد اون سے
عصا اور ید بیضا اور طوفان اور ٹڈیان اور چچڑیان اور مینڈک اور خون

اور قحط اور کم ہونا میووُنکا کہ وہ تفسیرون مین مفصل مذکور ہین پس حضرت
سید الانبیار صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب ان کے کہ وہ قرآن مجید مین ہین
اون کا ذکر نکیا اور جو احکام اسلامی کہ اون کا ارشاد کرنا ضرور تھا بیان فرمائی
یا یہہ کہ جواب اون کا دیکر بعد اوس کے یہہ احکام بیان فرمائے کہ راوی نے
بسبب شہرۃ کے وہ ذکر نہین کئے جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے
مشکوۃ کی شرح مین لکہا ہے لاکن کہتا ہے فقیر موذودی کہ اس فقیر کے
نزدیک مراد تسع آیات بینات سے نو احکام ممنوعہ شرعیہ اسلامیہ مشارک
احکام اور ادیان وملل کے ہین کہ وہ شرک باللہ اور سرقت اور قتل ناحق
وغیرہم ہین کہ حضرت سید الانبیار علیہ الصلوۃ والسلام نے اونکا جواب
دیا اور اون کو اون سے منع فرمایا اور بعدہ اون کے دین کے مسئلہ مخصوصہ سے
اون کو متنبہ فرمایا اور کہا وعلیکم خاصۃ ان الیہود اور موئد اس
ہمارے تقریر کی ہے وہ کہ بعضون نے کہا ہے کہ یہود نے اون نو احکام
ظاہر سے سوال کیا تہا کہ وہ ممنوعہ شرعیہ اسلامیہ ہین اور دسوان سوال کہ
مخصوص اون کے دین کا تہا وہ دل مین رکھہ کر آئے تھے کہ حضرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم بطریق کشف کے اوس سے آگاہ ہو کر اون کا جواب دیا
لہذا اون دونو نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی اور
قدم بوسی کی جیسا کہ آگے اس حدیث مین ہے فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا
تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا تمشوا ببریٔ الی ذی سلطان

لیقتله ولا تسحروا ولا تاکلوا الربوا ولا تقذفوا محصنة ولا تولوا للفرار یوم الزحف وعلیکم خاصة الیهود ان لا تعتدوا فی السبت یعنے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ شریک کرو ساتھہ اللہ تعالی کے کسیکو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ مارو اوس جان کو کہ حرام کیا ہے اللہ تعالی نے مگر ساتھہ حق کے اور نہ لیجاؤ پاک شخص کو طرف حاکم کے یعنے بیگناہ پر بہتان باندہ کر قصد اوس کا حاکم کے آگے مت لیجاؤ تاکہ حاکم اوس کو مارڈالے اور نہ جادو کرو اور نہ سود کہاؤ اور نہ عورت پاکدامن کو تہمت زنا کی کرو اور نہ پیٹھہ دو بہاگنے کے لئے لڑائی کے دن یعنے جہاد مین کفار سے نہ بہاگو اور اوپر تمہارے خاص اے یہود واجب ہے کہ نہ زیادتی کرو ہفتہ کے دن مین یعنے ہفتہ کے دن شکار اور امور دنیاوی نکرو کہ منع کیا ہے اللہ تعالی نے تم کو۔

قال فقبلا یدیه ورجلیه وقالا نشهد انك نبی قال فما یمنعکم ان تتبعونی قالا ان داؤد علیه السلام دعا ربه ان لا یزال من ذریته نبی وانا نخاف ان تبعناك ان تقتلنا الیهود رواه الترمذی والنسائی وابوداود یعنے کہا راوی نے پس چومے اون دو نو یہودنے ہاتہہ اور قدم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس اون دو نو نے کہا کہ گواہی دیتے ہین ہم کہ تحقیق تم نبی ہو فرمایا حضرت خاتم النبین علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ کیا چیز منع کرتی ہے تمکو میری پیروی سے کہا اون دو نو نے کہ تحقیق حضرت

داود علیہ السلام نے دعا مانگی ہے اپنے رب سے کہ ہمیشہ اون کے اولاد
مین نبی رہی اور تحقیق ہم ڈرتی ہین کہ اگر ہم تمہاری پیروی کرین تو مار ڈالین
ہمکو یہود یعنی اوسوقت ہین بسبب آپکے اتباع کی روایت کی اوسکو
ترمذی اور نسائی اور ابوداودنے اور جاننا چاہیے یہہ کہ یہودیون نے
کہاہے کہ گواہی دیتے ہین ہم کہ آپ نبی ہین یعنی ہم جانتے ہین نہین نبی
یہہ گواہی بطور قبول کے نہ تھی بلکہ اونہون نے اپنے علم کا حال بیان
کیا اسلئے کہ یہود حضرت سید الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کا نبی ہونا اپنے
کتابون سے جانتی تھے مگر بسبب شقاوت قلبی کے قبول اسلام اونکو
نصیب نہوتا تہا اور یہود سے یہہ جو کہا کہ حضرت داود علیہ السلام نے
اپنے رب سے دعا مانگی ہے کہ ہمیشہ اون کے اولاد مین نبی رہے اور
دعا اون کی عند اللہ قبول ہوئی ہوگی پس البتہ کوئی پیغمبر اون کے فرزندون
مین سے بہی ہوگا اور یہود اوس کے تابع ہونگے اور اون کا غلبہ
اور شوکت ہوگا پس ڈرتے ہین ہم کہ اگر تمہین ہم مانین تو وہ ہمین
مارڈالینگے تو یہہ محض یہود کا افترا تہا اسلئے کہ ہرگز حضرت داود
علیہ السلام نے یہہ دعا مانگی تھی اور کیونکر یہہ ہو کہ اونہون نے زبور
مین خود پڑہا تہا کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونگے
اور اون کا دین ناسخ سب دینون کا ہوگا وعن انس قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث من اصل الایمان
الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام

نقل ہے روایت ہے حضرت انس سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تین چیزین بیخ ایمان کے ہین یعنے اگر وہ نہوین تو بنا ایمان کے گر پڑی
ایک اون مین سے بند رہنا اوس شخص سے کہ اوس نے کہا لا الہ الا اللہ
نہ کافر کہہ اوس کو بسبب کسی گناہ کے اگرچہ وہ کبیرہ بھی ہو اور نہ نکال تو اوس کو
اسلام سے بسبب کسی کام کے اور جاننا چاہیئے کہ یہہ حدیث مین یہہ کہ نہ کافر
کہہ تو اوس کو بسبب گناہ کے یہہ رد ہے خارجیون کا کہ وہ کہتے ہین کہ مومن
بسبب گناہ کرنے کے اگرچہ وہ صغیرہ بھی ہو کافر ہو جاتا ہے اور یہہ کہ حدیث
مین ہے کہ نہ نکال اسلام سے اوس کو بسبب کسی عمل کے یہہ رد معتزلہ کا ہے
کہ وہ کہتے ہین کہ مومن گناہ کبیرہ کے کرنے سے اسلام سے نکل جاتا ہے
اگرچہ وہ کافر نہین ہوتا اور وہ ایک اور درجہ کفر کے اور ایمان کے
درمیان پیدا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مرتکب کبیرہ کا نہ مومن ہے اور نہ
کافر بلکہ وہ فاسق ہے اور نزدیک اون کے فسق کا درجہ سوائے ایمان کے
اور کفر کے ہے والجہاد ماض منذ بعثنی اللہ الی ان یقاتل اخر
ھذہ الامۃ الدجال یعنے دوسرا اصول ایمان مین سے جہاد کرنا ہے
جب سے کہ بھیجا ہے مجکو اللہ تعالی نے یہان تک کہ لڑینگے پچھلے لوگ امت کے
دجال سے لا یبطلہ جور جائر ولا عدل عادل یعنے نہ موقوف
کریگا اوس کو یعنے جہاد کو ظلم کسی ظالم کا اور نہ عدل کسی عادل کا یعنے
ترک کرنا جہاد کا جائز نہین اگرچہ بادشاہ ظالم اور فاسق ہو بہر حال موافقت
اوس کے واجب ہے اور نکلنا اوس کے ساتھہ جہاد کے لئے متحتم ہے

اور عدل اگرچہ باعث امن کا ہے لیکن سطوت اور شوکت اسلام کے لئے
چاہیے کہ جہاد جاری رہے والایمان بالاقدار رواہ ابوداؤد
یعنے تیسرا اصول ایمان مین سے ایمان لانا ہے تقدیر ون کے ساتھ روایت
کیا ہے اوس کو ابوداؤد نے یعنے یہہ کہ اعتقاد کرے کہ جو کچھ کہ وہ عالم مین
جاری ہے اور ہوتا ہے اللہ تعالی کی قضا اور قدر سے ہوتا ہے ۔

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا زنی العبد خرج منہ الایمان فکان فوق راسہ
کالظلۃ فاذا خرج من ذالک العمل رجع الیہ الایمان
رواہ الترمذی وابوداؤد یعنے روایت ہے حضرت ابی ہریرہ
سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت کہ بندۂ مومن
زنا کرتا ہے تو ایمان اوس سے نکل جاتا ہے پس مانند سایبان کے
اوس کے سر پر ہوتا ہے پس جب فارغ ہوتا ہے وہ اوس عمل سے
تو پھر آتا ہے اوس کے طرف ایمان روایت کیا اوس کو ترمذی اور
اور ابوداؤد نے کہتا ہے فقیر مودودی کہ اس حدیث مین اشارہ ہے
اس کے طرف کہ بندۂ مومن ارتکاب کبیرہ سے اگرچہ ایمان سے مفارق
ہوتا ہے لاکن تب بھی ایمان کے سایہ اور حمایت مین رہتا ہے اور مطلقاً
اوس سے ایسا مفارق نہین ہوتا کہ بعد اوس کے بندۂ مومن کو ایمان کی
امید نہ ہو جیسا کہ اس حدیث سے آگے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ارتکاب
کبیرہ کے اور خروج گناہ کے سے بندۂ مومن کے طرف ایمان عود کرتا ہے

اور ظلہ بضم ظای معجمہ کے وہ چیز کہ سایہ کرے مثل ابر و یا خیمہ و
سقف و یا چھتری کے عن معاذ قال اوصانی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بعشر کلمات قال لا تشرک باللہ
شیئا و ان قتلت و حرقت و لا تعقن والدیک و ان
امراک ان تخرج من اھلک و مالک و لا تترکن صلوٰۃ
مکتوبۃ متعمدا فان من ترک صلوٰۃ مکتوبۃ متعمدا
فقد برئت منہ ذمۃ اللہ یعنے روایت ہے حضرت معاذ سے
کہا نصیحت کی مجھکو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ
دس باتوں کے اور فرمایا کہ نہ شریک کر تو اللہ تعالی کے ساتھ کسیکو
اگرچہ مارا جاوے تو اور جلادیا جاوے تو اور نہ نافرمانی کر تو ماں باپ کی
اگرچہ وہ حکم کریں تجھکو یہہ کہ اپنے اہل سے اور مال سے الگ ہوجا
اور چھوڑ تو نماز فرض کو عمدا پس تحقیق جسنے کہ چھوڑی نماز فرض کو
جانکر پس تحقیق الگ ہوا اوس سے ذمہ خدا کا جاننا چاہیے کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ جو معاذ کو فرمایا کہ نہ شریک کر تو
ساتھ اللہ تعالی کے کسیکو اگرچہ مارا جاوے تو چونکہ حضرت معاذ
اہل تقوی کے سے تھے اور عمل اولی پہ کرتے تھے اس لیے اونکو عمل
بالعزیمت فرمایا اگرچہ وقت عجز اور اکراہ کے جائز ہے کہ کفر کا کلمہ
زبان پہ جاری کرے اور دل مین ایمان رکھے اور یہہ جو حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ نافرمانی کر تو اپنے ماں باپ کی

اگرچہ وہ حکم کرین نجاکہ وہ یہہ کہ اپنے عیال سے اور مال سے الگ ہو یہہ
مبالغہ اور تاکید ہے اس بات مین یا یہہ ہی عزیمت ہے وگرنہ ان سے
نکلنا بخوف حرج کے واجب نہین اور یہہ کہ حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ
والسلام نے فرمایا کہ جس نے چھوڑا نماز فرض کو جانکر پس تحقیق الگ ہوا
اوس سے ذمہ خدا کا یعنے نا باقی رہا وہ دنیا مین خداتعالی کے امن مین
بسبب مستحق ہونے تعزیر شرعی کے بسبب ترک نماز کے اور آخرت مین
بسبب مستحق ہونے عذاب کے یا یہہ کہ الگ ہوا اوس سے ذمہ خدا کا کہ وہ
مومنون کے لئے ثابت ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ اوس سے ذمہ خدا کا الگ ہوا یعنے وہ واجب القتل ہے جیسا کہ
امام شافعی اور بعضے اور ائمہ کے نزدیک عمدًا ترک نماز موجب قتل ہے
یعنے تعزیرا اوس کی قتل کرنا ہے اور امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک کے
مذہب مین تعزیر تارک صلوۃ کی مارنا اور زندان مین ڈالنا ہے جب تک کہ وہ
توبہ نکرے اور جب وہ توبہ کرے تو اوس کو رہا کیا جاوے قال لا تشربن
خمرا فانہ راس کل فاحشۃ وایاک والمعصیۃ فان بالمعصیۃ
حل سخط اللہ وایاک والفرار من الزحف وان ھلک الناس واذا
اصاب الناس موت وانت فیھم فاثبت وانفق علی عیالک من
طولک ولا ترفع عنھم عصاک ادبا واخفھم فی اللہ رواہ احمد
یعنے نہ پی شراب کو پس تحقیق یہہ سر ہے تمام برائی کا اس
لئے کہ مدار ایمان وہ طاعت کا عقل پر ہے اور جب شراب پیتا

مریل عقل کا ہے تو اس سے پہرنہ ایمان رہتا ہے اور طاعت اور بیچ لوگنا
ہی پس تحقیق ساتھ گناہ کے اوترتا ہے غضب اللہ تعالی کا اور بیچ ٹوبہاگنے
ہی کفار کے لڑائی سے اگرچہ ہلاک ہوجاوین لوگ اور معرفت کہ پہونچے آدمیو
نکو موت یعنی لیسبب وبا وغیرہ کے اور ہو توان مین سے پس لہڑا رہ اومیاں
اور حرچ کرا پنے عیال پر موافق اپنے مقدور کے اور نہ اوٹھا اون سے لاٹھی
ادب کی لیئے اگرچہ حیاج ادب کی رکہتی ہون تو ادب کے لئے اون کو
مارنا اور ڈرانا واجب کو حقوق اللہ مین یعنے نصیحت اور تعلیم کرنا رہ اللہ تعالی کے
اوامرمین اور نواہی مین روایت کے یہہ احمد نے اور زحف یعنے زمین پر
چوتڑ دن سے جانا جیسا کہ بچہ جاتا ہے اور لشکر کہ دشمن کے طرف جانے
مین شفقت اور اژدحام سے مغانبہ زحف کے ہوا اور جاننا چاہیئے کہ یہہ جو
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیچ تو بہاگنے کفار کے
لڑائی سے اگرچہ مرگئے ہون لوگ اوس مین مبالغہ منظور ہے واللہ وحینئذ سے
اگر کافر زیادہ ہون تو اون سے بہاگنا جایز ہے اور وبا وغیرہ کے سے بہاگنے
کا حکم یہہ ہے کہ اگر ایک شہر مین وبا یا طاعون یا ایسی اور مرض مہلک آوے
تو نکلنا وہان سے جایز نہین اور اگر وہ مرض اور جا بہی ہو تو وہان جانا
بہی جایز نہین اور جہان وبا وغیرہ ہو تو وہان سے بہاگنا گناہ ہے جیسا کہ کفار کے
لڑائی سے بہاگنا گناہ ہے اور اگر کوئی آدمی یہہ اعتقاد کرے کہ مین بہاگنے سے
بچونگا واللہ مرجاونگا تو وہ کافر ہو جاتا ہے اعوذ باللہ منہ وعن سعد
بن ابی وقاص رای بکیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من ادعی الی غیر ابیہ وھو یعلم فالجنۃ علیہ حرام متفق علیہ
یعنے سعد ابن ابی وقاص اور ابی بکرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے کو اپنے باپ کے غیر کے طرف
منسوب کرے گا یعنے اپنے کو اپنے باپ کا بیٹا نکہی اور کا بیٹا کہے حالانکہ
وہ جانتا ہو کہ یہ میرا باپ نہیں پس بہشت اوس حرام ہے نقل کی اوس
کو بخاری اور مسلم نے یعنے اگر وہ اوس کے حلال ہونے کا ارداہ
کرے تو بہشت اوس پر حرام ہے یا کھلے اوس یہہ کہ اس کو مقدہ
اوس گناہ کے عذاب دیا جاے بہشت اوس پر حرام ہے وعن عبد اللہ
بن یزید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی عن النھبۃ والمثلہ
رواہ البخاری یعنے عبد اللہ بن یزید سے مروی ہے کہ حضرت
رسول اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا لوٹنے سے اور مثلہ سے روایت
اوس بخاری نے مثلہ ناک کا کاٹنا اور کانون کا کاٹنا یا مانند اون کے
وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاترغبوا
عن ابائکم فمن رغب عن ابیہ فقد کفر متفق علیہ یعنے حضرت
ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا نہ روگردانی کرو اپنے باپوں سے یعنے اپنے نسبت ابنیہ
کی اور کیطرف نکرو اور اپنے باپ کی غیر کو اپنا باپ مقرر نکرو
پس جس شخص نے اپنے باپ سے روگردانی کی پس تحقیق کفران نعمت
کیا نقل کی اوس کو بخاری اور مسلم نے جاننا چاہیے کہ ایام جاہلیت

بعضے آدمی اپنے باپون سے اعراض کرتے تھے اور اورن کو وہ
اپنا باپ ٹہراتے تھے پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس سے کہ وہ جان بوجھہ کر اپنی نسبت انتسبت کی اپنے غیر باپ کے
طرف کرین منع فرمایا پس جس نے اعتقاد کیا اوس کے مباح ہونے کا
تو وہ از روے اجماع کے کافر ہوا اور جس نے کہ اعتقاد نکیا اوس کے
مباح ہونے کا تب بہی وہ کافر ہوا اس لئے کہ کافر ہونے کے دو
معنی ہین ایک معنی یہہ کہ اوس نے سا تہہ فعل کفار کے مشابہت کی دوسرے
یہہ کہ کفران نعمت کیا خصوصًا ربوا کی احادیث کے بیان مین وعن
جابرؓ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربوا
وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء رواہ مسلم
یعنے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بیاج لینے والے کو اور بیاج دینے والے
کو اور اس کے سند لکہنے والے کو اور اوس کے گواہون کو اور فرما
یا کہ وہ برابر ہین یعنے اصل گناہ مین برابر ہین اگرچہ وہ گناہ کے مقدار
مین مختلف ہین نقل کی اوس کو بخاری اور مسلم نے اور جاننا چاہیے کہ
لکہنے والے وغیرہ کو بسبب مدد کرنے اون کے امر نامشروع پر حضرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائے اور اس سے صریح معلوم ہوا کہ تمسک
لکہنا بیاج کا اور گواہ ہونا اوس کا حرام ہے وعن ابی ھریرۃؓ
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیاتین علی الناس زمان

لا یبقی احد الا اکل الربوا فان لم یا کلہ اصابہ من بخارہ ویروی من غبارہ رواہ احمد والنسائی وابن ماجۃ
یعنے حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آئندہ آدمیوں پر ایسا زمانہ آئیگا کہ نہ باقی رہیگا کوئی مگر سود کھانیوالا ہیں اگر کوئی آدمی ربا نکھائیگا تو اوس کو اوس کے بخارے اور ایک روایت میں اوس کے غبار سے پہونچے گا یعنے اس لئے کہ وہ خرید وفروخت کی شرائط میں مطابق حکم شرعی کے احتیاط نکرینگے تو خرید وفروخت اون کے ربا سے خالص نہوگی یا یہہ کہ اگر خود ربا نکھائیگا تو وہ اور کو کھلائیگا یا اوس کا گواہ ہی گا یا اوس کے تمسک کا کاتب ہوگا یا اوس کے دلوانے میں سعی کرے گا یا ربا خوار سے معاملہ رکھیگا کہ مال اوس کا رباخوار کے مال سے خلط ہو جائیگا روایت کیا اس حدیث کو احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور اس حدیث میں تنبیہ ہے خرید وفروخت کرنے میں احتیاط کرنے کے لیے تاکہ وہ ربا سے اور اوس کے غبار اور بخار سے بچنے اوس کے لگاؤ سے منزہ ہو وعن عبد اللہ ابن حنظلۃ غسیل الملائکۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درہم ربوا یاکلہ الرجل وھو یعلم اشد من ستۃ وثلاثین زنیۃ رواہ احمد والدارقطنی یعنے عبد اللہ ابن حنظلہ غسیل ملائکہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک درم ربا کا کہ کوئی آدمی اوس کو جان کر کھاے وہ عند اللہ عذاب میں چھتیس زنا سے سخت

روایت کیا اوس کو احمد اور دارقطنی نے ورد فی البیہقی فی شعب
ایمان عن ابن عباس وزاد وقال من نبت لحمہ من السحت
فالنار اولی بہ یعنے روایت کیا ہے بیہقی نے شعب الایمان مین
حضرت ابن عباس سے اور زیادہ کیا اس عبارت کو کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی بدن کا گوشت حرام کی کہانے سے
پیدا ہوا ہو پس دوزخ کی آگ لائق تر ہے اوس کے تئے یعنے چاہیے
کہ دوزخ کی آگ اوس گوشت کو جلاوے یا قریب ہے
کہ وہ گوشت دوزخ کی آگ مین جلے اور اس حدیث
مین غایت تشدید اور توبیخ ہے ربا کہانیوالون کے
لئے اور بعضون نے اس حدیث کی توجیہ مین یون کہا ہے کہ چونکہ ربا
کہانا مطابق نص قرآنی فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ کی خدا سے
اور اوس کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام سے محاربت اور لڑنا ہے
بنا بر آن وہ چھتیس [36] زنا سے سخت تر ہے اور حنظلہ رضی اللہ تعالی عنہ کو
غسیل الملائکہ یعنے غسل دیا گیا فرشتون کا اس لئے کہتے ہین کہ
اوس نے ایکبار رات مین اپنی بیوی سے صحبت کی تھی اور اوس کی صبح کو
ازسبب عجلت کے بغیر غسل جنابت کے جنگ احد مین جاکر حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین حاضر ہوکر شہید ہوا بعد اوس کے
شہادت کے حضرت سید الانبیا صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ نے خبر دی کہ اوسکو
فرشتے غسل دے رہے ہین اور فرمایا کہ اس کا سبب اوس کے بیوی سے

دریافت کرو جب اوس کے بیوی سے یہہ بات دریافت کی گئی تب اوس نے
شب کو اوس کی صحبت کرنیکا احوال اور نہ نہانیکا از سبب محبت کے اور جانیکا
جہاد میں بیان کیا و عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الربوا سبعون جزءً ایسرھا ان ینکح الرجل امہ
رواہ ابن ماجۃ والبیہقی فی شعب الایمان یعنے حضرت
ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ سود کی یعنی بیاج کی ستر جزو ہین اون سب سے زیادہ آسان یہہ ہے
کہ آدمی اپنے ماں سے زنا کرے یعنے جتنا گناہ کہ اپنی ماں کے زنا کرنے
مین ہوتا ہے اوس سے زیادہ گناہ سود کی ایک جزو میں ہے کہ وہ سب
ستر جزو ہین اور چونکہ اکثر آدمی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانے مین سود کہانے مین زیادہ مبتلا تھے تو اللہ تعالی نے سود کو
حرام کردیا حضرت رسول اللہ علیہ افضل التحیہ نے اوس کے
لئے زیادہ تشدید اور تغلیظ فرمایا و عنہ اتیت لیلۃ اسری
بی علی قوم بطونہم کالبیوت فیہا الحیات تری من خارج
بطونہم فقلت من ھؤلاء قال جبرئیل ھؤلاء اکلۃ الربوا
رواہ احمد و ابن ماجہ یعنے حضرت ابی ہریرہ سے مروی
ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنے شب معراج
مین آیا میں یا لایا گیا میں ایک گروہ پر کہ پیٹ اون کی مانند گہرون
کے تھی اور اون مین سانپ تھے کہ اون کے پیٹ کے باہر سے

وہ بھی کھی جاتی تھی پس کہا سینے یہہ کون ہین تو جبرئیل نے کہا کہ یہہ سود
کہانے والے ہین روایت کیا احمد اور ابن ماجہ نے وعن انس
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقرض احدکم
قرضا فاھدی الیہ او حملہ علی الدابۃ فلا یرکب ولا
یقبلہا الا ان یکون جری بینہ وبینہ قبل ذالک رواہ
ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان یعنے حضرت انس سے
مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین کا
ایک آدمی دوسرے کو قرض دے پس اگر لینے والا قرض دینے والے کے
پاس تحفہ بھیجے یا اوس کو کسی جانور پر سوار کرے یعنے تا کہ قرض دینے
والے کو راحت پہونچے پس قرض دینے والا نہ اوس کے جانور پر سوار
ہووے اور نہ اوس کا تحفہ قبول کرے یعنے اس لئے کہ جس قرض سے
کہ کسی قسم کا نفع حاصل ہو تو وہ ربا کے حکم مین ہے مگر یہہ کہ وہ طریقہ
اون دونون مین قرض لینے اور دینے سے آگے جاری ہو روایت
کیا اوس کو ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان مین وعن ابی بردۃ
ابن ابی موسی قال قدمت المدینۃ فلقیت عبد اللہ بن
سلام فقال انک بارض فیہا الربوا فاش فاذا کان
لک علی رجل حق فاھدی الیک حمل تبن او حمل شعیر او
حمل قت فلا تاخذہ فانہ ربوا رواہ البخاری یعنے ابی بردہ
بن ابی موسی سے مروی ہے کہ اوس نے کہا مین مدینہ مین آیا اور حضرت

عبد اللہ بن سلام سے کہ بڑی صحابہ سے تھے ملاقی ہوا اوس نے فرمایا کہ
تحقیق تم اوس جگہہ ہین تھے کہ اوس ہین بیاج دینا لینا ظاہر اور منتشر
ہے پس اگر تمہارا کسی آدمی پہ قرض ہو اگر وہ آپکے پاس گٹہ گہانس کا
یا گٹھہ جو کا یا بار گہانس کا تحفہ بہیجی پس تو اوس کو مت لے کہ وہ ربا ہے
روایت کیا اوس کو بخاری نے حمل کسر سے پیٹہہ یا سر کے بوجہہ کو کہتے
ہین حبل فتح حا اور با موحدہ سے کہٹہ کہ اوس کو رسی سے باندہ کر جانور پہ
اٹھاتے ہین قت فتح قاف اور تا مشددہ سے قسم ہے گہانس کا اوسکو
رطبہ کہتے ہین اور بعضون نے حواشی ہین لکہا ہے کہ مکہ مین اوس کو برسوم
کہتے ہین اور بعضے نسخون ہین بجائے حبل قت کے حمل قت واقع ہے

اور حمل قت یعنی بوجہہ قت کا خصوصاً احتکار کی احادیث کے بیان ہین
عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الجالب مرزوق والمحتکر
ملعون رواہ ابن ماجہ والدارمی یعنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوداگر رزق
دیا گیا ہے اور بند رکہنے والا غلہ کا تاکہ وہ گرانی سے بیچی ملعون ہے
یعنے دور ڈالا گیا ہے اللہ تعالی کی قرب سے اور خوشنودی سے نقل کیے
اوس کو ابن ماجہ اور دارمی نے جالب یعنے جو کوئی غلہ وغیرہ کو شہر ہین
لاوے تاکہ بموجب نرخ مروجہ اوس حال کے بیچی تو وہ رزق دیا گیا ہے
یعنی اوس کو فائدہ بغیر گناہ کے حاصل ہوتا ہے اور اوس کو رزق ہین
برکت دی جاتی ہے اور احتکار کہ نیوالا گنہگار اور خیر سے دور ہے

اور اوس کو برکت حاصل نہین ہوتی جبتک کہ وہ اوس فعل مین ہے اور جاننا چاہیے کہ شرع مین احتکار کہتے ہین بند کر رکھنا قوتون کا بانتظار گرانے کے باین طریق کہ وقت گرانے کے کہ لوگ احتیاج غلہ وغیرہ کے کہتے ہون تو وہ غلہ کو مول لیکر بند کر رکھے اس نیت سے کہ جب اور زیادہ گرانی ہوگی تو مین غلہ کو بیچونگا تو یہہ حرام ہے ہان اگر اوس کی زمین سے آیا ہو یا وقت ارزانی کے خرید کر رکھا ہو اور گرانی مین بیچی تو یہہ حرام نہین اور اسیطرح وہ چیزین کہ وہ آدمیون کی قوت کی نہون اون کا بند کر رکھنا حرام نہین ہے ہدایہ مین لکھا ہے کہ آدمیون کے قوتون مین احتکار مکروہ ہے اور بعضون کے نزدیک حرام ہے اور جانورون کے قوتون مین بہی احتکار مکروہ ہے جبکہ یہہ احتکار ایسے شہر مین ہو کہ شہر والونکو وہ ضرر کرے یعنے جب شہر چہوٹا ہو اور اوس کے احتکار کی سبب سے گرانی زیادہ ہوجاے اور آدمیون کو ضرر پہونچے تو یہہ احتکار مکروہ ہے اور اگر شہر بڑا ہو اور بسبب احتکار اوس کے لوگون کو ضرر نہ ہو وہان اوس کا کچہہ مضایقہ نہین اور جس نے احتکار کیا اپنے زمین کے غلہ کا یا اور شہر سے خریدی ہوئی غلہ کا تو وہ احتکار نہین ؏ وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتكر طعاما اربعين يوما يريد به الغلاء فقد برئ من الله وبرئ الله منه رواه رزين یعنے حضرت ابن عمر و سے مروی ہے کہ حضرت سید الکونین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو کوئی بند کر رکہے غلہ کو

چالیس دن تک ارادہ رکھتا ہو اوس کے مہنگے ہونیکا بسبب تحقیق بیزار ہوا
وہ اللہ تعالی سے اور بیزار ہوا اللہ تعالی اوس سے نقل کی اوسکو
رزین نے یعنے بیزار ہوا وہ اللہ تعالی سے اور توڑا اللہ تعالی کے
عہد کو کہ اللہ تعالی کے امتثال اوامر میں اور رعایت شفقت خلق میں اوسنے
باندہا تہا اور بیزار ہوا اللہ تعالی اوس سے یعنے اوس سے اپنے حفظ اور
عنایت کا پردہ اوٹہایا عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احتکر علی المسلمین
طعامھم ضربہ اللہ تعالی بالجذام والافلاس رواہ ابن ماجہ
والبیھقی فی شعب الایمان ورزین فی کتابہ یعنے حضرت عمر رضی
اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ہمنے سنا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو کوئی مسلمانون کی خوراک کو اون پر بند کرتا ہے تا کہ وہ گرانی سے
بیچے مبتلا کرتا ہے اللہ تعالی اوس کو جذام کے مرض سے اور مفلسی یعنے اللہ
تعالی اوس کو بلاء بدنی سے اور مالی سے مبتلا کرتا ہے اور اوس کے مال سے
برکت اوٹہاتا ہے وعن معاذ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال بئس العبد المحتکر ان ارخص اللہ الاسعار حزن
وان اغلاھا فرح رواہ البیھقی فی شعب الایمان ورزین فی
کتابہ یعنے حضرت معاذ سے مروی ہے کہ مینے حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا کہ اونہون نے فرمایا کہ احتکار کرنے والا برا بندہ ہے اگر اللہ تعالی
نرخون کو ارزان کرے تو وہ غمناک ہووے اور اگر گران کرے تو وہ خوش

جو مسئلہ روایت کیا اوس کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور رزین نے اپنے
کتاب میں شراب کی حرمت اور اوس کے بیچنے کی وعید کی احادیث
کے بیان میں۔ عن انس قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی الخمر عشرۃ عاصرها ومعتصرها وشاربها وحاملها والمحمولة
الیہ وساقیها وبائعها واکل ثمنها والمشتری لها والمشتری
له رواه الترمذی یعنے روایت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے
کہ لعنت کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے مقدمہ میں
دس شخصوں کو شراب کے نچوڑنے والے کو اور بچنے والے کو اور اوٹھانے
والیکو اور اوس کو کہ اوس کی طرف اوٹھائے گئے ہو یعنے جس نے کہ جسکو
اوس کے اوٹھالانیکا حکم کیا ہو اور پلانے والیکو اور بیچنے والے کو اور
اوس کے مول کھانے والے کو اور اوس کے مول لینے والے کو یعنے
پینے کے لئے یا تجارت کے لئے بطریق وکالت کے یا ولایت کے مول
لے یا سوائے ان کے اور اوس کو کہ مول لی گئی ہو اوس کے لئے نقل
کی اوس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور جاننا چاہیے کہ نچوڑنے والیکو
یعنے جو کہ شیرہ انگور کا شراب بنانے کے لئے نچوڑے خواہ اپنے لئے خواہ
اور کے لئے اور اسیطرح نچوڑوانیوالا خواہ وہ اپنے لئے نچوڑوا وے
خواہ اور کے لئے اور بیچنے والے کو اگرچہ وہ وکیل ہو یا دلال ہو اور
جو کوئی کہ انگور بیچے نچوڑوانے والی کے ہاتھ اور جو کوئی کہ بیوے اور کر
لینے مول اوس کا پس وہ بھی لایق ہیں ساتھ لعنت کے وعن جابر انہ

رجلا قدم من الیمن فسئل النبی صلی اللہ علیه وسلم عن شراب یشربونه بارضهم من الذرة یقال له المرز فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم او مسکر هو قال نعم فقال کل مسکر حرام ان علی اللہ عهدا لمن یشرب المسکر ان یسقیه من طینة الخبال قالوا یا رسول اللہ وما طینة الخبال قال عرق النار او عصارة اهل النار رواه مسلم یعنے تحقیق ایک آدمی یمن سے آیا پس پوچھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم سے شراب سے کہ اوس کے ملک مین چینی کی غلہ سے بناکر پیتے تھے اور اوس کو مزر کہتے ہین پس فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نے کیا نشہ لاتا ہے وہ کہا اوس شخص نے ہان فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نے کہ کل چیز نشہ لانے والی حرام ہے اور تحقیق اوس شخص کے لئے کہ وہ نشہ کی چیز پیتا ہے اللہ تعالی پر عهد ہے کہ پلائیگا اوس کو طینت خبال کہا اون لوگون نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم طینت خبال کیا ہے فرمایا پسینہ ہے دوزخیون کا یا فرمایا نچوڑے دوزخیونکا روایت کے اوس کو مسلم نے اور نچوڑ وہ ہے کہ دوزخی اوس کو نچوڑتے ہین مانند پیپ زرداب لہو کے کہ دوزخیون کے زخمون سے بہتا ہے

وعن عبد اللہ ابن عمرو عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لا یدخل الجنة عاق ولا قمار ولا منان ولا مدمن خمر رواه الدارمی وفی روایة له ولا ولد زنیة بدل قمار یعنے روایت کیا

حضرت عبد اللہ ابن عمر سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا نہ داخل ہوگا بہشت میں ماں باپ کا بے فرمان اور نہ جواری اور
نہ نقل پر منت رکھنے والا اور بعضوں نے منان کے معنی قاطع الرحم لکھا ہے
اور نہ داخل ہوگا بہشت میں ہمیشہ پینے والا شراب کا روایت کیا اوس دارمی
نے اور دارمی کی روایت میں قمار کے بدلی ولد زنیہ ہے یعنے جواری
کے بدلی حرام زادہ ہے کہتا ہے فقیر مودودی کہ زنیہ زا کی کسر اور نون
کی سکون سے بمعنی زنا کی ہے اور ولد زنیہ یعنے ولد الزنا اور حرام زادہ
اور اس حدیث میں ولد زنیہ سے تشدید اور تعریض ہے زانی کے لیے
کہ اوس کا سبب ہے اور لا یدخل الجنۃ ولد زنیۃ کو ظاہر معنی
پر حمل نکیا جاویگا اور اس لئے کہ ولد الزنا بے گناہ ہے اور بعضوں
نے اس حدیث کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ مراد ولد زنیہ سے وہ ہے
کہ زنا کرنے پر مواظبت کرے جیسا کہ بہادروں کو بنو الحرب کہتے ہیں
اور مسلمانوں کی اولاد کو بنو الاسلام کہتے ہیں ایسا ہی اگر کوئی زنا پر
مواظبت کرتا ہے تو یا اوس کو ولد زنیہ کہتے ہیں اور اگر نہ ولد زنیہ کے
لئے کوئی گناہ ثابت نہیں کہ اوس کے لئے وہ معاقب ہو اور مستوجب
عدم دخول جنت کا ہو وعن ابن عمران رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال ثلاثۃ قد حرم اللہ علیہم الجنۃ مدمن الخمر والعاق
والدیوث الذی یقر فی اہلہ الخبث رواہ احمد والنسائی یعنی
حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تین شخص ہین کہ حرام کیا ہے اللہ تعالی نے اون پر بہشت کو ایک ہمیشہ پینے والا شراب کا دوسرا عاق تیسرا دیوث وہ کہ برقرار رکھے اپنے اہل وعیال مین ناپاکی کو یعنے دیوث وہ ہے کہ اوس کا اہل یعنے اوس کی جورو یا لڑکی یا بہن یا اور کوئی عورت اوسکی اقرباؤن سے زنا کراتی ہو تو وہ اون کی زنا کرانے پر راضی ہوکر وہان رہتا ہے اور اون کو منع نہین کرتا روایت کیا ہے اوس کو احمد اور نسائی نے وعن ابن عمر قال خطب عمر علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ قد نزل تحریم الخمر وھی من خمسۃ اشیاء العنب والتمر والحنطۃ والشعیر والعسل والخمر ما خامر العقل رواہ البخاری یعنے روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ کہا خطبہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر پس فرمایا تحقیق نازل ہوئی تحریم خمر کی اور خمر بنتی ہر پانچ چیزون سے انگور کھجور گیہون جو شہد سے اور خمر وہ ہے کہ ڈھانک لی عقل کو نقل کی اوسکو بخاری نے علمار نے کہا ہے کہ یہہ اشارہ ہے ساتھہ اسکے کہ شراب منحصر ان پانچ چیزون مین نہین بلکہ ان کے غیر سے بھی ہوتی ہے اگر وہ ڈھانکنے والے عقل کے ہو وعن عائشۃ قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البتع وھو نبیذ العسل فقال کل شراب اسکر فھو حرام متفق علیہ یعنے روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ سوال کیے گئے حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبع سے اور وہ نبیذ شہد کا ہے فرمایا
جو چیز پینے کی نشہ کرے پس وہ حرام ہے نقل کی اوس کو بخاری اور
مسلم نے بتع با کی کسر اور تا کے سکون سے اور تا کے کسرے بھی
آیا ہے اور نبیذ شہد کا وہ ہے کہ شہد کو ایک باسن مین ڈال رکھے
تا کہ وہ تیزی پیدا کرے مانند نبیذ کھجور کے اور حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے کلام کا حاصل یہہ ہے کہ اگر نبیذ شہد کا بھی نشہ کرے تو
وہ حرام ہے اور یہی حکم نبیذ تمر کا ہے اور کہتے ہین کہ خمر اہل یمن کی تبع ہے
وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل
مسکر خمر وکل مسکر حرام ومن شرب الخمر فی الدنیا فمات وھو
یدمنھا لم یتب لم یشربھا فی الاخرۃ رواہ مسلم یعنے حضرت
ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو چیز نشہ کرنیوالی ہے شراب ہے اور جو چیز نشہ کرنیوالی ہے حرام ہے
یعنے وہ تہوڑا ہو یا بہت ہو اور جو کوئی پیویگا شراب دنیا مین پہر مریگا
اوس حال مین کہ وہ اوس پر مصر تہا اور اوس نے شراب کے پینے سے
توبہ نہین کی تو آخرت مین وہ شراب طہور نہ پیویگا نقل کی اوس کو مسلم نے
وعن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر
کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ الترمذی وابوداود وابن
ماجہ یعنے حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز کہ بہت اوس کا نشہ کرے تو تہوڑا اوس کا بھی

حرام ہی نقل کی اوسکو ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ نے وعن ام سلمۃ قالت نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر رواہ ابوداود یعنی حضرت ام سلمہ سے مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہر نشہ کرنے والی چیز سے اور مفتر چیز سے نقل کی اوس کو ابوداود نے نہایہ مین لکھا ہے کہ مفتر اوس چیز کو کہتی ہین کہ جب اوس کو پیوی یا کھائی تو اوس کا بدن گرم ہو جائی یعنی گرمی اوس کی قلب او سوماغ مین سرایت کرجاوی اور اوس مین فتور یعنی ضعف اور انکسار پاوی اور عرب مین کہا جاتا ہی افتر الرجل اس وقت کہ ضعیف ہو جائین پلکین اوس کی اور شکستہ ہو جائی گوشہ چشم اوس کا اور دلیل پکڑی گئی ہی ساتھ اس کی ہنیج اور او ر منغیرات او مفترات کی حرمت پر مانند اجوائن خراسانی وغیرہ کے وعن ابی موسی الاشعری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلاثۃ لا یدخل الجنۃ مدمن الخمر وقاطع الرحم ومصدق بالسحر رواہ احمد یعنی حضرت ابی موسی اشعری سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی بہشت مین نہ داخل ہونگی ہمیشہ شراب پینی والا اور ناتی کا توڑنی اور قطع کرنیوالا اور یقین اور سچ جاننی والا جادو کا نقل کی اوس کو احمد نے اور یقین اور سچ جاننی والی سحر سے اور وہ شخص مراد ہے کہ سحر کو موثر بالذات جانے تو وہ بہشت مین داخل نہوگا و الا یقین کرنا سحر کا بمعنی ثبوت اوس کے تاثیر کے اور موثر ہونے اوسکی ساتھہ حکم اللہ تعالی کے صحیح ہے اس لئی کہ وارد ہوا ہے السحر حق وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدمن الخمر ان مات لقی اللہ کعابد وثن رواہ احمد وروی ابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ والبیہقی فی شعب الایمان عن محمد بن عبد اللہ عن ابیہ وقال ذکر البخاری فی التاریخ عن محمد بن عبد اللہ عن ابیہ یعنی حضرت

ابن عباس سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ پینی والا شراب کا
اگر مر جاوی ملاقات کریگا اللہ تعالی سے مانند پرستش کرنیوالے بت کے نقل کیا اوس کو
احمد نے اور نقل کی ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سی اور بیہقی نے کتاب شعب الایمان مین
محمد بن عبداللہ سی اور اوسنی اپنی باپ سی اور کہا بیہقی نے کہ ذکر کیا ہی بخاری نے یعنی اس
حدیث کو تاریخ مین محمد بن عبداللہ سی اور اسنی اپنی باپ سے اور جاننا چاہی کہ حدیث
مین ہی کہ اگر مر جاوی ملاقات کریگا اللہ تعالی سی مانند بت پرست کی یعنی اگر وہ مر جاوی
ادمان خمر کی حالت مین بغیر توبہ کی تو جیسا کہ بت پرست اللہ تعالی سی کہ وہ اس پر حالت
غضب مین ہوگا ملاقات کریگا ایسا ہی ہمیشہ پینی والا شراب کا اور تشبیہ مدمن خمر کی
بت پرست سی اپنی ہوا کی متابعت اور اللہ تعالی کی امر کی مخالفت مین ہی اور تحقیق
اللہ تعالی نے مقارنت فرمائی ہی قرآن مین درمیان خمر کے اور روثن کے جیسا کہ
فرمایا ہی انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام اور مطابق قولہ تعالی افرایت
من اتخذ الہہ ہواہ کے اتباع ہوا کی مانند عبادت وثن کی کفر ہی اور شراب
خوری متابعت ہوا سی ہوتی ہی خصوصًا کہانت کی احادیث کی بیان مین عن عائشۃ
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الملائکۃ تنزل فی العنان
وهو السحاب فتذکر الامر الذی قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع
فتسمعہ فتوحیہ الی الکہان فیکذبون معہا مائۃ کذبۃ من عند
انفسہم رواہ البخاری یعنی حضرت عائشہ سی مروی ہی کہ سنا مینی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نی فرمایا تحقیق ملائکہ اوترتی ہین عنان مین اور وہ ابر ہی
پس ذکر کرتے ہین وہ اون امور کا کہ مقدر ہوی ہین آسمان مین پس چوری سی سنتی ہین

اوس کو شیاطین پس پہونچاتے ہین وہ کاہنون کو پس باندہتے ہین کاہن اپنے جی سے اوسکے ساتھہ سو جہوٹ روایت کیا اوس کو بخاری نے اور وھو السحاب تفسیر عنان کی ہے اور یہہ قول حضرت عائشہ کا ہے قاموس مین ہے کہ عنان فتح سے سحاب کو کہتے ہین کہ وہ پانی کو تہامتا ہے اور کسری وہ کہ جب تم آسمان کیطرف دیکھو تو وہ تجہے دیکہنے مین آوے اور صراح مین ہی کہ وحی دل مین ڈالنا اشارہ کا یا پیغام کا وعن حفصة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی عرافا فسئله عن شیٔ لم یقبل له صلوة اربعین لیلة رواہ مسلم یعنی حضرت حفصہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عراف کے پاس آتا ہے اور کسی شئی مخفی کو عراف سی پوچہتا ہی پس اوسکی چالیس دن کی نماز نہین قبول ہوتی روایت کیا اوس کو مسلم نے عراف وہ کہ غیب سی خبر دیوی مثل کاہن اور نجومی کے اور یہہ کہ حدیث مین ہے کہ نہ قبول ہوگی اوس کی نماز چالیس رات کی تو مراد اس سی عدم حصول ثواب چالیس روز کی نماز کا ہے نہ یہہ کہ اوسکی چالیس روز کی نماز نامقبول ہی یا باطل ہی اور اوس کو اوس کا قضا کرنا واجب ہی اگرچہ حدیث مین تخصیص نماز شب کی ہی لاکن اوس سے چالیس دن اور چالیس رات کی نماز مراد ہی اور ایسا بہت ہی کہ رات کا ذکر کرتے ہین اور دن کو اوس کا تابع سمجہتے ہین یا دنکا ذکر کرتے ہین اور رات کو اوسکا تابع سمجہتے ہین یعنی مراد اوس سے رات اور دن کہتے ہین اور احتمال ہے کہ چالیس راتکی نماز سی مراد نماز تہجد چالیس رات کی ہو پس عراف سی پوچہنا موجب نقص فضائل ہی نہ حبط فرائض خصوصا

دشنام اور غیبت اور نمامی وغیرہم سی زبان کی نگاہ رکہنی کے احادیث کی بیان مین وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما عرج بی مررت بقوم لهم اظفار من نحاس یخمشون وجوهم وصدورهم فقلت من هؤلاء یا جبریل قال هؤلاء الذین یاکلون لحوم الناس ویقعون فی اعراضهم رواہ ابو داؤد یعنی حضرت انس سی مروی ہی کہ حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب کہ اوپر لیگیا مجھکو رب میرا یعنی جب مجھکو معراج ہوئی گذرا مین ایک قوم پر کہ اونکی ناخن تانبی کے تھی کہرونچتی تھی وہ اپنی منہ کو اور اپنی سینہ کو پس کہا مینی کون ہین یہہ ای جبرئیل کہا اونہون نی یہہ وہ لوگ ہین کہ لوگون کی گوشت کہاتے ہین اور لوگون کی آبرو مین پڑتی ہین یعنی وہ لوگون کی غیبت کرتے ہین اور اوس کو برا کہتے ہین اور بسبب اوس کی لوگون کی آبروریزی کرتی ہین روایت کیا اوس کو ابوداودنی وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذالک الا حار علیہ متفق علیہ یعنی حضرت ابی ذر سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسیکو کافر یا خدا کا دشمن کہیگا اور وہ فی الواقع ایسا نہو مگر یہہ کہ رجوع کریگا وہ اوس پر روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نی یعنی جو کوئی کسی مسلمان کو کافر یا عدو اللہ کہیگا اور اگر وہ فی الواقع کافر اور خدا کا دشمن نہوگا تو وہ کہنے والا خود کافر اور عدو اللہ ہوجاویگا وعن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر متفق علیہ یعنی حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برا کہنا مسلمان کا فسق ہی اور مار ڈالنا اوس کا کفر ہی روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے اور جاننا چاہیے کہ یہہ حدیث مشتمل تغلیظ اور تشدید پر ہی درباب ممانعت مار ڈالنی مسلمان کے اور مقصود نفی اسلام کامل کی ہی جیسا کہ حدیث المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ اس پر دلالت کرتی ہے یعنی مسلمان وہ ہی کہ مسلمان اوس کی ہاتہہ سی اور زبان سے سلامت رہین یا مراد مار ڈالنی سی بطریق استحلال کی ہی اور اس مین کچھ شک نہین کہ مستحل حرمت کا کافر ہے وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک رواہ البخاری یعنی حضرت ابی ذر سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ لگاوی کوئی آدمی

کسی اور آدمی کو فسق سی اور کفر سی یعنی کوئی شخص کسی مسلمان کو فاسق یا کافر نکہی مگر پہرتا اور لوٹتا ہی کلمہ فسق کا اور کفر کا کہنی والی پہ اگر نہ ہو یار اوس کا کہ جس کو اوس نی فاسق یا کافر کہا ہی اوسیطرح کا یعنی اگر کسی مسلمان نی غیر فاسق کو فاسق کہا یا غیر کافر کو کافر کہا تو وہ آپ فاسق اور کافر ہو جائیگا روایت کیا اوس کو بخاری نے وعن انس وابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المستبان ما قالا فعلی البادی مالم یعتد المظلوم رواہ مسلم یعنی حضرت انس اور حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا یعنی دو شخص آپس مین گالی دینی والی گناہ اوس گالی دینی کا پہلی گالی دینی والی پہ ہی کہ جسنی پہلی گالی دی ہی جب تک کہ زیادتی نکری اور عوض کی حد سی نگذری مظلوم یعنی وہ دوسرا کہ مظلوم ہی اور اوس کو گالی دی گئی ہی روایت کیا اوس کو مسلم نی یعنی اگر دو آدمی آپس مین گالی دی رہی ہین جسنی کہ اول گالی دی ہی گناہ دوسری گالی دینی والی کا بھی پہلی گالی دینی والی پہ ہی اس لئی کہ اوس نی پہلی گالی دی اور اوس دوسری پر کہ وہ مظلوم ہی ظلم کیا مگر یہہ گناہ پہلی گالی دینی والی پر جبتک ہی کہ وہ دوسرا کہ مظلوم ہی پہلی گالی دینی والی سی گالی دینی مین نہ بڑہی اور وہ جب پہلی سی گالی دینی مین بڑہ گیا تو وہ مظلوم نہ رہا پس جسنی زیادہ گالی دینی ہونگی گناہ اوس دوسرے کا بھی اوس پر ہی وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجدون اشر الناس یوم القیامۃ ذا الوجہین الذی یاتی ھؤلاء بوجہ وھؤلاء بوجہ متفق علیہ یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن زیادہ بُرا اور بدحال آدمیون کا دو رنگ کو پاؤگے کہ آتا ہی ایک جماعت کی پاس ایک مونہہ سی اور دوسری جماعت کی پاس دوسری مونہہ سی یعنی

وہ جس گروہ کے پاس آتا ہی اوس کی خوشامد کی باتین کرتا ہی اور اوس کو وہ حقکی بات نہین کہتا روایت اوس کو بخاری اور مسلم نے وعن حذیفة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یدخل الجنة قتات متفق علیہ وفی روایة لمسلم نمام یعنی حضرت حذیفہ سی مروی ہی کہا اوس نے کہ سنا مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت مین چغل خور نجایگا نقل کی اوس کو بخاری اور مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت مین بجای قتات کی نمام ہی اور جاننا چاہی کہ قتات اور نمام کی ایک ہی معنی ہین اور صراح مین لکھا ہی کہ قت سخن چینی کرنا اور سخن چین وہ آدمی ہی کہ کسی آدمی کی چوری سی باتین سنی تا کہ وہ بغرض فساد کے اورونکو پونچائی اور کہنی والی کو اوس سی خبر نہو کہ کوئی آدمی میری باتین چوری سی سن رہا ہے اور قاموس مین لکھا ہی جو کوئی کسی آدمی کی باتین چوری سی سنی خواہ وہ دوسرونکو پہونچائی یا نہ پہونچائی اوس کو قتات کہتی ہین اور نمامی ایک بات کو ایک جا سی دوسری جا لیجانا تا کہ فتنہ اور فساد برپا ہو اگرچہ وہ سچ بھی ہو اور مسلم کی روایت سی ثابت ہوتا ہی کہ قتات بمعنی نمام کے ہی وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالصدق فان الصدق یهدی الی البر وان البر یهدی الی الجنة وما یزال الرجل یصدق ویتحری الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقا وایاکم والکذب فان الکذب یهدی الی الفجور وان الفجور یهدی الی النار وما یزال الرجل یکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا متفق علیہ وفی روایة لمسلم قال ان الصدق بر وان البر یهدی الی الجنة وان الکذب فجور وان الفجور یهدی الی النار یعنی حضرت عبد اللہ ابن مسعود

سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا لازم پکڑو تم اپنی پر
سچ بولنی کو اس لئی کہ سچ بولنا یعنی ملازمت اور مداومت سچ بولنی کی راہ بتلاتی ہی
نکوکاری کے طرف یعنی خاصیت سچ بولنی کی یہہ ہی کہ اوس کو نیکی کرنیکی توفیق ہوتی
ہی اور تحقیق نیکوکاری بتلاتی ہی یعنی پہونچاتی ہی نیکوکار کو بہشت تک یعنی بہشت کے
مراتب عالیہ تک اور ہمیشہ ایک شخص سچ بولتا ہی اور کوشش کرتا ہی سچ بولنی پر یہانتک کہ
وہ عند اللہ صدیق لکھا جاتا ہی اور دور رکھو تم اپنی کو جھوٹ سی اسلئی کہ تحقیق جھوٹ بولنا
پہونچاتا ہی بالخاصیت فسق اور فجور اور تحقیق فسق اور فجور پہونچاتا ہی طرف دوزخ کے
آگ کے اور ہمیشہ آدمی جھوٹ بولتا ہی اور جھوٹ بولنی مین کوشش کرتا ہے یہانتک کہ
عند اللہ نام اوس کا بڑا جھوٹا لکھا جاتا ہی نقل کی اوس کو بخاری اور مسلم نی اور مسلم کی
ایک روایت مین یون آیا ہی کہ تحقیق سچ بولنا نیکی ہی اور نیکی بہشت کو پہونچاتی
ہی اور تحقیق جھوٹ بولنا فجور ہی اور فجور دوزخ کی آگ کو پہونچاتا ہی وعن ام کلثوم
قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس
یقول خیرا و ینمی خیرا متفق علیہ یعنی حضرت ام کلثوم سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین جھوٹا وہ شخص کہ اصلاح کرتا ہی درمیان لوگون کے
اور کہتا ہی باتین نیک کہ باعث اصلاح اور رفع نزاع کی ہون اگرچہ وہ جھوٹ بھی
ہون اور پہونچاتا ہی اچھی باتین یعنی ایک سی دوسری کو روایت کی بخاری اور
مسلم نے وعن ابی بکرۃ قال اثنی رجل علی رجل عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
ویلک قطعت عنق اخیک ثلاثا من کان منکم مادحا لا محالۃ فلیقل احسب فلانا
واللہ حسیبہ ان کان یری انہ کذالک ولا یزکی علی اللہ احدا متفق علیہ

یعنی ابی بکرہ سی مروی ہی کہ تعریف کی ایک شخص نی ایک شخص کی کہ وہ بھی حاضر تھا نزدیک
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ویل ہو
تجھپر کہ تو نی اپنی بھائی کی گردن کاٹی فرمایا اس کو تین بار جو شخص کہ ہو تم سی تعریف کرنیولا
ضرور پس چاہی کہ کہی وہ کہ گمان کرتا ہون مین فلانی کو ایسا یعنی مثلاً مرد صالح حال آنکہ اللہ
تعالی جانتا ہی حقیقت حال اوس کی اور حساب کرنیوالا اور جزا دینی والا ہی اوس کا اوس کی
کردارون کی اگر گمان رکھتا ہی تعریف کرنیوالا تحقیق وہ ایسا ہی یعنی مطابق اپنی تعریف
کی اور حکم نکری خدای تعالی پر ساتھہ جزم اور یقین کے کسیکو کہ وہ ایسا ہی یعنی وہ احتیاط
کری تعریف کرنے مین اور کہی کہ گمان رکھتا ہون مین کہ وہ ایسا ہی واللہ اعلم اور بالیقین یہ
نکہی کہ بلا شبہ وہ ایسا ہی تا حکم علم الٰہی جل شانہ پر نہو بغیر اون لوگون کی کہ نام اون کا حدیثون مین
آیا ہی مانند عشرہ مبشرہ اور غیر اونکی کی اور کاٹنا گردن کا بمعنی ذبح اور ہلاک جسمانی کی ہی
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا اوس کو ہلاک روحانی مین اس لئی کہ
اوس کی ممدوح کو عجب اور غرور پیدا ہوتا ہی اور ہلاک جسمانی ہلاک دنیا مین ہی اور ہلاک روحانی
ہلاک دین مین و عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی علیہ وسلم قال اتدرون ما
الغیبۃ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بما یکرہ قیل افرایت ان کان فی
اخی ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد
بہتہ رواہ مسلم وفی روایۃ اذا قلت لاخیک ما فیہ فقد اغتبتہ واذا قلت
ما لیس فیہ فقد بہتہ یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگ جانتی ہو کہ غیبت کیا ہی صحابہ نی عرض کیا کہ اللہ اور اوس کا
رسول زیادہ دانا ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بھائی کو تم ایسی

بات کہو کہ اوس کو پسند نہ آئی وہ غیبت ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہا گیا اگر جو منی کہا ہو وہ میری بہائی بین ہو یعنی اگر منی سچ کہا ہو فرمایا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جو کچھ کہ تونی کہا ہو وہ اوس مین ہو تو تونی اوسکی
غیبت کی اور اگر اوس مین نہ ہو پس تحقیق بہتان ہو رجہوٹ کہا تونی اوس پہ
روایت کیا اوس کو مسلم نے اور مسلم کے دوسری روایت مین یون ہی کہ جب
تونی اپنی بہائی کے لئی ایسی بات کہی کہ اوس مین ہو پس تحقیق تمنی غیبت کی اوسکی
اور جب تونی ایسی بات کہی کہ وہ اوس مین نہین پس تحقیق تونے بہتان باندہا
اوس پہ جاننا چاہئی کہ غیبت ایک گناہ نہایت اقبح اور اشنع ہی کہ وہ بہ نسبت اور
گناہونکی لوگون مین زیادہ پہیلا ہوا ہی ایسی لوگ بہت کم ہونگی کہ وہ جمیع الوجوہ
سی اوس سی بچی ہونگی اور کسیکو ایسی عیب سی یاد کرنا کہ وہ اوس کو پسند نہو
وہ غیبت ہی خواہ وہ عیب اوس کی بدن مین ہو یا اوس کی عقل مین یا اوسکی
دین مین اوسکی دنیا مین یا اوسکی خلق مین یا اوسکی مال مین یا اوسکی اولاد مین
یا اوس کی ماں باپ مین یا اوس کی بیوی مین یا اوس کی خادم مین یا اوسکی
رفتار مین یا اوس کی گفتار مین یا اوس کی کردار مین یا اوس کی ہئیت مین
یا اوس کی نشست برخاست مین یا اوس کی حرکات سکنات مین یا اوسکی تازہ
روئی مین اور ان کی سوا جو کچھ کہ اوس سی متعلق ہو اوس مین ہو خواہ وہ
ساتہہ ذکر کرنی الفاظ کی ہو یا کنایہ سی یا رمز سی یا اشارہ آنکہہ سی یا اشارہ بہوون
سی یا اشارہ سر سی یا اشارہ ہاتہہ سی اور مانند اونکی اور قاعدہ کلیہ اس مین یہہ ہے
کہ جس چیز اور وضع سی کسی مسلمان کا عیب بتائی تو اور وہ اوس کی غائبانہ ہو

پس وہ غیبت ہی اور اگر اوس کی روبرو کہی کہ وہ اوس کو ناخوش لگی تو وہ بہی حیا اور ایذا اور وقاحت اور فضیحت اور بدخوئی اور درشت گوئی ہی کہ یہہ اور گناہ ہی اور کفارہ غیبت کا کفارات مین آگی لکہا گیا ہی اور آدمیونکی برائیون کا بطریق اہتمام کی ذکر کرنا مضایقہ نہین اور مکروہ اوس صورت مین ہی کہ اوس کی برا کہنی کا یا نقصان کا ارادہ رکہی اور جس نے ایک شہر والون کی یا ایک بستی والون کی غیبت کی تو وہ غیبت نہین ہوتی یہانتک کہ قوم معین کا نام نہ لیوی کذا فی السراجیۃ اگر کوئی شخص نماز پڑہتا ہے اور روزہ رکہتا ہی اور جمیع ارکان اسلام کے بجالاتا ہی لاکن وہ لوگون کو ہاتھ سی اور زبان سی ضرر پہونچاتا ہی پس ذکر کرنا اوس کا ساتہہ اوس چیز کی کہ وہ اوس مین ہی غیبت نہین اور اگر کوئی آدمی اوس کی خبر حاکم کو پہونچاوی تاکہ وہ اوس کو تنبیہ کری پس گناہ اوس پہ نہین کذا فی فتاوی عالمگیری وقاضی خان عن بھز ابن حکیم عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویل لمن یحدث فیکذب لیضحک بہ القوم ویل لہ ویل لہ رواہ احمد والترمذی وابوداؤد یعنی بہز اپنی باپ حکیم سی اور وہ اپنی باپ معویہ بن حیدہ سی راوی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاکی ہو اوس کی لئی کہ وہ بات کہی پس وہ جہوٹ کہی تاکہ ہنسائی اوس سے آدمیون کو ہلاکی ہو اسکی لئی ہلاکی ہو اسکی لئی روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابوداود نے اور فیکذب کی قید سی مفہوم ہوتا ہی کہ اگر کوئی آدمی سچی بات کو دوستون کے ہنسانی کی لئی اور اونکی تفریح اور تنشیط کی لئی کہی تو وہ جائز ہی لاکن چاہئی کہ اوسکو

پیشہ اور کسب اپنا نکری اس لئی کہ مطایبہ اور مزاح کہ وہ جہوٹ نہو اگرچہ مشروع اور مسنون ہی لاکن اوسکا اپنا نا نہ دایما اور چاہیے کہ مدنظر اون لوگون کا ہنسانا نہو جیسا کہ حدیث آیندہ سی معلوم ہوتا ہی وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیقول الکلمۃ لا یقولہا الا لیضحک بہ الناس یہوی بہا ابعد مما بین السماء والارض وانہ لیزل من لسانہ اشد مما یزل من قدمہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تحقیق بندہ کہتا ہی کلمہ نہین کہتا ہی اوس کو مگر یہہ کہ ہنسائی اوس سی آدمیون کو گرتا ہی وہ بندہ بسبب اوس کلمہ کی دوزخ مین دور تر اوس مسافت سی کہ وہ درمیان آسمان کے اور زمین کی ہی اور تحقیق بندہ یہہ کہ پہسلتا ہی اپنی زبان سی زیادہ اوس سے کہ وہ پہسلے اپنی قدم سی یعنی زبان سی پہسلنا سخت تر قدم کے پہسلنی سی ہی روایت کیا اوس کو بیہقی نی شعب الایمان مین وعن عمار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان ذا وجہین فی الدنیا کان لہ یوم القیامۃ لسانان من نار رواہ الدارمی یعنی حضرت عمار سی مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص کہ وہ دنیا مین دورویہ ہوگا قیامت کی دن اوسکی دو زبانین آگ کی ہونگی روایت کیا اوس کو دارمی نے وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان وفی اخری لہ ولا الفاحش البذی وقال ہذا حدیث غریب

یعنی حضرت ابن مسعود سے مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا نہیں پورا مومن یعنی نہیں مومن کامل الایمان طعنہ کرنیوالا اور نہ لعنت
کرنیوالا اور نہ فحش بکنے والا اور نہ زبان درازی کرنیوالا نقل کی ترمذی نے
اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور بیہقی کی روایت مین ہی کہ نہین پورا مومن
فحش کہنے والا زبان درازی کرنیوالا یعنی اس روایت مین بذی کو فاحش کی
صفت قرار دیا ہی اور فاحش کو اوس کا موصوف ٹھہرایا ہی یعنی فحش کہنے والا دراز
زبان غرض اس حدیث سے یہہ ہی کہ یہہ اوصاف مومن کی نہین اور کہا اوس نے
کہ یہہ حدیث غریب ہی وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا كذب العبد تباعد عنه الملك ميلا من نتن ما جاء به رواه الترمذی
یعنی حضرت ابن عمر سے مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت
کہ جھوٹ کہتا ہی بندہ تو اوس جھوٹ کی بدبو سے فرشتہ محافظت کرنیوالا مقدار مسافت
میل کی دور ہوجاتا ہی روایت کیا اوس کو ترمذی نے وعن واثلة لا تظهر
الشماتة لاخيك فيرحمه الله ويبتليك رواه الترمذی وقال هذا حديث
غریب یعنی واثلہ سے مروی ہی کہ اوسنے کہا نہ ظاہر کر خوشی بھائی مسلمان کی لئے یعنی اگر
کوئی بھائی مسلمان بلاء دینی یا دنیوی مین پڑا ہو تو بسبب دشمنی کی کہ اوس سے رکھتا ہی
خوش نہو پس اگر تو خوش ہوویگا اوس پر تو خدا تعالی اوس پر رحم کریگا اور تجھی
اوس بلا سے مبتلا کریگا روایت کیا اوس کو ترمذی نے اور کہا اوس نے یہہ حدیث
غریب ہی وعن عائشة قالت قال النبي صلى الله عليه وسلم ما احب انی
حکیت احدا وان لی کذا وکذا رواه الترمذی وصححه یعنی حضرت عائشہ

راوی یہ ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں دوست رکہتا ہوں میں کہ نقل نکالوں میں کسیکی حال آنکہ ہو میری لئی ایسا اور ایسا یعنی اگرچہ میں دنیا سی کتنا ہی مال دیا جاؤں بسبب نقل کی نکالنی اور جاننا چاہیی کہ کسی کی نقل نکالنی حرام ہی خواہ وہ قولی ہو یا فعلی ہو اور وہ داخل غیبت محرمہ کی ہی وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتزله العرش رواه البیهقی فی شعب الایمان یعنی حضرت انس سے مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسوقت تعریف کی جاتی ہے فاسق کی تو حضرت پروردگار اوس کی تعریف کرنے والے پر غصہ ہوتا ہی اور بسبب تعریف کرنے اوسکی عرش کانپتا ہی یعنی ہلتا ہی روایت کیا اوس کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور کانپنا عرش کا یا محمول ہی ظاہر پر یا کنایہ ہی امر عظیم سی اس لئے کہ مدح فاسق کی منجر ہی ساتھ خوشنودی اوس فاسق کی کہ وہ موجب ناخوشنودی اللہ تعالی کی ہے اور نزدیک ہی وہ کہ موجب کفر کی اور استحلال حرام کی ہو اور جب فاسق کی مدح کا یہہ حال ہی تو ظالم کی مدح کا کیا حال ہوگا وعن خالد ابن معدان عن معاذ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعملہ رواہ الترمذی وقال هذا حدیث غریب یعنی خالد بن معدان سی اور وہ حضرت معاذ سے مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بہائی مومن کو کسی گناہ کی لئی طعنہ اور عار اور سرزنش کریگا تو وہ طعنہ کرنیوالا نمریگا جبتک کہ وہ آپ وہی فعل بد نکریگا اور مراد گناہ سی وہ گناہ ہی کہ بندہ مومن اوس سی تائب ہوا ہو

اس لئی کہ حضرت امام احمد حنبل نی اس حدیث کی لفظ ذنب کی تفسیر مین یون
فرمایا ہی کہ بذنب قد تاب منہ لاکن اوس نے اگر اوس فعل بدسی توبہ
نکی ہو اور وہ اوس مین گرفتار ہو تو اوس کو سرزنش کرنا چاہئے لاکن بطور
تکبر اور بقصد اوس کی تحقیر کی نکہی بلکہ بقصد زجر اور نصیحت کے کہی وعن عبادۃ
ابن الصامت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اضمنوا لی ستا من
انفسکم اضمن لکم الجنۃ اصدقوا اذا حدثتم واوفوا اذا وعدتم وادوا
اذا ائتمنتم واحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم رواہ احمد
والبیہقی فی شعب الایمان یعنی عبادہ بن صامت سی مروی ہے کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضامن ہو تم میری لئی چہہ چیزون کے
محافظت کی اپنی نفسون سی ضامن ہوتا ہون مین بہشت کا تمہاری سے لئے
یعنی تم چہہ چیزون کی محافظت کا مجھسے ضمانیت کا عہد کرو تو مین تمہاری بہشت
کی دخول کا ضامن ہوتا ہون ایک یہہ کہ جب بات کرو تم سچ کہو اور دوسرا
یہہ کہ جب کسی بات مشروعہ کا تم وعدہ کرو تو اوس کا وفا کرو اور تیسرا یہہ کہ
جب کسی سے امانت لیو تم تو اوس کو ادا کرو اور اوس کو واپس سلامت پہونچاؤ
اور چوتہا یہہ کہ تم اپنی اندام نہانی کو زنا سی نگاہ رکہو اور پانچوان یہہ کہ تم
حرام کی دیکہنی سی اپنی آنکہون کو باندہو یعنی محرمات کو نہ دیکہو اور چہٹا یہہ کہ
تم اپنی ہاتہون کو غیر کے مارنیسی اور حرام اور مکروہ اشیاء کی ہاتہہ لگانیسی
اور قمار اور چوری اور حرام خوری اور قتل اور مس محرمات اور غیر ہم
امور غیر مشروعہ منہیہ سی روکو روایت کیا اوس کو احمد اور بیہقی نی شعب الایمان

ہین وعن ابی سعید وجابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قالا قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الغیبت اشد من الزناء قالو یا رسول اللہ و
کیف الغیبۃ اشد من الزنا قال ان الرجل لیزنی فیتوب فیتوب اللہ
علیہ وفی روایۃ فیتوب فیغفر اللہ لہ وان صاحب الغیبۃ لا یغفر لہ
حتی یغفرہا لہ صاحبہ وفی روایۃ انس قال صاحب الزنا یتوب وصاحب
الغیبۃ لیس لہ توبۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی حضرت ابی سعید
اور حضرت جابر سے مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
غیبت کرنا بعضی وجوہ سے زنا سے سخت تر ہی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
عرض کیا کہ کیونکر غیبت کرنا زنا سے سخت تر ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ زانی زنا کرتا ہے پس وہ توبہ کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ اوس پر رحم
فرماتا ہے اور اوس کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور ایک روایت مین ہے کے
زانی توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اوس کا گناہ معاف فرماتا ہے اس لیے کہ زنا
حقوق اللہ سے ہی اور تحقیق غیبت کرنے والا نہین بخشا جاتا جبتک کہ معاف
اوس کو نہ بخشی یعنی جسکی اوس نے غیبت کی ہی اور انس کی روایت مین آیا ہی
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ زنا کرنیوالا توبہ کرتا ہی اور غیبت
کرنیوالی کی لئی توبہ نہین روایت کیا ہی اوس کو بیہقی نی شعب الایمان مین اور
کہتا ہی فقیر مودودی کہ چونکہ حق العبد حق اللہ سے اشد ہی تو اس لئی حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی زنا سے کہ وہ حق اللہ ہی غیبت کو کہ وہ حق العباد ہی
اشد فرمایا اس لئی کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہیگا تو زنا کو بخشیگا بخلاف غیبت کی کہ جبتک

مغتاب اوس کو نہ بخشیگا تو وہ بخشی نجائیگی یا یہہ کہ زناسی کہ وہ کبائرسی ہی آدمی خوف کرتا ہی اور اوس سی تائب ہوتا ہی بخلاف غیبت کی کہ آدمی اوس کو گناہ صغیرہ جانکر اوس سی خوف نہین کرتا اور تائب نہین ہوتا اور یہی معنی ہی د صاحب الغیبۃ لیس لہ توبۃ کی یعنی غیبت کرنیوالا بسبب تحقیر اور تصغیر غیبت کی اوس سی توبہ نہین کرتا یا صاحب الغیبۃ لیس لہ توبۃ کی معنی یہہ ہے کہ غیبت بسبب بخشنی مغتاب کی بخشی جاتی ہی نہ توبہ سی مگر در صورت عدم موجودگی مغتاب کی اوس کی لئی کفارہ ہی کما مر اور بعضی احادیث سی معلوم ہوتا ہے کہ اوس کا کفارہ استغفار ہی یعنی کہ جس کی غیبت کی جاوی اوس کی لئی استغفار کیا جاوی وعن عبد الرحمن بن غنم واسماء بنت یزید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیار عباد اللہ الذین اذا رأوا ذکر اللہ وشرار عباد اللہ المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الاحبۃ الباغون البرآء العنت رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان یعنی عبد الرحمن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ بندگان خدا مین سی اچھی وہ ہین کہ جب وہ دیکھی جائین تو اللہ تعالی کو یاد کیا جای اور بندگان خدا مین سی بری وہ ہین کہ گھومتی ہین چغلی اور نمامی کی لئی اور جدائی ڈالنی والی ہین درمیان دوستون کی اور طلب کرنیوالی ہین پاکون کی لئی فساد اور مشقت اور ہلاکت کو یعنی وہ صالحین کی لئی اتہام کا ذبہ کو مانند زنا اور فساد اور اور گناہون کی ڈھونڈتی ہین تا کہ اون کو اون اتہام شنیع سی متہم کر کے ہلاکت اور مشقت مین ڈالین روایت کیا احمد اور بیہقی نی شعب الایمان مین اور وہ

جو حدیث مین ہی خیار عباد اللہ الذین اذا رأوا ذکر اللہ یعنی
وہ اخیار عباد اللہ کہ بسبب تعلق اور اختصاص اللہ تعالی کی اوس مرتبہ کو
پہونچی ہین کہ آثار اور انوار آلٰہی جل شانہ کی اونکی چہرہ مبارک سے
ایسی نمایان ہین کہ جب وہ دیکھی جاتی ہین تو بسبب ظہور آثار عبادت و زہد
کسلامتیت اونکی اللہ تعالی کا ذکر کیا جاتا ہی یا اللہ تعالی یاد آتا ہی اور بعضون
نے اس کی توجیہ مین کہا ہی کہ دیکھنا اونکا مشابہ ذکر آلٰہی جل شانہ کی ہی
جیسا کہ کہا گیا ہی کہ عالم ربانی کا دیکھنا عبادت ہی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کہ صالح کی دیکھنی سی باطن مین نور ایمان کا ایسا منور ہوتا ہی کہ اوس سی
دل مومن کا روشن ہوجاتا ہی اور حدیث ہی النظر الی وجہ علی عبادۃ
یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہ کا دیکھنا عبادت ہے بعضی کتابون مین مروی ہے
کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ جب اپنی گھر سی باہر تشریف لاتی تھی تو جو کوئی
کہ اون کو دیکھتا تھا بی اختیار اوس کی موںہہ سی بطریق تعجب یہہ باہر نکلتا
تھا لا الہ الا اللہ ما اشرف ھذا الفتی لا الہ الا اللہ ما اکرم ھذا الفتی
لا الہ الا اللہ ما اعلم ھذا الفتی پس دیکھنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کا باعث
ذکر کلمہ توحید کا ہوتا تہا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نی شرح مشکوۃ مین اس حدیث
کی معنی مین بطریق حکایت کی لکھا ہی کہ مین ایکدن مکہ مکرمہ کی بازارمین جارہا
تھا ناگاہ میری نظر ایک آدمی پر پڑی بے اختیار میری منہہ سی یہہ نکلا لا الہ الا
اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر
کہتا ہی فقیر مودودی کہ مطابق مضمون حدیث شریف خیار عباد اللہ الذین

اذا رأوا ذكر الله كی یہہ کہ خدای تعالی کی بندونمیں اخیار وہ ہین کہ جب وہ دیکھی جاوین تو اللہ تعالی یاد آئی یا دیکہنا اون کا ذکر اللہ کا باعث ہو اس مین چند باتین ہین ایک تو یہہ کہ اخیار عباد اللہ سب مساوی المراتب نہین ہوتی بعضی اونمیں عابد اور زاہد ہوتی ہین اور بعضی متقی اور بعضی ابدال اور بعضی غواث اور اوتاد اور بعضی اوتاد وغیرہ اونکی اور دوسرا یہہ کہ سب دیکہنی والی بھی مساوی الحال نہین ہوتی بعضی اونمیں کافر ہوتی ہین اور بعضی مسلمان سیاہ دل اور مسلمانون مین بعضی عام مؤمن ہوتی ہین اور بعضی خاص مؤمن کہ وہ صاحب ذکر کی اور صاحب صفائی قلب کی ہوتی ہین اور تیسرا یہہ کہ ذکر بھی عام ہی کہ ذکر لسانی ہو یا قلبی ہو یا روحی ہو یا سری ہو یا خفی ہو یا اخفی ہو یا سلطان الاذکار ہو بعضی اخیار سی ایسی بھی ہوئی ہین کہ احیانًا مشاہدہ جمال باکمال اون کا باعث ذکر الہی جل شانہ کا اور باعث اسلام کا ہوا ہی جیسا کہ کتب تصوف سے ثابت ہی اور بعضی اخیار کے ایسی بھی ہوئی ہین کہ احیانًا دیکہنا اون کا باعث ذکر لسانی کا ہوا ہی جیسا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی دیکہنی سی کہتی تھی لا الہ الا اللہ ما اشرف ھذا الفتی لا الہ الا اللہ ما اکرم ھذا الفتی لا الہ الا اللہ ما اعلم ھذا الفتی اور جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا قصہ کہ آگی مذکور ہوا اور اوس قصہ سی بھی معلوم ہوا کہ اوس آدمی کی دیکہنی سی فقط شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی مونہہ سی کہ وہ آپ بھی صلحا سی تھی ذکر الہی نکلا نہ اور آدمیون کی مونہہ سی کہ وہ اوس وقت بین مکہ معظمہ کی بازار مین موجود تھی اگرچہ اوس آدمی کو اونہون نے بھی دیکھا تھا جسکی دیکہنی سی شیخ عبد الحق محدث دہلوی نی لا الہ الا اللہ الخ کہا اور بعضی دیکہنی

والی ایسی بھی ہوتی ہین کہ بمجرد مشاہدہ اخیار کی اونکی قلب مین انوار ایمان کی ایسی مجلی اور مشعشع ہوتی ہین کہ اون کو وہ انوار ایمانی قلب کی مشاہدہ سی معلوم ہوتی ہین کہ وہ موجب یاد آلہی جل شانہ کی ہوتی ہین اور بعضی دیکھنی والی ایسی ہوتی ہین کہ بمجرد دیکھنی اخیار کی اونکی دل مین محبت آلہی پیدا ہوتی ہی اور دنیا کی محبت اونکی دل سی سرد ہو جاتی ہی اور بعضی آدمی ایسی ہوتی ہین کہ بغیر دیکھنی اخیار کی بعض اونکی مزارات کے جانیسی اور بعضون کو اونکی مکانات مین بیٹھنی سی جس مین وہ اخیار کسی زمانی مین بیٹھی تھی یا اخیار کی کسی کپڑی کی پہننی سی یا اخیار کی ہاتھہ لگانیسی ذکر آلہی تعالی شانہ کا جاری ہوتا ہی اور مطابق حال ہر صاحب حال کی اون پہ انوار اور اسرار کشف ہوتی ہین کہ صاحب اس مذاق پر مخفی نہین حکایت مولوی خدابخش صاحب ملتانی ثم خیرپوری کہ مولوی عبید اللہ صاحب ملتانی کی مرشد اور شیخ العاشقین حضرت حافظ جمال اللہ صاحب ملتانی چشتی کی مرید اور سلطان الاکملین حضرت حافظ نور محمد مہاروی صاحب فخری نظامی چشتی کے مرید کی مرید تھی اتفاقاً ایام گرما مین دو تین فقراء کی ساتھہ بطریق سفر کے کسیطرف جارہی تھی اور چونکہ ایام گرما مین اکثر آدمی بخوف تمازت آفتاب کے رات مین سفر کرتے ہین تو حضرت مولوی خدابخش صاحب خیرپوری شب کو گھوڑون پر سفر کرتے کرتی صبح کی نماز کیوقت کسی کنوین پر جا پونچی اور چونکہ پنجاب کے ملک مین تمامی کنوؤن پر دولاب جاری ہوتی ہین تو اوس زمین کا مزارع کہ وہ مسلمان تھا تمامی رات بذریعہ بیلون کی دولاب چلا چلا کر آخر رات کو اوس

چاہ کی پاس چہارپائی پر سو رہا تہا حضرت مولوی خدا بخش صاحب خیرپوری نی مع اپنی فقرا سکی او ضو بنا کر صبح کی نماز ادا فرمائی اور ایک فقیر کو فرمایا کہ تم جاؤ اوس مزارع کو جگا کر کہو کہ صبح کی نماز پڑھی فقیر نی اوس کو پکار کر نماز کی ادائی کی لئی کہا اوس مزارع نی چونکہ تمام شب بیدار رہوا تہا اور اوسیوقت سویا تہا اور طبیعت اوس کی تمام رات کی بیخوابی سی بی چین تہی اوس کو فقیر کا جگانا بہت ناگوار ہوا اوس نی اوس فقیر صاحب کو سخت اور سست باتیں کہکر روانہ کر دیا اور پہر وہ ویساہی سو رہا پہر حضرت مولوی خدا بخش صاحب خیرپوری نی دوسری فقیر کو فرمایا کہ تم جاؤ اوس مزارع کو جگا کر نماز کی لئی کہو دوسرا فقیر بھی مثل پہلی فقیر کی اوس مزارع سی دشنام سن کر واپس آیا اور وہ دہقان پہر ویساہی سو رہا جب حضرت مولوی خدا بخش صاحب خیرپوری نی دیکہا کہ وہ مزارع نماز کی لئی نہین اوٹہتا اور سب کو گالی گلوچ بکتا ہی تب آپنے جا کر اوس کی پانون کی انگہوٹہی کو پکڑ کر اوس کو ہلایا اور اوس کو جگا کر فرمایا کہ بہائی اوٹہ صبح کی نماز پڑہ دا کر بہر دہاتہ لگانی اور جگانی حضرت مولوی خدا بخش صاحب خیرپوری سکی سلطان الاذکار اوس دہقان کا جاری ہوگیا اور لطایف کی انوار اوس پر منکشف ہونی لگی اور اوس کی ہر رگ وپی سی بلکہ ہر موسی ذکر اللہ اللہ کا جاری ہوا تب وہ دہقان حضرت مولوی خدا بخش صاحب خیرپوری کی قدمون پہ گر پڑا اور رونی لگا اور عرض کیا کہ یا حضرت جگانا یہی ہی کہ آپ نی جگایا وہ کیا جگانا تہا کہ آپ کی فقرا جگاتی تہی آپ نی تو ایسا جگایا ہے

کہ مادام الحیات کبھی غفلت نہو گی اور بعضی دیکھنی والی ایسی ہوتے ہین کہ اخیار کی
دیکھنے سی اوس کا ذکر قلبی جاری ہو جاتا ہے اور اوس کے دل سی ذکر اللہ اللہ
کا نکلتا ہے اور جاننا چاہئے کہ بر تقدیر تسلیم اس معنی کی کہ اخیار عباد اللہ وہ ہین کہ جب
وہ دیکھی جائین تو اللہ تعالی کا ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
دیکھنے سی ذکر کلمہ توحید کا کرتے تھے یا شیخ عبد الحق محدث دہلوی سی مکہ مکرمہ کی بازار
مین ایک آدمی کے دیکھنے سی ذکر تکبیر اور تہلیل وغیرہ ہما کا بے اختیار سرزد ہوا اور معنی
اس حدیث کی یہہ ہوی کہ جسوقت کسی اخیار عباد اللہ کو دیکھا جاوی تو ذکر اللہ کا
کیا جاوی تو بموجب اس تقریر کے حکم اس حدیث کا کلی نہین اس لئی کہ بعضی اخیار
اقطاب اور سائر کاملین سی ایسی بھی ہوئی ہین کہ اونکی دیکھنی سی ذکر اللہ تعالی
کا جاری نہین ہوا اور دیکھنی والے ہین اونکی دیکھنی سی کچھہ اثر ظاہر نہین ہوا
ہزارون کافرون سی اخیار ملاقی ہوئی ہین اور ہو رہی ہین اور اونہون نے
اون کو دیکھا ہی اور دیکھہ رہی ہین مگر اخیارون کے دیکھنی سی نہ کافرون سے
ذکر لسانی جاری ہوا اور نہ ذکر قلبی اور نہ ذکر قالبی یعنی سلطان الاذکار بلکہ بعضی
اخیار سی ایسی ہین کہ اون کو بغیر اللہ تعالی کے کوئی نہین پہچانتا جیسا کہ حدیث ہے
ان اللہ یحب الابرار الاتقیاء الاخفیاء الذین اذا غابوا لم یتفقدوا وان
حضروا لم یدعوا ولم یقربوا الحدیث یعنی تحقیق اللہ تعالی دوست رکھتا ہی نیکوکارون
پرہیزگارون پوشیدہ حالون کو وہ لوگ کہ جب وہ غائب ہون تو وہ نہ پوچھی جاوین
اور جب وہ حاضر ہون تو وہ نہ بلائین جائین مجلس مین بیٹھانیکی لیے اور اگر وہ بلائے
بھی جائین تو وہ تعظیم اور تکریم سی پاس بیٹھائی جائین دل اونکی چراغین ہدایت کے ہین

نکلتی ہین وہ زمین تاریک سی آخر حدیث تک جسکا کہ یہہ ساری حدیث ریا اور
سمعہ سی بچنی کی بیان مین انشاء اللہ تعالی لکہی جاویگی چنانچہ اسی وجہ سی یعنی عدم
تعارف اور عدم امتیاز کی وجہ سی سینکڑون اخیار کو اشرار فی مارڈالا اور قطع نظر اسکی
ہزارہا اخیار بلکہ شیوخ الاخیار کہ وہ معروف اور مشہور تھی اور ہر ایک اونکا قطب
الوقت اور غوث الزمان ہوا ہی ایسا نہین ہوا کہ جب کسی نے اون کو دیکہا ہو تب
ذکر الٰہی تعالی شانہ کا دیکہنی والی کی زبان پر جاری ہوا ہو مثل حضرت کمیل ابن زیاد
اور حضرت حسن بصری اور حضرت حبیب عجمی اور حضرت عبدالواحد ابن اور حضرت
معروف کرخی اور حضرت سری سقطی اور حضرت جنید بغدادی اور حضرت ابوبکر شبلی
اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرات خواجگان پنجتن چشت مبارک اجداد فقیر مولف
کی لاسیما شیوخ طریقت کے مثل غوث الاغواث ربانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین
شیخ عبدالقادر جیلانی اور قطب المکملین شیخ الاکملین سند الراسخین ہند الولی حضرت
خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور شمس العارفین امام الواصلین حضرت خواجہ بہاوالدین
نقشبند اور سلطان الاولیا شیخ الاتقیا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور فرد
الکرامات العالیہ مقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سید احمد رفاعی اور شیخ الطریقت
فرد الحقیقت حضرت سید ابوالحسن شاذلی اور اور شیوخ طریقت کے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین
اور مریدین اونکی کہ ہر ایک اون کا غوث الوقت سید الاخیار ہوا ہی بلکہ سبطین بحرین
قرۃ العینین حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کی یعنی حضرات حسنین اور اور
ائمہ اثنا عشر کہ وہ شیوخ الاخیار بلکہ سادات الاخیار تھی اون کی دیکہنی سی ہی ذکر الٰہی
جاری نہین ہوا اور اگر اون حضرات کی دیکہنی سی دیکہنی والون کی زبان پر

اونکی دلون مین ذکر آلہی جاری ہوتا تو تابعین یزید پلید کی حضرت امام حسین رضی اللہ
تعالی عنہ کو مع ذکور اہل بیت کی شہید نکرتی بلکہ حضرت سید الانبیا صلوٰۃ اللہ علیہ و
سلام کی دیکہنی سی ابو جہل اور ابو لہب وغیرہ کفار شقاوت آثار عرب سنی ذکر الہی
تعالی شانہ کا جاری ہوا ہوتا نزدیک اس فقیر کی مطابق قول بعض کی کہ آگی مرقوم ہوا
ہی یہہ توجیہ مستحسن معلوم ہوئی کہ دیکہنا اخیار عباد اللہ کا مشابہ ذکر آلہی کی ہے یا وہ
قائم مقام ذکر آلہی تعالی شانہ کی ہی یعنی جب وہ دیکہی جائین تو گویا اللہ تعالی کا
ذکر کیا گیا جیسا کہ حدیث مین ہی کہ حضرت علی کا دیکہنا عبادت ہی اور اخیار عباد اللہ
سے بہی مراد وہ عباد اللہ ہین کہ شریعت اور طریقت کی عالم اور عامل ہین نہ عالم بے عمل
کہ اونکی حق مین اللہ تعالی نی قرآن مجید مین فرمایا ہی کمثل الحمار یحمل اسفارا یعنے
عالم بی عمل مانند گدہی کی ہین کہ اوٹہاتی ہین کتابون کو اس آیتہ کی ترجمہ مین سعدی
شیرازی نی کہا ہی۔ نہ محقق بود نہ دانشمند۔ چار پائی برا و کتابے چند
اور جب دیکہنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور عالم ربانی کا عبادت ہوا اور عبادت
ذکر ہی اس لئی کہ اللہ تعالی نے چند جگہہ قرآن مین نماز کو ذکر فرمایا ہی اور نماز
عبادت ہی تو دیکہنا حضرت علی کا اور دیکہنا اخیار عباد اللہ کا مشابہ ذکر آلہی جل جلالہ
کی ہوا اگرچہ اس حدیث کی معنی مین فقیر مولف کو یہہ توجیہ مستحسن معلوم ہوئی مگر تب
بہی اس فقیر کو اس حدیث کی معنی مین تشفی حاصل نہوئی دل مین خلجان رہا کہ یہہ دلیل
ہی کہ اخیار عباد اللہ کا دیکہنا مشابہ ذکر آلہی تعالی شانہ کی یا قائم مقام ذکر اللہ تعالی
کے ہی مگر ظاہری معنی اس حدیث کی تو یہہ ہی کہ خیار اللہ وہ ہین کہ جب وہ دیکہی جاوین
تو ذکر آلہی کا کیا جاوی اور یہہ شرطیہ کلیہ نہین کما بینتہ آنفا تو اس اثنا مین کہ یہہ

فقیر اس حدیث کی معنی مین متفکر اور متردد تھا کہ مولانا حافظ حاجی مولوی محمد انوار اللہ صاحب
کہ فضلاء نامدار دکن سی اور صالح اور متقی اور حضور پر نور نواب نظام الملک آصفجاہ
میر محبوب علیخان والی حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ کی اور آپکی صاحبزادہ بلند اقبال
نواب میر عثمان علیخان بہادر اطال اللہ تعالی عمرہ کی استاد ہین اور وہ مانند اپنی
چچا صاحب مرحوم کی اس فقیر کی شفیق ہین حسب طریقہ مرعیہ معمولہ اپنی چچا صاحب مرحوم کے
اور خصوصًا اپنی کی اس فقیر کی ملاقات کی لئی تشریف لائی اور اس فقیر کو اپنی ملاقات
سی مسرور کیا جزاہ اللہ تعالی خیر الجزاء تب اس فقیر نی ہنگام مکالمہ مین مولوی محمد انوار اللہ صاحب سی
استفادۃً استفسار کیا اور کہا کہ لفظ اذا کا امر مقطوع بہ کی لئی آتا ہی جیسا شرح ملا جامی
مین حروف شرطیہ کی بحث مین ہے اذا للامر المقطوع بہ یعنی اذا امر یقینی کے
لئی آتا ہے اور کلیہ حکم حدیث خیار عباد اللہ الذین اذا رأوا ذکر اللہ کا امر یقینی
نہین تب مولوی انوار اللہ صاحب نے اولًا اس حدیث کی یون توجیہ بیان فرمائی
کہ خیار عباد اللہ سی مراد وہ ضعفاء امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین کہ لوگون کے
نظرون مین احقر اور موجب ترحم کی اور سبب یاد الہی جل شانہ کی ہین اس فقیر نی
اونکی اس توجیہ کو مسلم نہ کہا اور کہا کہ یہہ توجیہ وجیہ نہین کوئی آدمی سلیم الذہن
اس کو مسلم نہ کہیگا تب مولوی انوار اللہ صاحب نی اس حدیث کی دوسرے
توجیہ بیان فرمائی کہ حضرت اللہ تعالی نی قرآن مجید مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کفار عرب کی حق مین فرمایا ہی ترٰہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون
یعنی یا محمد علیک الصلوۃ والسلام دیکھتی ہو تم کافرون کو کہ تمہاری طرف وہ دیکھتی
ہین اور حال آنکہ اونکو بینائی باطنی نہین اور وہ نہین دیکھتے تو اللہ تعالی نی

اونکی ظاہری دیکھنی کو کہ وہ مرادف رویت ظاہری کی ہی غیر مفید اور غیر معتبر جانکر اوس کو اونکی عدم بصیرت سی تعبیر فرمایا تو اس آیۃ مین وہم لا یبصرون سی عدم بصیرت باطنی مراد ہی کہ اوس سی مراد عدم محبت اور عدم اتباع اور عدم انقیاد و اعتقاد اور تعظیم ہی کہ بسبب عدم محبت اور اتباع اور انقیاد اور اعتقاد کفار عرب کے آیۃ تراہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون مین اللہ تعالی نے اونکی ابصارت ظاہری کو عدم بصیرت باطنی سی تعبیر کیا تو شاید مطابق اوس آیۃ کی اذا رؤا آخر کہ اس حدیث مین واقع ہی مراد محبت اور تعظیم اور اتباع اور انقیاد اور اعتقاد خیار عباد اللہ کا ہو کہ وہ بصیرت باطنی کی لوازم سی ہی اور عدم اوس کا موجب عدم بصیرت باطنی کی ہی جیسا کہ وہم لا یبصرون سی ظاہر ہی پس مطابق اس توجیہ کے معنی حدیث خیار عباد اللہ الذین اذا رؤا ذکر اللہ کی یہہ ہوئی کہ خیار عباد اللہ الذین اذا اتبعوا ذکر اللہ یعنی خیار عباد اللہ وہ ہین کہ جب وہ اتباع اور انقیاد کی جاوین تو اللہ تعالی کا ذکر کیا جاوی اور اس مین شک نہین کہ اعتقاد اور انقیاد اور اتباع اور محبت اور تعظیم خیار عباد اللہ کا موجب ذکر الہی جل شانہ کی بلکہ باعث ترقی مدارج عرفان کی ہی کہ آدمی اوس سی واصل باللہ بلکہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہوتا ہی اور مولوی انوار اللہ صاحب نی اس توجیہ وجیہ پر ایک حکایت کا اضافہ کیا کہ تفسیر روح البیان مین لکھا ہی کہ سلطان محمود غازی غزنوی حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور پوچھا کہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی حق مین آپ کیا کہتے ہین شیخ نی کہا کہ وہ ایسی شخص تھی کہ جس نے اون کو دیکھا ہدایت پائی اور سعادت کو پہونچا سلطان نی کہا یہہ کیسی بات ہی ابو جہل نے

خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تھا تو اوسنی ہدایت اور سعادت
نہ پائی بایزید کی دیکھنی سی کیسا کوئی ہدایت اور سعادت پاویگا شیخ نی فرمایا
ابو جہل نے حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہین دیکھا اوس نے محمد یتیم
بن عبد اللہ ابی طالب کی برادر زادی کو دیکھا تھا اگر وہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھتا وہ بے شک سعادت اور ہدایت حاصل کرتا جیسا کہ اللہ تعالی نی
قرآن مجید مین فرمایا ہی تراھم ینظرون الیک وھم لایبصرون پس اس سے
معلوم ہوا کہ رویت سی مراد اتباع اور اعتقاد اور انقیاد اور محبت اور تعظیم ہی
کسی نی کیا اچھا کہا ہی برائی دیدن روئیتو چشم دیگرم باید کہ این چشمے کہ
میدارم جمالت رانمی شاید مولوی رومی نی فرمایا ہی ای تو پنداری کہ روی انبیا
آنچنان کہ ہست می بنیم ما - گفت یزدان کہ تراھم ینظرون + نقش حمامند ہم
لایبصرون - اس توجیہ کی سننی سی یہہ فقیر بہت خوش ہوا اور اپنی دل مین سمجھا
شاید کہ اللہ تعالی نی مولوی انوار اللہ صاحب کو میری دفع اشکال کے لئی میری طرف
بہیجا تھا حدیث ہی عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتمس النار مسلما
رآنی اور رای من رآنی رواہ الترمذی یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہ مس کریگی دوزخ کی
آگ اوس مسلمان کو کہ اوسنی دیکھا ہی مجھے یا اوس مسلمان کو کہ اوس نے دیکھا ہی
اوس کو کہ اوس نی دیکھا ہی مجھ یعنی جس نے مجھ دیکھا ہی یا جس نے میری دیکھنی والی
کو دیکھا ہی اوس کو دوزخ کی آگ مس نکریگی روایت کیا اوس کو ترمذی نی اور
اس حدیث مین من رآنی سی مراد حضرت صحابہ علیہم الرضوان مین کہ دیدنیز توسط

کسی کی تبع اور منقاد اور معتقد حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور
رأی من رأنی سی مراد حضرات تابعین علیہم الرضوان ہین کہ وہ بتوسط حضرات
صحابہ کی تبع اور منقاد معتقد حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی تھی اور
اس رویت سی بھی رویت باطنی مراد ہی کہ وہ لوازم بصیرت باطنی سی ہی اور مقصود
اوس سی اتباع اور انقیاد اور محبت اور تعظیم اور اعتقاد ہی اور اسی سبب سے
اس حدیث مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مسلما کی قید فرمائی تاکہ
غیر مسلم یعنی کفار عرب کے مانند ابوجہل اور ابولہب وغیرہما کی کہ وہ حضرت احمد مجتبی علیہ السلام
والصلوۃ کو بدون محبت اور اتباع اور اعتقاد اور انقیاد کی دیکھتی تھی اور
وہ سبب عدم بصیرت باطنی اونکا تھا اور آیۃ تراھم ینظرون الیک وھم
لا یبصرون اونکی حق مین وارد ہوئی ہی اور اور کفار کہ وہ ابوجہل اور ابولہب
وغیرہما کی دیکھنی والی تھی عدم مس نار دوزخ کی حکم مین مشارک اور معادل اور مساہم
حضرات صحابہ اور حضرات تابعین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی نہو جاہین اور
فرق اور امتیاز درمیان رویت حضرات صحابہ علیہم الرضوان من الرحمن کی اور
رویت کفار عرب علیہم اللعنۃ کی محض اتباع یعنی اسلام و ایمان اور اعتقاد اور انقیاد
تھا کہ حضرات صحابہ حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو اتباع سی یعنی ایمان
اور انقیاد اور اعتقاد اور محبت سی دیکھتی تھی کہ بسبب اوس کی اونکی لئی اور
اونکی تابعین کی لئی حکم عدم مس نار دوزخ کا آیا اور ابوجہل اور ابولہب وغیرہما
کفار کی لئی کہ وہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغض اور حسد اور عداوت کی
نظر سی دیکھتی تھی اونکی اور اونکی تابعین کی لئی حکم خلود نار دوزخ کا آیا اور اگر

حدیث مین رآنی سی اور رآی من رآنی سی بغیر لحاظ قید مسلما کی محض رویت ظاہری حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بدون اتباع اور اعتقاد اور محبت کے مراد ہوتی تو ابوجہل اور ابولہب اور اور کفار عرب کہ اونہون نی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی دیکھنی والون کو دیکھا تھا تو وہ عدم مس نار دوزخ کی حکم مین معادل اور مشارک اور مساہم حضرات صحابہ اور حضرات تابعین کی ہوتی تامل وتدبر اور وہ کہ حدیث مین واقع ہی کہ حضرت علی کا دیکھنا عبادت ہی اور عالم کا دیکھنا عبادت ہی تو ان احادیث مین بھی دیکھنی سی مراد رویت باطنی ہی کہ وہ بصیرت باطنی کی لوازم سی ہی اور مراد اوس سی بھی اتباع اور اعتقاد اور انقیاد اور محبت اور تعظیم اور تکریم ہی اور اگر ان احادیث مین دیکھنی سی مطلق ظاہری دیکھنا بدون محبت اور اتباع اور اعتقاد اور تعظیم اور تکریم کے مراد لیا جائی تو وہ دیکھنا ہرگز عبادت نہوگا اس لئی کہ وہ دیکھنا تو کفار اور اشرار کو بھی حاصل تھا خصوصًا حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہ کا دیکھنا یا عالم ربانی کا دیکھنا اگر بطریق بغض اور عناد اور توہین اور تحقیر کی ہو تو وہ موجب کفر کی ہی اس لئی کہ فقہ کے بعض فتاوون مین مرقوم ہے کہ توہین اور تحقیر عالم کی کفر ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ علاوہ اس کی کہ وہ صحابہ کرام حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام سی اور خلفاء راشدین سی اور اہل بیت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی تھی سید العلماء بھی تھی حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اون کی شان مین ہی کہ یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ مین شہر علم کا ہون اور علی اوس شہر کا دروازہ ہے جب توہین اور تحقیر عام علما کی موجب کفر کی ہے تو توہین اور تحقیر حضرت علی کرم اللہ وجہ کی کہ وہ سلطان العلما

وادلیا رہی کیونکہ کفر نہو گی اور ظاہر ہی کہ روبت اوسوقت عبادت ہوگی کہ وہ
موجب اتباع اور انقیاد اور اعتقاد اور محبت اور تعظیم کی ہو اور جس رویت مین
کہ اتباع اور انقیاد اور محبت اور توقیر مشہود لہ کی نہو تو وہ عند اللہ غیر مفید
اور مطابق آیۃ تراھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون کی وہ موجب عدم
بصیرت باطنی کی ہی اور مطلق دیکھنا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا تو ابوجہل اور
ابولہب اور غیرہا کفار اور اشرار عرب کو لاسیما حضرت علی کرم اللہ وجہ کی قاتل
کو بھی حاصل تھا اور ایسا ہی مطلق دیکھنا عالمون کا تو اون فساق اور فجار کو کہ باوجود
دیکھنی عالمون کی عالمون کی اذیت اور تحقیر کے درپے ہوتے ہین یا اون فساق کو
کہ بخلاف فرمان واجب الاذعان علمار ربانی کی وہ فسق اور فجور مین مستغرق ہتے
ہین اون کو بھی حاصل ہی تو چاہیئے کہ وہ دیکھنا اون کی لئی عبادت اور باعث اجر
اون کا ہو اور یہہ باطل ہی خصوصاً تحاجر اور تقاطع اور اتباع عورات کے بیچ
کی احادیث کی بیان ہین یعنی دوستون کی ملاقات کو چھوڑنی اور دوستون کی
دوستی کو قطع کرنے اور مسلمانون کے عیوب کے ڈھونڈنے کی ممانعت مین اور
جاننا چاہئی کہ تھا اور تقاطع کی معنی کاٹنا ہی پس تقاطع تحاجر کا مرادف ہی اور مراد
اوس سی بھائی مسلمان کی ملاقات اور سلام کا ترک کرنا اور پیوند صحبت مسلمان
کا اور اخوت اسلامی کا تین دن سی زیادہ کاٹنا مراد ہی اور عورات جمع عورت کی
ہے اور عورت وہ ہی کہ آدمی اوس کی ظاہر ہونے کو مکروہ جانی اور اوس کو شرم
رکھو اور یہہ دوست رکھی کہ وہ پوشیدہ رہی اور اوس سی مراد عیوب اور نقائص آدمی کی
ہین اور اتباع عورات یعنی عیب چینی کرنی عن ابی ایوب الانصاری قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لرجل ان یہجر اخاہ فوق ثلاث
لیال یلتقیان فیعرض ہذا ویعرض ہذا وخیرہما الذی یبدء بالسلام متفق
علیہ یعنی حضرت ابی ایوب انصاری سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کی لئی جائز نہین کہ وہ تین دن سی زیادہ مسلمان بھائی
سے کسی سبب سے ترک اخوت اسلامی کری اور جب وہ دونو ملاقی ہون تو وہ اپنا
مونہہ پہیری اور وہ اپنا مونہہ پہیری اور اچہا دونو کا وہ ہی کہ ابتدا کری سلام سے
یعنی دونو کے کلام دی روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے کہتا ہی فقیر مودودی
کہ چونکہ انسان کی طبع مین غضب اور بدخلقی اور حمیت اور تعصب اور امثال
اوس کی متمکن ہوتے ہین تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن تک
بہائی مسلمان کی مہاجرت کو معاف فرمایا تاکہ وہ غضب وحمیت وکینہ کہ باعث مہاجر
دو مسلمانون کا ہوا ہی دفع ہو جائی یا کمتر ہو جای اور چونکہ ابتدا اسلام سی کرنا باعث رفع
کینہ کا اور اظہار محبت کا ہی بنابر آن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اچھا دونو کا وہ ہی کہ ابتدا سلام سی کری اور اس حدیث مین مراد یہہ ہی کہ جب کسی دنیا دی
امر کی سبب سے درمیان دو مسلمانون کی تہاجر اور تقاطع واقع ہو تو تین دن سی زیادہ
دو مسلمانون کی روگردانی آپس مین حلال نہین اگر کوئی امور دینی باعث تہاجر کا ہو تو
وہ جائز ہی جیسا کہ اہل فسق اور فجور سی روگردانی کرنا جائز ہی اوس کی تائب ہونے
تک اور سیوطی نے موطا کی حاشیہ مین ابن عبد البر سی نقل کیا ہی کہ جو کوئی بخوف فساد دین
اپنی کی یا مضرت دنیاوی اپنی کی اور صلاح وقت اپنی کی کسی مسلمان سی بروجہ جمیل بغیر
دخول غیبت وعیب جوئی وکینہ وعداوت کی اجتناب کری تو جائز ہی اور احیاء العلوم مین

جماعۂ سلف صحابہ وغیرہم سی منقول ہی کہ اون مین سے بعض نی تا مدت عمر تہاجر کیا ہے
اور تین آدمیون نی جو کہ غزوہ تبوک سی تخلف کیا تہا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مع اپنی صحابہ و متبعین کی پچاس روز تک امر ساتہہ تہاجر اونکی فرمایا
تہا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک اپنی اہل سے تہاجر
کیا تہا اور حضرت عائشہؓ نی حضرت ابن زبیرؓ سی مدت تک تہاجر کیا اور چونکہ
حارث محاسبی نے علم کلام مین تصنیف کی تو امام احمد حنبل نی اوس سی قطع صحبت کا
کیا لاکن چاہئی کہ بسبب دنیاوی امورات کے تین دن سی زیادہ بہائی مسلمان سے
تہاجر و تدابر نہو لاکن اگر بسبب حدوث فساد دین کی ہو تو اوس مین باک نہین
لاکن اس مین نفسانیت کو دخل ندیوی الحب للہ والبغض للہ کو مدنظر رکہی
وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والظن فان
الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا
ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا وفی روایۃ ولا تنافسوا
متفق علیہ یعنی حضرت ابی ہریرہؓ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ تعالی علیہ وسلم نی
فرمایا بچو تم گمان بدسی اس لئی کہ بدگمانی زیادہ جہوٹی بات ہی اور نہ چوری کی
سنو اور نہ جاسوسی کرو اور کسی چیز کو اورکی ورغلانی کی لئی زیادہ بہاؤ سی نہ مانگو اور
حسد نکرو ایک دوسری سی یعنی آپس مین اور نہ بغض کہو آپس مین اور ایک دوسری کی
پیٹہہ پیچہے مین غیبت نکرو اور رہو بندہ اللہ تعالی کی مثل بہائیون کی اور ایک روایت
مین ہی کہ دنیا کی رغبت نکرو اور حرص نکرو روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے
اور یہہ کہ حدیث مین ہی کہ گمان زیادہ جہوٹی بات ہے اس لئی کہ جب کوئی آدمی

کسی آدمی پر گمان کرتا ہی تو وہ حکم کرتا ہے اوس پر کہ وہ ایسا ہی یا ایسا ہی اور
چونکہ وہ واقع مین ویسا نہین ہوتا تو حکم اوس کا جھوٹھ ہوتا ہے اور مراد اکذب الحدیث
سی حدیث نفس کی ہی اور چونکہ وہ شیطان کی القا سی ہوتی ہی تو اوس کو جھوٹی
بات کہنا اس سبب سے ہی اور یا اس مین مبالغہ ہی اور قرآن مجید مین آیا ہی ان
بعض الظن اثم یعنی تحقیق بعضی گمان گناہ ہین اور مراد اوس سی گمان بد ہی اور علمار
نی لکھا ہی کہ گمان بد کہ اوس سی نہی آئی ہی وہ وہ ہی کہ استقرار اور جزم کری ساتھہ اوسکی
نہ وہ کہ بطریق خطرہ کی دل مین گذری اور بعضون نی کہا ہی کہ گمان بد موجب گناہ
جب ہی کہ آدمی ساتھہ اوسکی کلام کری یعنی اوس گمان بد کو زبان پر لاوی اور پھر تقدیر
گمان گناہ تب ہی جب اوس پر دلیل نہ رکھتا ہو یا اوس پر دو دلیلین متعارض ہون
اور بحکم دلیل کے اور قرینہ واضح کی جو گمان کیا جاوی تو آدمی اوس سی ماخوذ نہین ہوتا
اور لا تحسسوا پہلا ساتھہ حار مہملہ کی ہی اور لا تجسسوا دوسرا ساتھہ جیم معجمہ کی ہی
اور بالعکس اور فرق درمیان تحسس اور تجسس کے علمار نی کئی وجہ سی کہا ہی قاموس مین فصل
جیم معجمہ مین لکھا ہی کہ تجسس دریافت کرنا خبرون کا اور جاسوس اور جسیس اوس سی ہے
اور فصل حار مہملہ مین لکھا ہی کہ حاسوس بمعنی جاسوس کی یا وہ مخصوص ہی ساتھہ خبر
خیر کی اور جیم معجمہ سی مخصوص ہی ساتھہ خبر شر کے اور بعضون نے کہا ہی کہ تحسسوا حار
مہملہ سی دریافت کرنا خبر کا حاسہ سی جیسا کہ چوری سی سننا اور چوری سی چھپ چھپکر
دیکھنا اور تجسسوا جیم معجمہ سی آدمی کی عیبون کا تفتیش کرنا اور بعض نی کہا ہی کہ جیم سے
طلب کرنا خبر کا غیر کے لئی اور حاسی اپنی لئی اور تنا جستجو بجش سے مشتق ہے
اور نجش ساتھہ سکون جیم کی لوگون پر طلب رغبت اور بلندی سی مراد ہی اور بعض نے

نے کہا ہے کہ ایک چیز کی زیادہ قیمت لگانی بغیر ارادہ خرید نے کے تا دوسرا آدمی
اوس کی دیکھا دیکھی اوس کو خرید لیوے اور اصل مین نجش شکار کی برانگیختہ کرنے کو
کہتے ہین اور نجش کہ وہ حدیث مین ہے بمعنی ورغلانی ایک آدمی کے دوسری آدمی کو
شر اور خصومت پر اور حسد بمعنی آرزو کرنے زوال نعمت غیر ظالم کی ہے یا آرزو کرنے
اس کی کہ نعمت اوس کی مجھے پہونچ جاوی کذا فی القاموس اور یہہ کہ حدیث مین ہے
کہ نہ بغض رکھو آپس مین یعنی اسباب حادث ہونے بغض سے احتراز کرو و الا حب و
بغض دونو صفات خلقی ہین کہ آدمی کو اون مین اختیار نہین و لا تدابروا کی
معنی یہہ ہے کہ آپس مین پس پشت غیبت نکرو اور طیبی نے کہا ہے کہ مراد تدابر سے تقاطع
ہے یعنی ترک ملاقات کی نکرو اس لئی کہ ہر ایک متقاطعین سے دوسرے کو پیٹھ دیتا ہے
یعنی حقوق سلام کی ادا سے وہ اعراض کرتا ہے اور معنی تنافس کی تحاسد ہے یا اوسکی
قریب اور احتمال ہے کہ تنافس بمعنی میل و رغبت کرنے دنیا مین ہو و عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفتح ابواب الجنۃ یوم الاثنین و یوم الخمیس
فیغفر لکل عبد لا یشرک باللہ شیئا الا رجل کانت بینہ و بین اخیہ شحناء فیقال
انظروا ھذین حتی یصطلحا رواہ مسلم یعنی حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھولی جاتی ہین دروازی بہشت کے پیر کی دن اور
جمعرات کی دن پس بخشش کی جاتی ہے ہر بندی کے لئے کہ نہ شریک کرتا ہو ساتھہ اللہ تعالی کے
کسیکو پس نہین رہتا بغیر مغفرت کے کوئی مگر وہ شخص کہ درمیان اوسکی اور درمیان کسی مسلمان کے
دشمنی اور کینہ ہو پس تحقیق کہا جاتا ہے ملائکہ کو کہ مہلت دو اون دو لوگی کہ وہ آپس مین دشمنی
رکھتے ہین یہانتک کہ وہ آپس مین صلح کرلین روایت کیا اوس کو مسلم نے و عن ام کلثوم بنت

عقبة ابن ابی معیط قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس ویقول خیرا وینمی خیرا متفق علیہ وزاد مسلم قالت ولم اسمعہ تعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرخص فی شئی مما یقول الناس کذبا الا فی ثلاث الحرب واصلاح بین الناس وحدیث الرجل امراتہ وحدیث المرأۃ زوجہا یعنی کہا ام کلثوم بیٹی عقبہ ابن معیط نے کہ سنا مین نے کہ حضرت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہین جہوٹا وہ صلح کری آدمیون مین یعنی جہوٹہ سی اور کہی وہ اچہی بات اور پہونچاوی وہ اچہی بات یعنی اگرچہ وہ جہوٹ بہی ہو روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے اور زیادہ کیا مسلم نے کہ کہا ام کلثوم نے کہ نہین سنا مین نے یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ دیتے ہون رخصت وی کسی شئی مین اوس سے کہ آدمی کہتی ہین جہوٹ سے مگر تین چیزون مین جہوٹہ کہنے کی رخصت دی ہی ایک کافرون کے جنگ مین یعنی یہہ کہ آدمی اپنی بہادری کی باتین کہی کہ اوس سی دشمن کا دل لوٹ جائی اگرچہ وہ جہوٹ بہی ہو دوسرا آدمیون کے درمیان صلح ولوانی کی لئے یعنی وہ ایسی باتین کہی کہ آدمیون مین صلح ہوجای اگرچہ وہ فی الواقع نہون تیسرا یہہ کہ مرد اپنی عورت کی دوستی کے لئی اور عورت اپنی مرد کے لئی یعنی وہ ایکدوسری کی ازدیاد دوستی کے لئی ایسی باتین کہین کہ وہ فی الواقع نہون اور جاننا چاہیے کہ ام کلثوم نے لم اسمعہ کی ضمیر سی حضرت نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کو مراد رکھا ہی وعن ابی خراش السلمی سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من ہجر اخاہ سنۃ فہو کسفک دمہ رواہ ابوداود یعنی حضرت ابی خراش سلمی نے سنا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کہ اپنی بہائی کو ایک سال تک جدا کری یعنی اوس سی خلاف رکہی اور اوس سے ایک سال تک بات چیت نکری پس وہ گناہ مانند گناہ اوسکی قتل کی ہی روایت کیا اسکو ابوداودنی اور اس حدیث مین مبالغہ اور تاکید ہی درباب

عدم جدائی بھائی کے اور جب ایک سال کامل کا ہجران مجری عادت سی خارج ہوا اور زہیر باعث
کمال دل آزاری کا ہی تو گویا بہجہ ہجران ایذا اور غصہ و غم کی ملو رسی بھائی کو قتل کرنا ہے
نہ یہہ کہ یہہ حقیقی قتل ہیکہ وہ بعد اشراک باللہ کی اکبر کبائر سی ہی وعن ابی ھریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لمومن ان یہجر مومنا فوق ثلاث فان
مرت بہ ثلاث فیلقہ فلیسلم علیہ فان رد علیہ السلام فقد اشترکا فی
الاجر وان لم یرد علیہ فقد باء بالاثم وخرج المسلم من الھجرۃ رواہ ابوداود
یعنی حضرت ابی ہریرہ سے مروی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں حلال
مومن کے لیے کہ وہ جدا کرے مومن کو تین دن سے زیادہ پس اگر گذرین جدائی سے تین روز
پس چاہیے کہ وہ ملاقی ہو اوس سے اور سلام کرے اوس پر پس اگر اوس نے سلام کا جواب دیا
پس تحقیق شریک ہوئے وہ دونو ثواب وصلت اور ترک ہجران میں یعنی پہلے جس نے سلام
کیا اوس نے ابتدا سلام کا اور ترک ہجران بھائی مسلم کا ثواب پایا اور اوس دوسرے آدمی نے
جواب سلام اور قبول سلام کا ثواب پایا اور اگر در صورتی کہ اوس نے اوس کے سلام کو رد کیا
یعنی اسکی سلام کا جواب نہ دیا پس تحقیق رجوع کیا اوس نے گناہ سے یعنی گناہ گار ہوا اور
خارج ہوا سلام دینے والا ہجران کے گناہ سے اور وہ گناہ اوس کے گردن پہ پڑا کہ
جسنے سلام کا جواب نہ دیا روایت کیا اوسکو ابوداود نے وعن ابی الدرداء قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصیام والصدقۃ
والصلوۃ قال قلنا بلی قال اصلاح ذات البین وفساد ذات البین ھی الحالقۃ
رواہ الترمذی وابوداود وقال ھذا حدیث صحیح یعنی حضرت ابی الدرداء سی
مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا خبر دیوں میں تمکو ایسی عمل سے

کہ ثواب اوس کا روزہ اور صدقہ اور نماز کی ثواب سی کہ وہ نافلہ ہوں افضل ہے
کہا ابو داود نے کہ کہا ہمنی یعنی مع اور صحابہ کے ہان خبر دیجئے ہمکو اوس عمل سے کہ وہ
روزہ اور صدقہ اور نماز سی فاضل تر ہو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اچہا کرنا ذات البین کا اور فساد ذات البین کا مونڈنے والا ہے روایت کیا اوس کو
ابو داود اور ترمذی عنے اور ذات البین اوس احوال کو کہتے ہین کہ وہ آدمیون کے درمیان
ہوتی ہے جیسا کہ بغض اور عداوت اور جنگ اور جدل کہ وہ آدمیون مین پڑا ہوا اور اون مین
فساد ڈالا ہوا اور مراد اصلاح ذات البین سی نیک کرنا اوس کا کہ وہ اوس بغض اور عداوت
اور جنگ اور جدل کو الفت اور محبت اور صلاح سے تبدیل کری اور فساد سی صلاح پر
لائی اور یہہ کہ حدیث مین ہے کہ فساد ذات البین کا مونڈنے والا ہی یعنی آپسکا فساد ہلاک
کرنیوالا ہی دین کا اور بیخ سے نکالنی والا ہی ثواب کا جیسا کہ استرہ بالون کو بیخ سے کاٹتا ہی
ایسا ہی آپس کا فساد دین کو اور ثواب کو جڑ سی کاٹتا ہے اور اس حدیث مین تحریص اور ترغیب ہے
اصلاح ذات البین اور دفع فساد کے لئی اور تحذیر اور تنفیر ہی خلاف اور فساد سی جیسا کہ
آگے کی حدیث مین بھی آویگا وعن الزبیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دب الیکم داء الامم قبلکم الحسد والبغضاء ھی الحالقة لا اقول تحلق الشعر
ولکن تحلق الدین رواہ احمد والترمذی یعنی حضرت زبیر سی مروی ہے کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئی ہے تم مین بیماری امم سابقہ کی وہ بیماری حسد
اور بغض کی ہے اور وہ بغض یا ہر ایک اون کا یعنی حسد یا بغض ہی مونڈنی والا ہے
نہین کہتا ہون مین کہ بالون کا مونڈنے والا ہی بلکہ دین کا مونڈنی والا ہے روایت کیا
اوس کو احمد نی اور ترمذی نے اور اس حدیث مین ضمیر ہی کے راجع ہے بغضا کیطرف

اس لیے کہ بغضا اشد ہے رخنہ اندازی دین مین اگرچہ وہ بھی نتیجہ حسد کا ہے اور اگر ضمیر ہی کا بتاویل کلو احد من الخصلتین کے ہر ایک خصلت کی طرف کہ وہ مراد حسد اور بغض ہین راجع ہو تو بھی جایز ہے وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب رواہ ابوداؤد۔ یعنی حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم حسد سے اس لئے کہ حسد کہاتا ہے یعنی نیست و نابود کرتا ہے اور لیجاتا ہے حاسد کی نیکیون کو جیسا کہ کھاتی اور جلاتی ہے آگ لکڑیون کو۔ روایت کیا اوس کو ابوداؤد نے جاننا چاہیے کہ اس حدیث سے معتزلہ نے اپنے مذہب کی دلیل پکڑی ہے کہ ارتکاب معصیت کا باطل کرتا ہے عمل صالح کو اور برائیان لیجاتی ہین نیکیون کو اور نزدیک اہل سنت وجماعت کے ایسا نہین بلکہ نیکیان لیجاتی ہین برائیون کو جیسا کہ قرآن مجید مین ہے ان الحسنات یذھبن السئیات اور معتزلہ کا جواب یہ ہے کہ معنی اس حدیث کی یہ ہین کہ جاتا رہتا حسد سے کمال ایمان کا جیسا کہ حدیث ہے الحسد یفسد الایمان کما یفسد الصبر العسل یعنی حسد بگاڑتا ہے ایمان کو جیسا کہ بگاڑتا ہے ایلوا شہد کو اور بعضون نے اوس کا یہ جواب دیا ہے کہ حسد کا حسنات کی کھانی اور لیجانے سے مراد یہ ہے کہ حاسد کو حسد باعث ہوتا ہے تلف کرنے مال اور ہلاک کرنے نفس پر اور ہتک حرمت محسود پر اور اگر یہ امور حاسد نہین کرتا تو ارادہ رکھتا ہے ہتک حرمت محسود کا بسبب غیبت کے تو ضرور وہ غیبت کرتا ہے پس روز قیامت کے اوس کی نیکیان دیکے محسود کو دین گی اوس کے حقوق کے عوض مین کہ وہ حاسد کی گردن پر ہین جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ مفلس میری امت مین سے وہ شخص ہے کہ روز قیامت کے ساتھ نماز اور روزہ

اور زکواۃ کے آویگا اور حال اوس کا یہ ہوگا کہ کسی کو اوس نے گالی دی ہوگی اور کسی کو بہتان زنا کا لگایا ہوگا اور کسی مال کہا لیا ہوگا اور کسی کا خون گرایا ہوگا کسی کو مارا ہوگا پس تمام نیکیان اوس کی اون کو دینگی کہ جنپر اوس نے ظلم کیا تہا جیسا کہ یہ حدیث آگے مرقوم ہو چکی ہے اور معنی حبط اعمال کے یہ ہین نہ مٹانا اور فنا کرنا اونکا دیوان اعمال سے اور اگر آج اونکو محو و فنا کیا ہوتا تو کل وہ ساتہ کس اعمال کے آویگا حال آنکہ حدیث ناطق ہے ساتہ آنے اوس کے مع اعمال صالحہ کے روز قیامت مین اور جواب یہ ہے کہ حسنات مضاعف ہوتے ہین ساتہہ استعداد اور اصلاح بندی کے پس جب بندہ مرتکب خطاؤن کا ہوتا ہے تو مضاعفت سے محروم رہتا ہے۔ وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وایاکم وسوء ذات البین فانہا الحالقۃ رواہ الترمذی۔ یعنی بچو تم برائی ڈلوانے سے درمیان دو شخصونکے پس تحقیق وہ موڈنے والا ہے یعنی تباہ کرنے والا ہے دین کا اور حصر مبالغہ کے لئی ہے وعن ابن عمر قال صعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المنبر فنادی بصوت رفیع یا معشر من اسلم بلسانہ ولم یفض الایمان الی قلبہ لا تؤذوا المسلمین ولا تعیروہم ولا تتبعوا عوراتہم فانہ من یتبع عورۃ اخیہ المسلم یتبع اللہ عورتہ ومن یتبع اللہ عورتہ یفضحہ ولو فی جوف رحلہ رواہ الترمذی یعنی حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ چڑہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر پس پکارا لوگونکو ساتہ آواز بلند کے پس فرمایا اے گروہ اون شخصون کی کہ اسلام لائے ہین ساتہ زبان اپنی کے اور نہین پہونچا ہے ایمان اون کے دلون کو نہ ایذا دیو تم مسلمانونکو یعنی کامل مسلمانون کو کہ جو اسلام لائے ہین زبان سے اور ایمان لائے ہین دل سے اور طعنہ نہ دو اون کو اور اون کے عیبون کو نہ ڈہونڈہو پس تحقیق جو شخص کہ وہ بہائی مسلمان کے

عیوب کے پیچھے پڑتا ہے یعنی تفحص کرتا ہے تو اللہ اوس کے عیوب کے پیچھے پڑتا ہے اور جس کے عیوب کے اللہ پیچھے پڑتا ہے تو اللہ تعالی اوس کو رسوا اور خوار کرتا ہے اگرچہ وہ شخص اپنے مکان اور منزل مین پوشیدہ ہو روایت کیا اوس کو ترمذی نے ۔ وعن جابر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اعتذر الی اخیہ فلم یعذرہ اولم یقبل عذرہ کان علیہ مثل خطیئۃ صاحب مکس رواہ البیھقی فی شعب الایمان وقال المکاس العشار یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عذر خواہی کرے اپنے بھائی مسلمان سے پس وہ بھائی اوس کو معذور نہ رکھے یعنی اوس کے عذر کا وہ انکار کرے اور کہے کہ تو عذر نہین رکھتا ہے تو جھوٹہ بولتا ہے یا وہ بھائی عذر اوس کا قبول نہ کرے اور اوس کو کہے اگرچہ تو عذر رکھتا ہے لیکن مین قبول نہین کرتا پس ہوگا اوسپر گناہ صاحب مکس کا نقل کی اوس کو بیہقی نے شعب الایمان مین اور کہا مکاس عشر لینے والا ہے یعنی وہ کہ ظلم کرے اور موافق شرع کے عشر نہ لے اور حدیث ہے کہ لا یدخل الجنۃ صاحب مکس یعنی بہشت مین نہ جاوے گا صاحب مکس کا اور قاموس مین مکس بمعنی ظلم اور نقص کی لکھا ہے اور مجمع البحار مین بیہقی سے منقول ہے کہ مکس بمعنی نقصان کے ہے اور ماکس وہ کہ مساکین کے حقوق رسانی مین نقصان کرے وعن ابی صرمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ضار ضار اللہ بہ ومن شاق شاق اللہ علیہ رواہ ابن ماجۃ والترمذی یعنی ابی صرمہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو کوئی بے حجت شرعی کسی کو گزند پہونچاوے گا اللہ تعالے اوس کو گزند پہونچاویگا اور جو کوئی نے سبب کسی سے خلاف اور دشمنی

گرے گا خلاف اور عداوت کرے گا اللہ تعالی اوسپر یعنی اوس سے روایت کیا اوسکو
ابن ماجہ اور ترمذی نے صراح مین ہے ضر گزند پہونچانا خلاف نفع کے اور صراح مین ہے
کہ شاقہ شقاق سے ہے بمعنی خلاف اور دشمنی کے اور اصل مین اشتقاق شاقہ کا شق بکسر
شین سے ہے بمعنی جانب کے اس لیے کہ ہر ایک متخالفین اور متنازعین سے ایک
جانب ہے اور سی اور طیبی نے کہا ہے کہ شاقہ مشقت سے مشتق ہے اور وہ وہ ہے
کہ اپنے صاحب کو تکلیف دے اس امر کی کہ وہ اوس کی طاقت مین نہو اور یہ معنی نزدیک تر ہے
کلمہ علی سے اگر نہ شاقہ بمعنی خلاف اور عداوت کے بغیر کلمہ علی کے آتا ہے جیسا کہ قرآن مجید
مین ہے من یشاق اللہ ورسولہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین
لہ الھدی اور اس لیے علما نے فرق کیا ہے مضار و مشاقہ مین اور بعض
حواشی مین مرقوم ہے کہ ضرر اور مشقت قریب المعنی ہین لاکن ضرر کا استعمال اتلاف مال مین ہے
اور مشقت کا ایذا رسانی بدن مین مثل تکلیف عمل شاق کے وعن المستورد عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من اکل برجل مسلم اکلۃ فان اللہ یطعمہ مثلہا من
جہنم ومن کسی ثوبا برجل مسلم فان اللہ یکسوہ مثلہ من جہنم ومن
قام برجل مقام سمعۃ وریاء فان اللہ یقوم لہ مقام سمعۃ وریاء یوم
القیامۃ رواہ ابوداؤد۔ یعنی مستورد سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی مسلمان کی غیبت کرنے کے سبب سے لقمہ کہاے گا
یعنی جو کوئی کسی آدمی کو بسبب کسی مسلمان کی غیبت کرنیکے خوش کرکے لقمہ کہائیگا اور
اپنے لقمہ کہانے کے لیے کسی مسلمان کی غیبت کرے گا پس تحقیق اللہ تعالے
کہلائیگا اوس غیبت کرنے والے کو مثل اوس لقمے کے دوزخ کی آگ سے اور جو کوئی کہ

پہنتا ہی کہ کپڑا بسبب غیبت کسی مسلمان کی یعنی وہ کسی آدمی کی خوش کرنیکی لئی کسی مسلمان
غیبت کرکی پوشاک حاصل کرتا ہی پس تحقیق پہناتا ہی اوسکو اللہ تعالی مثل اوسکی دوزخ کی آگ
سی اور یہ معنی تب ہی کہ کسی کو صیغہ معلوم سی پڑہا جاوی بقرینہ اکل اور قام کی اور اگر
کسی کو صیغہ مجہول سی پڑہا جاوی تو اوس کی معنی یہ ہوگی اور وہ کہ پہنایا جاوی اوس کو
بسبب غیبت کسی مسلمان کی کپڑا پس پہنایگا اللہ تعالی اوس کو مثل اوس کی جہنم سی اور
جو کوئی کہڑا ہوگا کسی آدمی کی لئی سمعہ اور ریا کی مقام مین یعنی جو کوئی کسی کی معتقد کرنی
کی لئی اور اوس کی سنانی اور دیکہانی کی لئی عبادت اور تقوی اور طہارت اور محامد
اور محاسن کریگا پس تحقیق اللہ تعالی قیامت کی دن اوس کو سمعہ اور ریا کے مقام
مین کہڑا کریگا اور اس کی دو معنی ہین ایک معنی تو یہہ ہی کہ جو کوئی دنیا مین اپنی صلاح
اور زہد تقوی کو کسی صاحب مال اور جاہ کی لئی ظاہر کریگا تاکہ وہ سنی اور دیکہی اور معتقد
ہوئی اور وہ صاحب مال اور جاہ کا اپنا مال اور جاہ اوس عابد ریاکار کی لئی صرف کری اور
اوس کو دیوی پس کہڑا ہوتا ہی اللہ تعالی اوس کی رسوائی کی لئی یعنی اللہ تعالی اوس کی
فضیحت کا ارادہ کرتا ہی اور کہڑا کریگا اوس کو قیامت کی دن سمعہ اور ریا کی مقام مین
اور ملائکہ کو فرمائیگا تاکہ وہ ندا دین کہ یہہ شخص ریاکار تہا اور اتنا زہد اور تقوی عبادت
خلق کی لئی کرتا تہا پس اوس کو عذاب کریگا اللہ تعالی ریاکارون کا اور دوسرے معنی یہہ ہے
کہ جو کوئی کہڑا کرتا ہی کسی آدمی کو سمعہ اور ریا کی مقام مین تاکہ وہ آدمی اوس کی عبادت
اور زہد اور تقوی اور طہارت کی ہر جا شہرت دیتا رہی اور اوس شہرت کو وہ مرائی
باعث حصول دنیا اور شرف دنیاوی کا کرتا ہی جیساکہ مشایخ کی مرید کہ وہ اپنی پیرونکی
تعریف کرکی اوس کو ذریعہ حصول دنیا کا گرداتی ہین تو اللہ تعالی قیامت کی دن اوس کو

فضیحت اور رسوائی کی مقام مین کہڑا کریگا اور فرشتی ندا دیونگی کہ یہہ جہوٹا ہی اوس نے
اپنی پیر کو اپنی حصول دنیا کی لئی جہوٹ سی شہرت دی ہی وعن سعید بن زید
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان من اربی الربوا الاستطالۃ فی عرض المسلم
بغیر حق رواہ ابوداود والبیہقی فی شعب الایمان حضرت سعید بن زید سی مروی
ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا کہ ربا مین بہت بڑا ربا زبان دراز
کرنی ہے مسلمان کی آبرو مین بغیر حق کے روایت کیا اوس کو ابوداودنی اور بیہقی نے
شعب الایمان مین اور از روی لغت کی ربا کی معنی افزونی اور زیادتی بھی اور شرع
مین قرض اور بیع مین زیادتی لینا اور مسلمان کی آبرو مین بغیر حق کی اور بغیر اذن
اور مصلحت شرعی کی زبان درازی کرنیکا گناہ ربا کی گناہ سی زیادہ ہی اور چونکہ زبان
درازی مین زیادہ استحقاق سی اور زیادہ رخصت شرعی سی آبرو ریزی ہی مبالغۃً ان
حضرت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نی تشبیہ دی اوس کو ربا سی کہ اوس مین ہے
حق سے زیادہ لینا ہوتا ہی اور اس لئی کہ مسلمانون کی آبرو اونکو اون کی مال سی عزیز
اور شریف ہی پس اوسکی لینی مین ربا کی لینی سے فساد اکثر اور اوفر ہوگا اور قید بغیر حق کی اس لئی ہے
کہ بعضی احوال مین زبان درازی مباح ہی جیسا کہ صاحب حق کا در اگر اوس شخص کو کہ وہ اوس کا
حق نہین دیتا ظالم کہی مباح ہی اور استطالت زبان درازی اور مسلمان کی آبرو ریزی غیبت سے
کرنا اور دشنام دینا اور کسی پہ ترفع اور تکبر کرنا اور کسیکو حقیر جاننا اور قاموس استطالت
بمعنی امتداد اور ارتفاع اور تفضل کے ہی اور صراح مین استطالت بمعنی تکبر کرنیکی ہے مضمونہا
غضب اور کبر کی برائی کی احادیث کی بیان مین غضب بتحتین غصہ کرنا اور حقیقت غضب کی ایک
حالت ہی کہ باعث حرکت نفس کی ہوتی ہی جانب خارج کے بقصد بدلا لینی اور دفع کرنے کرودہ کے

اس لئی کہ روح حیوانی حالت غضب مین میل کرتی ہی طرف مغضوب علیہ کی تا اوس سی بدلہ لیوی یا اپنی سی دفع مکروہ کا کری اور اسی سبب سی موکھہ غاضب کا سرخ ہوجاتا ہی اور رگین اوس کی پہول جاتی ہین جیسا کہ حالت خوشی مین روح میل کرتی ہے خارج کے طرف تا محبوب کے پیش آوی چنانچہ وقت افراط غضب کی اور خوشی کی خوف ہلاک کا ہوتا ہی بسبب نکل جانی تمام روح کی باہر کیطرف اور غم اور خوف کی حالت مین روح اندر کو چلی جاتی ہی اور زردی موکھہ کے اور لاغری بدن کی اسی سبب سی ہوتی ہی اور اس جگہہ بھی خوف ہلاک کا ہوتا ہے بسبب چلی جانے روح کی اندر کے جانب اور سرد ہونے اوس کی مطلق اور یہہ جو حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالی سی سوال نہین کرتا اللہ تعالی اوس پر غضب ہوتا ہی تو غضب ہونا اللہ تعالی کا بسبب گناہون کی قرآن مجید سی اور احادیث سی ثابت ہی تو اوس کو مجازا غضب کہا جاتا ہی یعنی اللہ تعالی اوس سی وہ معاملہ کرتا ہی کہ بادشاہ غضب کے وقت اپنی زیر دستون پر کرتا ہی کہ وہ اون سے بدلہ لیتا ہی اور عذاب نازل کرتا ہے اور غضب کرنا کہ غیر حق پر ہو تو وہ برا ہی اور اگر کوئی آدمی شرع کے مطابق نہ چلے اور اوس پر غضب حق کی لئی ہو تو وہ محمود ہی اور مقصود ریاضت سی ازالہ مطلق غضب کا نہین بلکہ مقصود اوس سی یہہ ہی کہ وہ حق کی لئی ہو اور غضب سبب انتظام بدن کا اور موجب حیات کا ہی اس لئے کہ آدمی بسبب اوس کی اشیاء موذیہ اور مضاہرہ کو دفع کرتا ہی اور اس لئی کہ نباتات مین قوت غضبیہ نہین رکھی گئی تو ہر کوئی اوسکی اہلاک پر قادر ہی بخلاف حیوانات کی کہ اوس مین قوت غضبی رکھی گئی ہی جیسا کہ بعضی جانور اپنی شاخون سی اور بعضی جانور اپنی دانتون سی اور اپنی پنجون سی اپنی موذیات کا دفع کرتے ہین اور آدمی مین اللہ تعالی نی عقل کو رکہا ہی کہ وہ ہر جنس کے آلات بنا کر اوس سی اپنی موذیات کو دفع کرتا ہی اور کبر منشا اوس کا عجب ہی اور وہ اچھا دیکھنا اپنی نفس کا اور اپنی صفات کا ہے اور جب کوئی

اوس کو اظہار کری اور بسبب اوس کی لوگون پر سبقت اور بلندی اور ترفع ڈہونڈہی اور
حق کی فرمان برداری سی انکار کری اور سرکشی ڈہونڈہی تو وہ تکبر اور استکبار ہوگا اور کبر
اور تکبر مذموم ہی اگر برخلاف واقع کی ہو یعنی اوس کی ذات مین وہ صفات اور کمالات
کہ وہ اون کا مدعی ہی نہون اور اگر واقع مین وہ فضائل کہ بسبب اونکی وہ سبقت اور بلندی
ڈہونڈہتا ہی اوس مین موجود ہون تو وہ مذموم نہین اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ نے
فرمایا ہی کہ کبر منقسم ہی طرف ظاہر کی اور باطن کی پس جبکہ وہ اوس کی اعضا پر ظاہر ہو تو
اوس کو تکبر کہا جاویگا اور جب وہ اوس کی اعضا پر ظاہر نہو تو کہا جاویگا کہ اوس کی نفس مین کبر
ہی اور مقابل تکبر کی تواضع ہی اگرچہ تواضع توسط ہی درمیان کبر کی اور صغر کی اس لئی کہ
کبر وہ ہی کہ صاحب اوس کا اپنی موجودہ حال سی زیادتی کا دعوی کری اور بخلاف اوس کے
صغر وہ ہی کہ صاحب اوس کا اپنی مقام سی تنزل اور فروتنی کری اور جس چیز کا یا جس مقام
کا کہ وہ استحقاق رکہتا ہو تو اوس کو بھی وہ ترک کری اور تواضع قایم ہونا طریقہ توسط
اور اعتدال پر درمیان کبر کی اور صغر کی اور حضرات مشائخ صوفیہ قدس اللہ تعالی سرارہم
نے چونکہ صفت کبر کی نفسون مین غالب دیکھی تو اتنا مبالغہ اوس کی ازالہ مین کیا کہ صغر کو
تواضع سی مشہور کیا اور اوس کی قایمقام ٹہرایا اس لئی کہ یہہ صفات تواضع کی کہ مشہور اور
معروف ہین یہہ صفات صغر کے ہین نہ تواضع کی اس لئی کہ تواضع توسط حال کبر کا اور صغر کا
ہی عن ابی ہریرۃ ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اوصنی قال لا تغضب فردد
ذالک مرارا قال لا تغضب رواہ البخاری یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ ایک
آدمی نی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ وصیت کیجئی مجکو حضرت
رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نی اوس کو فرمایا غضب مت کر پہر اوسنی کئی بار کہا کہ وصیت

فرمائی مجھی حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیمات نی فرمایا کہ غضب مت کر یعنی ہر بار کہ اوس شخص نی وصیت طلب کی اور کہا کہ اوصنی تو حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نی جواب اوس کا یہی فرمایا لا تغضب یعنی غصہ مت کر اس لئی کہ اوس شخص مین غصہ غالب تھا اور عادت شریف ایسی تھی کہ موافق حال ہر سائل کی جواب دیتی تھی اور ہر ایک درد کا علاج حسب اوس کی مرض کی فرماتی تھی پس اوس کی حق مین غضب کر نیکی ممانعت مناسب جانی اور بعض نی کہا ہی کہ طالب وصیت کا حضرت ابو درداء تھی اور اس حدیث مین رجل سی بھی مراد حضرت ابو درداء تھی اور کہا بعض محققین نی کہ وہ غضب کہ حق کی لئی نہو شیطانی وسوسون سی ہوتا ہے کہ آدمی بسبب اوس کی حد اعتدال سی صورت اور سیرت مین نکل جاتا ہی یہان تک کہ وہ شرعا اور عرفا کام باطل اور افعال بری کرتا ہی اور دل مین کینہ اور بغض رکھتا ہی اور سوای اوس کی بہت سی بری چیزین کہ وہ بد خلقی کی نشانیان ہین اوس سی ظاہر ہوتی ہین بلکہ کبھی کلمات کفر کی بھی اجاتا اوس سی سرزد ہو جاتی ہین تو اوس کو لازم ہی کہ وہ توبہ کری اور تجدید ایمان کی کری اس لئی کئی بار حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکی ممانعت فرمائی باوجود الحاح سائل کی زیادتی اور تبدیل کی لئی پس گویا کہ اوس کو فرمایا اچھا کر خلق اپنا اور خلق جوامع الکلم سی ہی گویا کہ یہہ معجون ہی کہ مرکب ہی علم سی اور عمل سی و عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب متفق علیہ یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ قوی اور پہلوان نہین وہ شخص کہ پچھاڑی لوگون کو سوای اس کی نہین کہ قوی اور پہلوان وہ شخص ہی کہ مالک ہو اپنی نفس کا غصہ کیوقت کہ وہ سخت تر اور قوی تر دشمن ہی تو چاہی کہ وہ اس کو زمین خواری پر ڈالی اور اوس پر غالب ہووی

کسی نی کیا اچھا لکھا ہی ٭ مردی نہ زور بازو دانی نہ زور کتف ٭ با نفس گر برائی دانم کہ شاطری
وعن حارثة ابن وهب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الا اخبرکم باهل
الجنة کل ضعیف متضعف لو اقسم علی الله لابره الا اخبرکم باهل النار کل عتل جواظ
مستکبر متفق علیه وفی روایة لمسلم کل جواظ زنیم متکبر یعنی حارثہ بن وہب سی
مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا آیا نہ خبر دیوں میں تمکو اہل بہشت
سی یعنی کہوں میں تمکو کہ اہل بہشت کی کون لوگ ہیں وہ ہر ضعیف کہ اور آدمی اوس کو ضعیف اور
حقیر جانیں اور اس پر تکبر اور تجبر کریں بسبب مسکینی اور شکستگی اوس کی اگر قسم کہا دیگا وہ
خدای تعالی پر تو راست گو کریگا اللہ تعالی اوس کو آیا نہ خبر دیوں میں تمکو اہل دوزخ سی
یعنی میں تمکو اہل دوزخ سی آگاہ کروں وہ آدمی درشت گو سخت گو لڑنیوالا بخیل
جمع کرنیوالا مال کا اور ناز سی چلنی والا ہی روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نی اور مسلم
کی ایک روایت میں ہی کہ ہر بخیل حرامزادہ کہ وہ اپنی کو اور کی اولاد سی کہتا ہی کہ
فی الواقع وہ اوس سی نہو یا اپنی کو اور قوم سی کہتا ہی کہ فی الواقع اوس سی نہو جیسا کہ
قرآن مجید میں عتل اور زنیم ولید بن مغیرہ کی شان میں آیا ہی اور یہہ کہ حدیث میں ہی کہ راست
گو کریگا اوس کو اللہ تعالی اس کی چند وجہ ہیں ایک تو یہہ اگر وہ قسم کہاتا ہی بامید لطف
الہی اور کرم خداوند جل شانہ کی کہ وہ مجہی راست گو کریگا تو راست گو اور سچا کرتا ہی اوس کو
اللہ تعالی اور اوس کی التجا کو قبول فرماتا ہی دوسرا یہہ کہ اگر وہ کسی چیز کا یا کسی کام کی انصرام
کا یا عدم انصرام کا اللہ تعالی سی سوال کرتا ہی اور اللہ تعالی کو قسم دیتا ہی کہ اوس کا مدعا
حاصل کری تو اللہ تعالی اوس کو سچا کرتا ہے اور سوال اوس کا قبول کرتا ہے اور تیسرا یہہ کہ
اگر وہ قسم کہاتا ہی کہ اللہ تعالی فلان کام کریگا یا نکریگا تو اوس کو اللہ تعالی سچا اور راست

گوگردانتا ہی اور ایسا ہی کرتا ہی کہ اوس نی اوس پر قسم کہائی تھی اور تضعف بفتح ضاد
کی فتح سی وہ کہ لوگ اوس کو ضعیف اور حقیر جانین اور اوس پر تکبر اور تجبر کرین بسبب
مسکنت اور شکستگی اوس کی اور بعضی نی کہا ہی کہ وہ عین کی کسر سی ہی اور معنی اوس کے
گمنام اور ذلیل اور نرم دل ہی عتل بعین مہملہ اور تاء فوقانیہ کی ضم سی آدمی درشت اور سخت اور
گو لٹنیوالا باطل سی جواظ جیم معجمہ کی فتح اور واو مہملہ کی تشدید سی بخیل جمع کرنیوالا مال کا
اور بعضون نی کہا ہی کہ ناز سی چلنی والا اور مراد اوس سی آدمی متکبر ہی اور زنیم حرامزادہ
وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لا یدخل الجنة
من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون
ثوبه حسنا ونعله حسنا قال ان الله جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط
الناس رواه مسلم یعنی حضرت ابن مسعود سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نی فرمایا کہ نہ داخل ہوگا بہشت مین وہ شخص کہ اوس کی دل مین مقدار ذرہ کی تکبر ہوگا
پس ایک آدمی نی کہا کہ تحقیق آدمی دوست رکہتا ہی کہ ہو کپڑا اوس کا اچہا اور جوتا اوس کا
اچہا یعنی اس خیال پر کہ اوس نی کہا کہ شاید کہ اچہا کپڑا پہننا متکبرون کا رویہ ہوگا
اور ہا وجود یکہ اوس کو سب آدمی دوست رکہتی ہین تو اوس کے جواب مین حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالی صاحب جمال کا ہی اور جمال کو دوست
رکہتا ہی اور تکبر حق کو باطل کرنا اور حق سی سرکشی کرنا اور حق کو قبول نکرنا اور آدمیون کو
حقیر جاننا ہی اور کہتا ہی فقیر مودودی کہ یہہ جو حدیث مین ہی کہ نہ داخل ہوگا بہشت مین
وہ کہ اوس کی دل مین مقدار ذرہ کی کبر ہوگا تو مراد عدم دخول جنت سی قبل کرنے عذاب کے
ہے نہ مطلق عدم دخول جنت کا کہ وہ کفار کی لئی ثابت ہی اور مومن کسی گناہ سی مستحق

مطلق عدم دخول جنت کی نہین ہوتا اور اسیطرح ہر جا کہ احادیث مین مومن مذنب کے حق مین لا یدخل الجنۃ آیا ہے تو اوس سی مراد عدم دخول اوس کا ہی جنت مین قبل عذاب کرنے اون کی نہ مطلق عدم دخول جنت کا ہی جیسا کہ معتزلہ اور خوارج زعم کرتے ہین کہ گناہ موجب عدم دخول جنت کا ہے اگرچہ مومن سی ہی ہوا اور یہہ جو حدیث مین ہی کہ اللہ تعالی جمیل ہی تو معنی اس کی یا یہہ ہی کہ اللہ تعالی کامل الاوصاف ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ جمیل کے معنی سنوارنیوالا اور جمال بخشنی والا ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ جمیل بمعنی جلیل کی ہی یعنی بزرگ اور بعضون نے کہا ہے کہ جمیل کے معنی بندون نیکی کرنیوالا وعن عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یحشر المتکبرون امثال الذر یوم القیامۃ فی صور الرجال یغشاہم الذل من کل مکان یساقون الی سجن فی جہنم یسمی بولس تعلوہم نار الانیار یسقون من عصارۃ اہل النار طینۃ الخبال رواہ الترمذی یعنی عمرو بن شعیب اپنی باپ سے اور وہ اپنی دادا سی راوی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ جمع کئی جاوینگی تکبر کرنیوالی مانند چھوٹی چیونٹیون کی قیامت کی دن مردون کی صورت مین یعنی صورت اون کی مردون جیسی ہوگی اور جثہ اون کا چیونٹیون کی مانند ہوگا اور ڈہانکی گی اون کو خواری ہر جگہہ سی ہانکی اور کھینچی جاوینگی دہ طرف قید خانے کی کہ دوزخ مین ہی نام رکھا جاتا ہی اوس کا بولس غالب ہوگی اون پر اور گھیرلی گی اون کو آگ آگون کی پلائی جاوینگی دوزخیون کی نچوڑ سی کہ نام اوس کا طینۃ الخبال ہی یعنی لوہو اور پیپ جو دوزخیون کے بدن سے بہیگا روایت کیا ہی اوس کو ترمذی نی جاننا چاہئے کہ حدیث مین ہی کہ جمع کئی جاوینگی تکبر کرنیوالی مانند چھوٹی چیونٹیون کی تو اوس سی یہہ مراد ہی کہ تکبر کرنیوالی خوار اور پائمال

ہونگی نیچی پاؤن کی جیسا کہ حال چیونٹیون کا ہی بدلیل اس کی کہ اوٹھنا اور عود کرنا
بدنون کا ساتھہ ان اجزاء اصلی کی ہوگا کہ دنیا مین رکھتی ہین اور صورت چیونٹیون کی
اور جثہ اوس کا گنجایش اس کی نہین رکھتا چنانچہ اس لئی فرمایا کہ صور الرجال تو معلوم ہو
کہ وہ آدمی کی صورت پر ہونگی نہ چیونٹیون کی صورت پر اور یغشاہم الذل بھی اس کا
قرینہ ہی کہ مراد اس سی خواری ہی اور سیاق حدیث بھی دلالت کرتا ہی اس پر اور جواب
یہہ ہی کہ حدیث محمول ہی ظاہر پر اور اوٹھنا متکبرون کا بہیئت چیونٹیون کی حقیقت
مین ہو ولیکن وہ بصورت مرد ہونگی اس لئی کہ اللہ تعالی قادر ہی اس پر کہ اجزاء اصلی
اون کی کہ وہ ساتھہ اوس کی اوٹھینگی باوجود جثہ چیونٹیون کی اس صورت سی ہون
اور اون کو اللہ تعالی خوار کری بولس فتح با اور سکون واو اور فتح لام سی ہی اور
قاموس مین ضم با اور کسر لام سی ہی اور وہ مشتق بلس سی ہی بمعنی تحیر اور نا امیدی
کی اور ابلیس بھی اس سی مشتق ہی اور یہہ کہ حدیث مین ہی نار الانیار یعنی آگ آگون
کی تو معنی اس کی یہہ ہی کہ نسبت اوس کی ساتھہ اور آگون کی مانند نسبت آگ کی ہی ساتھہ
اور چیزون کی کہ جلا دیتی ہی اور خبال ساتھہ فتح خا کی بمعنی فساد کی ہی کہا ایک شارح
نی کہ وہ نام عصارہ اہل نار کا وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ثلاثة لا یکلمهم الله یوم القیامة ولا یزکیهم وفی روایة ولا ینظر
الیهم ولهم عذاب الیم شیخ زان وملك كذاب وعائل مستكبر رواه مسلم
یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا
کہ تین شخص ہین کہ اللہ تعالی اون سی قیامت کی دن بات نفرمایگا اور اون کو پاک
نفرمایگا اور ایک روایت مین ہی کہ اون کی طرف نظر نفرمایگا بسبب غضب اور

اور نارضامندہیگی اور اون کی لئی عذاب دردناک ہوگا ایک ان مین سی بوڑہا زنا کرنیوالا ہی دوسرا بادشاہ جہوٹا ہی تیسلا فقیر متکبر ہی روایت کیا اون کو مسلم نے بوڑہی زنا کرنیوالون سی اس لئی کہ اللہ تعالی غضب ہوگا کہ وہ باوجود بوڑہاپی اور نقصان شہوت کی ایام پیری مین کہ وہ وقت توبہ کا اور حیا کا ہی زنا جیسا گناہ شنیعہ اوس سی ظہور پاتا ہی یہہ دلیل اوس کی بیحیائیگی ہی اور بادشاہ جہوٹی سی اس لئی اللہ تعالی غضب ہوگا کہ جہوٹ یا ضرر کی دفع کے لئی ہوتا ہی یا نفع کے حصول کی لئی اور چونکہ پادشاہ بغیر جہوٹ کہنے کی اوس پر قادر ہی پس جہوٹ کہنا خصوصاً کہ وہ بی فائدہ ہو موجب غضب آلہی جل جلالہ کا ہی اور علاوہ اوس کی جہوٹ کہنا سب آدمیون نے بُرا ہی لاسیما بادشاہ سی کہ مدار انتظام ملکی و مصالح مہام خلق اوس کی قبول پر ہو اوس کا جہوٹ کہنا اقبح القبائح ہی اور درویش متکبر سی اس لئی اللہ تعالی غضب ہوگا کہ تکبر سب آدمیون سی بدنما ہی خصوصاً فقیر سی بدنما تر ہی اس لئی کہ وہ اسباب نخوت سی کہ وہ مال اور دولت اور ثروت اور مراتب دنیاوی ہین عاری ہی جیسا کہ کسی نی کہا ہی کبر زشت از گدایان زشت تر روز سرد و برف آنگہ جامہ تر اور بعضون نے لکہا ہی کہ عائل یعنی صاحب عیال کی ہی اور اوس سی تکبر اس لئی زشت تر ہی کہ وہ باوجود احتیاج کی قبول صدقہ اور زکوۃ سی خصوصاً ملائمت اور لین کلام اور اختلاط خلائق سی کہ وہ باعث رفع حاجت عیال کی ہی تکبر کرتا ہے اور اپنی عیال کو بسبب تکبر کے ورطہ ہلاک مین ڈالتا ہی اور کہتا ہی فقیر مودودی کہ تعفف اور استنجار سوال سی جیسا کہ اللہ تعالی اون کی حال سی قرآن مجید مین خبر دیا ہی یحسبہم الجاہل اغنیاء من التعفف یعنی اون کو جاہل بسبب ترک کرنے سوال کی اغنیاء جانیگی

اور ستر حال اپنی فقر اور فاقہ کا موجب فرمودہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
اخفاء الشدائد من المروۃ یعنی چھپانا اپنی فقر کا اور فاقہ اور تکالیف کا موجب
مروت ہی اور توکل علی اللہ موجب فرمودہ اللہ تعالیٰ کی ان اللہ یحب المتوکلین
یعنی اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے توکل کرنیوالون کو یہہ صفات اور ہین اور تکبر اور
عدم قبول احسان آدمیون کا باوجود احتیاج اور اضطرار کی اور ہی ترک سوال کا
کہ عبارت تعفف سی ہی اور اخفار فقر اور فاقہ اپنی کا اور توکل علی اللہ یہہ صفات
محمود ہین اور نخوت اور تکبر مذموم ہی وہ حسنات سی ہین یہہ سئیات سی اور وہ
موجب خوشنودی اللہ تعالیٰ کی ہین اور یہہ موجب سخط اور غضب الٰہی جل جلالہ کے
عن عطیۃ بن عروۃ السعدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الغضب من الشیطان وان الشیطان خلق من النار وانما تطفی النار
بالماء فاذا غضب احدکم فلیتوضاء رواہ ابوداؤد یعنی عطیہ بن عروہ السعدی سی
مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا یعنی تحقیق وہ غصہ کرنا
کہ خدا کی لئی نہو شیطان سی ہی یعنی اوس کی اغواسی ہوتا ہی اور چونکہ شیطان آگ سی
پیدا کیا گیا ہی اور آگ پانی سی بجھائی جاتی ہے پس جو تت ایک تمہاریکو غصہ آوی
توچاہئی کہ وہ وضو کری روایت کیا اوس کو ابوداودنی کہتا ہی فقیر مودودی کہ پانی
سرد کا استعمال کرنا بالخاصیت دافع غصہ کا ہی اور تجربہ اس پر گواہ ہی اور چاہیے کہ
جب کسی آدمی کی غصہ آوی تو وہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کو پڑھے
حدیث مین ہی کہ اس سی غصہ جاتا رہتا ہی اور احیاناً جب دیکھی کہ غصہ نہین گیا تو وہ
وضو کری اور دو رکعت نماز کے پڑہی وعن ابی ذر ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم قال اذا غضب احدکم وھو قائم فلیجلس فان ذھب عنہ
الغضب والا فلیضطجع رواہ احمد والترمذی یعنی حضرت ابی ذر سے مروی
ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک آدمی کو تم میں سے
غصہ آوے اور اوس وقت وہ کہڑا ہو پس چاہیے کہ وہ بیٹھ جاوے پس اگر بیٹھنے سے خشم دفع ہوا
تو بہتر ہے ورنہ چاہیے کہ وہ لیٹ جاوے روایت کیا اوس کو احمد اور ترمذی نے طیبی نے
کہا ہے کہ حکمت تغیر حال میں یہہ ہے کہ ایسا نہو کہ اوس سے خشم کی حالت میں ایسی حرکت ہوجاوے
کہ وہ موجب پشیمانی کا ہو یعنی وہ کسیکو مار نہ بیٹھے نابرآن حضرت سید المرسلین صلوۃ اللہ
علیہ وسلامہ نے فرمایا کہ اگر آدمی خشم کیوقت کہڑا ہو تو چاہیے کہ وہ بیٹھ جاوے اور خشم کی
وقت وہ بیٹھا ہو تو وہ لیٹ جاوے اس لئے کہ لیٹا ہوا آدمی لڑنے کی حرکت سے دور تر ہے
بہ نسبت بیٹھے کے اور بیٹھا ہوا آدمی لڑنے کی حرکت سے دور تر ہے بہ نسبت کہڑے کی اور
ظاہر یہہ ہے کہ تغیر حالت کا کہ وہ موجب سکون اور آرام کی ہو دفع خشم اور رفع ہیجان
اور ثوران غصہ کی لئے موثر ہے وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ما تجرع عبد افضل عند اللہ عز وجل من جرعۃ غیظ یکظمہا ابتغاء
وجہ اللہ تعالی رواہ احمد یعنی حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پینا کوئی بندہ زور اور تکلف سے کوئی گھونٹ کہ وہ
عند اللہ غصہ کے گھونٹ پینے سے کہ اوس کو اللہ تعالی کی خوشنودی کی لئے پیتا ہے
افضل ہو روایت کیا اوس کو احمد نے یعنی غصہ کا پینا اور غصہ کو ہضم کرنا سب اشیا کے
پینے سے عند اللہ افضل اور اولی ہے وعن ابن عباس فی قولہ تعالی ادفع بالتی
ھی احسن قال الصبر عند الغضب والعفو عند الاساءۃ فاذا فعلوا عصمھم اللہ

تعالی وخضع لهم عدوهم کانه ولی حمیم قریب رواه البخاری تعلیقا یعنے
حضرت ابن عباس سے آیتہ کریمہ ادفع بالتی هی احسن کی معنی مین مروی ہے کہ انہون نے
فرمایا کہ قرآن مجید مین ہے ادفع بالتی هی احسن یعنی دور کر برائی کو اوس خصلت سے
کہ وہ نیک ہے تو مراد اوس سے یہہ ہے کہ صبر کرنا غضب کیوقت اور عفو کرنا بدی کیوقت
اور جب آدمی غضب کیوقت صبر اور بدی کیوقت عفو کرینگے تو اللہ تعالی اون کو افا
نفس سے اور آفات خلق سے نگاہ رکھیگا اور اون کا دشمن اون کی لئے فروتنی کریگا گویا
وہ دشمن بسبب بدلہ کرنی اونکی بدی کو نیکی سے مثل دوست قرابتدار کی ہو جائیگا اور حضرت
ابن عباس نے حمیم کو قریب سے تفسیر فرمایا اور آیتہ کریمہ یون ہے ولا تستوی
الحسنة ولا السيئة ادفع بالتي هي احسن السيئة فاذا الذي بينك و
بينه عداوة كانه ولي حميم یعنی برابر نہین نیکی اور بدی جزا اور انجام کار مین
دفع کر ساتھہ اوس چیز کی کہ وہ بہتر ہے بدی کو یعنی اگر کوئی تجھسے بدی کری تو تو اوس کی
ساتھہ نیکی کر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مراد اوس سے یہہ ہے کہ جب کسیکو غصہ آوے تو
وہ صبر کری اور اگر اس کو کسی سے بدی پہونچے تو وہ اوس سے نیکی کری پس اوس وقت
مین کہ جب کوئی تمسے بدی کری اور تم اوس سے نیکی کروگی تو وہ شخص کہ درمیان تمہارے
اور اوس کی دشمنی ہوگی وہ تمہاری لئے گویا کہ دوست قرابتدار ہوگا شیخ سعدی شیرازی
نے کہا ہے ع بدی را بدی سہل باشد جزا ۔ اگر مردی احسن الی من اسا
عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان الغضب ليفسد الايمان كما يفسد الصبر العسل یعنی بہز بن حکیم اپنی باپ
سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ غصہ بگاڑتا ہے ایمان کو

جیسا کہ بگاڑتا ہی ایلوا شہد کو وعن عمر رضی اللہ تعالی عنہ قال وھو علی المنبر یا ایھا الناس تواضعوا فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تواضع للہ رفعہ اللہ فھو فی نفسہ صغیر وفی اعین الناس عظیم ومن تکبر وضعہ اللہ فھو فی اعین الناس صغیر وفی نفسہ کبیر حتی لھو اھون علیھم من کلب او خنزیر یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالی نے منبر پر فرمایا کہ ای آدمیو تواضع کرو کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرمایا جو کوئی اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے آدمیوں سے تواضع کریگا بلند کریگا اللہ تعالی اوس کے مرتبہ کو پس وہ اپنے نفس میں چھوٹا ہے یعنی وہ از روی تواضع کے اپنے کو چھوٹا اور حقیر سمجھتا ہے اور وہ آدمیوں کی آنکھوں میں بزرگ ہے اس لئے کہ اللہ تعالی نے اوسکے مرتبہ کو بلند کیا ہے اور جو کوئی تکبر کرتا ہے نیچا کرتا ہے اللہ تعالی اوس کی قدر کو اور وہ آدمیوں کی آنکھوں میں چھوٹا اور حقیر ہے اور وہ اپنے نفس میں بڑا ہے یہاں تک کہ وہ البتہ زیادہ خوار اور سبک ہو جاتا ہے آدمیوں پر کتے اور خوک سے یعنی متکبر اگرچہ وہ اپنے کو بزرگ جانتا ہے اور بزرگ دیکھتا ہے لاکن عند اللہ وہ حقیر ہے اور آدمیوں کے آگے خوار ہوتا ہے اور متواضع اگرچہ اپنے کو حقیر سمجھتا ہے اور حقیر دیکھتا ہے لاکن وہ عند اللہ صاحب عظمت کا ہے اور ایسا ہی آدمیوں کے پاس وہ عزیز ہوتا ہے وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال موسی یا رب من اعز عبادک عندک قال من اذا قدر غفر یعنی حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے جناب باری عزاسمہ میں عرض کیا کہ ای پروردگار میرے زیادہ عزیز اور ارجمند آدمیوں کا نزدیک آپ کے

کون ہی اللہ تعالی نی فرمایا وہ شخص کہ جب وہ قادر ہو بخشدی یعنی وہ آدمی کہ جب
وہ ظالم پر قدرت عوض کی پائی تو وہ ظالم کو بخش دی اور اوس سی وہ اپنا عوض
نہ لی وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من خزن لسانہ
ستر اللہ عورتہ ومن کف غضبہ کف اللہ عنہ عذابہ یوم القیامۃ ومن
اعتذر الی اللہ قبل اللہ عذرہ حضرت انس سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نی فرمایا جو کوئی آدمیون کی عیوب سی اپنی زبان کو روکیگا ڈھانپیگا اللہ تعالی
عیوب اوس کی اور جو کوئی روکیگا غصہ اپنا روکیگا اللہ تعالی قیامت کی دن اوسی
اپنی عذاب کو کہ بسبب گناہون کی وہ اوس کا مستحق ہوگا اور جو کوئی عذرخواہی
کریگا اللہ تعالی سی قبول کریگا اللہ تعالی اوس کی عذر کو یعنی جو کوئی اپنی گناہون سی
توبہ کریگا تو اللہ تعالی اوس کی توبہ کو قبول فرمائیگا وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلاث منجیات وثلاث مھلکات فاما المنجیات
فتقوی اللہ فی السر والعلانیۃ والقول بالحق فی رضا والسخط والقصد
فی الغناء والفقر واما المھلکات فھوی متبع وشح مطاع واعجاب المرء
بنفسہ وھی اشدھن روی البیہقی الاحادیث الخمسۃ فی شعب الایمان
یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تین
چیزین عذاب سی نجات دینی والی ہین اور تین چیزین آخرت مین ہلاک کرنے
والی ہین پس وہ تین چیزین نجات دینی والی ایک ان مین سی خدا تعالی سے
ظاہر مین اور باطن مین ڈرنا ہی دوسرا حالت رضامندی مین اور حالت ناخوشی
مین حق کہنا اور تیسرا دولت مین اور فقر مین میانہ روی کرنے اور ہلاک کرنی والی

چیزین پس وہ بھی تین ہین اول خواہش نفس کی کہ آدمی اوس کی متابعت کرے
دوسرا بخل اور حرص کہ آدمی اوس کی اطاعت کری اور تیسرا مرد کا اپنی نفس کے ساتھہ گھمنڈ
کرنا یعنی وہ آپ اپنی کو اچھا جانی اور اپنی صفتون کو خوش رکھی اور اسی سے کبر پیدا ہوتا ہی اور کبر
تکبر وجود مین آتا ہی اور یہہ خصلت عجب کی سخت تر اور بدتر خصائل مذکورہ کی ہی نقل کیا اوسکو
بیہقی نی ان پانچون احادیث کو شعب الایمان مین خصوصًا ظلم سی بچنی کے احادیث کی بیان مین
اور جاننا چاہی کہ ظلم کی معنی لغت مین وضع الشئی فی غیر محلہ ہی یعنی کسی ایک شئی کو اوسکی
غیر محل مین رکھنا اور یہہ کلمہ جامع اور شامل ہی ہر چیز کو کہ وہ اپنی حد محدود سی تجاوز کری اور جس طرح
کہ چاہیی واقع نہو ساتھہ زیادتی کے یا نقصان کی یا وہ بیوقت واقع ہو یا وہ بیجا واقع ہو
اور جور و تعدی کی بھی یہی معنی ہین اور شرعًا ظلم کی بھی یہی معنی ہین یعنی شرعًا ظلم اوس کو کہتے ہین کہ
وہ محل شرعی اور وجہ شرعی سی تجاوز کری اور صراح مین ظلم بمعنی ستم کردن کے ہی اور یہہ بھی ظلم مطابق
اس معنی کی ہی کہ مذکور ہوا اور وہ عام ہی کہ خدا تعالی کی حق مین ہو یا خلق کی حق مین ہو یا اپنی نفس
کی حق مین ہو اور متعارف افہام مین ستم وہ ہی کہ خلق کی حق مین ہو کہ ایک دوسرے پر زور کرین
اور ستم کرین اور ناحق سی ایک دوسری کی مال مین یا عرض یعنی آبرو مین یا نفس مین تصرف کرین
عن سعید ابن زید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اخذ شبرا من
الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ من سبع ارضین متفق علیہ یعنی سعید بن زید سی
مروی ہی کہ حضرت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص کہ ایک بالشت بہر زمین ازراہ ظلم کی لیگا
پس تحقیق وہ زمین ساتون زمینون سی اوس کی گردن مین قیامت کی دن پہنائی جائیگی نقل کی
یہہ بخاری اور مسلم نی اور کہتا ہی فقیر مودودی کہ چونکہ تطویق تشدید سی مشتق طاقت سی ہی تو معنی
اوس کی یہہ ہی کہ اوس کی اوٹھانیکے لئے اوس کو تکلیف کی جائیگی اور یہ تکلیف وہ اوس سے

اوٹھوائی جائیگی اور شرح السنۃ مین لکھا ہے کہ معنی طوق پہنانے کی یہہ ہے کہ دہنسا وینگا
اللہ تعالی زمین مین پس زمین کا ٹکڑا غصب کیا گیا اوس کی گردن مین مانند
طوق کے ہوگا وعن ابی حرۃ الرقاشی عن عمہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرء الا بطیب نفس منہ رواہ البیہقی
فی شعب الایمان والدارقطنی فی المجتبی یعنی ابی حرہ رقاشی اپنی چچا سی راوی
ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا خبردار ہو نہ ظلم کرو خبردار ہو نہین
حلال ہی مال کسی شخص کا مگر ساتھہ خوشی اوس کے نقل کی یہہ بیہقی نے شعب الایمان
مین اور دارقطنی نی مجتبی مین وعن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال الظلم ظلمات یوم القیامۃ متفق علیہ یعنی حضرت ابن عمر سی مروی ہے
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کرنا سبب تاریکی ہے قیامت
کے دن یعنی ظالم کو قیامت کی دن ہر طرف سی تاریکی گھیر لیگی اور وہ اوس نور سے
کہ وہ مومن کی نصیب ہوگا محروم ہوگا جیسا کہ اللہ تعالی نے اوس نور کی کہ وہ
قیامت کے دن مومنون کے نصیب ہوگا قرآن مجید مین خبر دی ہے نورہم
یسعی بین ایدیہم وبایمانہم یعنی نور اون کا دوڑتا ہوگا آگے اون کی اور
داہنی اون کی قیامت کے دن ہامراد ظلمات سی شدائد اور عقوبات ہین جیسا کہ
اس آیہ مین ہے قل من ینجیکم من ظلمات البر والبحر یعنی شدائد بر اور بحری
تم لوگون کو کون نجات دیتا ہے روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے وعن ابی موسی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیملی للظالم حتی اذا اخذہ
لم یفلتہ ثم قرء وکذلک اخذ ربک اذا اخذ القری وہی ظالمۃ الآیۃ متفق علیہ

یعنی حضرت ابی موسی سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ
اللہ تعالی ظالم کو مہلت دیتا ہی اور اوس کی عمر کو دراز کرتا ہی یہانتک کہ جسوقت پکڑتا ہی
ظالم کو تو نہین چہوڑتا اوس کو او وہ نہین بہاگ سکتا ظالم اوس کی عذاب سی پہر پڑہے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ آیت وکذلک اخذ ربک الآیۃ
یعنی ایسا ہی پکڑنا ہے پروردگار تیری کا جسوقت کہ پکڑتا ہی بستیون کو یعنی بستی والون
کو کہ ظالم ہین آخر آیت تک روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے املاء ازروی
لغت کی مہلت دینا اور روزگار کو لنبا کرنا اور جانور کی رسی لنبی چہوڑنی وعن
حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتکونوا امعۃ تقولون
ان احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا ولکن وطنوا انفسکم ان احسن الناس
ان تحسنوا وان اساؤا فلا تظلموا رواہ الترمذی یعنی حضرت حذیفہ سے
مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا نہو تم غیر ثابت اپنی رائی پر
اور تابع اور آدمیون کی کہ کہتے ہین وہ اگر نیکی کرینگی آدمی تو نیکی کرینگی ہم اور اگر ظلم
کرینگی وہ تو ہم بھی ظلم کرینگی بلکہ ٹہراو اپنی نفسون پر اور دلون مین یہہ کہ اگر نیکی
کرین آدمی تو نیکی کرو تم اور اگر وہ بدی کرین پس تم ظلم نکرو روایت کیا اوس کو
ترمذی نی امعۃ بکسر ہمزہ وفتح میم مشددہ آدمی تابع اور آدمی کا غیر ثابت اپنی
رائی پہ اور تا مبالغہ کی لی ہے اور صراح مین امعۃ مردم ہرجائی اور توطین
کی معنی وطن کرنا اور صراح مین توطین کسی پر دل رکہنا اور وطنوا کی معنی یہہ
ہی کہ اپنی دل مین قرار دیو اور احتمال ہی اونکی معنی حدیث کی یون ہو کہ اگر وہ نیکی کرین
تو تم بہی نیکی کرو اگر وہ بدی کرین تو تم جدا عتدال سی اوس کا مکافات کرو جیسا

مشروع ہی اور ظلم نکرو یعنی حد سی تجاوز نکرو اور اوس سی بڑہکر نکرو یا یہہ کہ مکافات
سی مقید نہو اور اوس کو عفو کر دیا اوسکی ظلم کی عوض مین ولسی احسان کرو جیسا
شیخ سعدی نے کہا ہی ۞ بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی احسن الی من اسا
کہتا ہی تفسیر مودودی فلا تظلموا کہ حدیث مین واقع ہے اس کی معنی یہہ ہی کہ اوس سے
احسان کرو اس لیے کہ احسان اور ظلم دونو ضد ہین الضدان لا یجتمعان ولا یرتفعان
اذا تحقق احدھما ارتفع الآخر یعنی ان دونو کا اجتماع ہوگا اور نہ ارتفاع
ہوگا اور ایک کی تحقق سی رفع دوسریکا اور ایک کی رفع سے تحقق دوسریکا ہوگا جب
بدی کرنے والی سی ظلم کرنے کی ممانعت ہوئی تو گویا اون سی احسان کرنیکا امر ہوا
اور جاننا چاہیے کہ بدی کا بدلہ بدی سی کرنا یہہ مرتبہ عوام مسلمین کا ہے اور ظالم کی ظلم کو
عفو کرنا یہہ مرتبہ خواص کا ہی خصوصاً ظلم کے عوض مین احسان کرنا یہہ مرتبہ اخص الخواص
کا ہی اور میعاد شناخت محبت آخرت کے یہہ چار چیزین ہین جس کو کہ محبت دنیا کی
غالب ہوگی اور خدا تعالی خوف سی اور آخرت کی عذاب سی غافل اور ذاہل ہوگا
تو وہ بی سابقہ خلاف کی بی سبب اور آدمیون کو ایذا دیگا اور جس کو کہ محبت دنیا کی
بہ نسبت اوس کی کمتر ہوگی تو وہ پہلی کسیکو ایذا نہ دیگا مگر اگر کوئی آدمی اوس کو ایذا
دیگا تو وہ اوس کی مکافات مین اوس کو ایذا دیگا اور جس کو کہ محبت آخرت کی قوی
ہوگی اور محبت دنیا کی ضعیف ہوگی تو جو کوئی اوس کو ایذا دیگا وہ اوس کو عفو کریگا
اور جس کو کہ محبت مولی کی قوی ہوگی اور دنیا اور مافیہا اوس کی نظر مین حقیر ہوگی اور
مطابق والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالی کے خیر اور شر کو وہ اللہ تعالی کے
جانب سی جانیگا اور اوس ایذا کو من اللہ جان کر اوس پہ نہ صبر بلکہ شکر کریگا اور اوسکی

عجب خط او ٹھایگا تو وہ موذی کی ایذا کا مکافات احسان سی کر یگا اور یہہ درجہ اللہ تعالی کی مقربین اور صدیقین کا ہی رزقنا اللہ تعالی ایاھا بجرمتہ مقربیہ وصدیقیہ وعن ابی امامۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من شر الناس منزلۃ یوم القیامۃ عبد اذھب اٰخرتہ بدنیا غیرہ رواہ ابن ماجہ یعنی حضرت ابی امامہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ بدتر ادمیونکا ازروی مرتبہ کی قیامت کی دن وہ بندہ ہی کہ وہ غیر کے دنیا کی لئی اپنی آخرت کو برباد دنیا ہر واہنت کیا اوس کو ابن ماجہ نی یعنی وہ ظلم سی اور دغاسی اور جھوٹ سی اور چوری وغیرہم امور غیر مشروعہ سی غیر کے لئی دنیا کماتا ہی اور وہ اپنی آخرت کو برباد کرتا ہے جیسا کہ بعض عمال حکام کی کہ وہ اپنی اخلاص تہائی کی لئی اور دون پر ظلم کر کے اور اپنی آخرت کو برباد کر حکام کی لئی دنیا جمع کرتے ہین یا جیسا کہ بعض آدمی دغاسی فریب سی جھوٹ سی ظلم سی چوری سی اپنی اولاد اور عیال کے لئی دنیا کماتے ہین اور اپنی آخرت کو برباد کرتے ہین وعن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاک ودعوۃ المظلوم فانما یسئل اللہ حقہ وان اللہ لا یمنع ذا حق حقہ یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بچ تو مظلوم کی بد دعا سی اس لئی کہ وہ نہین مانگتا اللہ تعالی سی مگر اپنی حق کو اور تحقیق اللہ تعالی کسی حقدار کو اوس کی حق سی منع نہین فرماتا کہتا ہے فقیر مودودی اگر کوئی آدمی اپنی حق کو بخشدی یا چھوڑ دی اوس کو ایثار کہتے ہین اور اوس کا درجہ عند اللہ عظیم ہے وعن اوس بن شرحبیل انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من مشی مع ظالم لیقویہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام رواہ البیہقی

فی شعب الایمان یعنی اوس بن شرحبیل سی مروی ہی کہ اوس نی سنا کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کہ چلی ظالم کے ساتھہ تاکہ وہ اوس کے
تقویت کری حال آنکہ جانتا ہی کہ یہہ آدمی ظالم ہے پس وہ اسلام سی خارج ہوا یعنی
کمال ایمان سی نکلا روایت کیا ان دونو حدیثون بیہقی فی شعب الایمان مین ۔
انتباہ کہتا ہے فقیر مودودی کہ ظلم یعنی ستم کی اور گناہ کی بھی آیا ہے جیسا کہ احادیث
سابقہ سی ظاہر ہے اور نیز حدیث شریف کہ وہ مع ترجمہ کی آگی توبہ کے باب مین
لکھی گئی ہے اس کی موید ہے اور وہ یہہ ہے ۔ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الدواوین ثلاثۃ دیوان لا یغفر اللہ الا شراک
باللہ یقول اللہ عزوجل ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ودیوان لا یترکہ اللہ
ظلم العباد فیما بینہم حتی یقتص بعضہم من بعض ودیوان لا یعباء اللہ بہ
ظلم العباد فیما بینہم وبین اللہ فذالک الی اللہ ان شاء عذبہ وان شاء
تجاوز عنہ اور ظلم یعنی کفر کے بھی آیا ہے جیسا کہ قرآن مجید مین ہی والکافرون
ہم الظالمون اور جیسا کہ اس حدیث مین بھی ہی عن ابن مسعود قال لما نزلت
الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم شق ذالک علی اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وقالوا یا رسول اللہ اینا لم یظلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لیس ذالک انما ہو الشرک الم تسمعوا قول لقمان لابنہ لا تشرک باللہ
ان الشرک لظلم عظیم وفی روایۃ لیس ہو کما تظنون انما ہو کما قال لقمان
لابنہ متفق علیہ یعنی حضرت ابن مسعود سی مروی ہی کہ جب آیۃ الذین امنوا
ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لہم الامن وہم مہتدون کے اتری یعنی

وہ کہ ایمان لائی اور اپنی ایمان کو ظلم سے خلط کیا اون کے لیے امن ہے اور وہ راہ سیدہی پانیوالی ہین اور چونکہ حضرات صحابہ علیہم الرضوان ظلم کو خطا اور معصیت پر حمل کرتی تھی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ پر ہے دل اس آیتہ کا شاق اور دشوار آیا تو صحابہ نی عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہم مین سے ہے کہ اوس نی اپنی نفس پر ظلم نہین کیا اور اوس نی حد سی تجاوز نہین کیا اور اوس سی گناہ ظہور نہین پایا پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ مراد ظلم سی گناہ اور معصیت نہین کہ تمنی سمجہا ہے اور نہین مراد ظلم سے اس جگہہ مگر شرک آیا تم نے نہین سنا قول لقمان کا کہ اوس نے اپنے لڑکی کو نصیحت کی اور کہا یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم یعنے اے میرے بیٹے کسی چیز کو خدا تعالی سی شریک مت کر تحقیق شرک بڑا ظلم ہے اور ایک روایت مین یون ہی کہ مراد آیتہ ولم یلبسوا ایمانہم بظلم سی معصیت اور گناہ نہین جیسا کہ تم نی گمان کیا ہی اور نہین وہ مگر جیسا کہ لقمان اپنی بیٹی کو کہا ہے یعنی مراد اوس سی شرک ہے روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے اگر کوئی آدمی اعتراض کرے کہ خلط اور مزج ایمان کا شرک سی غیر ممکن ہے اس لئے کہ یہہ دونو ضد ہین اور اجتماع ضدین کا محال ہی ہان خلط اور مزج معصیت کا ایمان سے متصور ہے جیسا حضرات صحابہ علیہم الرضوان نی سمجہا تہا جواب اوس کا یہہ ہے کہ ہان ایک چیز مین اجتماع ضدین کا محال ہے مگر اجتماع ایمان کا شرک سی ایک چیز مین نہین جیسا کہ منافقین عرب کہ وہ زبان سی اقرار توحید خدا جل شانہ کا اور رسالت حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کا کرتے تہی مگر دل مین مشرک تہی جیسا کہ قرآن مجید

ہے وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون یعنی نہین لاتی اکثر اون کے
اللہ تعالی پر ایمان زیادتی مگر یہہ کہ وہ مشرک ہین یا قلب مین تو اجتماع ایمان کا
اور شرک کا ایک چیز مین نہو اخمد ھما امل اور حرص سی بچنی کی احادیث کے
بیان مین جاننا چاہیے کہ امل فتح میم سے امید رکھنا اور قاموس مین معنی رجا کے
آیا ہے لاکن ظاہر یہہ ہے کہ امل کو مقید کیا جای درازی حیات سی نہ مجرد امید کہ
ضد یاس کا ہے اور مشارق الانوار مین لکہا ہی کہ امل فتح میم سی حدیث کرنا
آدمی کا اپنی نفس سی درباب پانے امور دنیاوی کے اور پہونچنی آرزو کے
اور حریص ہونا اون پر کذا قال طیبی اور حرص کی معنی زیادتی آرزو اور اراده
کی ہے اللہ تعالی نے قران مجید مین فرمایا ہے ان تحرص علی ھداھم یعنی اگر
زیادہ ارادہ کرے تو اون کی ہدایت مین اور حرص معنی فرط شرہ کی بہی آیا ہی اور
قاموس مین لکہا ہی کہ بدتر ین حرص یہہ ہے کہ لیوی تو اپنا حصہ اور طمع کرے تو غیر کے
حصہ مین اور مراد امل سی یہان درازی آرزو کی ہے دنیا کی امر مین اوس حال مین
کہ وہ توشہ آخرت سی غافل ہو جیسا کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہے ذرھم یاکلوا ویتمتعوا
ویلھھم الامل فسوف تعلمون یعنی چہوڑ کافرون کو کہ کہاوین اور بہرہ مند ہوئین
اور غافل کری اون کو آرزوئین قریب ہی کہ جانینگی اور اس لئی طول امل مذموم ہے
اور درازی آرزو کی حصول علم اور عمل مین محمود ہے بالاجماع جیسا کہ حضرت سید الانبیا
علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی طوبی لمن طال عمرہ وحسن عملہ یعنی خوشحالی ہے
اوس کی لئی کہ دراز ہوئی عمر اوس کی اور اچہی ہوئے عمل اوس کے اور ایسا ہی حرص مال
جمع کرنے مال اور کثرت جاہ مین مذموم ہی اور حرص کرنا حصول علم مین اور عمل کرنا

مستحسن ہی بلا خلاف وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہرم ابن آدم ویشب منہ اثنتان الحرص علی المال والحرص علی العمر متفق علیہ روایت ہے حضرت انس سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بوڑہا ہوتا ہے آدمی اور جوان اور قوی ہوتے ہین اوسمین دو چیزین ایک حرص مال پر یعنی اوس کی جمع کرنے پر اور نہ دینی پر اور دوسرا حرص درازی عمر کی اس لئے کہ آدمی مجبول پر اوپر حب شہوات کی اور شہوات بغیر مال اور عمر کے ہاتہہ نہین آتی اور سبب قوی ہونے اون کا بسبب ضعف بدن کے ہے کہ اوس مین شہوت تو قایم ہے مگر قوت عقلیہ کہ قوت شہوت کو زبون رکہتے تھی ضیف ہو جاتی ہی اور وہ اوس کو دفع نہین کر سکتے وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزال قلب الکبیر شابا فی اثنین فی حب الدنیا وطول الامل متفق علیہ یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ دل بوڑہی کا دو چیزون مین جوان اور قوی ہی ایک دنیا کی محبت مین دوسرا آرزو کی درازی مین روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے اور جاننا چاہیے کہ محبت دنیا مقتضی کراہیت اجل کی ہے اور درازی عمر مقتضی تاخیر عمل کی وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعذر اللہ الی امرء اخر اجلہ حتی بلغہ ستین سنۃ رواہ البخاری یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نچہوڑی خدا تعالے نے جگہہ عذر کی اور دور کیا عذر اوس شخص سے کہ ڈہیل دی اللہ تعالی نی اوس کی اجل کو یہانتک کہ پہونچایا اوس کو ساٹھہ برس کو یعنی اللہ تعالی نی اوس کو ساٹھہ برس کی عمر بخشی اور فرصت دی اور پہر بہی وس نی اتنی مدت مین اپنی گناہون سی توبہ نکی اور اداے

گناہوں کو بخشو فرماتا ہے اوسکی لئی اللہ تعالی نی کوئی عذر نہ چھوڑا ارد زینت کیا اوسکو بخاری نے اور بعضی نے کہتے ہیں کہ معنی حدیث کی یہہ ہے کہ اللہ تعالی نی ثابت اور واجب کیا اوسپر کہ وہ توبہ اور استغفار اور معذرخواہی کرے اور اوسمیں تقصیر نکری اور کہتا ہے فقیر محمد دودی کہ نزدیک اس فقیر کے بہ نسبت دوسری توجیہ کے پہلی توجیہ وجیہ ہے اس لئی کہ کبھی ہمزہ افعال کا واسطے سلب معنی ثلاثہ مجرد اوسکے آتا ہے جیسا کہ محققین علم صرف پر مخفی نہیں تو بنا بر آن ہمزہ لفظ اعذ ر سلب عذر کے لئی ہے یعنی زایل کیا اللہ تعالی نی عذر اوسکا جبکہ اوسنے ساٹھہ برس کی عمر میں توبہ نکی اب اوس کے لئے کوئی عذر نرہا وعن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لوکان لابن ادم وادیان من مال لابتغی ثالثا ولا یملاجوف ابن ادم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب متفق علیہ یعنی حضرت ابن عباس سی مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اگر ہوں ابن آدم کے لئی دو ندیاں بہرے ہوئی مال کی یعنی بالفرض والتقدیر البتہ ڈھونڈھیگا تیسری ندی مال کی یعنی آدمی بسبب حرص کے سیر نہیں ہوتا اور نہیں بھرتے آدمی کے پیٹ کو مگر خاک یعنی جبتک کہ آدمی نہیں مرتا اور قبر میں نہیں جاتا تو حرص اوس سے نہیں جاتی اور یہہ باعتبار اکثر کی اور عوام کی ہی مگر اولیاء اللہ کہ اللہ تعالی کی خاص بندی ہیں اس سی مستثنی ہیں اور اللہ تعالی حرص مذموم سی توبہ قبول کرتا ہی جسکی کہ وہ چاہتا ہی روایت اوسکو بخاری اور مسلم نی وعن ابن عمر قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببعض جسدی فقال کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل وعد نفسک من اهل القبور رواہ البخاری حضرت ابن عمر نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے پکڑا بعض بدن میرا اور ایک روایت مین ہے کہ دو مونڈھی میری یعنی حسب عادت متعارف انسان کے کہ وہ وقت کلام کرنے کی مخاطب کا ہاتھہ یا مونڈھی پکڑ کر اور اوسکو اپنی طرف متوجہ کر کے کلام کرتے ہین تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دو مونڈھی میری پکڑ کر فرمایا کہ رہ تو دنیا مین مانند اوس کی کہ تو مسافر ہو یا رستہ جانیوالا ہو اور اپنی نفس کو مردون سی گن تو کہ وہ قبر مین آسودہ ہین اور سب سی گذر گئی ہین اور اون کی ساتھہ ترک دنیا مین مشابہت کر کہ عین زندگی مین تو مردی کی حکم مین ہو جا روایت کیا اوس کو بخاری نے کہتا ہے فقیر مودودی کہ حقیقت موت کی قطع ہونا تصرف روح کا اور پیوند روح کا بدن سے اور خارج ہونا بدن کا روح کا آلہ ہونی سی ہی اور جاننا چاہیئے کہ روح بدن کی موت سے منعدم اور نابود نہین ہوتے بلکہ اوس کا حال متغیر ہوتا ہے جیسا کہ اوس کی آنکھہ اور کان اور زبان اور ہاتھہ پانون اور تمام اعضا سلب ہوتے ہین اور اہل اور اولاد اور اقارب اور اصحاب اور احباب جدا ہوتی ہین اور خیل اور حشم اور خدم اور دواب اور مراکب اور زمین اور مکان اور متاع اور اسباب وغیرہم املاک اوس سی دور ہوتے ہین پس حدیث مین تشبیہ مردون کی حاصل کرنا اور اوس کی حکم مین آنا اور اپنی نفس کو اہل قبور سے گننا وہ ہی کہ جہانتک ممکن آدمی متصف ہووی قطع علائق بدنی سی پس قطع کری تصرف روح کا اپنی اعضا سی ارتکاب محرمات اور مکروہات مین اور وہ یہہ جانے کہ جو کچھ کہ دنیاوی متاع اوس کی ہاتھہ مین ہی اوس کی ملکیت مین نہین بلکہ اللہ تعالی کی ملکیت مین ہی اور علامت اوس کی وہ ہی کہ وہ اوس کی مفقود ہونے سے غمگین اور اوس کی پانی سے خوش نہووی اور ایسا ہی اپنی اہل و عیال اقارب جیران اصحاب احباب سی قطع کری یعنی اون کے لئے حرام اور کراہیت مین نہ پڑی پس جو کوئی ان صفات سی موصوف ہوگا تو وہ مردون کے

مشابہ ہوگا بلکہ اون کی حکم مین ہوگا اس کی بعد آدمی کو چاہیئے کہ وہ اور شروط اور آداب کی
رعایت کری کہ بسبب اوس کی مشابہ مردون کا ہووی ایک توبہ اون سی توبہ کرنا ہی اور
وہ ہوا اور ہوس دنیاوی سے قطع کرنا ہے جیسا کہ موت سی علایق دنیاوی قطع ہوتی ہین
اور دوسرا زہد ہی اور وہ دنیا سی اور اوس کی محبت سی اور اوس کی شہوات اور لذات
سی نکلنا ہی جیسا کہ موت مین تیسرا توکل ہی اور وہ قیود اسباب سی خارج ہونا ہی جیسا کہ
موت مین چوتھا قناعت ہی اور وہ شہوات نفسانی سی خارج ہونا ہی جیسا کہ موت مین -
پانچوان توجہ الی اللہ ہی اور وہ ماسوی اللہ سی اپنا موںھہ پہیرنا ہے جیسا کہ موت مین
پس اوس حال مین کوئی محبوب اور مطلوب اوس کا بغیر اللہ تعالی کی باقی نہین رہتا - چہٹا
صبر ہی اور وہ ساتہہ مجاہدہ کی خطوط نفسانی سے خارج ہونا ہے جیسا کہ موت مین آدمی
بغیر مجاہدہ کی خطوط نفسانی سی خارج ہوتا ہی ساتوان رضا ہی اور وہ اپنی نفس کی خوشنودی
سی خارج ہونا اور اللہ تعالی کی خوشنودی مین اور اوس کی تسلیم احکام ازلیہ مین داخل
ہونا اور اپنی تمام امورات کو بی منازعت اور اعتراض کی اللہ تعالی کو تفویض کرنا ہی جیسا
موت مین اور اٹھوان ذکر ہے اور وہ ذکر سوی اللہ سی خارج ہونا ہی جیسا کہ موت مین
اور نوان مراقبہ ہی اور وہ اپنی حول اور قوت سی خارج ہونا ہی جیسا کہ موت مین اور
صفات اور حالات تب حاصل ہونگی کہ وہ مشابہ مردونکا ہوگا اور اہل قبور کی شمار مین آئیگا
اور یہی معنی ہی عد نفسک من اہل القبور کی اور یہی ہی معنی موتوا قبل ان تموتوا کی
اور موت واقعی موت اضطراری ہی کہ بلا اختیار آدمی کی حاصل ہوتی ہی اور یہہ موت اختیاری
ہی کہ آدمی از روی اختیار کی اپنی کو صفات مذکورہ مین مردونکا مشابہ کرتا ہی وعن سفیان
الثوری قال لیس الزہد فی الدنیا بلبس الخشن واکل الجشب انما الزہد فی الدنیا

قصر الامل رواہ فی شرح السنۃ یعنی کہا حضرت سفیان ثوری نی کہ دنیا مین زہد یہہ
نہین کہ آدمی موٹی کپڑی پہنی اور روکھی پہیکی روٹی کھائی بلکہ زہد یہہ ہی کہ آدمی دنیا
مین طول امل نکری یعنی اپنی آرزون کو لنبا نکری کہ ایسا ایسا کرونگا یا ایسا ایسا ہوگا کسی نے
کیا اچھا کہا ہی سالہا اندیشہ ہا پختیم کز دور سپہر کامہا یا بد انچنین یا آنچنان خواہد شدن +
یا بد این منوال گنجی سیم و زر خواہیم یافت + یا دران اقلیم حکم باردان خواہد شدن
عاقبت معلوم شد کان ہما خیال باطل اند + آنچہ خواہد حاکم مطلق ہمان خواہد شدن + اور
اور جاننا چاہیے کہ غلیظ کہ غلیظ وہ کپڑا ہی کہ سوت مین موٹا ہو اور خشن فتح خا اور کسرہ شین معجمتین وہ کپڑا ہی کہ بناوٹ مین سخت ہو
اور جشب فتح جیم و کسرہ شین معجمتین بی مزہ کہانا اور بعضون نی کہا ہی کہ کہانا غلیظ اور خشن اور بغیر روٹی کی نہار کہانا وعن
مالک بن انس قال سمعت مالکا دسئل ای شیئ الزھد فی الدنیا قال طیب
الکسب وقصر الامل رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی روایت ہی مالک بن انس نی کہ حضرت
امام مالک کا یار تہا کہا کہ سنا مینی حضرت امام مالک کو یا تہا کہا کہ سنا مینی حضرت امام مالک سی اور حال یہ کہ پوچہا گیا
اونسی کہ کیا ہی زہد دنیا مین کہا امام مالک نی کہ زہد دنیا مین کسب حلال اور کوتاہ ہونا آرزو کا ہی روایت کیا اسکو
بیہقی نے شعب الایمان مین اور جاننا چاہیے کہ کسب حلال سی مکسوب حلال مراد ہی یعنی رزق
حلال اور طیب اس لئی کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی کلو من الطیبات واعملوا صالحا
یعنی کہاؤ حلال چیزون سی اور عمل کرو اچہی اور اور جگہہ قرآن مجید مین فرمایا ہے -
یا ایہا الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ
تعبدون یعنی اے ایمان والو کہاؤ تم اون حلال چیزون سی کہ دئیے ہمنے تمکو اور شکر کرو
اللہ تعالی کا اگر ہو تم اوس کی عبادت کرنیوالی اور کوتاہ ہونا آرزون کا یعنی بخوف
آنے اجل کی بہت عمل نیک کرنا اور دنیا مین زہد کرنا اگر کوئی آدمی اعتراض کری اور یہ

اور یہی کہ کسب حلال کو زہد مین کیا دخل ہے جواب اوس کا یہہ ہے کہ قول امام مالک کا
اوس شخص کی قول کا رد ہی کہ وہ کہتا ہی کہ زہد دنیا مین فقط دنیا کا ترک کرنا اور کپڑے
موٹی کا پہننا اور سوکی رسی روٹی کا کہانا ہی پس امام مالک نی اوس کے قول کو رد کیا
کہ جیسا تم کہتی ہو زہد ایسا نہین بلکہ حقیقت اوس کی حلال کہانا اور کوتاہی آرزو کی ہی
کہ دنیا وی امورات مین لمبی لمبی آرزوئین نہون جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زہد دنیا مین یہہ نہین کہ حلال کو حرام کرو یا مال کو ضایع کرو
بلکہ زہد یہہ ہے کہ جو کچھہ کہ تیری ہاتہہ مین ہی اوس پر تو بہت اعتماد کرنیوالا نہو بہ نسبت
اوس چیز کہ اللہ تعالی کی قبضہ مین ہے خصوصًا ریا اور سمعہ سی بچنی کے لئی احادیث
کی بیان مین جاننا چاہئے کہ ریا مشتق رویت سی ہی اور صراح مین ہی ریا کسی اور مدے
اپنے کو ساتہہ نیکی کی خلق کو دکہانا اور عین العلم مین ہی کہ ریا عبادت سی نزدیک لوگون کے
طلب منزلت کی کرنا پس ریا مخصوص ساتہہ عمل ظاہر کے ہوا اور جو کچھہ کہ وہ قسم عبادت
نہو اوس مین ریا نہین بولتی جیسا کہ کثرت مال اور اتباع کی اور یاد کرنا اشعار کا
اور اچہا تیر لگانا اگر کوئی آدمی ان چیزون کو دکھاوی تو وہ تکبر اور افتخار سی ہوگا
نہ ریا سی اور جب چیزیں کہ طلب جاہ اور منزلت کی نہو جیسا کہ مشائخ مریدون کے
دکھانے کی لئی اور اونکی دلون کی مائل کرنے کی لئی اور اون کو طاعت اور عبادت
تحریص دینے کے لئے کرین تو حقیقت مین وہ ریا نہوگا اگرچہ وہ صورتًا ریا ہی اور اسی
سبب سی کسی نی کہا ہی کہ ریاء الصدیقین خیر من اخلاص المریدین یعنی صدیقون کا
ریا مریدون کی اخلاص سی بہتر ہے اور اگر ایک شخص کی ذات مین کچھہ کمال ہو اور وہ
بحکم واقع کی اوس کو لوگون کو دکھاوی اور دوست رکھی کہ وہ لوگون پر ظاہر ہو

اور خلق اوس کو جانی تو وہ ریا ہے اور جو شخص کہ وہ نابود کو دکھا دی اور جو کچھ
اوس مین نہ ہو اور جس چیز کی کہ وہ لیاقت نرکھتا ہو اوس کا وہ دعوی کری تو
وہ کذب اور نفاق ہی نہ ریا بر خلاف اوس کی کہ حدیث مین ہی کہ جو کچھ غیبت
کرنیوالا کہی اگر وہ اوس شخص مین ہو تو وہ غیبت ہی اور اگر فی الواقع ایسا نہو تو
وہ افترا اور بہتان ہی اور ریا کی کئی قسمین ہین اور فاحش اور اقبح اوس کی اقسام کا
وہ ہی کہ اوس مین قطعًا ارادہ ثواب کا اور قصد عبادت الٰہی جل شانہ کا نہو بلکہ
وہ خلق کی دکھانے کے لئے اور طلب منزلت کی لئی ہو مانند اوس شخص کی کہ وہ
لوگون مین ہوتا ہی تو نماز پڑھتا ہی اور اگر وہ اکیلا ہوتا ہی وہ نماز نہین پڑھتا بلکہ
لوگون کی ساتھہ اکثر وہ نماز بغیر طہارت کی پڑھتا ہے پس یہہ موجب غضب و قہر الٰہی
ہی اور عمل اُس مین باطل ہی وہ نماز موجب ابراء ذمہ کی نہوگی اور قضا اوس کی
واجب ہی اور قسم دوسری یہہ ہے کہ اوس مین ارادہ ثواب کا اور نیت لوگونکی
دکھانے کے دونون ہون اور جانب ریا کی غالب اور قصد ثواب کا ضعیف ہو بایَن
حیثیت کہ اگر وہ آدمی خلوت مین ہوتا تو وہ عبادت نکرتا اور محض قصد حصول
ثواب کا اوس کو باعث اوس عمل پر نہوتا اور اگر اوس کو ارادہ حصول ثوابکا
نہوتا تو البتہ قصد ریا کا اوس کو باعث اوس عمل پر ہوتا بس یہہ بھی اول کے حکم مین
ہی اور قسم تیسری یہہ کہ قصد ریا کا اور ثواب کا دونو برابر ہون بایَن حیثیت کہ
اوس کو محض قصد ریا کا یا نیت ثواب کی باعث اوس عمل پر نہ ہو اور جب کہ وہ
دونو جمع ہون تو وہ دونو قصد باعث عمل پر اور راغب عمل کے ہون اس قسم مین
سود و زیان دونو برابر ہین لاکن اس کی عدم قبول مین اور وعید مین احادیث

اور خلق اوس کو جانی تو وہ ریا ہے اور جو شخص کہ وہ نابود کو دکھادی اور جو کچھ
اوس مین نہ ہو اور جس چیز کی کہ وہ لیاقت نہ رکھتا ہو اوس کا دعوی کری تو
وہ کذب اور نفاق ہی نہ ریا بہ تفاوت اوس کی کہ حدیث مین ہی کہ جو کچھ غیبت
کرنیوالا کہی اگر وہ اوس شخص مین ہو تو وہ غیبت ہی اور اگر فی الواقع الیسا نہو تو
وہ افترا اور بہتان ہی اور ریا کی کئی قسمین ہین اور فاحش اور اقبح اوس کی اقسام کا
وہ ہی کہ اوس مین قطعاً ارادہ ثواب کا اور قصد عبادت آلہی جل شانہ کا نہو بلکہ
وہ خلق کی دکھانے کے لئے اور طلب منزلت کی لئی ہو مانند اوس شخص کی کہ وہ
لوگون مین ہوتا ہی تو نماز پڑہتا ہی اور اگر وہ اکیلا ہوتا ہی وہ نماز نہین پڑہتا بلکہ
لوگون کی ساتھہ اکثر وہ نماز بغیر طہارت کی پڑہتا ہے پس یہہ موجب غضب و قہر الہی
ہی اور عمل اُس مین باطل ہی وہ نماز موجب ابرا ذمہ کی نہوگی اور قضا اوس کی
واجب ہی اور قسم دوسری یہہ ہے کہ اوس مین ارادہ ثواب کا اور نیت لوگونکی
دکھانے کے دونون ہون اور جانب ریا کی غالب اور قصد ثواب کا ضعیف ہو بایں
حیثیت کہ اگر وہ آدمی خلوت مین ہوتا تو وہ عبادت نکرتا اور محض قصد حصول
ثواب کا اوس کو باعث اوس عمل پر نہوتا اور اگر اوس کو ارادہ حصول ثوابکا
نہوتا تو البتہ قصد ریا کا اوس کو باعث اوس عمل پر ہوتا پس یہہ بھی اول کے حکم مین
ہی اور قسم تیسری یہہ کہ قصد ریا کا اور ثواب کا دونو برابر ہون بایں حیثیت کہ
اوس کو محض قصد ریا کا یا نیت ثواب کی باعث اوس عمل پر نہ ہو اور جب کہ وہ
دونو جمع ہون تو وہ دونو قصد باعث عمل پر اور راغب عمل کے ہون اس قسم مین
سود و زیان دونو برابر ہین لاکن اس کی عدم قبول مین اور وعید مین احادیث

اور آثار وارد ہین اور قسم چوتھی یہہ کہ اوس مین نیت ثواب اور ارادہ خوشنودی
اللہ تعالی کا غالب اور راجح ہو ظاہرا اس مین نقصان ہی نہ بطلان یا ثواب و
عقاب دونو برابر ہوون باندازہ نیت کی اور محققین نے اس مین یہہ بھی فرق کیا ہے
کہ قصد ریا کا ابتدا عمل مین ہو یا اوس کی درمیان عارض ہوا ہو یا وہ بعد از عمل کے
لاحق ہوا ہو پہلا شنیع تر ہے پہر دوسرا اور تیسرا کمتر ہی اور اوس کی ہونی سے
عمل باطل نہین ہوتا اور اس مین اس کا بہی فرق ہے کہ قصد ریا کا اور عزم اوس کا
مصمم ہو یا خطرہ ریا کا ہو اور حق یہہ ہی کہ خلاصی ریا سی امر دشوار ہی اور وجود حقیقت
اخلاص کا متعسر ہے حتی کہ علمانی لکہا ہے کہ اگر کوئی آدمی اور کسی آدمی سی اپنی تعریف
سنی اور وہ اوس سی خوش ہووی یہہ بھی علامت وجود ریا کی ہے اور اگر کوئی آدمی
خلوت مین ایک عمل کرتا ہی اور وہ اپنی دل مین خیال ریاکار کہتا ہو تو وہ بھی ریا ہے
اعاذنا اللہ منہا اس جگہہ ایک اور حالت ہی کہ کوئی آدمی خوش ہوتا ہے ساتہہ
فضل خداوند تعالی شانہ اور الطاف ایزدی جل جلالہ کے بسبب اخفار سیئات اور
اظہار اور افشار طاعات اوس کی اور یا وہ خوش ہوتا ہے بقصد اظہار طاعات کی
تا کہ اور آدمی اوس کی پیروی کرین تو یہہ محمود ہی داخل ابواب ریا نہین جیسا
کہ محدثین اس باب مین وارد ہین اور یہہ مسئلہ غامض ہی کہ تفصیل رکہتا ہی اور
فقہانی توجہ اس کا نہین کیا اور تحقیق اس مسئلہ کی اہل اللہ کی کلام سے ڈہونڈنا
چاہیے خصوصا احیاء العلوم سی اور وہ جو لکہا گیا ہی اوس مین سی لکہا گیا ہی اور سمعہ
سین کی ضم اور میم کی سکون سی اکثر ساتہہ ریا کی مذکور ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے
کہ فلان آدمی یہہ کام ریا اور سمعہ کی لیی کرتا ہی یعنی تا کہ اور لوگ اوس کو دیکہین اور

اور سننے میں حاصل یہہ کہ سمعہ ساتھہ حاسہ سمع کی متعلق ہی اور ریا حاسہ بصر سے متعلق ہے
وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا ینظر
الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم رواہ مسلم حضرت ابی ہریرہ
سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی اپنی رحمت کی
نظر سی تمہاری ظاہری صورتون کو کہ وہ سبب مرضیہ الٰہی سی خالی ہین اور تمہاری مالون
کو کہ وہ خیرات مقبولہ سی عاری ہین نہین دیکھتا لاکن وہ تمہاری دلون کو کہ محل تقوی
اور محبت الٰہی کا ہی اور تمہاری اعمالون کو کہ اوس سی تقرب الٰہی تعالی شانہ ڈھونڈہتی
ہو دیکھتا ہی روایت کیا اوس کو مسلم نے وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال اللہ تعالی انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ
معی غیری ترکتہ وشرکہ وفی روایۃ فانا منہ بری ھو للذی
عملہ رواہ مسلم یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرمایا ہی کہ مین بی نیاز تر ین شریکون کا ہون شرک سے
یعنی شرکا کہ عالم مین ہوتی ہین محتاج شرک کی ہوتی ہین اور وہ شرکت سی راضی ہوتے
ہین تا ہر ایک کو حصہ اور دخل اوس چیز مین ہو کہ اوس مین وہ شریک ہین بخلاف
میری کہ مین خلاق علی الاطلاق ہون بے پروا ہون اس سی کہ ساتھہ شرکت کی عبادت
مین راضی ہون جبتک کہ آدمی خالص اور تنہا میری لئے عبادت نکرین تو وہ نزدیک
میری مقبول نہین اور اللہ تعالی نی اپنی کو اغنی الشرکا اس لئی کہا کہ چون کہ
آدمی اللہ تعالی کی عبادت مین غیر خدا کو خدا تعالی سی شریک کرتے ہین تو اللہ تعالی
باعتبار اون کی شریک کرنے کی اپنی کو اغنی الشرکا فرمایا و اگرنہ اللہ تعالی شریکی

منزہ اور مبرا ہی شیخ سعدی نے کہا ہی سہ بری ذاتش از تہمت ضد و جنس *
غنی ملکش از طاعت جن و انس * پہر اللہ تعالی نی اپنی بی نیازی کا اور شرکت
سی بی رضائی کا بیان فرمایا کہ جو کوئی کوئی عمل کری اور اوس مین اور کو میرا شریک
گردانی تو مین اوس مشرک کو اوس کی شرکت کی ساتہہ چہوڑ دیتا ہون اور ایک روایت
مین بجای ترکتہ و شرکہ کی یون آیا ہی کہ مین اوس سی بیزار ہون اور
وہ شخص یا عمل اوس کا اوس کی لئی ہی کہ اوس نی جس کی لئی وہ عمل کیا ہی روایت
کیا اوس کو مسلم نی اور ظاہر اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ آمیزش ریا کی بلکہ دخل
ریا کا مفوّت ثواب کا ہی ولیکن علمای کہا ہی کہ یہہ اون دو قسمون ریا سی ہوگا
کہ اوس مین نیت ثواب کی قطعاً نہو یا قصد ریا کا غالب ہو اور یہہ بہی ہو سکتا ہی کہ
اس حدیث مین مبالغہ مقصود ہو زجر کی لئی اور ممانعت مداخلت کی لئی وعن جندب
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع سمع اللہ بہ ومن یرائی
یرائی اللہ بہ متفق علیہ یعنی حضرت جندب سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو کوئی کہ عمل سنانی کی لئی کریگا تا کہ لوگ اوس کو سنین اور
اوس کی شہرت ہو مشہور کریگا اللہ تعالی عیب اوس کی اور رسوا کریگا اوس کو روز
قیامت کی لوگون کی سامنی اور جو کوئی کہ عمل کریگا دکھانی کی لئی جزا دیگا اوس کو اللہ تعالی
جزا ریاکارون کی یعنی اوس کو کہیگا کہ جس کی لئی تنی دنیا مین عمل کیا ہی اوس سے
اپنی جزا طلب کرو اور بعضون نی کہا ہی کہ اس سی مراد یہہ ہی کہ ظاہر کریگا
اللہ تعالی عمل بدی اوس کی کہ وہ اوس کو پوشیدہ رکہتا ہی اور فضیحت اور رسوا
کریگا اللہ اوس کو دنیا مین نزدیک خلق کی یا آشکار کریگا اللہ تعالی نیت فاسد اور

عمل باطلی اوس کا اور ظاہر کریگا لوگون پہ کہ عمل اوس کا خدا کی لئی نہ تہا روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نی وعن ابی ذر قال قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارایت الرجل یعمل العمل من الخیر ویحمدہ الناس علیہ وفی روایۃ و یحبہ الناس علیہ قال تلک عاجل بشری المومن رواہ مسلم یعنی حضرت ابی ذر سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا آیا دیکہتی ہو اوس شخص کو کہ وہ عمل خیر کرتا ہے اور لوگ اوس کام پر اوس کی تعریف کرتے ہین حکم اوس کا کیا ہی آیا باطل ہوتا ہے ثواب اوس کا یا نہین اور ایک روایت بین یحمدہ الناس کے بدلی یہہ عبارت آئی ہی ویحبہ الناس علیہ یعنی دوست رکہتی ہین لوگ اوس کو اوس کام پہ حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا کہ وہ تعریف کرنا لوگون کا اور دوست رکہنا اون کا اوس کو جلدی خوشخبری مسلمان کی ہی یعنی وہ ثواب کہ اوس کو آخرت مین ملیگا وہ باقی ہے اور پہلے اوس سی کہ آخرت مین وہ ثواب اوس عمل کا پاوی دنیا مین بہی ثواب اوس کا پایا کہ لوگون نے اوس کی تعریف کی اور اوس کو دوست رکہا اور یہہ گویا اوس کو بشارت دنیاہی ساتہہ ثواب آخرت کی اور یہہ ریا نہین اس لئی کہ قصد اوس کا ثواب آخرت کا تہا حق تعالی نی اپنی فضل سی دنیا مین بہی اوس کو ثواب دیا روایت کیا اوس کو مسلم نی وعن سعید بن فضالۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا جمع اللہ الناس یوم القیامۃ لیوم لاریب فیہ نادی مناد من کان اشرک فی عمل عملہ للہ فلیطلب ثوابہ من عند غیر اللہ فان اللہ اغنی الشرکاء عن الشرک رواہ احمد یعنی حضرت سعید بن فضالہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت جمع کریگا خدا تعالی لوگون کو قیامت کی دن وہ

وہ دن کہ اوس کی آنے مین کچھ شک نہین حساب اور جزای اعمال کے لئی پکار یگا فرشتہ پکار نیوالا کہ جس شخص نے کہ شریک کیا کسی اور کو اوس عمل مین کہ اوس کو خدا کے لئے کیا یعنی اوس مین ریا کیا پس چاہئے کہ وہ طلب کرے ثواب اپنے عمل کا غیر خدا سے کہ اوس نے شریک کیا اوس کو اوس عمل مین اس لئے کہ اللہ تعالی سب شریکون سے زیادہ بے پرواہی شرک سے روایت کیا اوس کو احمد نے وعن عبد اللہ ابن عمرو انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سمع الناس بعملہ سمع اللہ بہ اسامع خلقہ و حقرہ وصغرہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی تحقیق عبد اللہ ابن عمر نے سنا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ اپنے عمل لوگون کو سناویگا اور اپنے کو لوگون کے نزدیک ساتھہ عمل نیک کے مشہور کریگا سناویگا اور مشہور کریگا اللہ تعالی اوس کی عمل ریای کو اپنی خلق کی کانو نمین یعنی پہونچاویگا اللہ تعالی خلایق کے کانون تک کہ یہہ شخص ریاکاری اور مشہور کرنیوالا ہے اوس کو ساتھہ اوس کی لوگون مین اور فضیحت کریگا اوس کو قیامت کے دن اور حقیر اور ذلیل کریگا اوس کو دنیا و آخرت مین روایت کیا اوس کو بیہقی نے شعب الایمان مین وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان نیتہ طلب الاخرۃ جعل اللہ غناہ فی قلبہ وجمع لہ شملہ واتتہ الدنیا وھی راغمۃ ومن کانت نیتہ طلب الدنیا جعل اللہ الفقر بین عینیہ وشتت علیہ امرہ ولا یاتیہ الا ما کتب لہ رواہ الترمذی ورواہ احمد والدارمی عن ابان عن زید بن ثابت یعنی حضرت انس سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ نیت اوس کی یعنی قصد اصلی اوس کا امر علمی و عملی مین طلب کرنا ثواب آخرت کا ہو یعنی وہ اپنی مولا کی خوشنودی کا طالب ہو تو گردانتا ہے

اللہ تعالی اوس کی دل مین بے پروائی یعنی اللہ تعالی اوس کی دل کو بے پروا کرتا ہی اور
اوس کو قدر کفاف پہ قانع کرتا ہی تا کہ وہ طلب زیادتی کی لئی رنج نہ اوٹھائی اور اللہ
تعالی اوس کو خلق سی بے پروا کرتا ہی اور اوس کو پریشانی سی جمعیت خاطر کی عطا فرماتا ہے
یعنی اوس کی دل کو جمع کرتا ہے سبب مہیا کرنے اسباب معیشت اوس کی ایسی جگہہ سی کہ وہ
نہین جانتا اور آتی ہی اوس کے پاس دنیا یعنی وہ چیز کہ مقدر اور مقسوم ہی اوس کا دنیا سی
اوس حال مین کہ وہ ذلیل اور بی قدر ہی نزدیک اوس کی یعنی بغیر طلب اور سعی اور محنت
اور خواری کی اسباب دنیاوی اور حوائج معیشت کی اوس کی ہاتھہ مین آتے ہین اور جو شخص
کہ ہو نیت اور قصد اوس کا امر علمی اور عملی مین طلب دنیا کا کر دیتا ہے اللہ تعالی محتاجی خلق
کے مانند امر محسوس کی کہ اوس کی آنکھون کی آگی حاضر ہو اور پراگندہ اور پریشان کرتا ہی
اوس کی کامون کو اور نہین آتی اوس کی پاس دنیا سی مگر وہ چیز کہ اوس کی لئی مقدر کی گئی ہی
روایت کیا اوس کو ترمذی نی اور روایت کیا اوس کو احمد اور دارمی نے ابان سی کہ نقل
کی اوس نے زید بن ثابت سی وعن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
يخرج في آخر الزمان رجال يختلون الدنيا بالدين يلبسون للناس جلود الضان
من اللين السنتهم احلى من السكر وقلوبهم قلوب الذئاب يقول الله ابي يغترون
ام علي يجترؤن فبي حلفت لابعثن على اولئك منهم فتنة تدع الحليم فيهم حيران
رواه الترمذي یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ آخر زمانی مین کتنی اشخاص نکلین گے کہ وہ فریب دیوینگے دنیا کو ساتھہ عمل آخرت کے
یعنی وہ دنیا کو عبادت سی طلب کرینگے اور لوگون کو اپنی عبادت سی فریب دیوینگی اور پہننگی
لوگون کے دکھلانے کے لئی چمڑہ دنبی کی یعنی وہ صوف کی کپڑے پہننگی مانند کمبل وغیرہ کے اظہار تقا

اور تملق اور تواضع کے بیلئے یعنی تا کہ لوگ اور مرید معتقد اونکے ہون اور وہ اونکو عابد زاہد تارک الدنیا راغب عقبی گمان کرین زبان اونکی یعنی اونکی باتین شکر سی زیادہ شیرین ہونگی اور دل اونکی مانند بہیڑیون کی ہونگی یعنی اونکی دل اہل تقوی کی دشمنی کسمین اور صفات بہیمیہ اور شہوت حیوانیہ کے غالب ہونیمین مانند بہیڑیون کی ہونگی فرماتا ہی اللہ تعالی کیا بسبب میری مہلت دینی اور مہبر چہوڑنیکی وہ مغرور ہوئے ہین اور فریب کہاتی ہین یعنی وہ نہین جانتی کہ ہمنا مجہ دینیکے لئے ڈہیل دیتا ہون یا وہ میری مخالفت کرنے پر جرارت کرتے ہین پس مین اپنی قسم کہاتا ہون کہ البتہ مسلط کرونگا اون لوگون پر اونہین سی فتنہ اور بلاکو کہ مرد عاقل مدبر اوس مین حیران ہو جائیگا اور وہ نہ اوس کو دفع کر سکیگا اور نہ اوس مین رہ سکیگا اور نہ اوس سی بہاگ سکیگا اور جب اوس مین عاقل آدمی کا حال یہہ ہوگا تو نادان آدمی اوس مین کیا کر سکیگا روایت کیا اوس کو ترمذی نے اور جاننا چاہیے کہ لفظ یختلون ساتہہ سکون خاء معجمہ اور فتح تاء فوقانیہ کی عبادت سے دنیا کو حاصل اور طلب کرنا یا اوس کی معنی یہہ ہی کہ وہ آدمی اپنا دین دیکر دنیا لیونگی اور اپنی دین پر دنیا کو اختیار کرینگی اور ظاہر تر اوسکی معنی یہہ ہے کہ اپنی طاعت ریائی سے لوگونکو فریب دیکر دنیا کماوینگی جیسا کہ اوس پر قول یلبسون للناس کا دلالت کرتا ہے وعن عمر بن الخطاب انہ خرج یوما الی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد معاذ بن جبل قاعدا عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبکی فقال ما یبکیک فقال یبکینی شیئ سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان یسیر الریاء شرک ومن عادی للہ ولیا فقد بارز اللہ بالمحاربۃ ان اللہ یحب الابرار الاتقیا

الاخفياء الذين اذا غابوا لم يتفقدوا وان حضروا لم يدعوا ولم يقربوا قلوبهم مصابيح الهدى يخرجون من كل غبراء مظلمة رواه ابن ماجة والبيهقي في شعب الايمان يعني حضرت عمر ابن الخطاب سے مروی ہے کہ وہ ایکدن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کیطرف آئے پس حضرت معاذ بن جبل کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد کیطرف آئے پس حضرت معاذ بن جبل کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار مقدس اور مشہد مکرم کے نزدیک بیٹھا پایا کہ وہ روتے تھے پس حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ کے رونیکا کیا سبب ہے پس حضرت معاذ نے کہا کہ ایک شئی کہ میں نے اوس کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اوسنی مجھے رولایا ہے کہ حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تحقیق تھوڑا ریا بھی شرک ہے یعنی چھپ جائے کہ وہ ریا ہوا اور جو کوئی کہ وہ کسی کے دوست سے یعنی کسی ولی اللہ سے دشمنی رکھیگا اور ناحق اوسکو رنج اور غصہ دلاویگا قولاً یا فعلاً پس وہ تحقیق اللہ تعالی سے لڑا اور جو کوئی خدا تعالی سے لڑیگا البتہ وہ خراب و رسوا ہوگا اور تحقیق اللہ تعالی دوست رکھتا ہے نیک کارون پرہیزگارون پوشیدہ حالون کو وہ لوگ کہ جب وہ غائب ہون نہ پوچھے جاوین اور جب وہ حاضر ہون نہ بلائین جائین مجلس مین مہمانیکی لیے اور اگر وہ بلائین بھی جاوین تو وہ تعظیم سے اور تکریم سے پاس نہ بٹھائی جائین دل اونکے چراغین ہدایت کے ہین یعنے اون کے نور سے خلق راہ راست پاتے ہین نکلتی ہین ہر ایک زمین تاریک سے روایت اوس کو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور اس حدیث مین اس کا اشارہ ہے کہ مکان اون ابرار اتقیاء اخفیاء کی تیرہ اور تاریک اور خراب ہونگے اور سبب مفلسی کے اونکے منازل بے چراغ ہونگے اور اس حدیث مین تنبیہ ہے اس پر کہ اگر کوئی

ولی اللہ ظاہر مین خستہ اور خراب ہو تو آدمی کو چاہیے کہ بسبب خستگی شکل ظاہری اونکی اور خرابی اونکی کپڑون کی اونکو حقیر نجانی اور اونکی تعظیم اور تکریم کری شاید کہ ابرار اتقیا چھپا ہے کہ یہہ حدیث اوس مضمون کی مخبر ہے وہ ہون جیسا کہ کسی نے کہا ہے خاکساران جہان را بحقارت منگر۔ تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد۔ اور لفظ ابرار اتقیا سی اس پر بھی اشارہ ہے کہ بغیر تقوی اور نورانیت باطن کی محض فقر اور خواری اور بی اعتباری ظاہری موجب فضیلت کے نہین۔ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا صلی فی العلانیۃ فاحسن وصلی فی السر فاحسن قال اللہ تعالی ہذا عبادی حقا رواہ ابن ماجۃ یعنی حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق بندہ جب وہ نماز پڑہی ظاہر مین پس وہ اچھی طرح سی پڑہی یعنے وہ فرائض اور واجبات اور سنن اور مستحبات نماز کی اچھی طرح سے ادا کری اور جب وہ نماز پڑہی خلوت مین تو بھی اچھی طرح سے پڑہی فرماتا ہے اللہ تعالی یہہ بندہ میرا ہی صدق اور راستی سے کہ عباد نہین ریا نہین کرتا روایت کیا اوس کو ابن ماجہ نے۔ وعن معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون فی اخر الزمان اقوام اخوان العلانیۃ اعداء السریرۃ فقیل یا رسول اللہ وکیف یکون ذالک قال ذالک برغبۃ بعضہم الی بعض ورہبۃ بعضہم الی بعض یعنی حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانی مین ایک گروہ ہونگی کہ ظاہر مین وہ بہائی اور دوست ہونگے اور باطن مین وہ دشمن اور بیگانہ ہونگی کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ کیسا ہوگا فرمایا کہ یہہ حال بسبب رغبت کرنے بعضی اونکی بعض سے اور بسبب کراہت اور خوف بعضی اونکی بعض سے یعنی حاجت اونکو اغراض دنیاوی ہونگی یا کسی سے اوس کو ڈر ہوگا تو وہ رغبت اور دوستی ظاہر کرینگی تو وہ باطن مین دشمن ہونگی۔ وعن شداد بن اوس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

من صلّی یرائی فقد اشرك ومن صام یرائی فقد اشرك ومن تصدق یرائی فقد اشرك

رواه احمد یعنی شداد بن اوس سی مروی ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کہ نماز پڑہے دکہلانیکو یعنی ریائی پس تحقیق اوسنی شرک کیا یعنی اللہ تعالی سے اوسنی شرک خفی کیا اور جو شخص روزہ رکہے ریائی پس تحقیق اوسنے شرک کیا اور جو کوئی صدقہ دیوی ریائی پس تحقیق اوسنی شرک کیا روایت کیا دونو احمد نے یعنے جو کوئی عمل ریائی کریگا تو وہ شرک ہے اور شرک کی دو قسم ہین ایک شرک جلی دوسرا شرک خفی شرک جلی وہ ہے کہ وہ آشکارا بت پرستی کرے اور ریاکار کہ وہ غیر کے لیے عمل کرتا ہو وہ بھی بت پرستی ہی لیکن شرک خفی ہے مطابق اس کے ما صدك عن اللہ فہو صنمك یعنی جو چیز کہ تمکو اللہ تعالی سے روکی وہ تمہاری لیے بت ہے۔ وعنه

انه بکی فقیل له ما یبکیك فقال شیئ سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول فذکرته فابکانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول اتخوف علی امتی الشرك والشھوۃ الخفیة قال قلت یا رسول اللہ اتشرك امتك من بعدك قال نعم اما انھم لا یعبدون شمسا ولا قمرا ولا حجرا ولا وثنا ولکن یرائون باعمالھم والشھوۃ الخفیة ان یصبح احدھم صائما فتعرض له شھوۃ من شھواته فیترك صومه رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان یعنی شداد بن اوس سے مروی ہے کہ وہ روئے پس کہا گیا اوس کو کہ کیا چیز رولاتی ہی تجھے کہا اوسنی کہ ایک شئی رولاتی ہے مجھے کہ سنا ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے پس یاد کیا میں اوس کو پس رولایا اوسنی مجھے سنا ہو سنے کہ حضرت رسول

سلہ اور ظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بجا اوسکے فیترك صومه ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوف کرتا ہوں مین اپنی امت مین شرک اور شہوۃ
خفیہ کا کہا شداد بن اوس نے کہ کہا مینی یا رسول اللہ علیک الصلوۃ والسلام آیا آپکے
امت آپ کی بعد شرک کریگی فرمایا ہان وہ پرستش نکرینگے آفتاب کی اور نہ مہتاب کی
اور نہ پتھر کی اور نہ بت کی ولکن ریا کرینگی اپنی عملون سی یعنی وہ مال و رجاہ کی حصول کے
لئے اپنی عملون کو اور آدمیون کو دکھاینگی اور وہ آپ شرک خفی کے دام مین گرفتار آوینگے
اور یہہ فی الحقیقۃ شرک اور بت پرستی ہی اور شہوۃ خفیہ یہہ کہ ایک اون سی رات کو صبح
کرتا ہی اوس حال مین کہ وہ روزہ دار ہی پس کوئی شہوت شہوات سی مانند آرزو طعام
کی یا آرزو پینی کی یا آرزو جماع کے اوس پر ظاہر ہوتی ہے پس چھوڑتا ہے وہ اپنے
روزہ کو اوس شہوت کی سبب سی روایت کیا اوس کو احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین
اور خفی ہونا اوس شہوت کا اس لئے ہے کہ گویا اوس نے روزہ کی نیت کے وقت مین اپنی
دل مین یہہ ٹہرایا تہا کہ اگر اثنا روزہ مین مجھے شہوت عارض ہوگی تو مین روزہ کو ترک کرونگا
اور طیبی نے کہا ہی کہ شہوت خفیہ اس لئے ہی کہ اوس مین ہلاک مخفی ہی بجہت مناسبت شرک خفی
کی وعن عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ
سریرۃ صالحۃ او سیئۃ اظہر اللہ منہا رداء یعرف بہ رواہ البیہقی فی شعب
الایمان یعنی حضرت عثمان بن عفان سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص کا اوس لئے ہو خصلت چھپی ہوئی نیک یا بد ظاہر کرتا ہے اللہ تعالی اوس خصلت سی
ایک علامت کہ پہچانا جاتا ہی وہ شخص ساتھہ اوس علامت کی اور جاننا چاہئے کہ ردا اصل مین
چادر کو کہتے ہین اور یہان مراد علامت ہی کہ اوس سی ایک چیز پہچانی جاتی ہی اور اپنے
غیر سے ممتاز ہوتی ہے جیسا کہ سر دیا در سی پہچانا جاتا ہے اور ممتاز ہوتا ہے اور مراد

علامت سی ہئیت اور صورت ہی خصوصاً مفاخرت اور عصبیت کے احادیث کے بیان مین
صراح مین فخر اور تفخر بمعنی ناز کرنیکی ہے اور تفاخر ناز کرنا دو گروہ کا آپس مین اور
تفجر فخر کرنیوالا التفخیر بزرگی دکہانی متفخر متکبر مفاخرت برابری کرنا فخر مین یعنی باہم فخر
کرنا افتخار اور تفخیر ایک کو دوسرے پر بڑہانا اور مفاخرت اگر حق مین اور حق کے لئے
اور مصلحت کی لئی اور اظہار قوت کی لئی اعدا دین پر ہو تو وہ جایز ہے اور صحابہ کرام سے
اور سلف سی آیا ہی اور اگر وہ ناحق بطریق تکبر کی اور نفسانیت کی ہو تو وہ مذموم ہے
اور اکثر استعمال اوس کا عرفاً بمعنی تکبر کی اور نفسانیت کی آتا ہے اور عصبیت کی معنی
عصبی ہونا ہے اور عصبی اوس کو کہتے ہین کہ وہ اپنی قوم کی حمایت کرے اور ان کی لئی
تعصب کری اور تعصب اصل مین بمعنی تشدید اور سختی کرنیکی آتا ہی اور اس معنی کے لئی
ہی عصب کہ وہ پٹھی کو کہتے ہین کہ وہ سبب شدت اور سختی مفاصل بدن کا ہے اور
تعصب وہ کہ اپنی قوم کے لئے تعصب کری اور وہ کہ خصومت کرے کسی مذہب مین
اظہار قوت کی لئی اور اس لئی کہ تعصب مین اعصاب گردن کی یعنی پٹھی گردن کے
پہول جاتین ہین تو اوس کو تعصب کہا جاتا ہے اور اگر تعصب حق کے لئے ہو اور
متضمن ظلم نہو تو وہ اچھا ہی اور اگر وہ بطریق باطل کے اور ظلم کی ہو تو وہ مذموم ہے
اور اکثر اطلاق اوسکا ظلم اور ناحق مین آتا ہی جیسا کہ احادیث آیندہ سی معلوم ہوگا
وعن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تطرونی کما اطرت
النصاری ابن مریم فانما انا عبدہ و رسولہ متفق علیہ یعنی حضرت عمر سی مروی
ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ زیادتی کرو تم میری تعریف مین
جیسا کہ زیادتی کی نصاری نے بیٹے مریم کی تعریف مین یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی تعریف

ہین کہ اون کو اللہ اور ابن اللہ کہا پس ہین بندہ خدا کا اور رسول اوس کا ہون اور
جاننا چاہیے کہ بندگی مقام خاص اور صفت مخصوصہ حضرت سید المرسلین احمد مصطفی علیہ الصلوۃ
والسلام کی ہی کہ وہی بندہ حقیقی حضرت اللہ تعالی کی اور سب سی کامل تر عبودیت کی
صفت مین ہین اور کمال مدح اور بیان علو مقام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصتہ اس
صفت کی اسناد مین ہی اور اطرا کسی کی مدح مین حد اعتدال سی گذرنا اور اوس مین جھوٹ کہنا
اور اطرا اور مبالغہ حضرت سید الانبیاء علیہ افضل التحیہ کی تعریف مین نہین ہوسکتا اس لئی
کہ جیسی مدح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغیر اثبات الوہیت کی اور انداد کے
کی جاوے آپ اوس کے مستحق ہین جیسا کہ کسی نے کہا ہے مگو او را خدا از بہر امر شرع
وحفظ دین + دگر ہر وصف کش میخواہی اندر وصفش انشا کن + مولوی جامی نی کہا ہی
لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور فی الواقع کوئی
بغیر خدا جل شانہ کی حقیقت اون کی کو نہین جانتا ہے اور مانند آپ کی کوئی اللہ تعالی شانہ کو
نہین پہچانتا عن ابی هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم لينتهين اقوام يفتخرون
بابائهم الذين ماتوا انما هم فحم من جهنم او ليكونن اهون على الله من الجعل
الذي يدهده الخرء بانفه ان الله قد اذهب عنكم عبية الجاهلية وفخرها
بالآباء انما هو مؤمن تقي او فاجر شقي الناس كلهم بنو آدم وآدم من تراب
رواه الترمذی وابوداؤد یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ باز آوینگی وہ قوم کہ فخر کرتے ہین اپنی باپونسی کہ وہ مرگئی ہین
سوائی اس کی نہین کہ وہ کوئلی دوزخ کی ہین کہتا ہے فقیر مودودی کہ ورود اس حدیث کا
مشرکون کی حق مین ہی کہ یقیناً وہ دوزخ مین ہین اور یا ان اہل اسلام کی حق مین ہی

کہ باپ اون کی کافر ہین اور وہ حسب عادت معتاد جاہلیت کی اپنی بابون کی تعریف جھوٹی
کرتے ہین یا البتہ وہ ہون گی ذلیل نزدیک اللہ تعالی کی یعنی اگر وہ فخر کرنے سی باز
نہ آوینگی تو وہ خدای تعالی کی نزدیک کرم نجاست سے کہ وہ نجاست کو اپنی ناک سی لوٹتا ہی
زیادہ خوار ہون گی تحقیق اللہ تعالی نی دور کی تمسے نخوت جاہلیت کی اور فخر کرنا ساتھہ
بابون کے اور آدمی یا مؤمن متقی ہوگا یا فاجر بدکار ہوگا

اگر وہ مؤمن متقی ہے تو وہ خود عند اللہ عزیز ہے تو اوس کو اپنی بابونسی فخر
کرنے کی کیا حاجت ہی اور اگر وہ فاجر بدکار ہی تو وہ نزدیک اللہ تعالی کی ذلیل ہے
اوس کو اپنے باپون سی فخر کرنا غیر مفید ہی اور تمام آدمی اولاد حضرت آدم کی ہین اور
حضرت آدم مٹی سی پیدا ہوئی ہین اور مٹی خوار اور پست ہے تعزز اور
افتخار اوس کو سزاوار نہین + ز خاک آفریدت خداوند پاک ۔ پس ای بندہ افتادگی
کن چو خاک اور جعل جیم معجمہ کی ضم اور عین مہملہ کی فتح سے سیاہ کرم کہ وہ پلیدی مین
رہتا ہے اور پلیدی کو اپنی ناک سی لوٹتا ہے اور خراء خاء معجمہ کی ضم اور راء مہملہ کی
سکون سی اور ہمزہ سی پلیدی اور عبیہ عین مہملہ کی ضم اور باء موحدہ مشددہ کی کسر اور
یاء تحتانیہ کی تشدید سی نخوت وعن واثلۃ بن الاسقع قال قلت یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ما العصبیۃ قال ان تعین قومک علی الظلم رواہ ابو داؤد ۔
یعنی واثلہ ابن اسقع سی مروی ہی کہ مین نے کہا یا رسول اللہ علیک الصلوۃ والسلام
عصبیت مذموم کیا ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ عصبیت مذموم وہ ہی
کہ ظلم پر اپنی قوم کی اعانت کرو تم روایت کیا اوس کو ابو داود نی اس حدیث سی معلوم ہوا
کہ اعانت اپنی قوم کی اگر وہ حق پر ہون تو اچھی ہی جیسا کہ حدیث آیندہ مین بھی ہے ۔

وعن سراقة بن مالك ابن جعشم قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال خیرکم المدافع عن عشیرته من لم یاثم رواہ ابوداؤد

یعنی سراقہ ابن مالک ابن جعشم سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مین ہمکو فرمایا کہ بہتر بن تمہارا وہ ہی کہ لوگون کی ظلم کو اپنی قوم سی دفع کری جبتک کہ وہ گنہ گار نہو یعنی بسبب مدافعت کی روایت کیا اوس کو ابوداودنی اگر کہا جاوی کہ وہ مدافعت سی کیسا گنہ گار ہوگا جواب اوس کا یہہ ہی کہ اگر وہ زبان سی مدافعت کر سکی تو اوس کو ہاتہہ سی مدافعت کرنا جائز نہین اگر وہ ہاتہہ سی مدافعت کری تو وہ مدافعت ظلم کی حد نہ پونچی اور گنہ گار نہووی یعنی جیسا ہو سکی مدافعت ظلم کی کری نہ یہہ کہ وہ ظلم کری وعن جبیر ابن مطعم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لیس منا من دعا الی عصبیة ولیس منا من قاتل عصبیة ولیس منا من مات علی عصبیة رواہ ابوداود یعنی جبیر بن مطعم سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ نہین وہ شخص ہم مین سی یعنی اہل ملت یا اہل طریقہ ہمارے سی کہ بلاوی عصبیت کیطرف اور نہین وہ شخص ہم مین سی کہ جنگ اور قتال اور کشت وخون کری عصبیت کی لئی اور نہین وہ شخص ہم مین سی کہ مری عصبیت پر روایت کیا اوس کو ابوداودنی اور عصبیت سی مراد اس حدیث مین وہ عصبیت ہی کہ وہ بطریق ظلم کی اور باطل کی ہو کہ وہ مذموم اور منہی عنہ ہی وعن عبادة بن کثیر الشامی من اهل فلسطین عن امراة منهم یقال لها فسیلة انها قالت سمعت ابی یقول سئلت رسول الله صلی الله علیه وسلم امن العصبیة ان یحب الرجل قومه قال لا ولکن من العصبیة ان ینصر الرجل قومه علی الظلم رواہ احمد وابن ماجه یعنی عبادہ بن کثیر الشامی کہ

کہ وہ فلسطین کی آدمیون سی تہا ایک عورۃ سی کہ وہ اوس کی قوم سی تہی اور اوس کو
فسیلہ کہتے تہی راوی ہی کہ فسیلہ نی کہا کہ سنی اپنی باپ سی سنا کہ اوسنی کہا کہ پوچہا مینی
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کیا یا عصبیت مذموم سی ہی یہہ کہ کوئی آدمی اپنی
قوم کو دوست رکہی فرمایا نہ ولکن عصبیت مذموم یہ ہی وہ ہی کہ آدمی ظلم پہ اپنی قوم کی یاری
کری روایت کیا اوس کو احمد اور ابن ماجہ نی خصوصاً بخل سی بچنی کی احادیث کی بیان
وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات یوم القیامۃ واتقوا
الشح فان الشح اہلک من قبلکم حملہم علی ان سفکوا دماءہم واستحلوا محارمہم رواہ مسلم
یعنی حضرت جابر سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بچو تم ظلم سی پس تحقیق ظلم تاریکی ہی قیامت
کے دن اور بچو تم بخل سی پس تحقیق بخیلی نی ہلاک کر دیا ہی ان لوگون کو جو تم سی
پہلی تہی باعث ہوا اون کو بخل اس پر کہ اونہون نی خون ریزی کی اور حرام کو حلال جانا
روایت کیا اوس کو مسلم نی اور چونکہ معنی ظلم کی وضع الشئی فی غیر محلہ یعنی شئی کو
اوس کی غیر محل مین رکہنا کہا ہی پس ظلم سب گناہون کو شامل ہوا اور بچو تم بخل سے
کہ وہ بہی ایک نوع ظلم کا ہی اور بخل باعث خون ریزی کا اور حلال جاننی حرام کا یون
ہوتا ہی کہ خرچ کرنا اموال کا اور ادائی حقوق مالی اور تفقد بہائی مسلمانون کا سبب
محبت کا اور ملاپ کا ہوتا ہی اور بخل کرنا چونکہ وہ موجب عدم ادائی حقوق مالی اور
سبب عدم تفقد کا ہی تو وہ باعث انقطاع کا اور ترک ملاقات کا ہی اور یہی باعث
ہوتا ہی لڑائی اور دشمنی کا اور جب دشمنی ہوئی تو خون ریزی بہی ہوتی ہے اور
حلال کرنا حرام کا بہی ہوتا ہی کہ دشمن دشمن کی جان کو اور اون کی عورتون کو اور
مال کو اور آبرو وغیرہم کو از روئی دشمنی کے حلال سمجہا ہی وعن ابی ذر قال نہیت

الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو جالس فی ظل الکعبۃ فلما رأنی قال ھم
الاخسرون ورب الکعبۃ فقلت فداک ابی وامی من ھم قال ھم الاکثرون
اموالا الا من قال ھکذا وھکذا وھکذا من بین یدیہ ومن خلفہ
وعن یمینہ وعن شمالہ وقلیل ما ھم متفق علیہ یعنی حضرت ابی ذر سے مروی ہے
کہ اوس نے کہا پہونچا مین حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی پاس اور وہ
بیٹھی تھی کعبہ کی سایہ مین پس جبکہ مجہ کو دیکھا فرمایا وہ نہایت زیان کار ہین اور وہ
نہایت خسارہ مین ہین قسم ہے پروردگار کعبہ کی پس کہا مینی قربان ہو آپ پر باپ
میرا اور ماں میری وہ کون ہین فرمایا وہ بہت جمع کرنیوالی مال کی مگر جس شخص نے
کہ خرچ کیا ادہر اور ادہر یعنی ہر طرف جیساکہ بیان کیا کہ آگی اپنی اور پیچھی اپنی اور
داہنی اپنی اور بائین اپنی اور کم ہین وہ روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے -
وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البخیل بعید من اللہ
بعید من الجنۃ بعید من الناس قریب من النار الحدیث رواہ مسلم یعنی
حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل
یعنی جو شخص کہ واجبات کو ادا نکری وہ دور ہی اللہ تعالی سی دور ہی بہشت سی دور ہی
لوگون سی نزدیک ہی دوزخ کی آگ سی آخر حدیث تک روایت کیا اوس کو مسلم نی وعن
ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصلتان لا تجتمعان
فی مؤمن البخل وسوء الخلق رواہ الترمذی یعنی حضرت ابی سعید سی مروی ہے
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا دو خصلتین نہین جمع ہوتے مؤمن
مین ایک بخل دوسری بدخلقی نقل کی ترمذی نی یعنی لائق نہین کہ مؤمن کامل مین یہ

دو خصلتین جمع ہون یا مراد یہہ ہی کہ اوس مین یہہ دو خصلتین جبلی یا نہین ہوتی کہ
وہ اوس کی طبعی ہون اور وہ اوس سی جدا نہون اگر بمقتضای بشریت کی کوی
مومن احیاناً بخل یا بدخلقی کری اور بعد ازان وہ اوس سی پشیمان ہو اور اپنی نفس کو
وہ ملامت کری تو وہ منافی کمال ایمان کی نہین اور مراد بدخلقی سی یہہ ہی کہ وہ اخلاق
خلاف شرع کی ہون نہ یہہ کہ جو لوگون مین متعارف اور مشہور ہی کہ وہ دو رنگی کو
اور دو زبانی کو اور دو روئی کو اور تملق اور خوشامد کو اور ترک نصیحت کو اور عدم
احتساب شرعی کو اور عدم ممانعت امور غیر مشروعہ کو بلکہ مداہنت فی الدین کو نیک
اخلاقی سمجھتے ہین اور یک رنگی کو اور یک زبانی کو اور صدق اور صاف گوئی کو اور
ممانعت امور خلاف شرعیہ کو اور احتساب شرعی کو اگرچہ وہ زبانی ہی ہو بدخلقی
اور جہالت جانتی ہین تو یہہ خیال اون کا باطل ہی وعن ابی بکر ن الصدیق
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ خب ولا بخیل ولا
منان رواہ الترمذی یعنی حضرت ابابکر صدیق سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ نہ داخل ہوگا بہشت مین مکار اور نہ بخیل اور نہ نقرا پر
منت رکھنے والا روایت کیا اوس کو ترمذی نے یعنی وہ عذاب سی پہلی بہشت مین نجاوینگی
بلکہ وہ بعد عذاب دوزخ کی اور بعد اپنی اپنی سزا پانیکی بہشت مین داخل ہونگی اور بخیل
سی مراد وہ آدمی ہی کہ زکوۃ اور صدقہ فطر اور قربانی اور اور حقوق مالی اللہ تعالی
کے اور حقوق آدمیون کی کہ اوس کی ذمہ پر واجب الادا ہون وہ ادا نکرے
اور وہ نفقہ اپنی عیال کا اور قرض وغیرہم کہ اوس کی ذمہ پر ہون مذیوی اور
معنی منان کی ایک تو وہ ہی کہ مذکور ہوی اور دوسری معنی یہہ ہی کہ منان قاطع

الرحم کو کہتے ہین یعنی وہ آدمی کہ اپنی ناتی دارون سی قطع کری اور مسلمانون سی محبت اور
اختلاط اور امتزاج نرکہی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی علیه وسلم شر ما
فی الرجل شح ھالع وجبن خالع رواہ ابوداود حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نی فرمایا کہ بدترین خصلتون کی آدمی مین دو خصلتین ہین
ایک بخل بہت دوسر بزدلی غالب روایت کیا ابوداود نی وعن ابن عباس قال النبی صلی اللہ
علیه وسلم الا اخبرکم بشر الناس منزلا قیل نعم قال الذی یسئل باللہ ولا یعطی رواہ
احمد یعنی حضرت ابن عباس مروی ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نی فرمایا کہ کیا نہ خبر دون
مین تمکو اوس آدمی سی کہ وہ عند اللہ اور آدمیون سی بدہو از روئی مرتبہ کی عرض کیا صحابہ نی
کہ ہان خبر دیجی فرمایا وہ شخص کہ اوس سی ساتھہ نام اللہ تعالی کی سوال کیا جاوی اور وہ ندی
روایت کیا اوس کو احمد نی وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الشح
شجرۃ فی النار فمن کان شحیحا اخذ بغصن منها فلم یترکه الغصن حتی یدخله
النار رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم نی فرمایا کہ بخیلی ایک درخت ہی دوزخ مین پس جو شخص کہ بخیل ہوگا اوس درخت
کی ایک ٹہنی کو اوس کی ٹہنون مین سی پکڑیگا پس نچھوڑیگی وہ ٹہنی یہانتک کہ داخل کریگی وہ
اوس کو دوزخ مین روایت کیا اوس کو بیہقی نی شعب الایمان مین کہتا ہی کہ فقیر مودودی کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نی بخیلی کو درخت ناری سی تشبیہ دی اس لئی کہ جیسی درخت کی بہت
ٹہنیان ہوتے ہین ایساہی بخیلی کے درخت کی بہت شاخین ہین یعنی اوس کے بہت اقسام ہین
اور جو کوئی اوس کی ایک ٹہنی کو پکڑیگا یعنی جو کوئی بخیلی کی اقسام سی ایک قسم کی بخیلی کو اختیار
کریگا تو وہ بخیلی اوس کو دوزخ مین داخل کریگی فائدہ اقسام احادیث کے بیان مین اوس

سند ہین کہ ہم سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر روایت کرنیوالی ہون
سب عاقل اور دیندار اور صحیح الحافظہ ہون اور ایک دوسری سی متصل روایت کرین کہ
بیچ ہین کوئی نرہجائی مثلاً حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سی حضرت ابی ہریرہ صحابی
کسی حدیث کو نقل کرین اور پہر انسی ابی الزناد اور پہر انسی امام مالک روایت کرینیا
پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی امام مالک تک جو روایت کرنیوالی حضرت ابی
ہریرہ صحابی اور اعرج اور ابی زناد ہین یہہ تینون شخص عاقل ور دیندار صحیح الحافظہ ہین اور
وہ ایک دوسری سی نقل کرتا ہے اون کی بیچ ہین کوئی اور چوتہا شخص نہین رہگیا ہی سو
اس سند کو سند صحیح کہتی ہین اور اس حدیث کو مرفوع کہتے ہین اور اگر کسی راوی نی
صحابی تک ہی سند پہونچائی تو اوس حدیث کو حدیث موقوف کہتی ہین اور اگر تابعی
تک پہونچائی اور اگی صحابی تک سند نہ چلی تو اوس کو حدیث منقطع کہتے ہین کہ بیچ سی سلسلہ
کٹ گیا حضرت سید الکونین صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ تک نہ پہونچا ہان اگر حضرت سید المرسلین
علیہ الصلوۃ والسلام تک پہونچ جاویگی تب اوس کو حدیث متصل کہین گی کہ حضرت خیر الانبیاء
علیہ افضل التحیۃ تک اوس کا اتصال ہوگیا اور اگر بیچ ہین کوئی راوی کم عقل یا بی دیانت
یا خراب حافظہ کہ بہولنی کی اوس کو عادت ہو آجادی تو یہہ حدیث متصل بہی ضعیف
کہلاویگی اور اس حدیث کو قوی جب کہینگی کہ اوس کی راوی قوی ہونگی علی ہذا القیاس جس
حدیث کی جسقدر معتبر اور قوی راوی ہونگی اوسی قدر وہ حدیث قوی ہوگی اس لئے احادیث
کے کتابون ہین صحیح بخاری سب سی زیادہ قوی اور معتبر ہی اوس کی بعد صحیح مسلم ہی اسی قسم کے
اعتبارات سی احادیث کی بہت سی اقسام ہی کہ اون کو علم اصول حدیث ہین علمائی خوب
صراحت سی لکہا ہی پس جس حدیث کی ایک ہی سند ہو تو اوس کو غریب کہتے ہین اور جس کے

دو سند ہون اوس کو حدیث عزیز کہتی ہین جسطرح امام مالک مثلاً ایک حدیث کو ایک اوسی پہلی سند سی روایت کرین یعنی مالک اوس حدیث کو ابی الزناد سی اور وہ اعرج سی اور وہ حضرت ابی ہریرہ سی اور وہ حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کرین اور دوسری سند اوس کی لئی یون لاوین کہ امام مالک نافع سی اور نافع عبد اللہ بن عمر صحابی سی اور وہ حضرت رسول علیہ الصلوۃ والسلام سی روایت کرین اور جس حدیث کی دو سی زیادہ تین یا چار یا پانچ سند ہون سو اوس کو حدیث مشہور کہتی ہین اور تینون قسم کو آحاد کہتی ہین اور جس حدیث کی بیشمار سندین ہون اور ہر زمانہ مین اوس کو بیشمار راوی روایت کرتی ہون اور عقل اوس قدر آدمیون کا جھوٹا ہونا محال سمجھی تو اوس کو حدیث متواتر کہتے ہین اور خاص متواتر مین اوس کی ثبوت کا یقین حاصل ہوتا ہی بخلاف غریب و عزیز و مشہور کی کہ اونکی ثبوت مین ظن غالب ہی جیسی کہ شہر مکہ اور مدینہ کی موجود ہونیکو بیشمار لوگ بیان کرتے ہین کہ سب کو عقل جھوٹا نہین جانتی پس اس خبر متواتر سی شہر مکہ اور مدینہ کے موجود ہونی کا یقین ہو جاتا ہی اور قرآن مجید حرف بحرف حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سی یقینی ہی اور بہت احادیث کا ثبوت ظنی ہی سو اس لئی قرآن مجید کو احادیث پر مقدم رکھا ورنہ قرآن مجید بھی ہمکو حضرت سید المرسلین علیہ افضل التحیہ سی پہونچا ہی اور احادیث بھی اس بین دونو برابر ہین ہلا اس لئی قرآن مجید کو احادیث پر مقدم رکھا کہ قرآن مجید کی الفاظ و معانی دونو من اللہ ہین جیسا کہ یہہ آیت اوس پر دال ہی وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے اور اپنی خواہش سی بدون امر الہی جل شانہ کی امور دین مین نہین بولتی بخلاف حدیث کی کہ اوس کی معانی من اللہ ہین پس کتاب اللہ بھی امر الہی ہی اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی

امر الٰہی ہی مگر قرآن مجید کی الفاظ اور معانی حرف بحرف منزل من اللہ ہین اور احادیث
کے معانی بدون حروف کی اور مشکوٰۃ شریف کی شرح ہین مرقوم ہی کہ حدیث کی رجال کو
کہ وہ حدیث کی راوی ہین اوس کو سند رجال کہتی ہین اور اسناد بمعنی سند کی اور کبھی بمعنی ذکر
سند کی اور کبھی بمعنی اظہار سند کی بھی آتا ہی اور متن حدیث وہ ہی کہ اوس پر اسناد منتہی
ہو پس اگر درمیان سی کوئی راوی حدیث کی رواۃ سی ساقط نہ ہوا اور اسناد اوس کا پیوستہ ہو
اوس کو حدیث متصل کہتی ہین اور اس عدم سقوط کو اتصال کہتی ہین اور اگر رواۃ سی ایک یا
ایک سی زیادہ ساقط ہون اوس کو منقطع کہتے ہین اور اس سقوط کو انقطاع کہتے ہین
اور اگر سقوط اول سند سی ہو اوس کو معلق کہتے ہین اور اس اسقاط کو تعلیق کہتی ہین
ساقط ایک ہو یا بہت ہون اور کبھی تمام سند ساقط ہوتی ہی جیسا کہ مصنفون کی عادت
ہوتی ہی کہ کہتے ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر سقوط آخر سند ہین
تابعین کی بعد ہو اوس کو حدیث مرسل کہتے ہین اور اوس فعل کو ارسال کہتے ہین جیسا کہ
کوئی تابعی کہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محدثین کی نزدیک مرسل اور
منقطع ایک معنی سی آتے ہین مگر پہلی اصطلاح مشہور تر ہی فقہاء اور محدثین کے نزدیک
اور جمہور علماء مرسل ہین توقف کرتے ہین اس لئے کہ معلوم نہین ہوتا کہ اس روایت ہین
ثقہ ساقط ہی یا غیر ثقہ اسواسطی کہ روایت تابعی کی تابعی سی بہی بہت آئی ہی اور تابعین ہین
ثقہ اور غیر ثقہ دونو ہوتی ہین اور حدیث مرسل مطلقاً نزدیک حضرت امام ابو حنیفہ اور امام مالک
رحمہا اللہ تعالیٰ کی مقبول ہی اور یہہ دونو حضرات کہتی ہین کہ ارسال کمال وثوق اور اعتماد
کے لئی ہی اور اگر نزدیک اوس کی روایت صحیح نہوتی تو وہ روایت ہین ارسال نکرتا اور
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکہتا اور حضرت امام شافعی کی نزدیک اگر حدیث

مرسل کی کسی اور وجہ ی اعتضاد ہو تو وہ مقبول ہی اور حضرت امام احمد سی دو قول ہین
ایک قبول ہین اور ہایک توقف ہین اور اگر اثناری اسناد سی دو راوی متوالی ساقط
ہون اوس کو معضل میم مہملہ کی ضم اور عین مہملہ کی سکون اور ضاد معجمہ کی فتح سی کہتی
ہین اور اگر اثنائی اسناد سی ایک راوی ساقط ہو یا زیادہ لیکن متوالی ساقط نہون بلکہ
دو جگہہ سی یا تین جگہہ سی اوس کو منقطع کہتے ہین اور منقطع ور روی معنی کی شامل تمام
تمام اقسام انقطاع کو بہی آتا ہی اور منقطع کا ایک قسم ہے کہ اوس کو مُدَلَّس میم مہملہ کی
ضم اور لام مہملہ مشددہ کی فتح سی کہتی ہین اور راوس کی فعل کو تدلیس اور اوس کی فاعل کو مدلس
لام مہملہ کی کسر سی کہتی ہین اور صورت اوس کی یہہ ہی کہ راوی اپنی شیخ کا نام نہ لیووی
اور وہ اوس شیخ کا نام کہ اوس کی شیخ سی فوق ہی لیوے اور حدیث کو اوس سے
روایت کری اور وہ لفظ کہ موہم سماع کا ہی لاوی اور حال آنکہ اوس حدیث کو اوس نی اوس سے
نہ سنا ہو جیسا کہ مدلس کہی عن فلان یا کہی قال فلان اور تدلیس مذموم اور مکروہ ہی مگر
اوس وقت مین کہ ثابت ہو کہ وہ بغیر ثقہ سی تدلیس نہین کرتا اور اوس مین کوئی غرض فاسد
نہو جیسا کہ وہ بسبب صغر سن اور عدم جاہ اور شہرت اور ستر حال اپنی شیخ کی اوس سی اخفائے
سماع کا کرتا ہی اور اوس کا نام نہین لیتا کہ وہ سبب طعن کا ہو اور تدلیس لغت مین متاع
کا عیب چھپانا اور بعضی اختلاط اور شدت ظلام کی بہی آتا ہی اور اگر حدیث کی اسناد مین یا
یا متن مین راوی سی اختلاف تقدیم کا یا تاخیر کا یا زیادتی کا یا نقصان کا یا ابدال راوی کا
مکان راوی کے واقع ہوا ہو یا ایک متن کو اور متن کی جگہہ مین لایا ہو یا امثال اوسکے
تو اوس حدیث کو مضطرب کہتے ہین اور اگر راوی کسی مصلحت کی لئی یا کسی غرض کے لئے
اپنے کلام کو حدیث مین لاوی تو اوس کو مدرج کہتے ہین اور شاذ اور منکر اور

معلل بھی حدیث کی اقسام سی ہین شاذ محدثین کی اصطلاح ہین اوس حدیث کو کہتی
ہین کہ وہ مخالف روایت ثقات کی روایت کی گئی ہو پس اگر راوی اوس کا ثقہ نہو
تو وہ مردود ہی اور اگر ثقہ ہو تو اس جگہہ مزید حفظ اور ضبط سی یا کثرت عدد سی یا اور وجوہ
ترجیحات سی سبیل ترجیح کی رکھتا ہی پس وہ حدیث کہ راجح ہی اوس کو محفوظ کہتے ہین اور
مرجوح کو شاذ کہتے ہین اور منکر اوس حدیث کو کہتے ہین کہ راوی ضعیف بمقابل اوس کے
کہ اوس مین ضعف کمتر ہو روایت کری اور بمقابل منکر کی معروف ہی پس منکر اور معروف
دونو مین راوی ضعیف ہین ایک ضعیف تر دوسری سی اور شاذ اور محفوظ دونو مین راوی
قوی ہین ایک قوی تر دوسری سی اور شاذ اور منکر دونو مرجوح ہین اور محفوظ اور معروف
دونو راجح ہین اور معلل کہ صیغہ اسم مفعول اور مشتق تعلیل سے ہی اوس اسناد کو کہتے
ہین کہ اوس مین ایسی علل اور اسباب ہون کہ اوس کی صحت کی قادح ہون اور اوس کو
اہل مہارت اور حذاقت علم حدیث کی پاتی ہون اور اگر کسی نی حدیث کو روایت کیا ہی
اور اور راوی نی بھی اوس کی موافق روایت کیا ہو تو اس راوی کی حدیث کو اوس حدیث کا
متابع صیغہ اسم فاعل سی کہتی ہین اور وہ کہ محدثین کہتے ہین تابعہ فلان و لہ متابعات
اوس کی یہی معنی ہی اور متابعت موجب تقویت اور تائید کی ہی اور لازم نہین کہ متابعت
مرتبہ مین مساوی اصل کی ہو اور اگر وہ اوس کی مرتبہ سی کمتر ہو تو بھی وہ متابعت کی شان یا
ہی اور متابع اگر لفظ اور معنی مین موافق اصل کی ہو تو اوس پہ مثلہ کا اطلاق کرتے ہین
اور اگر وہ معنی مین موافق ہو اور لفظ مین موافق نہو تو اوس پہ نحوہ کا اطلاق کرتے
ہین اور متابعت مین شرط ہی کہ دونو حدیثین ایک صحابی سی ہون اور اگر وہ دو صحابی سی
مروی ہین تو اوس کو شاہد کہتی ہین جیسا کہ محدثین کہتے ہین لہ شواہد و یشہد لہ

به حدیث فلان فی الجملہ احادیث کی تین قسم ہین صحیح اور حسن اور ضعیف
صحیح مرتبہ اعلی ہی اور ضعیف مرتبہ ادنی ہی اور حسن متوسط ہی حدیث صحیح وہ ہے کہ نقل عدل
تام الضبط متصل السند سی منتہی تک ثابت ہوئی ہو اگر یہہ صفات بروجہ کمال کی ہون
تو اوس کو صحیح لذاتہ کہتی ہین اگر کوئی نوع کا قصور اور نقصان اوس سی راہ پایا ہی
اور کثرت طرق فی اوس کا جبر نقصان کیا ہو تو اوس کو صحیح لغیرہ کہتی ہین اور اگر جبر
نقصان اوس کا نہین ہوا تو اوس کو حسن لذاتہ کہتی ہین اور اگر حدیث ضعیف ہین
تعداد طرق نی جبر نقصان اوس کی ضعف کا کیا ہو اوس کو حسن لغیرہ کہتی ہین اور
ظاہر اقوم کا کلام اس مین ہی کہ حسن کی تمام صفات مذکورہ مین نقصان راہ پاتا ہی
اما تحقیق وہ ہی کہ حسن لذاتہ مین ضعف اور نقصان فقط ضبط مین ہی اور اور صفات
اوس کی اپنی حال پر ہین اور ضعیف اور حسن لغیرہ مین تمام صفات مین نقصان
راہ پاتا ہی اور مراد عدالت سی ملکہ نفسی ہی کہ باعث ہوتا ہی اوس کو تقوی اور مروت
کی ملازمت پر اور تقوی سی مراد اجتناب امور منہیہ کا ہی شرک اور فسق اور بدعت سی اور
صغیرہ کی اجتناب مین اختلاف ہی اور مختار عدم اشتراط اوس کا ہی اس لیی کہ اجتناب صغیرہ
خارج طاقت سی ہی مگر اصرار اور مداومت اوس پر کہ وہ بھی کبیرہ ہی اور مراد مروت سے
تنزہ بعضی خسائس اور نقائص سی ہی کہ وہ خلاف مقتضائی ہمت اور مردانگی کے ہی مثل
ارتکاب بعضی مباحات دنیہ کی جیسا کہ بازار مین کہانا اور پینا اور شارع عام مین بول
براز کرنا اور مانند اوس کی اور عدل روایت عام تر ہی عدل شہادت سی اس لیی
وہ غلام کو بھی شامل ہی بخلاف عدل شہادت کی کہ وہ حر سی مخصوص ہی اور مراد ضبط
حفظ اور تثبیت مسموع اور مروی کا ہی فوات اور اختلال سی اوس حیثیت سی کہ اوس کی

استحضار پر وہ متمکن اور قادر ہو اور ضبط دو قسم پر ہی ایک ضبط صدر اور دوسرا
ضبط کتاب ضبط صدر یادداشت اور حفظ قلب سی ہی اور ضبط کتاب اپنی پاس اوس کی
صیانت اور نگاہداشت ہی ادا کی وقت تک اور غرابت منافی صحت کی نہین اور حدیث
غریب صحیح بھی ہو سکتی ہی جبکہ رجال اوس کی ثقہ ہون اور غریب کبھی بمعنی شاذ کی
بھی آتی ہی شذوذ سی کہ وہ حدیث کی طعن کی اقسام سی ہی اور یہی مراد ہی صاحب مشکوۃ
کی کہ بعضی احادیث مین بطریق طعن کی کہا ہی ہذا حدیث غریب اور بعضون نی بہ
اعتبار مخالفت ثقات کی شاذ کی تفسیر مفرد راوی سی کی ہی اور کہا ہی کہ صحیح شاذ ہی اور
غیر شاذ اور جب کہ شاذ طعن کی مقام مین مذکور ہو تو اوس وقت بمعنی مخالفت ثقات
کی ہی تامل لا الہ الا اللہ کجا بودم و بچہ رسیدم واز کجا سر کشیدم کہتا ہی فقیر مودودی
اگرچہ علت غائی اس رسالہ کی تالیف سی بیان توبہ کا تہا اور چونکہ توبہ کی جمیع لوازمات
کا بیان کرنا بھی ضرور تہا بنا بر آن اس فقیر نی اول حقیقت توبہ کی اور بعد ازان آیات
قرآنی اور بعضی احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل التحیۃ و اقوال مشایخ رحمہم اللہ تعالی کی کہ
توبہ مین تہی اور اوس کی بعد وجوب توبہ کا ہر فرد بشر پر اور شرائط توبہ کی اور بعضی
صور جواز توبہ کی اور دفع عذرات عدم توبہ کی اور عدم تاخیر اور تسویف توبہ مین
لکہا اور چونکہ توبہ گناہون سی نادم ہونا ہی اور ندامت گناہون سی بغیر معرفت
گناہون کی نہین ہو سکتی تو بعد اون کی ضرور ہوا کہ سئیات کبیرہ اور صغیرہ اور اونکی
عدد بعضی صغائر کی کہ وہ فی المعنی قریب کبائر کی ہین اور بعضی احادیث کہ وہ
سئیات کبائر اور صغائر مین وارد ہوئی ہین لکہی تاکہ تتمہ اور تکمیل اوس کا ہو اور
جب کہ تعریف احادیث بہی لکہی تو اس تقریب با الفائدہ اقسام حدیث مین بہی

لکھنا چاہئے کہ تا اُس سے عرفان اقسام احادیث کا اور احادیث کی عرفان سی کیفیت سئیات کی کہ وہ احادیث معتبرہ سی ثابت ہو واضح ہووی اور جاننا چاہئے کہ شرف آدمی کا اور حیواناپر بسبب دل کی ہی کہ وہ حاکم اعلی کشور بدن کا ہی اور دل یھی مضغہ گوشت کا نہین کہ وہ انسان کے پستان چپ کی نیچی واقع ہی اس لئے کہ یھی مضغہ لحمی اور حیواناات کو بہی ہی تو اوسکی وجود سی آدمی اور حیوانات سی مشرف اور ممتاز ہو نہین سکتا بلکہ دل لطیفہ نورانی اور سر ربانی ہی کہ انسان کی اوس مضغہ گوشت مین مودع اور مظروف ہی اور اطلاق قلب کا اوس مضغہ لحمی پر از قبیل اطلاق حال کی اوس کی محل پر ہی اور کشف ملک اور ملکوت اور سیر عالم جبروت و لاہوت اور مشاہد اور وصال حق اوس سی متعلق ہی اور دل بندہ مومن کا عرش الہی بلکہ سر الہی ہی کہ زبان اوس کی بیان سی عاجز اور قاصر ہی اور بعضی محققین صوفیہ کے نزدیک یھی روح ہی کہ جس کی حق مین یہہ آیت وارد ہوئی ہے یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی یعنی اے محمد علیک الصلوۃ والسلام آپ سے روح کی حقیقت سی پوچہینگی کہہ تو کہ روح امر ربی ہی فساد دل کا فساد تمام بدن انسان کا اور صلاحیت اوس کی صلاحیت تمام بدن کی ہی مطابق حدیث شریف کی فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ وھی القلب یعنی جسم مین ایک مضغہ ہی جب وہ مضغہ اچھا ہوتا ہی تو سارا جسم اچھا ہوتا ہی اور جب وہ بگڑتا ہی تو تمام جسم بگڑتا ہی اور وہ مضغہ قلب ہی یعنی دل ہی اور قالب انسان کا مانند ایک آئنہ کی ہی کہ ایمان اور عبادات اور مجاہدہ عرفانی اور اور اتیان اوامر شرعیہ اوس کی مجلی ہین کہ اوس سی اوس آئینہ کو جلا اور نور حقیقت

پیدا ہوتی ہے اور کفر اور سئیات اور ارتکاب کبائر بلکہ جمیع مناہی شرعیہ اوس کی ممد ہین
کہ اون سی اون کی تاریکی اور زنگ پیدا ہوتا ہی اور یہہ بھی جاننا چاہیے کہ ایمان بندہ
مؤمن کا مانند ایک شخص کی ہی کہ مقویات اور مصلحات بدن اوس کی عبادات اور حسنات
اور مستحسنات اور مہلکات بدن اوس شخص کی کفر اور عموماً سئیات اور خصوصاً کبائر ہین تو ہر
مؤمن کو لازم ہی کہ ارتکاب معاصی سی اپنی لطیفہ نورانی قلبی کو کہ وہ عرش الٰہی بلکہ سر الٰہی ہے
تعالیٰ شانہ تاریک اور تیرہ نکری اور مہلکات سئیات سی ایمان کی شخص کو ورطہ ہلاک مین نڈالی
شیخ سعدی شیرازی نی کہا ہی ۔ ای کہ ترا سعدیا زیر زمین خفتن است ماتم خود خود بکن شاد و خندان مباش
ای کہ گنہ کردۂ بہر تو خدا را توبہ کن ۔ باز گناہی مکن دشمن ایمان مباش
اگر درصورتیکہ کوئی آدمی بمقتضای بشریت کی ہوا اور ہوس نفسانی مین گرفتار ہوجای
اور ازروئی فطرت جبلی کی مرتکب سئیات کا ہووی اور دل بندہ مؤمن کا بسبب ارتکاب سئیات
کے ظلمت اور تیرگی کے بیماری سے علیل ہوجاوی تو جیساکہ آدمی اگر کوئی بیماری بدنی اوس کو عارض
اور لاحق ہوتی ہی تو وہ اوس سی غفلت نہین کرتا اور وہ اس بیماری سی غافل اور ذاہل نہین
ہوتا اس خوف سی کہ مبادا رفتہ رفتہ وہ اس کو ہلاک کرڈالی تو وہ آدمی اوس کا علاج کرتا ہی
اور علاج کرنا عوارض بدنی کا وہ ضروریات سی جانتا ہی تو ویساہی آدمی اپنی دل کی عوارض
اور بیماری کا کہ وہ حاکم اعلی کشور بدن کا ہی علاج کرنا بھی ضروری جانی تو جیساکہ دفع بیماری
بدن کی لئی دو تجویزین ضروری ہین ایک تجویز علاج کی کہ وہ خاص دفع مرض کی لئی ہی
اور دوسری تجویز پرہیز کی کہ وہ عدم تقویت مرض کی لئی ہی اور جبتک یہہ دو تجویزیں
ساتھ کما حقہ نکیجاوین تو اصلاح بدن کی لئی دشوار ہوتی ہی ویساہی دفع علالت قلبی کی لئے
دو تدبیرین ضروری ہین ایک تو عبادات و اتیان اوامر شرعیہ اور مجاہدات عرفانی

کا کرنا کہ یہہ اوس بیماری قلبی کا علاج ہی اور دوسرے اسبابات ماضیہ سی بخلوص قلبی ندامت
عدم رجوع کی تائب ہونا اور حال و استقبال مین معاصی کا ترک کرنا کہ یہہ اوس بیماری قلبی کے
لئے پرہیز ہی اور جیسا کہ علاج عوارض بدنی کا مطابق تجویز حکیم دانا کی ہوتا ہی تو چاہئے کہ ویسا ہی
علاج عوارض قلبی کا موجب تشخیص قانون شرع کی اور مطابق تجویز اطبار روحانی کی کہ مراد علما
ربانی اور شیوخ کاملین و دین متین سی ہی ہو تا کہ وہ تجویز منتج شفا قلبی کی ہووی اور چونکہ
جمیع اولیار اور اتقیا اور علمار اور فضلار اور عُبّاد اور زہاد اور ابرار اور اخیار عرب اور
عجم کی سلف سی خلف تک اور زمرہ محدثین مقلدین اور غیر مقلدین یہہ سب ساتہہ مسنونیۃ مطلق
بیعت کی قائل اور مُقِر اور معترف ہین اور اونہون نی تبعا للسنۃ السنیۃ المرضیۃ علی صاحبہا
افضل التحیۃ اپنی شیوخ رحمہم اللہ تعالی سی بیعت توبہ کی کی ہی بلکہ حضرات صحابہ علیہم الرضوان نے
حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی دست حق پرست پر اور حضرات تابعین نی حضرات صحابہ
سی اور حضرات تبع تابعین نی حضرات تابعین سی اقسام کی بیعتین کی ہین اور توبہ کرنیکو
بیعت کرنی سی شدت اتصال تھا اس لئی کہ سلسلہ بیعت تقوی کا کہ توبہ بھی اوس مین داخل
ہی حضرت خیر الوری علیہ الصلوۃ والسلام سی الی یومنا ھلم جرا ثابت ہی مگر جنیدی بہ نیابت
الباس خرقہ کی مسلسل ہا ہی کما سیجئی بیانہ انشاء اللہ تعالی اور چونکہ التائب کا
لمنیب ہی یعنی تائب مانند منیب کی ہی تو اس سی بھی ثابت ہوا کہ سلسلہ بیعت تقوی اور
توبہ کا حضرت سید الانبیار صلی اللہ علیہ وسلم سی ابتک بلا قصور کی اور بلا اہمال اور فتور کے
مسلسل ہا ہی بنابرآن فقیر مؤلف نی چاہا کہ بعد اثبات فرضیۃ توبہ کی اور بیان انواع و کی
اور وجوب اس کی اور شرائط اوس کی مسنونیۃ بیعت سی بھی کچہہ لکہی تا کہ وہ تکملہ توبہ کا
ہو اور ناظرین اور سامعین پر مسنونیۃ بیعت کی ظاہر ہو اور ناظرین اور سامعین بیعت

توبہ سی غافل نہین اس لئی کہ ایک جزو اوس کا سنت سنیہ اور دوسرا جزو واجب ہی اور وہ سنت صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اتباع تبع تابعین کے اور معمول بہ اولیاء اور اتقیاء اور علماء اور فضلا اور صلحاء اور ابرار اور اخیار ہر اکناف اور اطراف کا اور خصوصًا باعث حصول ثواب کا اور سبب خوشنودی حضرت اللہ جل جلالہ کا ہی بیعت کی بیان مین اللہ تعالی نی قرآن مجید مین فرمایا ہی إِنَّ الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرًا عظیما یعنی جو لوگ بیعت کی تجھسو ای محمد صلواتی علیک وسلامی خصوصًا حدیبیہ مین یا اوس کی معنی یہہ ہی کہ جو لوگ کہ بیعت کرتے ہین تجسی ای محمد صلواتی علیك سلامی احیانًا ای فی حین من الاحیان سو ہی کی نہین کہ وہ بیعت کرتے ہین اللہ تعالی سی یعنی اس لئی کہ وہ خاص میری خوشنودی اور تقویت دین کی لئی آپ سی بیعت کرتی ہین تو وہ فی الواقع مجھسی بیعت کرتے ہین اون کی ہاتھہ پر اللہ تعالی کا ہاتھہ ہی پس جس نی کہ توڑا عہد بیعت کا پس سوا اس کی نہین کہ اونی اپنی جان کی مضرت پر عہد بیعت کو توڑا اور اپنی جان کو خطر مین ڈالا اور اپنی کو دنیا اور آخرت مین نقصان دیا اور جس نی وفا کیا اللہ تعالی سی عہد بیعت پر یا مضمون بیعت پر یعنی اوس عہد پر کہ اونی اوس پر بیعت کی ہی پس شتاب دیویگا اللہ تعالی اوس کو اجر بڑا آخرت مین نعیم بہشت سی اور جاننا چاہئی کہ اس آیہ مین ایک تو ترغیب اور تحریص ہی بیعت کی پر اور دوسرا اس مین عظمت بیعت کرنی کی ہی جناب نبوی علیہ الصلوۃ والسلام سی کہ وہ فی الحقیقۃ اللہ تعالی کی بیعت کرنا ہی اور تیسرا اس مین تہدید اور وعید ہی ناکثین بیعت کی لئی کہ وہ نقصان فی الواقع ناکث عہد کی لئی ہی جیسا کہ نقصان [illegible] کا [illegible]

عامل پر عائد ہوتا ہی مطابق قول تعالی کی ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ اور
جیسا کہ وبال ظلم کا ظالم پر عائد ہوتا ہی مطابق قول تعالی کی انما بغیکم علی انفسکم ویسا ہی
نقصان اور خسارہ اور وبال نقض عہد بیعت کا ناقض اور ناکث عہد بیعت کی لئی ہی
مطابق قول تعالی کی فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ اور کیسی کیا اچھا کہا ہی پیمان
مثان کہ ہر کہ پیمان بشکست ٭ از پای در افتاد بروں رفت ز دست ٭ اورا کہ درست
بود پیمان الست ٭ نشکست ہیچ وجہ ہر عہد کہ بست ٭ چوتھا اس آیۃ میں عہد بیعت کے
ایفا کرنیوالوں کی لئی وعدہ اجر عظیم کا ہی کہتا ہی فقیر مودودی کہ جیسا کوئی بادشاہ کہ
کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہی تو وہ بادشاہ اپنی دربار مخصوص عام میں اوس کی اظہار خلافت کے
لئے فرماتا ہی یا وہ بادشاہ اپنی حکمنامہ عالیشان میں کہ اوس کی مکتوب الیہ ہونیکا شرف اپنی
خلیفہ کو عطا فرماتا ہی اور وہ حکمنامہ مشتمل قانون سلطنت اور احکام شاہی کی ہوتا ہی لکھتا ہی
کہ تو میرا خلیفہ اور نائب ہی اور جسنی تجھسی بیعت کی تو اوس نی مجھسی بیعت کی اور مبایعت میں
میرا ہاتھ تمہارا ہاتھ پر ہی اپنی تمسی بیعت کرنا یعنیہ مجھسی بیعت کرنا ہی پس جو کوئی عہد بیعت کو توڑا تو اوسنی
اپنی جان کو معرض ہلاک میں ڈالا اور جسنی تمسی عہد بیعت میں وفا کیا تو میں اوس کو اجر عظیم
دونگا ایسا ہی اللہ تعالی نی اظہار خلافت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی کہ بین سما
اور اہل زمین میں وہ میرا خلیفہ ہی اپنی ایسی منشور رحمت نشور اور ایسی توقیع رفیع میں
یعنی قرآن مجید اور فرقان حمید میں کہ اوس کی شان میں لو انزلنا ھذا القرآن علی
جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ اور لا یمسہ الا المطہرون
وارد ہی یہ فرمایا کہ جو لوگ ای محمد علیک صلواتی وسلامی تجھسے بیعت کرتے ہیں تو وہ مجھسے
بیعت کرتے ہیں اور مبایعت میں میرا ہاتھ اون کی ہاتھ پر ہی یعنی آپ سی بیعت کرنا مجھسے

بیعت کرتا ہی اور جس نی آپ سی عہد بیعت کا کرکے اوس کا نقض کیا اور اوس کو توڑا
اور عہد بیعت کو وفا نکیا تو اوس نی گویا اپنی جان کو معرض تلف مین ڈالا کیونکہ نکث
بیعت کا ناکث بیعت کی لئی ہی اور جو کوئی وفا کریگا اوس عہد بیعت کو تو عنقریب مین
اوس کو اجر عظیم دونگا جیسا کہ بیعت کرنا خلیفہ سی بیعت کرنا اوس کی مستخلف سی ہی ایسا ہی
نقض عہد بیعت کا اوس کی خلیفہ سی نقض عہد بیعت کا اوس کی مستخلف سی ہی اور فی الواقع
نقصان نکث بیعت کا ناکث بیعت کی لئی ہی نہ خلیفہ کی لئی نہ اوس کی مستخلف کی لئی ایسا ہی
ایفاء عہد بیعت کا کہ ظاہر مین اگرچہ وہ خلیفہ سی ہی مگر فی الواقع اوس کی مستخلف سی ہے تو
نا بہر آن اللہ تعالی نی عہد بیعت کی ایفا کرنیوالون کے لئی وعدہ اجر عظیم کا فرمایا تو اللہ
تعالی نی اوس آیۃ مین اظہار خلافت حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کا اپنی ملک مین
اور اپنی زمین مین اور اپنی مخلوق مین کیا اور آیۃ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ اور آیۃ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور آیۃ من یطع الرسول فقد
اطاع اللہ اور آیۃ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا
صلوا علیہ وسلموا تسلیما بھی اس پر دلالت کرتی ہین اللہم صل وسلم علی محمد ن النبی
الامی کما تحب وترضی بان تصلی علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین اور کہتا ہی فقیر
مودودی کہ اس آیۃ مین ایک اور نکتہ خفیہ اور دقیقہ مخفیہ ہی کہ محققین پر مخفی نہین اور وہ
یہ ہی کہ حضرت محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام رسول اللہ تعالی کی ہین اور علماء ربانی نیز
اولیاء اور اتقیاء اور صلحاء اور ابرار اور اخیار ہدایت خلق اور دعوت حق مین نائب حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین اور چونکہ مرتبہ مطلق نیابت کا مطلق رسالت سی بمرتبہ
مطلق نائب کا مطلق رسول سے افضل اور اعلی اور ارفع ہی تو جب بیعت کرنا رسول کا

موجب بیعت کرنی اوس کی مرسل کی ہوا جیسا کہ آیۃ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ سی ظاہر ہی تو بیعت کرنا نائب کی موجب بیعت کرنی اوس کی منیب کے ضرور ہوگی تو اس آیۃ سی ثابت ہوا کہ جیسا بیعت کرنا حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کرنا اوس کی مرسل سی ہی یعنی اللہ تعالی سی تو ویسا ہی بیعت کرنا علما ربانی امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام سی یعنی اولیا اور اتقیا اور صلحا اور ابرار اور اخیار سی کہ وہ ہدایت خلق میں نائب حضرت محمد الرسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی ہیں بیعت کرنا اوس کی منیب سی ہی یعنی حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سی جیسا کہ اس پر قول قول المستحسن فی فخر الحسن کا کہ مولانا مولوی حسن الزمان محمد صاحب حیدر آبادی کی تالیفات سی ہی دلالت کرتا ہی اور وہ یہہ ہی وان المریدون للسلوک والمتعرضین للجہاد الاکبر فشیخہم امامہم فی ذالک نیابۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ یعنی تحقیق مرید سلوک طریق معرفت کی اور متعرض جہاد اکبر کی پس شیخ امام ان کا بیچ جہاد اکبر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت سی اور جنہوں نی اونسی بیعت کی تو اونسی حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام سی بواسطہ شیوخ اوس سلسلہ کی بیعت کی اور ہاتھہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا بتوسط اون شیوخ کی اوس مرید کی ہاتھہ پر ہی جیسا کہ یہہ ظاہر ہوتا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قول سی کہ کسی نی اونکی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ آپ سی بیعت کروں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ آیا نہیں بیعت کی تھی میری امیر سی یعنی میری نائب سی لکھا اس لی کہ ہاں تہی آیا بیعت امیر سی بیعت کی ہی حضرت عمر نی فرمایا کہ جب بیعت کی تھی میری امیر سی پس تحقیق بیعت کی تھی مجھسی ہی اور نظیر اوس کا قول حضرت عبد اللہ بن زرارہ کا ہی بیعت عقبہ میں کہ عبد

کلام طویل کی اوس حال میں کہ وہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سی مخاطب تہا تم
کہا تبایع بك علی ذالك وتبايع الله ربنا وربك يد الله فوق ايديها
الحديث یعنی اس پر ہم آپ سی بیعت کرتے ہیں اور بوسطہ آپ کی اللہ تعالی سی کہ وہ ہمارا
اور آپ کا رب ہی بیعت کرتے ہیں اور اللہ تعالی کا ہاتہہ ہمارے ہاتہوں پر ہی تو خلاصہ
اس کا یہہ ہوا کہ جیسا بیعت کرنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کرنا حضرت اللہ
تعالی سی تہا اس لئی کہ حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام رسول اللہ اور خلیفۃ اللہ ہیں
تعالی شانہ ویسا ہی بیعت کرنا اولیاء اور اتقیاء اور صلحاء اور ابرار اور اخیار اور علماء ربانی
سی حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام سی بیعت کرنا ہی اس لئی کہ وہ نائب حضرت
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ہیں اللہ تعالی نی قرآن مجید میں فرمایا ہی
لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم
فانزل السکینۃ علیہم واثابہم فتحا قریبا یعنی اللہ تعالی اون لوگوں سی
جنہوں نی تجہسی درخت کی نیچی بیعت کی رضامند ہوا پہر جانا جو اون کی دلوں میں تہا
پس اون پر تسکین اوتاری اور انعام دیا اون کو فتح نزدیک کا اور اللہ تعالی نی قرآن
مجید میں اور جگہہ فرمایا ہی یا ایہا النبی اذا جاءك المومنات یبایعنك علی ان
لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادہن ولا
یاتین ببہتان یفترینہ بین ایدیہن وارجلہن ولا یعصینك فی معروف
فبایعہن واستغفر لہن اللہ ان اللہ غفور رحیم یعنی ای پیغمبر خدا صلی اللہ
علیک وسلم جب آپ کی پاس مومن عورتیں آئیں کہ وہ تجہسی بیعت کریں اس پر کہ وہ نہ
شریک کریں اللہ تعالی کی کچہہ اور نہ چوری کریں اور نہ زنا کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں

اونسے جھوٹ کہ اون کی ہاتھہ اور پاؤن نی باندھا ہو یعنی اونہون نی باندھا ہو نہ لاتین یعنی وہ جھوٹ نکہین اور اوامر شرعیہ مین آپ کی نافرمانی نکرین بدل ون سے بیعت لیجئی اور اون کی لئی اللہ تعالی سی استغفار کیجئی بے شک اللہ تعالی بخشنی والا مہربان ہی قول المستحسن مین لکھا ہی کہ امام بخاری نی بسلسلہ اسناد حدیث کی عروہ سی نقل کیا ہی کہ روایت کی اوس نی حضرت عائشہ سی کہ حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ مومنات کو اس آیتہ سی یعنی یا ایھا النبی اذا جاءك المومنات یبایعنك الی قوله غفور الرحیم سی امتحان فرماتی تھی جو کوئی مومنات سی اس آیتہ کی شروط پر اقرار کرتی تھی تو حضرت سید الوری علیہ افضل التحیتہ اوس کی لئی زبانسی فرماتی تھی قد بایعتك علی ذالك یعنی تحقیق بیعت کی تجھی اس اوپر قسم ہی اللہ تعالی کی کہ بیعت کیوقت کسی عورت کی ہاتھہ کو حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتھہ نی مس نہین کیا اور بیعت کی حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نی عورات مومنات کو مگر زبانی ہی کلام سی قد بایعتك علی ذالك اس سی ظاہر ہوتا ہی کہ محل بیعت لینی کا مردونکے ہاتھہ ہی جیسا کہ بیعت الرضوان مین سو رجال غیر حاضری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی ایک ہاتھہ کو اپنی دوسری ہاتھہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیطرف سی رکھا پس نہ تھی وہ بیعت مگر ہاتھہ سی بیعت کی احادیث کی بیان مین کہ حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام سی لوگون نی بیعت کی اخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل قال انزلت هذه الآیة یوم الفتح فبایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجال علی الصفاء وعمر یبایع النساء تحتها عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخرج هذه القصة ابن جریر وابن مردویه عن ابن عباس

یعنی ابن ابی حاتم مقاتل سے مروی ہی کہ آیتہ بیعت النساء یعنی یاایہا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک الآیۃ بروز فتح مکہ نازل ہوئی اوس وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی کوہ صفا پر مردونسی خود بیعت لی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ عورتوں سے کوہ صفا کی نیچے حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کیطرف سے بیعت لیتی تھی اخرج ابن سعد وعبد بن حمید وابو یعلی والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی عن ام عطیۃ قالت لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ جمع نساء الانصار فی بیت فارسل الیہن عمر ابن الخطاب فقام علی الباب فسلم فقال رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیکن تبایعن ان لا تشرکن باللہ شیئا ولا تسرقن ولا تزنین قلنا نعم فمد یدہ من خارج البیت ومددنا ایدینا من داخل البیت کذا فی الدر المنثور للسیوطی یعنی ابن سعد اور عبد بن حمید اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ ام عطیہ نی فرمایا کہ جسوقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائی آپ نی انصار کی عورتوں کو حکم دیا کہ ایک جگہہ میں جمع ہوویں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو وہاں بہیجا حضرت عمر نی اوس مکان کے دروازہ پر کہڑی ہوکر سلام کرکر کہا کہ میں حسب الحکم حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمہاری پاس آیا ہوں تم بیعت کرتی ہو اس بات پر کہ کبہی شرک اور چوری اور زنا نکروگی ہمنی کہا ہاں پہر حضرت عمر نے باہر کہڑی ہوکر دروازہ کی اندر اپنا ہاتہہ بڑہایا اور ہمنی بہی گہر کے اندر سے اون کی طرف اپنی ہاتہہ پہیلائی اور چونکہ عورتوں کے بیعت کیوقت عورتوں کی ہاتہہ کو اپنی ہاتہہ میں لینا ممنوع تہا بنابراں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عورتوں کی بیعت کرنے کے وقت اپنے ہاتہہ کو اون کی طرف بڑہایا اور عورتوں سے

نے بہی اپنے ہاتہہ حضرت عمر کیطرف بڑہائے اور جاننا چاہیے کہ عقد کے دو جزو ہین ایک
عہد لسانی دوسرا عہد فعلی جبتک یہ دونوا جزا جمع نہونگے بیعت کا انعقاد نہین ہوتا
توحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت کیوقت مردونکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین پکڑتے
تہے اور اگر بیعت کرنیوالا حاضر نہوتا توجناب سالتمآب علیہ الصلوۃ والسلام اپنے
بائین ہاتہہ کو اپنے دائین ہاتہہ پر مارکر فرماتے کہ یہہ فلان بیعت کرنیوالیکا ہاتہہ ہے
اگر بیعت کرنا فضول امر ہوتا تومعاذ اللہ حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام
کیون فضول امر کے لئے اتنا اہتمام کرتے ویسا ہی جب عورتون سے بیعت لیتے یالسانے
عہد بیعت سے اکتفا کرتے یکما مادر یا اتمام عقد بیعت کے لئے اون کی طرف ہاتہہ
پہیلاتے اور بیعت کرنیوالی عورتین بہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
اپنے ہاتہہ بڑہاتین چونکہ حضرت خاتم الانبیار علیہ الصلوۃ والسلام نامحرم کے بدن
کو مس نکرسکتے تہے تو محض اشارہ پر اکتفا کرتے جیسا حاجی لوگ کہ اگر حجر اسود کو
بسبب ازدحام کے نہین پہونچ سکتے تو وہ دور سے اشارہ کرتے ہین اور ام عطیہ
سے مروی ہے قالت بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقرء علینا
ان لا یشرکن باللہ شیئا ونہانا عن النیاحۃ فقبضت منا امرءۃ یدھا
الحدیث یعنی ہمنے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کے پس آپنے
ہمین یہہ آیتہ پڑہکر سنائی لا یشرکن باللہ شیئا الآیۃ اور نوحہ کرنیسے منع فرمایا
پس ایک عورت نے اپنے ہاتہہ کو بند کرلیا اور عرض کیا کہ فلانی عورت نے میرے مردہ
پر نوحہ کیا تہا مین اوس کا بدلہ دینا چاہتی ہون اور ابوداؤد مین ہے ان ھند
بنت عتبۃ قالت یا نبی اللہ بایعنی فقال لا حتی تغیری کفیک فانہما کفا سبع

یعنی ہند بنت عتبہ نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام آپ مجھسے بیعت لیتوین
پس فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تجھسے بیعت نہین لیتی جبتک تو اپنی
ہاتون کا رنگ نہ بدلی تیری ہاتہ ایسی ہین جیسی درندی کی پنجے اور ابو داود اور نسائی حضرت
حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہین اومت امرأۃ من وراء الستر بیدہا کتاب
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فقال
ما ادری اید رجل ام ید امرأۃ الحدیث یعنی ایک عورت نے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پردہ مین سے بیعت کی لئے اشارہ کیا اور مکتوب اوس کی
ہاتہہ مین تہا پس حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہاتہہ کو پیچھے ہٹا لیا اور
فرمایا مین نہین جانتا کہ یہہ ہاتہہ مرد کا ہے یا عورت کا ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری
شرح صحیح بخاری مین حدیث ہاتہہ پہیلانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور عورتون
کا مبایعت کی لئے ہاتہہ صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان سے نقل کی ہے ان روایات کی شرح
مین علماء کے دو قول ہین بعضے کہتے ہین کہ یہہ فقط دور
کا اشارہ تہا اور بعضی کہتی ہین کہ عورتین آپ کی آستین پکڑتی تہین
اور سعید بن منصور اور ابن سعد اور ابو داود مراسیل مین مین اور عبد الرزاق
نے شعبی سے مرسلاً روایت کرتی ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہاتہہ
پر کپڑا لپیٹ کر عورتون سے بیعت کیا کرتے تہے تو سمجھنا چاہیے کہ اسلام مین بیعت کا
امر کیسا اہم اور ضروری ہے صحیح بخاری مین ہے کہ بروز غزوہ خندق حضرت خیر الوریٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب مہاجرین اور انصار کی لئے دعائے مغفرت کی کی تو سبنے
یہہ کہا نحن الذین بایعوا محمدا علی الاسلام ما بقینا ابدا یعنی ہم وہ لوگ ہین

جنہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی جنگ ہم زندہ رہیں گے اور اس معرکہ میں تمام مہاجرین اور انصار حاضر تھے جنہوں نے بیعت کا اقرار کیا اور جنگ حدیبیہ میں ایک ہزار پانسو یار جانثار حاضر تھے سب نے حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کانوا خمس عشرۃ مائۃ الذین بایعوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ یعنی پندرہ سو آدمی تھے جنہوں نے حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ کے دن بیعت کی تھی ایک روایت میں ہے ولم یتخلف احد من المسلمین حضرھا الا جد ابن قیس اخو بنی سلمۃ یعنی اور کوئی شخص مسلمانوں میں سے اوس مجلس سے الگ نہیں رہا مگر جد بیٹا قیس کا جو بنی سلمہ سے تھا علماء لکھتے ہیں کہ وہ منافق تھا اس لئے بیعت میں حاضر نہوا اور صحیح بخاری میں سلمہ بن الکوع سے روایت ہے قال بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم عدلت الی ظل شجرۃ فلما خف الناس قال یا ابن الاکوع الا تبایع قال قلت قد بایعت قال وایضا قال وبایعتہ الثانیۃ یعنی سلمہ نے کہا کہ میں نے بیعت کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر میں درخت کے سایہ میں جا بیٹھا پس جب مجلس شریف میں آدمی کم ہو گئے فرمایا اے بیٹے اکوع کے تو بیعت نہیں کرتا کہا سلمہ نے کہ میں نے عرض کیا کہ میں بیعت کر چکا ہوں فرمایا دوبارہ سلمہ نے کہا کہ میں نے دوبارہ بیعت کی اے بھائیو رحمکم اللہ تعالی دیکھو کہ بیعت کرنا کیسا امر ضروری اسلام میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص پر ترک بیعت کا گمان ہوا تاکید بیعت ضروری سمجھی تو اوس کو بھی رغبت بیعت کی دلائی اور دوبارہ اوس سے بیعت لی ابن جوزی نے لکھا ہے کہ چار سو ستاون عورتوں نے بروز فتح مکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور صحیح بخاری میں ہے کہ

کہ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے مشورت اور صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو خلیفہ مقرر کر کی اپنی بیعت کیوقت یہہ کہا ابایعك علی سنة الله وسنة رسوله وسيرة الی بکر وعمر یعنی تیری بیعت کرتا ہوں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ ابوبکر اور عمر کے پر اور حضرت جریر سی منقول ہی کہ اوس نے فرمایا بایعت رسول الله علی النصح لکل مسلم یعنی بینے بیعت کی ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی نصیحت اور خیر خواہی کرنے پر ہر مسلمان سی کہتا ہی نفیہ مودودی کہ عشر وطا بیعت نساکے آیة یا ایھا النبی اذا جاءك المومنات الایة مین ہین مخصوص نساء سی نہین بلکہ وہ جمیع مومنین کی لئی ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مردون سی بہی ان شروط کی عمل کرنے پر بیعت مین حکم فرمایا ہی جیساکہ احادیث آیندہ سی ثابت ہی نسائی مین ہی ان الرسول الله صلی الله علیه وسلم قال الا تبایعونی علی ما بایع علیه النساء فلنا بلی یا رسول الله فبایعناه علی ذالك یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنے صحابہ سی ارشاد فرمایا تم مجھسے بیعت نہین کرتی اوس عہد پر کہ عورتون نی بیعت کی ہی ہمنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم پس ہمنی اوس عہد پر بیعت کی عبادہ بن صامت نی کہا بایعنا رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ان لا نشرك بالله ولا نزنی ولا نسرق ولا نقتل النفس التی حرم الله الا بالحق یعنی ہمنی بیعت کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ ہم کبھی شریک اور زنا اور چوری اور خون ناحق نکرینگی امام نووی بعد نقل روایت کی کہتی ہین کہ یہہ معاملہ قبل از ہجرت تہا مگر یہہ نہین کہا کہ ہجرت کی بعد کبھی آنحضرت علیہ الصلوة والسلام نی بیعت توبہ نہین لیا اور صحیحین مین ہی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال وحوله عصابة من اصحابه تعالوا بایعونی علی ان لا تشرکوا

باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببهتان تفترونه
بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصونی فی معروف وفی روایة للبخاری والنسائی
وقرء اٰیة النساء فمن وفی منکم فاجره علی اللہ ومن اصاب من ذالک شیئا
فعوقب به فهو کفارة له ومن اصاب من ذالک فستره اللہ علیه فامره
الی اللہ ان شاء عاقبه وان شاء عفا عنه قال فبایعناه علی ذالک یعنی حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جماعت اصحاب حاضر تھی آپ نے ارشاد فرمایا آؤ مجھسے اس
بات پر بیعت کرو کہ ہم شرک اور چوری اور زنا نکرینگے اور اپنی اولاد کو نہ مارینگے اور کسی پر
بہتان نکرینگے اور کسی حکم کا خلاف نکرینگے اور صحیح بخاری اور نسائی کی روایت مین ہے
کہ آپ نے یہہ آیتہ پڑھی یا ایہا الذین اذا جاءک المؤمنات یبایعنک الآیة پس
فرمایا جو شخص اس وعدہ کو پورا کریگا اللہ تعالی اوس کو اجر دیگا اور جو کوئی ان گناہون کا
مرتکب ہوا اور سزا پا گیا پس وہ اوس کے لیے کفارہ ہے اور جس گناہ گار کی اللہ تعالی نے
پردہ پوشی کی تو اوس کا معاملہ اللہ تعالی کی سپرد ہے خواہ وہ عذاب کرے خواہ وہ بخشدے راوی
کہتا ہے کہ بیعت ہوا اون شروط پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کے لفظ عوقب اور آیتہ
یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات کی پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ بیعت حضرت الکونین
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت کی لی تھی اس لیے کہ لفظ عوقب سے مراد حدود شرعی ہین اور حدود کا حکم بعد ہجرت کی نازل ہوا اور
جاننا چاہیے کہ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ وقت عہد لینے بیعت نساء کی ایک برتن مین پانی ڈالکر اوس کی ایک طرف
مین پیر اپنا ہاتھ رکھتا ہے اور دوسرے طرف برتن مین عورت بیعت کرنیوالی اپنا ہاتھ ڈالتی ہے اور کبھی
بوقت بیعت کرنے عورت کی کپڑی کا ایک کنارہ پیر پکڑتا ہے اور کپڑی کی دوسرے کنارہ سے
پکڑنیکا عورت بیعت کرنیوالی کو حکم دیتا ہے فی الجملہ اس عمل کے واسطے بھی سند

سے سند ہے عن عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا بایع النساء دعا بقدح ماء فغمس یدہ فیہ ثم یغمسن ایدیہن
یعنی عمرو ابن شعیب سے مروی ہے کہ وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں
کہا اونہوں نے کہ تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت بیعت کرنے عورتوں کو
منگاتے ایک پیالہ پانی کا پھر ڈالتے ہاتھ اپنا اوس میں پھر ڈالتی تہیں عورتیں اپنے
ہاتھ کو اوس میں روایت کیا ہے اوس کو ابن سعد اور ابن مردویہ نے اور ابن اسحاق نے
مغازی میں وعن الشعبي قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبایع النسا
ووضع علی یدہ ثوبا اخرجہ سعید ابن منصور وابن سعد وابو داؤد فی المراسیل
وعبد الرزاق ایضا یعنی روایت ہے امام شعبی سے کہا اونہوں نے تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بیعت کرتے عورتوں کو اور رکھے لیتے کپڑا اپنے ہاتھ پر اس روایت کو بیان کیا ہے
سعید بن منصور نے اور ابن سعد نے اور ابو داؤد نے مراسیل میں اور عبد الرزاق نے بھی
اگرچہ یہہ حدیث مرسل ہے مگر بہت محدثین کے نزدیک حدیث مرسل حجت ہوتی ہے اور یہی
مذہب ہے امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالی کا اور جس بیعت کا ان روایتوں میں ذکر
ہے یہہ بیعت تقوی کی ہے خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب اس میں داخل ہیں اور عبد اللہ بن
حنظلہ امیر مدینہ نے وقعۃ الحرہ میں لوگوں سے ساتھہ مرنیکی بیعت لی تھی یہہ قصہ صحیح بخاری میں
موجود ہے اور یہہ بیعت بیعت خلافت کی سوا اور ہی بیعت تھی اور کل اقسام بیعت کی تقوی
کی بیعت میں داخل ہیں بیعت توبہ کی سب گناہوں سے توبہ کرنا اور امور شرعیہ کی تعمیل کا
وعدہ کرنا ہے اور بیعت جہاد کی جہاد میں ثبات اور صبر کا وعدہ کرنا اور حضرت سید الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور نزاع باہمی سے اور جنگ کی میدان سے بھاگنے سے پرہیز کرنیکو

تقوی اور بیعت توبہ اور بیعت اسلام یہہ سب ایک ہی چیز ہین اور بیعت جہاد اون کی ایک
فرد ہی اور بیعت کی وقت مین متبایع کا ہاتہہ پکڑنا عقد فعلی ہی جس سی تاکید اور پختگی عہد لسانی کی
مقصود ہوتی ہے اور عقد فعلی عہد لسانی کی علامت اور نشانی نہین بلکہ وہ ایک مستقل عہد ہے
جیساکہ کہاجاتا ہی عدۃ المؤمن کاخذ الکف یعنی زبانی وعدہ مؤمن کا پنجے مین مانند
پکڑنی ہاتہہ کی ہی جیساکہ اقرار کیوقت ہاتہہ پر مارتی ہین اور اوس کو پکا وعدہ سمجہتے ہین تو
مؤمن کا زبانی وعدہ بھی ایسا ہی اور عہد لسانی جس کو عقد فعلی سی قوت دی جاوی ضرور محض عہد
لسانی سی زیادہ معتبر اور مضبوط ہوگا جنہون نے حضرت سید الکونین علیہ الصلوۃ والسلام سی بیعت
کی اون کی حق مین اللہ نی فرمایا ید اللہ فوق ایدیھم یعنی اللہ تعالی کا ہاتہہ اون کی ہاتہہ
پر ہی اس آیتہ سی عقد فعلی کی کس قدر عظمت اور بزرگی ثابت ہوتی ہی اگر ہاتہہ مین ہاتہہ لینا
محض علامت عہد لسانی کی ہوتی ہی تو اس قدر فضیلت نہوتی اور اس لئی کہ بیعت کرنا ایسا
امر مسنون ضروری ہی کہ محدثین رحمہم اللہ تعالی نی کتب صحاح مین مانند اور احکام شرعیہ کی اسکی
بھی ابواب مقرر کئی ہین تو اس جگہہ مین اون ابواب کی فہرست سی کچہہ لکہاجاتا ہی تاکہ ناظرین اور
سامعین کو معلوم ہووی کہ دین اسلام مین بیعت کا امر کیسا اہم المہمات ہی صحیح بخاری مین صفحہ
۷ باب البیعۃ علی اقام الصلوۃ صفحہ ۱۸۸ باب البیعۃ علی ایتاء الزکوۃ صفحہ ۱۸۵۱
باب البیعۃ فی الحرب علی ان لا یفروا صفحہ ۱۰۶۹ باب کیف یبایع الامام الناس اس
باب مین بہت سی حدیثین ہین اور اقسام کی بیعت کا اس مین ذکر ہے مثلاً بیعت قولنا
اور دینی معاملات مین کسیکی ملامت سی نڈر رہنا اور خلیفہ کے ساتہہ جہاد کو حاضر ہونا اور حکم سننا
اور ماننا اور مسلمان بہائیون کا خیرخواہ رہنا اور مطابق کلام اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور سیرۃ خلفاء کی عمل کرنا اس باب سی یہہ بھی معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک ایسی

امور مین امام کی ساتھہ بیعت کرنی سنت ہی صحیح بخاری مین اور بھی بیعت کی ابواب ہین امام
نووی رحمۃ اللہ علیہ جنہی صحیح مسلم کی باب وضع کئی ہین صحیح مسلم کی جلد ثانی صفحہ ۱۲۹ مین لکھتا ہی
باب استحباب مبایعۃ الامام الجیش عند ارادۃ القتال دیکھو اس باب سی
صاف معلوم ہوتا ہی یہہ کہ جیسا امام کی ہاتھہ پر بیعت خلافت کی کی جاتی ہی ایسا ہی اور
معاملات کی بیعتین اور یہہ ابواب ہی صحیح مسلم مین ہین صفحہ ۱۳۰ جلد ثانی باب المبایعۃ
بعد فتح مکۃ علی الاسلام والجہاد والخیر صفحہ ۱۳۱ جلد ثانی باب کیف بیعۃ النساء
اور باب البیعۃ علی السمع والطاعۃ جلد ثانی سنن ابوداود مین صفحہ ۲۰۱ باب ماجا
فی البیعۃ اور صفحہ ۲۰۶ باب نکث البیعۃ اور باب ماجاء فی بیعۃ العبد اور باب
ماجاء فی بیعۃ النساء اور موطا مین صفحہ ۱۸ جلد ثانی باب البیعۃ علی ارکان الاسلام
وترک المکمائر وغیر ذالک من احکام الشرع اور اس باب مین عورتون کی بیعت
کا ہی ذکر ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مسوی شرح موطا کی اس باب مین لکھا ہی وفیہ
دلیل علی ان البیعۃ غیر منصورۃ علی قبول الخلافۃ والذی یتعاھدہ مشائخ
الصوفیۃ لہ وجہ یعنی پایا جاتا ہی کہ بیعت صرف خلافت پر موقوف نہین اور جو صوفیون
مین رواج بیعت کا ہی اوس کی لئی شریعت مین اصل ہی اور نسائی رحمہ اللہ تعالی نی اپنی
سنن مین کتاب البیعۃ لکھکر اوس مین اٹھارہ باب باندہی ہین مگر بخوف طوالت کی
تفصیل مولف نی نہین لکھا اور سنن ماجہ مین صفحہ ۲۱۱ باب البیعۃ اور باب الوفاء بالبیعۃ
اور صفحہ ۲۱۳ باب بیعۃ النساء اور مولوی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نی قول الجمیل مین
لکھا ہی واستفاض عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الناس کانوا یبایعونہ تارۃ علی الھجرۃ والجہاد وتارۃ علی اقامۃ ارکان الاسلام وتارۃ علی

الثبات والقرار فی معرکۃ الکفار وثارۃ علی التمسک بالسنۃ والاجتناب عن البدعۃ والحرص علی الطاعات کما صح انہ صلی اللہ علیہ وسلم بایع نسوۃ من الانصار علی ان لا ینحن الخ یعنی احادیث مشہورہ ہین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی منقول ہی کہ لوگ بیعت کرتی تہی حضرت سید الکونین علیہ الصلوۃ والسلام سے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور کبھی اقامت ارکان اسلام یعنی صوم وصلوۃ حج زکوۃ پر اور گاہی ثبات اور قرار پر معرکہ کفار مین جیسا کہ بیعت الرضوان مین اور کبھی سنت نبوی علی صاحبہا افضل التحیہ کی تمسک پر اور بدعت سی بچنی پر اور عبادات کی حریص اور شایق ہونی پر چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا ہی کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نی بیعت لی انصاریون کی عورتون سی نوحہ نکرنی پر اور ابن ماجہ نی روایت کیا ہی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نی چند محتاج مہاجرین سی بیعت لی اس پر کہ لوگون سی کسی چیز کا سوال نکرین سوارون مین سی کسی شخص کا یہ حال تہا کہ اوس کا کوڑا اگر گر جاتا تہا تو وہ اپنی گہوڑی سی اوتر کر اوس کو اٹہا لیتا تہا اور کسی سی کوڑا اٹہا دینی کا ہی سوال نکرتا تہا اور جس مین کچہہ شک اور شبہہ نہین وہ یہہ ہی کہ جب ثابت ہو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کی نہ بسبیل عادت کی تو وہ فعل سنت دینی سی کمتر نہین باقی رہا یہہ بیان کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ تہی اوس کی زمین مین اور عالم تہی اوس کی جو اللہ تعالی نی اونپر قرآن اور حکمت کو اوتارا اور معلم تہی قرآن اور حدیث کی اور امت کی پاک کرنیوالی تہی جو فعل کہ حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام نی بنا بر خلافت کی کیا تو وہ خلفاء کی لئی سنت ہوگیا اور جو فعل کہ بجہت تعلیم کتاب اور حکمت کی اور تزکیہ امت کی کیا تو وہ علماء راسخین کی لئی سنت ہوا تو ہمکو چاہئے کہ بیعت کی گفتگو کرین کہ وہ کون قسم سی ہی سو بعضی لوگون نی

یہہ گمان کیا ہی کہ بیعت منحصر ہی قبول خلافت اور سلطنت پر اور وہ جو صوفیون کی عادت ہی باہم اہل تصوف سی بیعت لینی کی وہ شرعا کچھہ نہین سو یہہ گمان اون کا فاسد ہی بدلیل اوس کی جو ہم ذکر کر چکی کہ مقرر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی بیعت لیتی تہی اقامت ارکان اسلام پر اور گاہی تمسک بالسنتہ پر اور یہہ حدیث صحیح بخاری کی گواہی دی رہی ہی اس پر کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جریر رضی اللہ تعالی عنہ پر شرط کی اون کی بیعت کے وقت سو فرمایا کہ خیرخواہی لازم ہے ہر مسلمان کی واسطی اور حضرت خیر الوری علیہ الصلوۃ والسلام نی بیعت لی قوم انصار سی سو یہہ شرط کرلی کہ نہ ڈرین امر خدا مین کسی ملامت کرنیوالی کی ملامت سی اور حق ہی بات بولین جہان رہین سو اونہین سی بعضی لوگ امرا اور سلاطین پر کہل کر بلاخوف ردّ انکار کرتے تہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی انصار کی عورتون سی بیعت لی اور شرط کرلی کہ نوحہ کرنیسی پرہیز کرین ان کی سوای بہت امور مین بیعت ثابت ہی اور وہ سب امور از قسم تزکیہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہین تو حق یہہ ہی کہ بیعت چند قسم پر ہی بعضی بیعت خلافت کی اور بعضی بیعت اسلام لانیکی اور بعضی بیعت تقوی کی رسی پکڑنے کی اور بعضی ہجرت اور جہاد کی اور بعضی بیعت جہاد مین مضبوط رہنی کے اور مسلمان ہونیکی بیعت خلفاء کی زمانی مین متروک تہی خلفاء راشدین کی زمانی مین بیعت اسلام ہونیکی واسطی متروک تہی کہ داخل ہونا لوگون کا اسلام مین اون کی ایام مین اکثر بسبب شوکت اور تلوار کے تہا نہ بسبب تالیف قلوب اور اظہار دلیل اسلام کی اور نہ دخول اسلام اپنی خوشی اور رغبت پر تہا اور خلفاء راشدین کی سوا اور خلفاء کی وقت مین چنانچہ خلفاء مروانیہ اور عباسیہ کی وقت مین اس لئے بیعت اسلام متروک تہی کہ اون مین اکثر ظالم اور فاسق تہی اقامت سنن دین مین کوشش

بلیغ نکرتے تھے اور اسیطرح تقوی کی رسی تھامنی کی بیعت زمانہ خلفاء مین متروک ہوگئی تھی
خلفاء راشدین زمانی مین تو بسبب کثرت اصحاب کی متروک تھی جو نورانی ہو چکی تھی بسبب صحبت
حضرت رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کی اور متادب ہوگئی تھی آپ کی حضور مین
تو اون کو تصفیہ باطن کی لئی کچھہ حاجت خلفاء راشدین کی بیعت کی نتھی اور خلفاء
راشدین کی سوا اور زمانی مین بسبب پھوٹ پڑنے کی اور اس خوف سی کہ بیعت
کرنیوالون کی ساتھہ خلافت کی بیعت کا گمان کیا جاوی تو فساد اوٹھی بنابر آن
بیعت مذکورہ متروک تھی اور اوسوقت مین اہل تصوف خرقہ دینی کو قایم مقام بیعت
کا کرتے تھی پھر اوس کی بعد جب رسم بیعت کی ملوک اور سلاطین مین معدوم ہوگئی تو حضرات
صوفیہ نی فرصت کو غنیمت جانکر سنت بیعت پر چنگل مارا اور بیعت سنت ہی واجب
نہین اسواسطی کہ صحابہ نی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کی اور اوس کی
سبب سی حق تعالی کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نی تارک بیعت کی گنہہ گار ہونے
پر دلالت نکی اور ایمۂ دین نی بہی تارک بیعت پر انکیار نکیا تو یہہ عدم انکار اجماع ہو گیا
اس پر کہ بیعت واجب نہین اور سنت اللہ تعالی کی یون جاری ہی کہ امور خفیہ جو نفوس
مین پوشیدہ ہین اون کا ضبط افعال اور اقوال ظاہر سی ہو اور افعال اور اقوال
ظاہری امور قلبیہ کی قایم مقام ہون چنانچہ تصدیق توحید اللہ تعالی کی اور اوس کی رسول
علیہ الصلوۃ والسلام کی رسالت کی اور قیامت کی امر مخفی ہی تو اقرار ایمان کا بجائی
تصدیق قلبی کی قایم کیا گیا اور جیسا کہ رضامندی بایع اور مشتری کی قیمت اور مبیع کی دینی
مین امر مخفی اور پوشیدہ ہی تو ایجاب اور قبول کو قائم مقام رضائی مخفی کی کردیا تو
اسیطرح توبہ اور عزم کرنا معاصی کا اور تقوی کی رسی کو مضبوط پکڑنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے

تو بیعت کو اوس کی قائم مقام کردیا اور قول الجمیل مین اور جگہہ لکھا ہی فاعلم ان البیعۃ المتوارثۃ بین الصوفیہ علی وجوہ الخ یعنی جو بیعت کہ صوفیاں مین متوارث ہی وہ کئی طریق پر ہی پہلا طریقہ بیعت توبہ ہی معاصی سی اور دوسرا طریقہ بیعت تبرک ہی یعنی بقصد برکت صالحین کے سلسلہ مین داخل ہونا بمنزلہ اسناد حدیث کی ہی کہ اس مین البتہ برکت ہی اور تیسرا طریقہ بیعت تاکد عزیمت ہی یعنی عزم مصمم کرنا واسطی خلوص امتثال امر آلہی اور ترک مناہی کی ظاہر اور باطن مین اور تعلیق دل کی اللہ جل شانہ سی اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہی اور پہلی دونون قسم کی طریقون مین بیعت کا پورا کرنا عبارت سے ترک کبایر سی اور نہ اڑجانا صغایر پر اور طاعات مذکورہ پر چنگل مارنا از قسم واجبات اور موکدہ سنتون کی اور عہد شکنی عبارت ہی خلل ڈالنی سی اوس مین جن کو ہمنی ذکر کیا یعنی ارتکاب کبایر اور اصرار علی الصغایر اور طاعت پر مستعد نہونا بیعت شکنی ہی اور تیسری طریقہ مین پورا کرنا بیعت کا عبارت ہی مدام ثابت رہنی سی اس صحبت اور مجاہدہ اور ریاضت پر یہان تک کہ دل روشن ہوجاوی اطمینان کی نور سی اور یہہ اوس کی عادت اور خو اور جبلی ہوجاوی بلا تکلف تو اس حالت کی نزدیک گا ہی اوس کو اجازت دیجاتی ہی اوس مین جس کو شرع نے مباح کیا ہی از قسم لذات کی اور مشغول ہونیکی بعضی دن کاموں مین جن مین طول مدت کی طرف حاجت ہوتی ہے جیسا تدریس کرنا علوم دینی کا اور قضا اور بیعت شکنی عبارت ہی اوس کی خلل اندازی سی قبل نور سکینت دل کے اور نواب سید صدیق حسن خان غیر مقلد قنوجی ثم بھوپالی نے سورہ فتح کی تفسیر مین لکھا ہی وھذہ الآیۃ فیھا دلالۃ علی مشروعیۃ البیعۃ وقد صدرت منہ صلی اللہ علیہ وسلم مبایعات کثیرۃ اشتملت علیھا الاحادیث الواقعۃ فی الصحیحین وغیرھما

من دواوین الاسلام ومما لا شک فیہ ولا شبہۃ انہ اذا ثبت
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعل علی سبیل العادۃ ولا اھتمام بشانہ فانہ لا
ینزل عن کونہ سنۃ فی الدین وان الذی اعتادہ الصوفیۃ من مبایعۃ المتقین
نفسیہ ما یقبل وما یرد ویظہر ذالک بعرضہا علی الکتاب والسنۃ فما وافقہما
فہو السنۃ والثواب وما خالفہما فہو الخطاء والتباب یعنی اسکی آیتیں شرعیہ
بیعت کا ثبوت ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت بار بیعتیں کی ہین جنکا صحیح
بخاری اور صحیح مسلم وغیرہما کتب حدیث کی روایتون سی ثبوت ملتا ہی اسمین یہ قاعدہ
ٹہراہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کسی فعل کا صدور بطریق عادت اور
اہتمام کے ثابت ہوجاوی تو کم از کم وہ فعل سنت فی الدین ضرور سمجہا جاویگا جو صوفیون
مین رواج ہے کہ صوفیون کی ہاتہہ پہ بیعت کرتے ہین اوسکے بعض اقسام مقبول ہین
اور بعضی مردود کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تطبیق سی فرق معلوم
ہوسکتا ہی پس جو مطابق سنت کی ہو وہ بیعت سنت اور صحیح ہی اور جو بیعت برخلاف سنت کے
ہو تو وہ خطا اور ہلاکت ہی کہتا ہی فقیر مودودی کہ نواب سید صدیق حسن خان کی عبارت
مذکورہ مین اذا ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعل علی سبیل العادۃ واقع ہوا
ہی اور حال آنکہ فعل بیعت کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی علی سبیل العبادت
واقع ہوا ہی نہ بسبیل عادت کی جیسا کہ قول الجمیل میں ہی مما لا شک فیہ ولا شبہۃ
انہ اذا ثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل علی سبیل العبادت فلا
ھتمام بشانہ لا ینزل علی کونہ سنۃ فی الدین اور مولوی خرم علی نے شفاء العلیل میں
اوس عبارت کا ترجمہ یون لکہا ہی کہ جس بات مین کچہہ شبہہ نہین وہ یہہ ہے کہ جب ثابت ہو

حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سی کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کی نہ بسبیل
عادت کی تو وہ فعل سنت دینی سی گنتی نہین تو اس کے ترجمہ سے معلوم ہوا کہ قول الجمیل
بین علی سبیل العبادت ہے نہ علی سبیل العادت وگرنہ مولوی خرم علی ضرور اوسکی
تصحیح کرتے اور لکھتے کہ یہان بسبب سہو ناسخ کے بجاے عادت کی عبادت لکھی گئی ہے
تو یون معلوم ہوتا ہے کہ نواب سید صدیق حسن خان کی عبارت بین بہی علی سبیل
العبادۃ ہے مگر بسبب سہو ناسخ کے بجای اوس کی علی سبیل العادۃ لکہا گیا ہی اور
اغلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ نواب مذکور نی بعینہ قول الجمیل کا نقلا لایا ہی مگر اوس مین
سہو ناسخ کا واقع ہوا ہی وگرنہ نواب صدیق حسن خان خلاف عبارت قول الجمیل کا ہرگز
نہ لکھتے اور جاننا چاہی کہ بیعت تقوی اور بیعت توبہ مین شرط یہہ ہی کہ بیعت کرنیوالا خواہ
وہ مرد ہو یا عورت ہو چاہی کہ وہ بالغ عاقل ہو اس لئی کہ نابالغ اور مجنون ایمان
اور اور احکام شرعیہ کا مکلف نہین تو توبہ کا اور توبہ کی بیعت کا اور تقوی کا اور تقوی
کی بیعت کا کیسا مکلف ہوگا مگر صحیح مسلم کی حدیث مین ہی کہ حضرت زبیر اپنی بیٹی عبد اللہ
کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین بیعت کی وسطی لائی اور وہ چہوٹی
تہی حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوس کو اپنی طرف متوجہ دیکہکر مسکرائی
اور پہر اون سی بیعت لی تو اس سی معلوم ہوا کہ وہ بیعت تقوی کی اور توبہ کی نہ تہی اس لیے
کہ عبد اللہ بن زبیر اوس حال مین توبہ اور تقوی پر مکلف نہ تہی مگر وہ بیعت تبرک کی
تہی اور عوام لوگ کہ اون کی نیت توبہ اور تقوی کی نہین ہوتی اور وہ بقصد شرکت کے
صالحین کے سلسلہ کی دخول کی لئی بیعت کرتی ہین تو وہ بیعت تبرک ہی جیسا کہ اگلی
قول الجمیل سی نقلا بیعت تبرک لکہا گیا ہی اور وہ جو حدیث مین آیا ہی کہ حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی ایک لڑکا گیا یا وہ اوس کو لائی تا کہ حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ
والسلام سی بیعت کری حضرت خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نی اوس کے سر پر ہاتھ
پھیرا اور اوس کی لئی برکت کی دعا کی اور اوس سی بیعت نہ لی شاید کہ وہ بیعت جہاد کی یا
بیعت امر بالمعروف کی یا جہاد مین مضبوط رہنی کی بیعت ہوگی کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم نی اوس لڑکی سی بسبب عاقل اور بالغ نہ ہونے کے اوس کی بیعت نہ لی ہوگی اسلئے کہ
اون اقسام کی بیعت مین عاقل بالغ ہونا مبایع کا شرط ہی اور قول المستحسن مین ہی کہ علمار نے
کہا ہی کہ جو آدمی کہ بالغ اور عاقل ہو اوس کو بیعت کرنا لازم ہی اور غیر بالغ اور غیر عاقل کو
بیعت کرنا لازم نہین اور بعض نی کہا ہی کہ بیعت لازم ہوتی ہی اصاغر کو بسبب اون کی اکابر کے
کہ اونہون نی بیعت کی ہو اور تحقیق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سی حضرت عبد اللہ بن
زبیر نی بیعت فرمائی تھی اور جس وقت کہ حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نی دنیا سی انتقال
فرمایا تو عبد اللہ بن زبیر عمر مین آٹھ برس کے تھے تو وہ قبل اس کی بوقت بیعت کی کتنی برس کے
ہونگی اور قشاشی نی لکھا ہی کہ بیعت کبیر کے صغیر کو نکی جاوی اس لئی کہ بیعت مین ایک نوع
اتصال کا ہی اور صغیر سی وہ کہ اوس کی حال کی لایق ہی کیا جاوی جیسا کہ حضرت سید الکونین
صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت عبد اللہ ابن زبیر کی سر کو مس کیا اور اوس کی لئی دعا خیر فرمائی کہ یہ بھی
نوع اتصال حسی لایق حال صغیر کے ہی جیسا کہ مصافحہ کہ وہ لائق حال کبیر کے ہی اور اونہون نے
لکھا ہی کہ بیعت کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت امام حسن کو اور حضرت امام حسین کو
اور عبد اللہ ابن عباس کو اور حضرت عبد اللہ ابن جعفر کو اوس وقت مین کہ وہ صغیر تھے اور وہ
نہ عاقل تھے اور نہ بالغ تھی اور یہہ دلیل ہی صحت مبایعت صغیر کے لئی کہ وہ متحمل نہ ہوئی ہون لیکن بھی
سلوک مین کافی ہی اتصال سنت اور حصول برکت کی لئی اور کہا ہی نظیر مودودی کہ یہہ قول قشاشی کا

از قبیل بہ یفتی کی ہی نہ از قبیل علیہ الفتوی کی یعنی یہہ قول اور اقوال سی راجح اور قوی تر ہی جیسا کہ بہ یفتی علیہ الفتوی سی راجح اور قوی تر ہی جیسا کہ یہہ فقہا پر مخفی نہیں ۔ فائدہ اتباع تبع تابعین میں بجای بیعت کی خرقہ کا عام طور پر رواج ہوگیا تہا اور اس غرض سی کہ مبادا بیعت کرنیوالوں کے ساتھ بیعت خلافت کا گمان کیا جاوی تو فتنا اوٹہی تو بیعت مذکورہ متروک تہی اگرچہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نی رسالہ اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ اور ملا علی قاری نی موضوعات کبیر میں ناقلاً سخاوی سی اور قسطلانی نے حافظ ابن حجر سی اور مولوی عبدالعزیز ملتانی نی اپنی کتاب کوثر النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خرقہ کا رواج خیر القرون سی جس کی خیر ہونے کی حضرت رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام نے شہادت دی ہی ثابت کیا ہی اور بعضی محدثین نی سند خرقہ کی کمیل بن زیاد تک جو حضرت علی المرتضی کی اصحاب سی تہی اور حضرت اویس قرنی تک جو حضرت عمر کی اصحاب سی تہی بصحت پہونچایا ہی اور صوفیہ نی الباس خرقہ کی سند میں لکہا ہی کہ اوس کی لئی شرع میں اصل یہہ ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی ردای شریف کعب بن زہیر پر ڈالی جبکہ اوس نے قصیدہ مشہورہ کہ اول اوس کا یہہ ہے بانت سعاد فقلبی الیوم متبول پڑہا اور ام خالد کو لوئی عنایت فرمائی اور حضرت معاذ کو جب یمن کیطرف رخصت کیا تو عمامہ پہنایا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف اور صحابہ کو الباس فرمایا جیسا کہ وہ احادیث سی ثابت ہی مگر محدثین کو ان روایات کی تصحیح میں گفتگو ہے اور قول صحیح اور راجح یہہ ہی کہ رواج خرقہ کا حضرت شیخ جنید بغدادی سے اور اون کی معاصرین سی ہی جیسا کہ حضرت شیخ شہاب الدین نی اور صاحب انتباہ نی بعد بحث کثیر کی لکہا ہی اور نواب سید صدیق حسن خان نی اس قول کو صحیح اور راجح کہا ہی اور ولادت اور وفات حضرت شیخ جنید کی مائۃ ثالثہ میں ہی امام یافعی وغیرہ

اہل تواریخ نی اسکی تصریح کی ہی کہ وہ معاصر امام احمد اور امام بخاری کی ہیں اور وہ
اتباع تبع تابعین مین سی ہین مگر مولانا مولوی حسن الزمان صاحب محمدی سلیمانی حسینی محدث
حیدرآبادی نی قول المستحسن مین اسناد الباس خرقہ کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی
اتبک لاسکا حضرت جنید بغدادی تک بعد بکمال تحقیق اور تدقیق روایات کی اور تنقیح اور تنقید
اون کی رواۃ کی چند طرق کے اسناد صحیحہ قویہ سی بتفصیل تمام اور توضیح تمام کہ بیان اوس کا موجب
طوالت ہی لکھا ہی کہ اہل سلوک مین وہ اسناد الباس خرقہ کی لئی وافی اور کافی ہی تکرار بیعت کی
صور کے بیان مین جاننا چاہیے کہ تکرار بیعت چند وجہ سی جائز ہی اول یہہ کہ کوئی مرید کسی پیر سے
بیعت کی اور اوس کی بعد اوس کی پیر سی کوئی گناہ کبیرہ سرزد ہوا اور اگر وہ مرید دوسرے
پیر سی بیعت کر لیوی تو بھی جائز ہی اس لئی کہ مقصود اوس پیر کی بیعت سی استہدا تھا جب کہ
وہ پیر خود گمراہ ہی تو وہ مرید کو کیا ہدایت کریگا مطابق قول شیخ سعدی شیرازی کی وہ خویشتن
گم است کرا رہبری کند + اور دوسری وجہ یہہ کہ اگر مرید کہ اوس کی پیر نے انتقال کیا ہو اور وہ
کسی اور پیر کا سلوک طریقت کے استفاضہ اور استفادہ کی لئی مرید ہو جاوی جیسا کہ اصحاب حضرت
رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام کی کہ اونہون نے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
سی بیعت کی تھی بعد انتقال فرمانی حضرت خیر الوری صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ کے اونہون نے
دوسری بار حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ سی بیعت کی اور بعد انتقال حضرت ابا بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کی اون مین سی جتنی حیات تھی تیسری بار حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سی بیعت
کی اور بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی اون مین سی جتنی زندہ تھی چوتھی بار
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سی بیعت کی اور بعد شہادت حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے
اون مین سی جتنی زندہ تھے پانچوین بار حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ سی بیعت کی اور بعد

شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہ کی اون ہین سی جنکو زندہ تھی چھٹے بار حضرت امام حسن رضی اللہ
تعالی عنہ سی بیعت کی اور بعد ترک خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی اون ہین سی
جتنی زندہ تھی ساتوین بار حضرت امیر معاویہ سی بیعت کی جب کہ اصحاب حضرت رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم سی تکرار بیعت قبول خلافت کا ثابت ہو تو تکرار بیعت استفادہ اور استفاضہ
سلوک معرفت کا بعد انتقال اوس کے پیر کے کیسا ناجایز ہوگا اور جونکہ تکرار بیعت کا صحابہ کرام سے
ثابت ہی تو بنا بر آن بعض اولیا ربانی مثل حضرت احمد جام زندہ فیل و حضرت مخدوم جہانیان
جہان گشت وغیرہما نی بغرض استکمال سلوک طریق معرفت کی کسی نے پانچ پیرسی اور کسی نے
سات پیرسی اور کسی نی دو پیرسی اور کسی نے تین یا چار پیرسی بانتقال پیران یکی بعد
بعد دیگری حتی و یا باجازت پیران یکی بعد دیگری بیعت کی ہی جیسا کہ تکرار بیعت استفاضہ کہ
اولیا سی ہوئی ہی کتب تصوف مثل نفحات الانس وغیرہ سی ثابت ہی وجہ تیسری یہ ہے کہ اگر
کسی مرید نی کسی پیرسے استفاضہ سلوک طریقت کی لئی بیعت کی اوس کی بعد درمیان اوس
مرید کی اور درمیان اوس پیر کی ایسی جدائی واقع ہوئی کہ مرید کو امید پہر اوس کی ملنے کی
اور استفادہ کی نرہی بلکہ طریق آمد و شد مراسلات کا کہ عبارت نصف الملاقات سی اور ذریعہ
استفاضہ اور اضافہ کا ہی ایسا مسدود ہوجای کہ وہ اوس کو جاری کر نہ سکے تو اس صورت
مین بھی اگر مرید بغرض استفادہ سلوک طریقت کی اور پیرسی بیعت کری تو بھی جایز ہے
اگر کوئی آدمی کہ بیعت ہونے سے اوس کی غرض استفادہ سلوک معرفت کی نہو اور وہ کبھی
کسی پیرسی اور کبھی کسی پیرسی بیعت کرتا ہی اور چندی ایک پیر کا مرید اور چندے
اور پیر کا مرید بن جاتا ہی اور باوجودیکہ پہلا پیر بھی اوس کا حیات ہی اور اذن کر
اذن تکرار بیعت کا بھی اوس مرید کو حاصل نہین اور کوئی وجہ جواز تکرار بیعت کی وجوہ سے

ہی موجود نہ ہو تو یہ تکرار بیعت ناجایز اور باعث خذلان اور عصیان اور موجب
تلعب بالدین اور باعث توہین مشایخ دین سے اعاذنا اللہ تعالی وایاکم منہ
مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نی رسالہ قول الجمیل میں تکرار بیعت کی جواز میں لکھا ہے
ان تکرار البیعۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماثور وکذالک عن الصوفیہ
اما من الشخصین فان کان بظہور خلل فی من بایعہ فلا باس وکذالک بعد موتہ
او غیبتہ المنقطعہ واما بلا عذر فانہ یشبہ المتلاعب ویذہب بالبرکۃ
ویصرف قلوب الشیوخ عن تعہدہ واللہ اعلم یعنی تحقیق تکرار بیعت کی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سی منقول ہی اور اسیطرح حضرات صوفیہ سی لیکن دو پیرون سی بیعت کرنا
سوا اگر بسبب ظہور خلل کے ہی اوس پیر میں جس سی بیعت کر چکا ہے تو کچہہ مضایقہ نہیں اور
اوس کی موت کے بعد یا اوس کی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اوس کی توقع ملاقات کی کچہہ باقی
نہیں رہی اور بلا عذر تو دوسری مرشد سی بیعت کرنا مشابہ کہیل کی ہی اور ہر جگہ بیعت کرنا
برکت کو کہوتا ہی اور مرشدون کی دلون کو اوس کی تعلیم اور تہذیب سی پہیرتا ہی واللہ
اعلم اگرچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جواز تکرار بیعت کی تین وجہ لکہی ہین لاکن نزدیک
فقیر مولف کی اگر کسی سالک کی تکمیل سلوک کی ایک پیر سی نہو اور باوجودی کہ اوس کا
پیر بہی حیات ہو تو باذن اوس کی اور پیر سی بیعت استفاضہ کا کرنا اور اوس سے استفادہ
طریق طریقت کا کرنا ہی جائز ہی اور اگر کوئی مرید اپنی پیر سی علیحدہ علیحدہ فعل کے لئی تکرار
بیعت کا کری یعنی ایک بار بیعت توبہ کی اور دوسری بار بیعت استفاضہ سلوک طریقت
کی اور تیسری بار کسی اور امر مشروع کی کرے تو بہی جائز ہے جیسا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ
تعالی عنہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کبہی جہاد پر کبہی ہجرت پر اور گاہی اقامت

ارکان اسلام پر اور گاہی ثبات اور فرار پر معرکہ کفار مین اور کبھی سنت نبوی علی صاحبہا
افضل التحیہ کی تمسک پر بیعت کرتی تھی ویساہی اس فقیر کی خواجہ تاش یعنی پیر بہائی تکرار
اور تجدید بیعت کی سلطان الاکملین امام المکملین شمس الملۃ والدین شیخ الاسلام والمسلمین
سیدی سندی مرشدی ملاذی مخدومی حضرت شمس الدین فخری سلیمانی چشتی رضی اللہ
تعالی عنہ کی خدمت سراپا سعادت مین کرتے تھی اس لئی کہ بیعت کی معنی عہد کرنا ہی کسی امر مشروع
پر اگر کوئی مرید اپنی پیر سی کسی اوامر شرعیہ کی کرنی پر یا نواہی شرعیہ کی ترک کرنے پر وقتاً
فوقتاً تکرار بیعت کی کری تو گویا اوس نی احیاء سنت صحابہ کا کیا جیسا کہ کتاب جمع الجوامع
مین کہ تالیف حافظ سیوطی کی ہی عتبہ بن عبد سی مروی ہو کہ اوس نی کہا کہ ہمنی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سی سات بیعتین کی ہین پانچ بیعتین طاعت پر اور دو بیعتین محبت پر اور
سلمہ بن الاکوع نی دو بار بیعت کی جیسا کہ حدیث مین گذرا مگر چاہئی کہ آدمی بعد بیعت کے
اپنی بیعت پر ثابت قدم رہی اور اوس عہد بیعت کو وفا کری اس لئی کہ خلاف کرنا عہد بیعت کا
خصوصاً کہ وہ کسی اہل اللہ سی ہو موجب نقصان اور خسران مہات دارین کا ہی **فائدہ**
مرید ارادت کرنیوالی کو کہتے ہین اگر کوئی مرشد اپنی مرید سی آزردہ ہو کر اوس کو
کہی کہ تم ہماری مرید نہین ہو تو وہ مرید مریدی کی سی خارج نہین ہوتا اس لئی کہ ارادت فعل
مرید کا ہی نہ مرشد کا **فائدہ** اگر کوئی آدمی کسی شیخ کو کہے رضیت بک شیخاً ومربیاً
ودلیلاً یعنی راضی ہوا ہین آپ کی شیخ ہونے اور مربی ہونے اور دلیل ہونی پر
پس تحقیق بیعت کی اوس نی اون شیخ سی بشرط اور مکرہ پر اور اتمام تربیت کسی پیر کا
نہین ہوتا جبتک کہ وہ اپنی کو جمیع حال مین شیخ کی سپرد نکری اور اپنی کو شیخ کے
ہاتھ مین کالمیت فی ید الغسال کے نہ سونپے ۔

سوال وجواب

اگر کوئی آدمی سوال کری کہ تحقیق آپ نی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بصراحۃ النص کے مسنونیۃ بیعت کی ثابت کی ہی مگر معلوم نہوا کہ مریدی کیا ہی اور مرشدی کیا ہی جواب اوس کا یہہ ہی کہ بیعت کرنا مریدی کو کہتی ہین اور بیعت لینا مرشدی کو کہتی ہین اگر کوئی آدمی سوال کری کہ قرآن مجید مین عورتون سی بیعت لینی کا حکم اور خبر اور احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل التحیہ مین ذکر بیعت لینی حضرت خاتم النبیین صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ کا حضرات صحابہ سی اور عورات سی اور ذکر بیعت کرنے اون کا حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سی ہی مگر لفظ مریدی اور مرشدی کا یا لفظ مرید کا اور مرشد کا اون مین نہین پہر کیونکر معلوم ہو کہ بیعت ہونا مریدی اور بیعت لینا مرشدی ہی جواب اوس کا یہہ ہی کہ از روی اصطلاح قدیمی عرب کی جو آدمی کہ کسی آدمی سی بیعت کری اوس کو مبایع میم مہملہ کی ضم سی اور بار موحدہ کی فتح سی اور بار تحتانیہ کی کسرہ سی کہتے ہین اور جو آدمی کہ بیعت لیوی اوس کو مبایع بلہ کہتی ہین اور جس امر پر انعقاد مبایعت کا ہو اوس کو مبایع علیہ بار تحتانیہ کی فتح سی کہتے ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین یہی مبایعت تقوی اور توبہ کی تہی مگر اوس زمانی مین اور حضرات صحابہ کی زمانی مین استعمال لفظ پیر اور مرشد کا آدمی بیعت لینی والی کی لئی اور استعمال لفظ مرید کا آدمی بیعت کرنی والی کی لئی نہین ہوا مگر حضرات صحابہ کی زمانی سی حضرت جنید بغدادی کی زمانی تک بجای لفظ ارادت کی یعنی مریدی کی لفظ صحبت کا مستعمل ہوا ہی جیسا کہ حضرات صحابہ علیہم الرضوان کہ حضرت سید الانبیاء صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ کی مرید اور مستفیض تہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصحاب کہلاتی تہی

اور جیسا کہ حضرت سلمان فارسی کہ حضرت ابابکر صدیق کی اصحابون سی بہی کہلاتے
تھی اور حضرت کمیل ابن زیاد کہ حضرت علی المرتضی سی مستفیض تہی اون کی اصحاب سے
کہلاتی تہی اور کتب قدیمہ مین دیکھا گیا ہی کہ بجای پیری اور مریدی کی لکھا ہی کہ
فلان مصاحب فلان بود یا فلان کہ از یاران فلان بود یعنی فلان آدمی کہ مرید فلان
آدمی کا تہا اور قول المستحسن مین ہی کہ صوفیہ کرام مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی زمانی سی حضرت ابو القاسم شیخ جنید بغدادی تک لفظ صحبت کا مستعمل تہا
اور فقیر مودودی کہتا ہی کہ اوس زمانہ مین کبہی لفظ اوستاد کا مرشد کی لئی اور
لفظ تلمیذ کا مرید کی لئی ہی مستعمل ہوا ہی جیسا کہ حضرت حبیب عجمی اور حضرت عبد الواحد
بن زید حضرت حسن بصری کو استاذ کہتی تہی جیسا کہ تذکرۃ الاولیا مین ہی اور
غنیۃ الطالبین مین حضرت جنید سی منقول ہی اندر دن ما دفع لاستاذي
سري السقطي رحمة الله عليه وهو ان سلم عليه ذات يوم صديق له فرد
عليه وهو عابس لم يتبشش له فقلت له في ذالك فقال بلغني ان
المرء المسلم اذا سلم على اخيه ورد عليه اخوه قسمت بينهما مائة رحمة
تسعون منها لابشهما وعشرة للاخر فاحببت ان يكون له تسعون
یعنی آیا جانتی ہو وہ چیز کہ میری استاذ سری سقطی کو واقع ہوئی اور وہ یہہ ہی کہ
کہ ایکدن سلام کیا کسی دوست نی حضرت سری سقطی پر پس حضرت سری سقطی
نی ترش روئی سی اوس کی سلام کا جواب دیا پس مینی حضرت سری سقطی سی اس کا سبب
دریافت کیا پس اونہون نے کہا کہ مجہی پہونچا ہی کہ آدمی مسلمان جب اپنی بہائی مسلمان
پر سلام کرتا ہی اور وہ اوس کی سلام کا جواب دیتا ہی تو اون دونون مین سو رحمتین

تقسیم ہوتے ہیں تو دو حصے ہیں اون دو لونڈی اوس کو ملتی ہیں کہ وہ کشادہ رو ہوتا ہے
اور اوس کے حصے میں دوسری کو لیپ ہیچ اتر شریعی اوس کو سلام کا جواب دیا تا کہ اوس کی
لونڈ حصے میں ملیں یعنی ہیں نے اوس پر ایثار کیا تو اس روایت میں حضرت جنید بغدادی
نی اپنے مرشد حضرت سری سقطی کو استاذ کہا ہی اور غنیۃ الطالبین میں شیخ کی آداب
میں لکھا ہی کذالک من بین استاذ وتلمیذ کالحسن البصری وتلمیذہ
عتبۃ ابن الغلام یعنی ایسا درمیان استاذ اور تلمیذ کی مانند حسن بصری اور شاگرد
اوس کی عتبہ بن غلام کی تو اس عبارت میں حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی قدس سرہ العزیز نی مرشد کو استاذ اور مرید کو تلمیذ فرمایا ہی اگرچہ بعد زمانی حضرت جنید
بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی قبل زمانی حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ
کی اول عراق عرب میں لفظ مرشد اور شیخ کا آدمی بیعت لینی والی کی لیے یہی مستعمل ہوا ہی
جیسا کہ کتاب غنیۃ الطالبین میں اور کتابون میں کہ بعد زمانی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ
علیہ کی تالیف ہوئی ہیں لفظ شیخ کا اور مرشد کا آدمی بیعت لینی والی کی لئی اور لفظ مرید کا
آدمی بیعت ہونے والے کے لئی یہی مستعمل ہوا ہی اور مرشد کی معنی از روی لغت کی راہ
راست بتانیوالا ہی اور چونکہ بیعت لینی والی صراط مستقیم شریعت غرا کی بتاتے ہیں تو اونکو
مرشد کہا گیا اور شیخ از روئی لغت کی بوڑہی آدمی کو اور خواجہ اور قوم کی سردار کو کہتے ہیں
اور از روئی اصطلاح عرب کے شیخ اوس آدمی کو کہتے ہیں کہ وہ سنت نبویہ علی صاحبہا افضل التحیۃ کو
جلائی اور بدعت کو نیست اور نابود کری اور قول اوس کا اور فعل اوس کا اور آدمیون کے
لئی حجت ہو اگرچہ وہ آدمی جوان ہی ہو اور چونکہ بیعت لینی والی اکثر بوڑہی آدمی ہوتے ہیں
اور وہ احیاء سنت سنیہ کا کرتے ہیں اور قول اور فعل اون کا اور آدمیون کی لئی حجت ہوتا ہی

اور اون سی ہر قول و فعل میں اقتدا کیا جاتا ہی تو اون کو شیخ کہا گیا اور جب استعمال
اوس کا عجم میں ہوا تو اوس کی لئی لفظ پیر کا استعمال میں لایا گیا اس لئی آدمی بیعت لینی
والی اکثر بوڑہی ہوتے ہیں اور فارسی میں پیر بھی بوڑہی آدمی کو کہتے ہیں تو اس سے
معلوم ہوا کہ لفظ شیخ کا اور مرشد کا آدمی بیعت لینی والی کی لئی اور لفظ مرید کا آدمی بیعت
کرنے والی کی لئی بعد زمانی حضرت ابو القاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مستعمل ہوکر
اور حضرت صحابہ علیہم الرضوان کی زمانی سی حضرت جنید بغدادی کی زمانی تک بجای پیری مریدی کے
لفظ صحبت کا مستعمل تھا اور کبھی بجائی مرشد کی لفظ استاذ کا بھی مروج ہوا ہی کما مر پس
قرآن مجید میں اور احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل التحیۃ میں لفظ مریدی اور مرشدی کا یا لفظ
مرید کا اور مرشد کا کیونکر مذکور ہوگا اس لئی کہ اوس زمانہ میں تو یہہ لفظ اوس معنی کے لئی موضوع
نہ تھی اور قرآن مجید اور احادیث نبویہ مطابق لغات مروجہ اوس زمانی کے ہیں اگر کوئی آدمی
سوال کری کہ مسنونیۃ مبایعت کی تو صراحۃ النص سی معلوم ہوئی مگر پیری اور مریدی کے
حقیقت معلوم نہوئی کہ وہ کیا ہیں تو جواب اوس کا یہہ ہی کہ جب مسنونیۃ امر مبایعت کی
صراحۃ النص سی ثابت ہو چکی تو اوس کی ضمن میں مسنونیۃ مرید ہونے کی اور مرشد
ہونیکی بھی ثابت ہو چکی اس لئی کہ مرید ہونا بیعت کرنا ہی اور مرشد ہونا بیعت لینا ہے
اور جب تک کہ آدمی بیعت ہونی والا کہ اوس کو مرید کہتی ہیں اور آدمی بیعت لینی والا
کہ اوس کو مرشد کہتے ہیں موجود نہونگی تب تک فعل مبایعت مسنونہ کا تحقق نہوگا
تو فعل مبایعت کا موقوف ہوا اور آدمی بیعت کرنیوالا یعنی مرید اور آدمی بیعت لینی والا
یعنی مرشد مبایعت کی فعل کی موقوف علیہ ٹہیری تو جیسا کہ موقوف یعنی فعل مبایعت کا مسنون
ہی ویسا ہی اوس کا موقوف علیہ یعنی مرید ہونا اور مرشد ہونا بھی مسنون ہی اس لئی کہ جب

موقوف مسنون ہوا تو اوس کا موقوف علیہ یا فرض ہوگا یا واجب ہوگا وگرنہ مسنون تو ضرور ہوگا ورنہ لازم آویگا کہ موقوف سنت ہو اور اوس کا موقوف علیہ بدعت ہو اور یہہ باطل ہی تو اثبات مسنونیتہ مبایعت کی ضمن مین کہ موقوف ہی کہ ثبوت مسنونیتہ مرید ہونیکا اور مرشد ہونیکا بہی ہوا کہ اوس کی موقوف علیہ ہیں کما لا یخفی علی من لہ ادنی فہم اگر کوئی آدمی سوال کری کہ لفظ سنت کا عام ہی اطلاق اوس کا افعال آلہی جل شانہ پر موجب آیتہ شریف سنۃ من قد ارسلنا قبلک من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا کی اور افعال حضرت سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام پر اور حضرات صحابہ کرام پر موجب حدیث شریف فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کی آیا ہی اور نیز اطلاق اوسکا تابعین اور تبع تابعین اور جمیع اخیار اور ابرار اور اولیاء اور علماء ربانی کی افعال کی لئی آتا ہی جیسا کہ کہا جاتا ہی کہ یہہ سنت تابعین کی ہی یا تبع تابعین کی ہی یا فلان ابرار کی ہی یا فلان ولی کی ہی اور شرعا تخصیص اطلاق لفظ سنت کا کسی نبی یا ولی کی فعل کی لئی نہین ہوا کہ اطلاق اوس کا ماورای اوس کی جائز نہو بلکہ وہ مطلق حدیث من سن سنۃ حسنۃ کی عام ہی تو ہمکو معلوم نہوا کہ مرید ہونا کسکی سنت ہی اور مرشد ہونا کس کی سنت ہے جواب اوس کا یہہ ہی کہ مرشد ہونا اور بیعت لینا سنت نبوی علیہ الصلوۃ والسلام ہے بلکہ سنت آلہی تعالی شانہ کی مطابق آیتہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ کی ہی اور مرید ہونا اور بیعت کرنا جمیع صحابہ کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بلکہ اللہ تعالی سی بواسطہ حضرت سید الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کی مطابق آیتہ مذکورہ الی حضرت خیر الوری صلوۃ اللہ علیہ سلامہ کی زمانی مین سنت جمیع حضرات صحابہ کی ہے اور مرشد ہونا اور بیعت لینا اور صحابہ کی بعد زمانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سنت حضرت خلفاء اربعہ کی ہی اور مرید ہونا اور بیعت کرنا تابعین کا حضرات صحابہ سے
اور تبع تابعین کا تابعین سی اور اتباع تبع تابعین کا تبع تابعین سی بہ نیابت خرقہ
کی اور بیعت کرنا عوام مسلمین ہر قرن کا اولیاء اور اتقیاء اور علماء ربانی اوس قرن سے
ھلم جرا اب تک از روی اتباع سنت حضرات صحابہ کرام علیہ الرضوان کی مطابق حدیث
شریف تعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بھا وعضوا
علیھا بالنواجذ کی ثابت اور ظاہر ہی یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم اپنی پر میری سنت کو اور میری خلفاء الراشدین مہدیین کے سنت کو لازم
پکڑو اور تمسک کرو میری سنت سی اور میری خلفاء کی سنت سی او رسخت پکڑو سنت کو
نواجذ سی اور نواجذ چار دانتون کو کہتی ہین کہ وہ اور دانتون کی آخر مین پیدا ہوتے
ہین کہ اون کو عقل کی دانت کہتی ہین کہتا ہی فقیر مودودی کہ جب عبارۃ النص سی ثابت
مسنونیۃ مبایعت کی اور اقتضاء النص سی مسنونیۃ پیر ہونیکی اور مرید ہونیکی ثابت
ہو چکی اب یہہ فقیر چاہتا ہی کہ بعد اون کی وہ نصوص قرآنی کہ اوسنی امر مرشد یعنی کا بیعت
مرید ہونیکا بطریق اشارۃ النص اور اقتضاء النص اور دلالۃ النص کی ثابت ہے
وہ بھی اس جگہہ مین لکھی تا کہ جمیع طرق سی اثبات اوس کا ہو اللہ تعالیٰ نی قرآن
مجید مین فرمایا ہی یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ و
جاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون یعنی ای ایمان والو ڈرو اللہ تعالیٰ سی اور
ڈھونڈو طرف اوس کی وسیلہ اور جہاد کرو اوس کی راہ مین تا کہ تم فلاح پاؤ خلاصۃ التفاسیر
مین لکھا ہی کہ اس آیۃ سی حضرات صوفیہ نی تمسک کیا ہی کہ وسیلہ سی شیخ کامل کہ معلم علوم
اسمائی اور مدرس حکمت روحانی کا ہو مراد ہی اس لئی کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک

بنفسہ موجب صلاح اور فلاح کا ہی مگر تعلیم اور صحبت کامل کو بڑا دخل ہی مولانا رومی نے
فرمایا ہی قال را بگذار مرد حال شو پیش صاحب دولتی پامال شو کز تو سنگ خرہ
مرمر شوی چون بصاحب دل رسی گوہر شوی اور یہہ امر باتفاق مسلّم ہی کہ جو فائدہ کہ
صحبت سی ہوتا ہی درس اور وعظ سی ممکن نہین یہی قرآن تہی یہی سنت ہی مگر حضرات
صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم فیض صحبت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سراپا نور ہو گئی وہ
حبابی وجود کہ ہوائی خودی سی تہی اور وہ قطرات قلوب کہ جوش خود رفتگی سی بحر ہین جذبات
قدم اور فیضان اتم نی اون کو صرف طاہر نہین کیا بلکہ مطہر بنا دیا ہی کتاب علم صامت ہی اور
کتاب ناطق یہہ شریعت منقول ہی اور وہ سنت مقبول یہان خبر ہی اور وہان نظر اور
قول المستحسن مین اس آیۃ کی تفسیر مین لکہا ہی کہ ہذا الابتغاء الخاص للوسیلۃ الیہ
تعالی یتضمن مبایعۃ خاصۃ غیر المبایعۃ الاولی التی ہی المبایعۃ علی الاسلام
فان البیعۃ تختلف باختلاف المقامات یعنی وابتغوا الیہ الوسیلۃ کہ قران
مجید مین ہی مراد ابتغاء وسیلہ سی بیعت خاص ہی غیر بیعت اسلام کی اور وہ بیعت تقوی
اور توبہ کی کہ مراد بیعت ارادت سی ہی اس لئی کہ بیعت مختلف ہوتی ہی اختلاف مقامات سے
اور مولوی شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سی منقول ہی کہ ہمنی اپنی جد امجد شاہ عبد الرحیم
کی ایک مرید سی سُنا کہ اون کی معاصر ایک عالم نی اون سی بیعت کی سنت یا بدعت ہونے
مین گفتگو کی میری جد امجد نی وسطی مشروعیۃ بیعت کی اس آیۃ سی استدلال کیا اور فرمایا کہ
ممکن نہین کہ وسیلہ سی ایمان مراد لیجئی اس لئی کہ خطاب اہل ایمان سی ہی چنانچہ یا ایہا الذین
امنوا اس پر دلالت کرتا ہی اور وسیلہ سی عمل صالح بہی مراد ہو نہین سکتا کہ وہ تقوی
مین داخل ہی اور تقوی عبارت ہی امتثال اوامر اور اجتناب نواہی سی اور آیۃ یا ایہا الذین

امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ میں درمیان اتقوا اللہ اور وابتغوا
الیہ الوسیلۃ کی واو عاطفہ ہے کہ وہ مقتضی مغایرت کی بین المعطوف والمعطوف
علیہ کی ہے یعنی واو عاطفہ مقتضی مغایرت کی درمیان تقوی کا اور وسیلہ کی ہے اس سبب سے
سی جہاد بھی مراد نہیں ہو سکتا کہ وہ بھی تقوی میں داخل ہے اس لیے کہ جہاد امتثال اوامر
ہی ہیں متعین ہو گیا کہ وسیلہ سے ارادت اور بیعت مرشد کی مراد ہے اور اس کے بعد مجاہدہ
اور ریاضت سے ذکر اور فکر میں تاکہ فلاح حاصل ہو کہ عبارت وصول ذات پاک سے ہے
اور اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد واجب الانقیاد فرمایا ہے فاسئلوا اهل الذكر
ان كنتم لا تعلمون یعنی پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہ جانتے ہو اور ذکر ضد نسیان کا ہے
کہ مراد اس سے یاد الٰہی جل جلالہ ہے اور اہل ذکر سے مشائخ اور اولیاء اللہ اور اہل اللہ
مراد ہیں کہ مطابق آیہ شریفہ الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم کے
وہ ہر حال میں شب و روز اللہ تعالی کی ذکر میں مستغرق ہیں اس لیے کہ اللہ تعالی نے
اس آیۃ میں اہل ذکر فرمایا ہے تو مراد اس سے اللہ تعالی کی یاد کرنیوالی ہونگی نہ غیر اور
لکھا ہے تفسیر مودودی کا اکثر مفسرین نے اپنی تفسیروں میں مطابق سیاق مضمون اس کے
ماقبل کی آیۃ کی اہل ذکر سے مراد اہل علم اور اہل کتاب لکھا ہے مگر موجب قاعدہ اصول فقہ کی
کہ وقت تعمیم لفظ کی تخصیص محل معتبر نہیں اگرچہ اہل ذکر سے اہل علم اور اہل کتاب بھی مراد
ہو سکتی ہیں مگر بلحاظ تعمیم لفظ کی تخصیص اس معنی کی اہل ذکر کے لیے غیر معتبر ہے خصوصاً اور سوت
کہ وہ بعید الفہم ہو بخلاف اس کی کہ یہ قریب الفہم ہے اس لیے کہ اللہ تعالی نے اہل ذکر فرمایا ہے
نہ اہل علم اور نہ اہل کتاب موجب امر صیغہ کا اہل ذکر سے سوال کرو اور پوچھو تو اس سے
معلوم ہوا کہ وہ ہادی راہ شریعت اور طریقت کی اور راہبر شاہراہ معرفت و حقیقت کے

رہنا اون سی صحبت ہدایت کا پوچہنا اور ہدایت پاؤ اور ظاہر ہی کہ طلب ہدایت کی راہ پوچہنی
والا مرید ہوتا ہی اور ہدایت کرنیوالا مرشد ہوتا ہی اور قرینۂ فاسئلوا سی بہی ظاہر ہی
کہ امر سوال کرنیکا حصول ہدایت کی لئی ہی کہ وہ مراد ارادت سی ہی اور جب مسؤل عنہ اہل
ذکر ٹہیری کہ مراد اون سی مشائخ اور اولیاء اور اہل اللہ اور علماء ربانی ہین تو وہ ہادی
اور مرشد ہوئی تو امر سوال کرنیکا اور ہدایت کی راہ پوچہنی کا کہ وہ کنایہ مرید ہونی مشائخ
اور اہل اللہ سی ہی اس آیہ سی بہی معلوم ہوا اور واضح ہو کہ ھادی اور مضل
یہہ دونو اسماء حسنی سی اللہ تعالی کی ہین اس لئی کہ ہدایت کرنیوالا اور گمراہ کرنیوالا حقیقۃً
ذات اللہ تعالی کی ہی مطابق من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا
ھادی لہ جس کو اللہ چاہتا ہی کہ اوس کو ہدایت فرمائی تو اللہ تعالی اوس کی لئی اسباب
ہدایت کی موجود کرتا ہی کہ اوس کو اہل اللہ اور اخیار اور ابرار کا مصاحب اور جلیس
اور انیس گردانتا ہی اور بسبب صحبت نیک کے اوس کی دل مین محبت اور ارادت اہل اللہ کی
ڈالتا ہی تو وہ از روی اوس محبت اور اوس ارادت کی کہ وہ اہل اللہ سی رکہتا ہی اہل اللہ کو ڈہونڈکر
اون کا مرید ہوتا ہی اور اون سی ہدایت کی راہ پوچہتا ہی اور ہدایت پاتا ہی اور جس کو کہ اللہ
تعالی گمراہ کرتا ہی تو اللہ تعالی اوس کی لئی اسباب ضلالت کی موجود فرماتا ہی اور اوس کو اشرار
اور اہل معاصی اور اہل عقائد باطلہ اور اہل ہوا سی بلکہ اہل کفر سی ہمنشین کرتا ہی اور اوس کو
اون کا جلیس اور انیس گردانتا ہی اور اخیار اور ابرار اور اہل خیر اور اہل صلاح سی اوس کو بسبب صحبت
سوء کے نفرت دلاتا ہی تو وہ اہل اللہ کا منکر بلکہ مخالف ہو کہ ہدایت کی راہ پوچہنی سی
اور اہل اللہ کی مرید ہونے سی اور اون سی ہدایت پانی سی محروم رہتا ہی اور کوئی ولی اوسکو
ہدایت نہین کرتا تو فی الواقع ھادی اور مضل اللہ تعالی ہی ہوا اور چونکہ یہہ عالم اسباب کا ہی

تو ہدایت خلق بسبب محبت اور ارادت اہل اللہ کی اور ضلالت خلق بوجہ انکار اور عدم
محبت اور عدم ارادت اہل اللہ کی ہوتی ہی جیسا کہ اللہ تعالی نی قرآن مجید مین فرمایا ہی
من یہد اللہ فہو المہتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا یعنی جس آدمی کو کہ
اللہ تعالی ہدایت کرتا ہی پس وہ ہدایت پاتا ہی اور جس کو کہ اللہ تعالی گمراہ کرتا ہی پس پاؤگی
تم اوس کی لئی کوئی ولی مرشد یعنی ولی راہ راست بتانیوالا اور ارشاد کرنیوالا اور اس آیۃ سی
یہی معلوم ہوا کہ جس کو اللہ تعالی ہدایت فرماتا ہی تو اوس کی لئی اللہ تعالی اس عالم اسبابا
مین اسباب ہدایت کی موجود کرتا ہی اور اوس کی دل مین محبت اہل اللہ کی ڈالتا ہی اور اوسکو
مرید اور معتقد اہل اللہ کا بناتا ہی پس وہ بسبب اون اسبابا ہدایت کی ہدایت پاتا ہی اور جسکو
کہ اللہ تعالی گمراہ کرتا ہی تو اوس کی لئی کوئی اہل اللہ سی مرشد اور ارشاد کرنیوالا اور ہدایت کی
راہ کا بتانیوالا نپاؤگی تم سلئی کہ اللہ تعالی دیکر لئی اسباب ہدایت کی موجود نہین فرماتا اور اوس کی دل مین ارادت
اور صحبت اہل اللہ کی کہ وہ اس عالم اسبابا مین سبب ہدایت پانیکا ہی نہین ڈالتا۔ کہتا ہی فقیر
مودودی کہ اس آیۃ کی اقتضاء النص سی ظاہر بلکہ اظہر ہی کہ باعث ضلالت کا عدم وجدان
ولی مرشد کا ہی جیسا کہ آیۃ ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا اس پر دلالت کرتی ہی
اور جب سبب ضلالت کا عدم وجدان ولی مرشد کا ٹہیرا تو ضرور موجب ہدایت کا وجدان ولی مرشد
کا ٹہیرا تو مطابق اس توجیہ کی تقدیر اس آیت کی یون ہوئی من یہد اللہ فہو المہتد
بارشاد ولیہ المرشد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا یعنی جس آدمی کو کہ اللہ تعالی
ہدایت فرماتا ہی پس وہ بواسطہ ولی مرشد کی ہدایت پاتا ہی اور جس کو کہ اللہ تعالی گمراہ کرتا ہے
پس پاؤگی تم اوس کی لئی کوئی ولی مرشد اور یہ ظاہر بلکہ اظہر ہے کہ ارادت اللہ یون جاری ہے
کہ ابتدا خلقت عالم سی قیامت تک ہدایت عوام خلق کی بوسیلہ ارشاد خواص خلق کی ہوئی ہی

اور ہوگی اور اس وقت میں کبھی تغیر نہوگا الا نادر اگر وہ کالعدم ہی اور اگر ہدایت خلق کی
انقار اور الہام ہی بغیر وسائط اور ذرائع اور اسباب ظاہری کی ہوتی ہی تو مبعوث ہونا انبیاء
علیہم السلام کا اور اولیاء اور علماء ربانی کا عبث اور باطل ہوتا اور یہہ مطابق آیۃ قرآن مجید
ربنا ما خلقت ھذا باطلا کے باطل ہی اور آیۃ من یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا
مین اگرچہ ولی مرشد از روی دلالت مطابقی کے ولی راہ راست بتانیوالی پر دال ہی مگر اس مین
شک نہین کہ لفظ ولی مرشد از روی دلالت التزامی کی ولی مرشد پر یعنی بیعت آدمی لینے
والی پر اور ارشاد کرنیوالی پر دال ہی اگر کوئی آدمی اعتراض کری کہ آپ نی اس کی قبل لکھا ہی
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرات صحابہ کی کی زمانہ مین لفظ مرید کا آدمی بیعت
کرنیوالی کی لئی اور لفظ مرشد کا آدمی بیعت لینی والی کی لئی مستعمل نہ تھا تو بنا بر آن لفظ مرید کا اور
مرشد کا قرآن مجید مین نہین آئی اور حال آنکہ قرآن مجید کی اس آیۃ فلن تجد لہ ولیا مرشدا
مین لفظ مرشد کا آیا ہی جواب اوس کا یہہ ہی کہ مین نی قبل اس کی لکھا ہی کہ حضرت سید الانبیاء
علیہ الصلوۃ والسلام کی زمانہ مین اور حضرات صحابہ کی زمانی مین آدمی بیعت لینی والی کی لئی
لفظ مرشد کا مستعمل نہین ہوا تو اوس سی مقصود یہہ تھا کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضرات صحابہ علیہم الرضوان کی زمانی مین لفظ مرشد کا آدمی بیعت لینی والی کی لئی از روی دلالت
مطابقی کی مستعمل نہین ہوا اور ظاہر ہی کہ کوئی لفظ کسی مدلول مین تب مستعمل ہوگا کہ جب وہ مدلول
اوس کی لئی موضوع لہ ہوگا اور دلالت اوس لفظ کی اوس مدلول کی لئی مطابقی ہوگی اور تحقیق
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کی زمانہ مین لفظ مرشد کا آدمی بیعت لینی والے
کے لئی از روی دلالت مطابقی کی موضوع نہین ہوا بخلاف دلالت التزامی کی کہ وہ کبھی غیر ارادی
بھی ہوتی ہی یعنی بغیر قصد متکلم کی بھی واقع ہوتی ہی جیسا کہ دلالت انسان کی حیوان ناطق کی

مثلاً لفظ کا ارادہ اوس کی تلفظ سی مدلول مطابقی اوس کا ہو کہ وہ حیوان ناطق ہی اور قابل
علم اور صنعت کتابت ہی کہ وہ مدلول التزامی اوس کا ہی نہو ایسا ہی اور آیتہ ہین دلالت لیا
مرشدا کی ولی راہ راست بتاتی ہی کہ وہ مدلول مطابقی اوس کا ہی دلالت ارادی ہی اور دلی
مرید کرنیوالی اور بیعت لینی والی ہی کہ وہ دلالت التزامی اوس کی ہی اس آیتہ ہین دلالت
غیر ارادی ہی کہ وہ مقصود نہین وعظ کی بیان ہین جاننا چاہیے کہ ابتدای ایجاد عالم سی اول
مرشد اور راہ ہدایت کی بتانیوالی اور اللہ تعالی کی طرف کھینچنیوالی خلائق کی حضرات انبیاء
علیہم السلام تھی کہ وہ اللہ تعالی کی زمین ہین اور اللہ تعالی کی مخلوق ہین خلفاء اللہ تھی اور بعد
اون کی حضرات صحابہ علیہم الرضوان کہ وہ بعد حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی خلفاء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور بعد اون کی ائمہ دین حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ
والسلام کی بعد اون کی اولیاء اور اتقیاء اور ابرار اور اخیار اور علماء ربانی امت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین اور آیندہ تا قیام قیامت علماء ربانی اور اولیاء اور اہل اللہ کہ وہ
ہدایت اور ارشاد خلق ہین نائب رسول اللہ علیہ الصلوۃ والتسلیمات کی ہین گمراہان امت
محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کو ہدایت فرماتی رہینگی اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بواسطہ
حسن ارادت و رسوخ عقیدت اپنی کی کہ وہ بہ مریدوں صادق الاعتقاد کا ہی اون ہادیان
شریعت اور مرشدان طریقت سی ہدایت پاتی رہینگی اس لئی کہ ہدایت اور ارشاد خلق بذریعہ بیعت کی
حضرت سید المرسلین علیہ افضل التحیۃ اور حضرات صحابہ کرام کی زمانی سی اب تک جاری ہی ہزاران
علماء اور فضلاء عرب اور عجم کی کہ ہر ایک اونکا علم اور تقوی اور فتوی ہین اپنی زمانہ ہین بی مثل اور
عدیم المثل تھا ہمیشہ کہ اونہوں نی سلسلہ بیعت اولیاء عظام کا اپنی گردنوں ہین نہین ڈالا اور
شرف بیعت اولیاء کرام کا حاصل نہین کیا اب تک اونہوں نی امراض باطنیہ

مانند حسد اور حقد اور بغض اور عناد اور ریا اور سمعہ اور تکبر اور خود بینی اور پندار کی کہ باعث
ظلمت دل کی اور موجب تیرگی آئینہ ایمان کی ہین خلاص نہین پایا اور چہرہ عشق الٰہی
جل شانہ کا اون کی مرات ایمان سی نمودار نہین ہوا یعنی ایمان اون کا مکمل نہین ہوا اسلیے
کہ عشق الٰہی تعالیٰ شانہ اور عشق حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا باعث تکمیل ایمان کا
اور وہ بغیر ارادت اہل اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی حاصل نہین ہوتا جیسا کہ تحقیق اس مدعا کی
کتاب معدن الجواہرات فی المنجیات والمہلکات کی بحث ایمان مین لکھی گئی ہین اے میرے پیارے
بھائیو بحکم اللہ تعالیٰ یہہ نتیجہ بیعت ہونی اور مرید ہونی اہل اللہ کا اور فائدہ اتباع اور
اعتقاد اور اتحاد اپنی پیران عظام کا ہی کہ اس امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات مین
ہزاران اولیاء اور ہادی شریعت اور طریقت کی پیدا ہوی مانند حضرت حسن بصری اور حضرت
حبیب عجمی اور حضرت عبد الواحد بن زید اور حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت سلطان ابراہیم
بن ادہم البلخی اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرت معروف کرخی اور سری سقطی اور حضرت
جنید بغدادی اور حضرت ابو بکر شبلی اور حضرات خواجگان پنجتن چشت مبارک یعنی اجداد
فقیر مؤلف کی اور محبوب سبحانی غوث الاعظم محی الدین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور
ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری اور حضرت شیخ شہاب الدین
سہروردی اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ اور حضرت
ابو الحسن شاذلی اور مُقبِّل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ
تعالیٰ عنہم اجمعین اور مریدان سلاسل اُن حضرات کی کہ تفصیل شمار اون کی باعث طوالت
کی ہو اور ہر ایک اون کا مانند ہر ایک نبی بنی اسرائیل علیہ السلام کی ہدایت خلق اللہ اور
دعوت الی اللہ مین اور تقوی مین اور زہد اور عبادت مین اور علم مین اور ریاضت مین اور

اور کرامت مین اور صطفا اور راہنما مین عدیم النظیر اور مفقود المثل تھا اور جہان کو ان
انوار برکات اور ہدایت سی منور کیا اور گمراہون کو راہ ہدایت کی بتایا اور اونہون نے
اپنی ہستی کو اللہ تعالی کی ہستی مین ایسا نیست اور نابود کیا کہ اون کی ہستی خدا تعالی کے
ہستی مین اور اون کی ذات اللہ تعالی کی ذات پاک مین ڈوب گئی جیسا کہ مولوی رومی نے
مثنوی مین فرمایا ہی. گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ۔ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود کسی نی اون
مین سی جوش بیخودی مین نعرہ انا الحق کا مارا اور کسی نی اون مین سی سبحانی ما اعظم
شانی کہا اور کسی نی اون مین سی لیس فی جبتی سوی اللہ کہا جیسا کہ یہ حدیث شریف
اون کی صدق دعوی پر گواہ ہی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان اللہ تعالی قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی
عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی
بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی
یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا رواہ البخاری یعنی حضرت
ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ تحقیق اللہ نی فرمایا ہی
جو شخص کہ ایذا دی میرے ولی کو تحقیق خبر کرتا ہون مین اوس کو ساتھہ لڑائی کی اور نہین
نزدیکی حاصل کی بندہ میری نے طرف میری کسی شی سی کہ وہ دوست ہو مجھی اوس چیز سی کہ
فرض کیا مینی اوس پر اور ہمیشہ رہتا ہی بندہ میرا نزدیکی ڈھونڈھتا ہی طرف میری ساتھہ
نفلون کی یعنی عبادات نافلہ سی کہ وہ سوای مفروضات شرعی کی ہین یہان تک کہ دوست
رکھتا ہون مین اوس کو پس ہوتا ہون مین شنوائی اوس کی کہ سنتا ہی وہ ساتھہ اوس کی
اور ہوتا ہون بینائی اوس کی کہ دیکھتا ہی وہ ساتھہ اوس کی اور ہوتا ہون مین ہا

ہاتھہ اوس کا کہ پکڑتا ہی وہ ساتھہ اوس کی اور ہوتا ہوں مین پاؤں اوس کا کہ چلتا ہے
وہ ساتھہ اوس کی روایت کیا اوس کو بخاری نی کسی نی کیا اچھہ کہا ہی بی یسمع و بی
یبصر و بی یبطش و بی یمشی سری ست این نکتہ بعض ند بایہ ولا نغشی پس جیسا
سننا اور دیکھنا اور پکڑنا اور چلنا اولیاء اللہ کا کہ وہ متصف باوصاف اللہ ہین سننا
اور دیکھنا اور پکڑنا اور چلنا اللہ تعالی کا ہی ایسا ہی علم اللہ تعالی کا علم اون کا ہوتا ہی
اور قدرت اللہ تعالی کی قدرت اون کی ہوتی ہی حدیث شریف ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا خیار عباد اللہ الذین اذا رءوا ذکر اللہ یعنی خیار عباد
وہ بندی ہین کہ جب وہ نظر پڑین تو اللہ تعالی یاد آئی کما قال اور اولیاء اللہ کی شان
مین ہی کہ بہم یمطرون و بہم یرزقون یعنی بطفیل اولیاء اللہ کی برسات برسائی
جاتی ہی اور بطفیل اون کی آدمی رزق دئی جاتی ہین اور اولیاء اللہ کی حق مین ہی
ہم جلساء اللہ وہم قوم لا یشقی جلیسہم ولا یخیب انیسہم یعنی اولیاء اللہ
ہمنشین اللہ تعالی کی ہین اور اولیاء اللہ وہ قوم ہی کہ ہمنشین اون کی شقی نہین ہوتی
یعنی جو کوئی اون سی صحبت مع الاخلاص رکہتا ہی تو وہ بی ایمان نہین مرتا اور یار اون کا
دوست نقصان دینی نہین اوٹھاتا تو یہہ سب نتیجہ بیعت کرنیکا اور مرید ہونیکا ہے
کہ اولیاء اللہ نی اپنی پیران عظام سی بیعت اور مرید ہوکر ایسا رتبہ عظمی حاصل کیا
کہ دیکھنا اون کا دیکھنا اللہ تعالی کا اور سننا اون کا سننا اللہ تعالی کا اور چلنا اون کا
چلنا اللہ تعالی کا اور پکڑنا اون کا پکڑنا اللہ تعالی کا ہی اور وہ مظاہر آیات اور
صفات اللہ تعالی شانہ کی ہین کہ اون سی ہزاران کرامات باہرہ مانند احیاء اموات
اور شفاء بیماروں کی اور بینا ہونا نابیناؤن کا سرزد ہوتی ہین اور خاک آستان

مزارات اون کی سرچشمہ جہان اور جہانیان کا ہی اور یہہ بات ظاہر بلکہ اظہر ہی کہ کوئی ولی بغیر بیعت کرنے اور مرید ہونیکی اس مرتبہ کبری کو نہین پہونچا سبھون نے پہلی آپ مرید ہوکر اور یہہ رتبہ عظمی اپنی پیرون سے حاصل کرکے بعد ازان اورون کو اپنا مرید کرکی اون کو اس رتبہ اعلی پر پہونچایا ہی اگر بیعت کرنا ایک لغو اور بیفایدہ بات ہوتی تو کس لئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام صحابہ سی اور خلفاء راشدین اور صحابیون سی بیعت لیتی اور یہہ وتیرہ اولیاء اور علماء ربانی امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام مین ابتک جاری رہتا اور ہزاران علماء عرب اور عجم کی کہ تفصیل اون کی کتب تصوف مین مثل طبقات اور اخبار الاخیار اور کشف المحجوب اور نفحات الانس مین مرقوم ہی کس لئی اپنی پیرون سی وہ بیعت ہوکر مرید ہوتے خصوصًا بڑی بڑی علماء نامی اور فضلاء کرام ہندوستان کی مثل مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور مولوی شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور مولوی شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے اور سیکڑون اور علماء اور فضلاء ہندوستان کی کہ تفصیل اون کی موجب تطویل کے ہی اپنی پیرون سی بیعت فرمائی ہین چنانچہ اونہون نی سلسلہ بیعت اور ارادت اپنا اپنی کتب مین لکھی گئی ہین اور بعضی علماء تو فقراء بی علم کی مرید ہوئی ہین کہ وہ فقراء بظاہر امّی محض تھی جیسا کہ ملا نظام الدین والد مولوی بحر العلوم عبد العلی لکھنوی کے کہ شاہ عبد الرزاق صاحب بانسوی کی مرید تھی کہ وہ شاہ صاحب بظاہر محض امّی تھی جاننا چاہیے کہ اتباع شریعت غرا کی اگرچہ امراض باطنیہ کی مثل حرص اور ہوا اور حسد اور حقد اور بغض اور ریا اور عجب اور خود بینی اور خود پسندی اور دورنگی وغیرہ کا علاج ہے اور سلوک طریقت اور مجاہدہ اور تقوی اور ریاضت اور خلاف ہوائی نفسانی

یہی امراض باطنیہ کا علاج ہی لاکن شریعت علاج خارجی اون امراض داخلیہ کا ہے
کہ استعمال ادویہ مسائل شرعیہ سی استیصال اون امراض باطنیہ کا غیر ممکن ہی اور سلوک
طریقت اور مجاہدہ اور تقوی اور ریاضت وغیرہم علاج داخلی اون امراض داخلیہ کا
ہی کہ اوس کی استعمال سی استیصال ون امراض کا یقینی ہی اس لئی کہ علاج امراض خارجیہ
انسان کا مانند امراض شش اور کبد اور امعا اور معدہ اور طحال وغیرہم کی تشریح اور
تدہین اور کماد اور ضماد اور انکباب اور نطول اور اطلیہ سی کہ اون سی مخصوص ہون
کما حقہ نہوگا جبتک کہ علاج داخلی امراض داخلیہ کا مانند منضجات اور مسہلات اور
اشربہ اور سفوف اور حبوب اور اقراص اور معاجین وغیرہم کہ مخصوص اون امراض
سی ہون یا نہون اس لئی کہ اکثر علاج داخلی امراض داخلیہ کی لئی اور علاج خارجی امراض
خارجیہ کی لئی زیادہ تر موثر اور مفید ہوتا ہی بنا برآن ہزاران علما اور فضلا
کہ صاحب تصانیف باہرہ ہین جب علاج سریع الشفا امراض داخلیہ کو رہ اپنی کا بجز
سلوک طریقت اور مجاہدہ اور ریاضت عرفان کی نپایا تو وہ اہل اللہ سی کہ وہ اطبای امراض
روحانیکی ہین بیعت کرکر اور مرید ہوکر اور سلسلہ ارادت اہل اللہ کا اپنی زیب گردن کا
کرکی نسخہ جان بخش ریاضت مجوزہ اون کا استعمال مین لاکر اون امراض باطنیہ سی
شفا پاکر اور سالہا اون حکمای روحانیکی مطب طریقت مین تعلیم شناخت نبض اور قارورہ
کیفیات مکائد نفس کے اور معالجہ امراض روحانی کا اور تجویز غذای تقوی کی اور پرہیز
ہوای نفسانی کی حاصل کرکی وہ آپ طبیب امراض قلبی اور اسقام روحانی کی ہوکر اظہار
شکر کی لئی اپنی کتب مؤلفہ طبیہ روحانی مین کسی نی اپنی کو منسوب کسی مطب حکیم روحانی
سی اور کسی نی اپنی کو منسوب کسی مطب حکیم روحانی سی کیا یعنی کسی نی اپنی کو چشتیہ اور کسی

نی اپنی کو قادریہ اور کسی نی اپنی کو نقشبندیہ اور کسی نی اپنی کو سہروردیہ اور کسی نی
اپنی کو شاذلیہ اور کسی نی اپنی کو رفاعیہ اور کسی نی اپنی کو شطاریہ اور کسی نی اپنی کو
فردوسیہ لکھا اور بہت علماء ظاہری کہ بعلت غائی اون کی تعلیم علم سی ناموری اور شہرت
اور حصول دنیا اور مراتب دنیاوی تہی اور محض کتب درسیہ معقول او منقول پر اون کے
نظر رہی اور مذاق عرفان سی چاشنی گیر ہوئی تو موجب آیۂ اتامرون الناس بالبر
وتنسون انفسکم کے یعنی آیا تم امر کرتی ہو لوگون کو ساتہہ نیکی کرنے کی اور بہولتی ہو تم
اپنی نفسون کو یعنی اورون کو کہتی ہو اور آپ اوس پر عمل نہین کرتے تو اون لوگون نے
علم ظاہری کو وسیلہ اکتساب دنیا کا اور ذریعہ مفاخرت کا اور مکابرت کا اور حصول دنیا
اور مراتب دنیاوی اور خواہش نفسانی کا ٹہیرا کر کوئی اون سی واعظ بن گیا اور کوئی قاضی
اور مفتی ہو گیا اور کوئی مدرس ہوا اور کوئی ڈپٹی یا منصف یا جج بنا اور کوئی تحصیلدار یا
تعلقدار یا صوبہ یا معتمد یا ناظم ہوا اور کوئی منشی بنا اور سیکہوا اور کوئی رتبہ مراتب دنیاوی
سی حاصل ہوا اور کسی نی محض تلقلق لسانی سی جہان مین شرف پیدا کیا تو حصول دنیا اور
مراتب اور اعزاز اور اکرام دنیاوی اور حصول خواہش نفسانی نی اون کی وجود مین حرص
اور ہوا اور حسد اور حقد اور بغض اور عناد اور نفاق اور دورنگی لا بیمار یا اور خودبینی
اور تکبر اور مفاخرت اور مکابرت اور اور اخلاق ذمائم اور عادات سئیات کا کہ وہ مطفی
اشعۂ ایمانی اور مکدر لطائف عرفانی ہین ایک باغ سرسبز و ریان کیا اور انواع انواع
شمائل ذمائم اور اخلاق غیر محمود کی اشجار اون کی زمین وجود مین نشو و نما پا کر مستحکم
پیدا کیا تو علاج قلع اور قمع اون اشجار کا بجز تبر ریاضت طریقت اور آرہ مجاہدہ عرفانی
کہ مطابق تعلیم حطاب اور نجار پختہ کار مرشد کامل کی ہو ممکن نہین ہان وہ علماء ربانی

اور فضلا رحمانی کہ وہ متبع شریعت غرا کی ہین تو وہ بہی ان صفات ذمیمہ اور اخلاق
بہیمہ کو دفع کر سکتے ہین مگر واسطے دفع خصائل سیئہ کی اتباع شریعت کی مانند معالجہ
خارجی امراض داخلی کی ہی کما مر انفا یا اتباع شریعت کی مانند علاج کرنی نفس ادویہ
طبیہ کی ہی کہ آجلا اوس سی نفع ہوگا اور سلوک طریقت عرفانی مانند معالجہ کرنے جواہر ادویہ
طبیہ کی ہی کہ وہ سریع النفوذ اور دفع امراض مین سریع التاثیر ہے اور وہ عاجلا نافع
ہوگا اس لئی کہ طریقت جواہر اور زبدہ اور لب شریعت کا ہی شریعت مین رخصت
اور فتوی ہی اور طریقت مین عزیمت اور تقوی ہی اور قرآن مجید مین اللہ تعالی نی
فرمایا ہی ان اولیاءہ الا المتقون یعنی نہین اولیار اوس کی مگر متقی تو اس سی معلوم
ہوا کہ تقوی خاصہ اولیار کا ہی پس اتباع شرعی مانند معالجہ کرنے نفس ادویہ کی اور سلوک
عرفانی مانند مداوا جواہر ادویہ کی ٹہیرا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نی رسالہ مرج البحرین
یلتقیان مین کتاب قواعد الطریقہ فی الجمع بین الشریعۃ والطریقہ سی کہ وہ
شیخ امام قدوۃ المتاخرین سید احمد مغربی برنسی عرف بزروق رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہی نقل فرمایا ہی
کہ سبب حقیقی در بقای حسن صیت و ذکر جمیل عباد و عرفا نہ فقہا و علمای ظواہر کہ از حلیہ تصوف
و تسدید و توجہ الی اللہ عاطل و عاری باشند آن است کہ فقیہ منسوب و مشغوف بصفتی از صفات نفس
خود است کہ درک و فہم و فقہ باشد و آن باقتضای حس و حیات ظاہر فوت پذیرد و نابود گردد و عرفا
و عباد منسوب بپروردگار حی باقی و صفات اویند کہ از ازل تا ابد باقی است و چگونہ بمیرد
چونکہ نسبت او بحی لایموت بی علت نفس درست شدہ باشد هرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد
بعشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما و لہذا مجاہد فی سبیل اللہ کہ بشرف شہادت
رسید چون تحقیق کلمۃ اللہ و اعلای دین جہاد معنی کردہ بہر دو جہت حیات کسبی معنوی یافت

فایز گردد و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء چون ثمرۂ
عبادت مصلی ار موجب تحقیق و اعلای معنوی گشته اند در بنای بود مخصوص تجلیات معنوی
و مستقر به آمدا و آن دوام کرامت و ذکر خیر و مبرکت اوست چنانچہ گفتہ اند مصرع قد
مات قوم وهم فی الناس احیاء ہان یہہ جو ہان سید احمد مغربی بہ نسبت عرف بزد و فن رحمۃ اللہ
علیہ کا از قبیل مشاہدات اور مجربات کی ہی کہ وہ یقینی ہی وقوع اوس کا ایسا اظہر من الشمس
و ابیض من الامس ہی کہ انکار اوس کا ہرگز ہو نہیں سکتا اور یہہ قول اون کا بجا ہی اسلیے
کہ اعمال علماء ظاہری کی خالصاً لمرضات اللہ نہیں ہوتی اور غرض اون کی تعلیم علم وغیرہ اعمال
سی شہرت اور حصول دنیا اور مراتب دنیاوی اور مفاخرت وغیرہم من الشہواۃ النفسانیہ
ہوتی ہین تو بعد مرنی اون کی اون کا نام بلکہ اون کی قبر کی آثار بہی مفقود اور معدوم ہو
جاتی ہین اور اس لئی کہ اعمال اہل اللہ کی خالص لمرضات اللہ ہوتی ہین اور ریا اور عجب سے
مغشوش نہیں ہوتی اور شہرت اور حصول دنیا اور اغراض نفسانی کی نیت سی مُعرا اور مبرا ہوتی
ہین تو بعد مرنے اون کی نام و نشان نہیں مٹتا اور اون کی لئی بعد مرنے کی فاتحہ اور خیرات جاری
کرتی ہین اور قبر اون کی کو لوگ باعث تیمن اور تبرک کی سمجھکر اوس کی لئی مجاور اور جاروب
کش اور شمع افروز مقرر کرتے ہین ہان اعمال کہ وہ خالصاً لمرضات اللہ نہون اور مغشوش
ریا سی ہون اور لوگون کی دیکھانی اور سنانی کی لئی ہون یا واسطی حصول نیکنامی اور شہوات
نفسانی اور اغراض دنیاوی کی ہون تو وہ اعمال عند اللہ قبول نہین اور وہ مرائی قیامت کے
دن اون اعمال کی اجر اور ثواب سی محروم رہیگا شیخ سعدی نی کہا ہی ز عمرای پسر چشم اجرت مدار
چو در خانہ زید باشی بکار حضرت فریدالدین عطار نی فرمایا ہی ہر کرا اندر عمل اخلاص
نیست در جہان از بندگان خاص نیست گر نباشد پاک اعمال از ریا ہست چون اصطبل بی‌جا

اور کسی اور نے کہا ہے طاعت ناقصہ ما موجب غفران نشود راالقیم گردد علت عصیان نشود
اعوذ باللہ منہ ومن قول بلا عمل وعمل بلا اخلاص الغرض بیعت کرنا سنت
حضرات صحابہ علیہم رضوان کی ہے اور توبہ کرنا موجب غفران سیئات اور رد معاصی ایام ماضی کا
اور یہہ دونو متابعت و توبہ ضروریات دین اسلام سے ہین بعضے بزرگون نے فرمایا ہے من
لا شیخ لہ فشیخہ الشیطان یعنی جو کوئی کہ اوسکا مرشد کا نہو پس مرشد
اوس کا شیطان ہے اور تحقیق ویسا ہی ہے کہ جس کا کوئی ہادی اور مرشد نہوگا تو ضرور
اوس کو شیطان بہکائیگا اور اوس کو سہولت سے نیکی دوام مین لائیگا اور اوسکو گمراہ
کریگا اور واضح ہو کہ ہر زمان مین اہل اللہ موجود ہوتے ہین کہ بطفیل اون کی برسات
برسائی جاتی ہے اور بطفیل اون کی آدمیون کو رزق دیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف
مین گذرا اور وجود مسعود اون کا موجب امان اہل زمین کی ہے اور صحبت ایک ساعت اون کی
بہتر صد سالہ طاعت نافلہ سے ہے کسی نے کہا ہے بیت صحبت با صالحان یکساعتی بہ بود
از الف رکعت طاعتی جیسا ہر زمانے مین اہل اللہ موجود ہوتے ہین ویسا ہی ہر زمانے
مین منکرین اہل اللہ کے موجود ہوتے ہین اہل اللہ اور منکرین اہل اللہ سے کوئی زمانہ
آگے خالی تہا نہ اب خالی ہے اس لئے کہ ارادت اللہ یون ہی جاری ہے جس زمانہ مین کہ حضرت
سید الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام موجود تہے اوسی زمانہ مین ابوجہل اور ابولہب منکرین رسالت
حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بہی موجود تہے جیسا کہ حافظ شیرازی نے کہا ہے
مصرع چراغ مصطفوی با شرار بولہبی است مگر کسی زمانے مین اہل اللہ ظاہر اکثر موجود
تہے اب قلیل ہین اور آگے اکثر ظاہر تہے اور اب مطابق ارادت اللہ کے اکثر مخفی ہین
مگر جہان اولیا سے آگے خالی تہا نہ اب خالی ہے نہ آئندہ خالی ہوگا مگر پہچاننا اہل اللہ کا موقوف

حسن عقیدت سے ہی حضرات صحابہ علیہم الرضوان ازروی حسن عقیدت اور اخلاص کے
صحبت نبوی صلوۃ اللہ علیہ وسلام سے سر پا نور بن گئی تھی مگر ابوجہل اور ابولہب ازروی
انکار اور سوء عقیدت کی ایسا ہی درجہ کفر مین مستغرق رہے حافظ شیرازی نے فرمایا ہے
حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی است خیر التابعین
حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ صحبة الاشرار تورث سوء الظن
بالاخیار یعنی صحبت بدون کی لازم کرتی ہے بدگمانی کو نیکون سے حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ
علیہ نے لکھا ہے من لم یکن لہ نصیب من ہذا العلم اخاف علیہ من سوء الخاتمۃ
وادنی نصیب منہ التصدیق والتسلیم لاہل التحقیق یعنی جو کوئی آدمی کہ نہین
اوس کو حصہ اس علم سے خوف کرتا ہون مین اوس پر سلب ایمان کا وقت مرنے کی اور ادنی
حصہ اوس سے سچ جاننا اور ماننا اہل تحقیق کا ہے اور حضرت جنید قدس اللہ سرہ العزیز نے
فرمایا ہے اگر اس آسمان کبود کی نیچے علم تصوف سے کوئی اور علم شریف تر ہوتا تو ہم اوس کی تلاش
کرتے اور اوس کی طلب کو نہین دوڑتے اگرچہ ہر مسلمان پر حسن ظن رکھنا محمود ہے مگر آدمی کو چاہیے
کہ مابیعت مین نشانیان اور علامات اخیار ابرار کی کہ اکثر کتب مین مرقوم ہین مد نظر رکھے تاکہ
وہ دام مزورین مکاران مفسدین مین کہ بیعت ہونا اونسے موجب خسران دارین کا ہے گرفتار
نہو جاوے اس زمانہ مین اکثر جاہل بیدین فقراء کی لباس پہن کر موجب اغوا مسلمانون کے
ہوتے ہین بیچارہ عوام کہ اون کو علم اور امتیاز حق کا باطل سے نہین اون کو ولی جان کر
اور اوس کی دام مکر مین پھنس کر اون سے بیعت کرکے اون کی مرید ہو جاتی ہین اور دیگر
باتین اہل فریب مخالف شرع کی سنکر بیدین ہوتے ہین اور وہ بجای اس کی کہ معرفت حاصل
کرتے تو وہ دین اور اہل دین کی مخالف ہین اور شریعت اور اہل شریعت کو حقارت اور
اہانت کی نظر سے دیکھا کرتے ہین کہ تارک صوم وصلوۃ ہو جاتے ہین [illegible]

پیر جاہل کی اغوائی شیطانی سی کلمات کفر کی کہکر زمرہ کافرین میں شریک ہوتے ہیں
غرض کہ ایسی شیاطین مغویوں سی بچنا فرض ہی اس لئے کہ مرید ہونا صوفی جاہل کی موجب خذلان
کی اور مرید ہونا عالم بے معرفت کی موجب حرمان کی ہی مصرع او خویشتن گم ست کرا رہبری
کند حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نی فرمایا ہی اجتنب صحبۃ ثلاثۃ اصناف
من الناس العلماء الغافلین والقراء المداھنین والمتصوفۃ الجاھلین ط
یعنی دور ہو تین فرقون کی صحبت سی ایک علماء غافل اور دوسرا قرار خوشامد گو اور تیسرا
صوفیون جاہل کی صحبت سی اس لئے کہ علماء ظاہری کہ اون کو اپنی علم پر عمل نہو اور وہ منبر پر
بیٹھ کی اور لوگون کو وعظ اور نصیحت کریں اور وہ اپنی کو اور اپنی اہل کو اور اولاد کو نصیحت
نکریں اور آپ اپنی وعظ پر عمل نکریں تو وہ وعظ غیر موثر اور غیر مفید ہی سعدی شیرازی نے
اون کی حق میں کہا ہی ترک دنیا بمردم آموزند خویشتن سیم وغلہ اندوزند
عالمی را کہ گفت باشد وبس انچہ گوید نگیرد اندر کس عالم آنکس بود کہ بد نکند نہ کہ
گوید بخلق وخود نکند اور صحبت صوفیان جاہل کے بھی موجب نقصان دین اور ایمان کے
ہی حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نی فرمایا ہی من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن
تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینہما فقد تحقق شیخ سعدی نی اون کی حق
میں کہا ہی فقیری بی علم نیارآمد تا فقرش بکفر نیانجامد آہی بہا ئیو بیا حکم اللہ تعالی بیعت
فی نفسہ امر محمود اور مسنون ہی مگر فقیر جاہل مکار اور عالم نفسانی بیدین سی بیعت کرنا مذموم
ہی دیکھتی ہو کہ ایک چیز کہ وہ فی نفسہ محمود ہوتی ہی مگر اختلاف حالت سی وہ چیز کہ محمود ہے
مذموم ہو جاتی ہی جیسا کہ وضو کرنا نماز کی لئی فرض ہی اگر کوئی آدمی ناپاک پانی سی وضو کری
اور نماز پڑہی تو اوس کا وضو ہوتا ہی اور نہ نماز ہوتی ہی اور اگرچہ ہر روز قرآن

مجید کا پڑھنا جتنا کہ میسر ہو واجب ہی اور اگر کوئی آدمی قرآن مجید کو بے وضو یا اوس کی
پاتحانی ہیں کہ وہ پلید جا ہی پڑھتی ہے تو ایسا پڑھنا موجب عذاب اوس کی کا ہوگا
علی ہذا القیاس حکم بیعت کا ہی اگر وہ آدمی صالح متقی ہادی شریعت سی اور طریقت سی
ہو تو وہ مسنون اور محمود ہی اگر وہ کسی فقیر بیدین جاہل مکار سی یا عالم غیر متورع
نفسانی سے ہو تو وہ بیعت موجب خسران دارین کی ہی اور واضح ہو کہ بیعت لینا اور مرید
کرنا منصب جلیل الشان ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ سید الانبیاء والمرسلین
اور خاتم النبیین تھی اس منصب عالی کی سزاوار تھی اور بعد اوس کی حضرات خلفاء راشدین
مہدیین کہ بعد انبیاء علیہم السلام کی افضل نوع انسان سی تھی اس منصب جلیل کے مستحق
تھی اور بعد ازان ائمہ عظام اور اولیاء کرام اور اتقیاء ذوی الاحترام کہ مورد فیوضات سبحانی
اور محرم اسرار ربانی کہ اور معلم علوم روحانی اور مقرب بارگاہ یزدانی تھی اوس رتبہ عظمی
کی لائق تھی مسند سابعت جای اولیاء حقانی کی ہی نہ جای علماء پی معرفت نفسانی کی اور وہ
جای ہادیان دین متین کی ہی نہ متشکی مستصوفہ بیدین اور مکاران جاہلین کا جای نشین
سجادہ بیعت کے متبع دین کی ہیں نہ مردودین اخوان الشیاطین حضرت اللہ تعالی نے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لائق منصب جلیل الشان مرشد ہونیکا اور بیعت
لینی کا دیکہ اون کو قرآن مجید میں فرمایا ان الذین یبایعونک انما یبایعون
اللہ الآیۃ اور لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ
الآیۃ اور یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک الآیۃ چنانچہ یہ
آیات موضع کا بیعت کی بحث میں لکھی گئی ہیں اور اللہ تعالی نی قرآن مجید میں حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ

واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما یعنی اگر یہہ لوگ جسوقت گناہ گا
اور خطاوار ہوی تہی تیری پاس ای محمد صلی اللہ علیک وسلم آتی اور اللہ تعالی
سی معافی مانگتی اور پیغمبر خدا بہی اون کی لیو دعائی مغفرت کی کرتی یعنی تو بہی اون کی لیو
استغفار کرتی تو وہ لوگ اللہ تعالی کو توبہ قبول کرنیوالا اور مہربان پاتی اس آیتہ مین
گنہگارون کو تحریص اور ترغیب دی گئی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت اشرف مین حاضر ہوکر توبہ کرین یعنی بیعت توبہ کی کرین اور اوس پر قایم رہین
تو توبہ اون کی منظور ہوگی اور جو لوگ کہ حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے
دست حق پرست پر تایب ہوتی تہی اور بیعت توبہ کی نکرتی تہی تو اللہ تعالی نی اون کے
قرآن مجید مین مذمت بیان فرمائی اور وہ اس آیتہ مین ہی کہ واذا قیل لهم تعالوا
یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسهم یعنی جسوقت کہا جاتا ہی اون کو آؤ تا کہ حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری لئی دعائی مغفرت کرین تو وہ اعراض کرتے ہین غرض
یہہ کہ بیعت کرنا منصب انبیاء علیہم السلام کا اور بعد اون کی حضرات صحابہ کا کہ وہ خلفاء رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تہی اور بعد اون کی حضرات ائمہ دین کا اور حضرات اولیاء اور اتقیا
اور ابرار اور اخیار اور علماء ربانی کا ہی اس لئی کہ یہہ نایب رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام
کی ہین کسی بزرگ نی فرمایا ہی کہ الشیخ فی قومه کالنبی فی امته یعنی شیخ اپنی قوم
مین مانند نبی کی ہی کہ وہ اپنی امت مین ہو یعنی جیسا کہ نبی اپنی امت کا ہادی ہی ویسا ہی
مرشد بہ نیابت حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی اپنی قوم کا ہادی ہی اور فضلا
جاہل مکار اور علماء طالب الدنیا کی ہاتہہ پر بیعت کرنا وضع الشئی فی غیر محله ہی
یعنی کسی چیز کا اوس کی غیر محل مین ہی جیسا کہ پانچانی مین قرآن مجید کو پڑہنا اور طالب

اسلامیہ میں ہر زمانی میں صلحاء اور اتقیاء اور ابرار اور اخیار اور علماء ربانی لوگونسے
بیعت لیتی ہیں اور ہادی شریعت کی اور طریقت کی ہوتی ہیں مگر اب ہندوستان
میں کہ دور حکومت برطانیہ کا ہے اور اوس کو احتساب شرعی سے سروکار نہیں اور ہر ایک
آدمی مطلق العنان ہے تو فرقہ جہلاء سے ہیں کہ وہ فرائض اور سنن اور مستحبات وضو سے بھی
واقف نہیں ایسی متوقع کو غنیمت سمجھکر دنیا کمانے کے لیے یا حصول شہرت کے لیے فقیری کی گدی پر
بیٹھ کر لوگوں سے بیعت لیتے ہیں اور اون کو اپنا مرید بناتی ہیں اور مرید اون کی بجائی
اس کی کہ ہدایت پاویں اور طریقت حاصل کریں یا تو وہ طریقت سے بالکل غیر واقف ہوتے
ہیں مگر باغوائی اپنی مرشد جاہل کے شریعت اور اہل شریعت اور احکام شریعت کی توہین
کرکے کافر ہو جاتے ہیں ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنك
رحمة انك انت الوهاب بیعت کے فوائد کی بیان میں اگرچہ بعضی فوائد بیعت کے
معنوی ہیں کہ اون سی ارباب معنی کی واقف اور وہ نزدیک اون کی مسلم ہیں اور اہل
ظاہر کو اون سی انکار ہی مگر بیعت کی چند فوائد ظاہری کہ بعضی اون کی بداہت یقینی اقسام
مشاہدات اور حدسیات سی مستنبط ہیں اور بعضی اون کی احادیث سی بطریق دلالة النص
یا اشارة النص یا اقتضاء النص ماخوذ ہیں اور نزدیک اہل ظاہر سلیم الذہن کے مسلم
ہیں وہ لکھی جاتی ہیں **فائدہ** اول آدمی سی بسبب بیعت کرنے توبہ کی ایک تو وجوب
توبہ کا ادا ہوگا اور وہ سب گناہوں ماضی سی پاک ہوگا اور دوسرا اوس کو اتباع
سنت بیعت کا حاصل ہوگا **فائدہ** دوسرا آدمی کو بسبب بیعت کرنے کے اور مرید
ہونیکی بشرط اتباع اپنے پیر کامل واصل کی محبت اللہ تعالی کے اور محبت حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ وہ علت غائی بیعت کی اور موجب تکمیل ایمان کی ہے حاصل ہوگی

اور مرید بشرط مجاہدہ عرفان کی اور طی مراتب سلوک طریقت کی واصل باللہ ہوگا
اور اگر در صورتی کہ مرید کو سلوک طریقت کی خواہش نہو تب بھی مرید بسبب اتباع
اور صحبت اپنی پیر کامل کی شمائل ذمیمہ اور خصائل بہیمہ سی نجات پاویگا اور حسن اخلاق
اور تزکیہ دل اور اتباع شریعت حاصل کریگا یہہ کتنا فائدہ جلیلہ ہی کہ مرید تہذیب عادات سے
انسان کامل اور اتباع شریعت سی مسلمان کامل ہوگا فائدہ تیسرا متابع کو بسبب بیعت
مرشد کامل کی تعلق بیعت کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بلکہ حضرت اللہ تعالی
سی مطابق آیۃ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ کی بواسطہ شیوخ اوس
سلسلہ کی حاصل ہوتا ہی اس لیی کہ جیسا کہ متعلق کا متعلق متعلق اور محب کا محب محب
ہوتا ہی ویسا ہی متابع کا متابع متابع ہوتا ہی مطابق قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کہ
کسی نی اون کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ آپ سی بیعت کرون
حضرت عمر نی فرمایا کہ آیا نہین بیعت کی تونی میری امیر سی یعنی میری نائب سی اوس نی کہا کہ
ہان مینی آپ کی امیر سی بیعت کی ہی حضرت عمر نے فرمایا کہ جب بیعت کی تونی میری امیر سے
تحقیق بیعت کی تونی مجھسے کما مر فائدہ چوتھا بیعت کرنیوالا اولیاء اللہ اور اہل قدس کی
کہ وہ متبع اور جلیس اور انیس اون کا ہوتا ہی انشاء اللہ تعالی وہ بی ایمان نہین مرتا اور
اور اوس کا ایمان سلب نہین ہوتا اس لیی کہ حدیث شریف ہی ہم جلساء اللہ ہم قوم
لا یشقی جلیسہم ولا یخیب انیسہم یعنی اولیاء اللہ ہمنشین خدا تعالی کی ہین
اور وہ ایسی قوم ہی کہ اون کا جلیس شقی نہین ہوتا اور اون کا انیس ذلت نہین اٹھاتا
کما ینبغی تو متابع اولیاء اللہ اور اہل اللہ کا کہ اون کا درجہ محبت اور اتباع کا اہل اللہ
مین مطلق جلیس اور انیس سی برتر ہی کیونکر شقی ہوکر بے ایمان مریگا فائدہ پانچوان

حشر متابع اور مرید کا روز قیامت کے بوسیلہ محبت کی کہ وہ اپنی پیر کی اور پیران اوس
سلسلہ بیعت سی رکھتا ہی اپنی پیر کے ساتھہ اور اپنی پیران سلسلہ بیعت کے ساتھہ ہوگا
مطابق حدیث شریف المرء مع من احب کے یعنی آدمی ساتھہ اوس کی ہی کہ اوس نے
اوس کو دوست رکھا ہی یعنی حشر ہر آدمی کا روز قیامت اوس آدمی کی ساتھہ ہوگا
کہ اوس نی اوس کو دنیا مین دوست رکھا ہے جب عموماً حشر آدمی دوست رکھنے والی
کسی آدمی کا اوس آدمی کی ساتھہ ہوگا تو خصوصاً حشر مرید کا کہ وہ محب راسخ اور عاشق
صادق اپنی مرشد کا اور اپنی پیران سلسلہ بیعت کا ہی کیونکر اپنی پیر کی ساتھہ اور اپنی
پیران سلسلہ بیعت کی ساتھہ نہوگا اس لئی امیر حسن دہلوی نی کہا ہی مصرع باولیاست
حشر محبان اولیاء تو یہہ کتنا فائدہ جلیلہ ہی کہ بطفیل محبت اولیاء اللہ اور اہل اللہ
کی گناہ متابع محب کی بخشی جاوین اور قیامت مین مرید بوسیلہ محبت اہل اللہ کی
مغفور ہوکر حشر اوس کا ساتھہ مرشد اہل اللہ اپنی کے ہو فائدہ چہٹا آدمی کو بوسیلہ
توسل اور تعلق اولیاء اللہ اور اہل اللہ کی یعنی بسبب بیعت کی کہ وہ اشد اور اوثق
تعلق ہی رزق دیا جاتا ہی اور اوس سی دفع بلیات کا ہوتا ہے بشرطیکہ وہ تقدیر
معلق سی ہو اس لئی کہ حدیث شریف اولیاء اللہ کی حق مین واقع ہی بہم یمطرون
وبہم یرزقون یعنی بطفیل اولیاء اللہ کی برسات برسائی جاتی ہے اور بطفیل
اہل اللہ کی آدمی رزق دئی جاتی ہین تو جب اور آدمیون کو بطفیل اولیاء اللہ
کی رزق دیا جای تو اون کی مرید ہن کہ وہ محب صادق اپنی پیر اہل اللہ کے
ہین تو وہ زیادہ مستحق ہین رزق دینی کی لئی اور جب آدمی بطفیل اولیاء اللہ کے
رزق دئے جاتے ہین تو کچھہ عجب نہین کہ مریدون سے بسبب بیعت اور توسل

اہل اللہ کی دفع بلیات کا بھی ہو اور فائدہ ستالواں ازروی لغت کی ولی دوست
اور قریب کو کہتے ہین اور اولیاء اللہ اوس کی جمع ہی اور اس لیے کہ اہل اللہ اللہ
تعالی سی نزدیک اور اللہ تعالی کی دوست ہین تو اون کو اولیاء اللہ کہا جاتا ہے
یعنی دوست اللہ تعالی کی اور یہہ ظاہر ہی کہ دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہی تو ولی اللہ
کا دوست اللہ تعالی کا دوست ہوا اور یہہ اظہر ہے کہ تعلق دوستی مرید کا اپنے
مرشد سی کہ وہ ولی اللہ ہو اور دوستون سی زیادہ تر ہوتا ہے تو مرید ولی اللہ کا کہ محب
صادق ولی اللہ کا ہو وہ خود ولی اللہ ہوتا ہے تو یہہ کتنا شرف ہی کہ آدمی ولی اللہ
کی بیعت اور دوستی اور قرب سی خود ولی اللہ ہو جاتا ہی اور اس مین کچھ شک نہین
کہ جب مرید اپنی پیر سی کہ وہ ولی اللہ ہو محبت اور ارادت رکھتا ہی اور اوس کی اتباع
اور فرمان برداری پوری پوری کرتا ہی تو مرید خود ولی اللہ ہو جاتا ہی تو یہی محبت
اور اتباع پیر کی سبب ولی اللہ ہونی مرید کا ہی اور جو کوئی آدمی قطب یا ابدال
یا افراد یا اوتاد بنا اسی سبب سے اور اسی ذریعہ سی بنا اور بغیر اسی ذریعہ سے
کوئی اور ذریعہ ولی اللہ بننی کا نہین غرض یہہ کہ ولی اللہ اور اہل اللہ سی بیعت
ہونیمین فوائد دین کی اور دنیا کی بہت ہین اگر ایسا نہوتا تو کس لیے لاکھون
علماء اور فضلاء کہ وہ آپ ہادی دین متین حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہین اپنی جیسی آدمیون سی بلکہ ازروی نسبت علم کی اپنی سی کمترین لوگون سی یعنی کم علم
یا بے علم لوگون سی کہ وہ ظاہرا ازروی علم ظاہری کی شرف دنیاوی نہین رکھتے
مرید ہوتے ہین اور اون کو اپنا مرشد اور پیشوا بناتے ہین ۲ منتباہ حصول
بیعت کا سبب بیعت کرنیکے تب ہوگا کہ مرشد بیعت لینی کا اہل ہو یعنی واصل باللہ

اور عالم شریعت اور واقف غموضات طریقت کا ہو اور مرید محب راسخ اور عاشق
صادق اور متبع اپنے پیر کا ہو اور اگر مرشد اہل بیعت لینے کا نہو اور مرید کو محبت قلبی
اپنے پیر سے نہو تو فائدہ توبہ کی بیعت کرنے سے بجز تائب ہونے کے کچھہ نہین **فائدہ**
امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی نقشبندی نے رسالہ مبدء معاد
مین لکھا ہے کہ اعتقاد بافضلیت و اکملیت پیر خود از ثمرات محبت است و از نتایج
مناسبت کہ سبب افادت و استفادت ست اما باید کہ پیر را بر جماعتی کہ افضلیت اینہا
در شرع مقرر است فضل ندہد کہ موجب افراط ست در محبت و آن مذموم ست شیعہ را
خرابی از افراط محبت اہل بیت آمدہ و نصاری کہ از فرط محبت حضرت عیسی علیہ السلام
را ابن اللہ خواندہ اند در خسارت ابدی ماندہ اند و اگر بر ماسوی اینہا فضل بدہد
مجوز است بلکہ در طریقت واجب این فضل دادن نہ باختیار مرید است بلکہ اگر مرید
مستعد است بی اختیار در وی این اعتقاد پیدا میگردد و بوسیلہ آن کمالات پیر
را اکتساب می فرماید و اگر این فضل دادن باختیار باشد و بہ تکلف پیدا کند نتیجہ
نبخشد **فائدہ** لوح محفوظ مین جو مقدرات ہین وہ دو قسم کے ہین ایک معلق اور
دوسرا مبرم معلق وہ ہے کہ اوس کی ہونے کی لئے دعا کی شرط ہے یا اور کسی سبب کے
یعنے یہہ لکھا ہے کہ اوس امر کے لئے اگر فلان شخص دعا کریگا یا فلان سبب پایا جاویگا تو
تو وہ ہوگا ورنہ نہوگا اور مبرم وہ ہے کہ کوئی شرط اور قید اوس کی ہونیکی لئے لوح محفوظ
مین نہین مگر لوح محفوظ کی مبرم دو قسم پر ہے ایک تو وہ ہے کہ جس طرح اوس مین لکھا ہے
ہو بہو علم الہی مین قرار پا چکا ہے اوس قسم مین تغیر اور تبدل نہین ہو سکتا قال تعالی
ما یبدل القول لدی کہ دوسری وہ ہے کہ علم الہی مین کسی کی دعا وغیرہ سے اوسکا

تغیر اور تبدل ہو سکتا ہی جیسا کہ اس آیۃ مین ہی یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ
ام الکتاب یعنی جسے چاہے اللہ تعالی مٹا دی اور جسے چاہے قایم رکھے نزدیک
اوس کی اصل کتاب ہی حدیث مین اسی قضای مبرم کا دعا سی رد ہو جانا آیا ہی کنز العمال
مین ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی یا انس اکثر من الدعاء
فان الدعاء یرد القضاء المبرم یعنی ای انس کثرت دعا مانگا کر بلا شبہ دعا تقدیر
مبرم کو رد کر دیتی ہی اس تقریر کا حاصل یہہ ہوا کہ قضای مبرم تو ٹل نہین سکتے
اور تقدیر معلق ٹل سکتی ہی مگر تقدیر معلق کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ جس کا معلق ہونا
لوح محفوظ مین ہی اور دوسری وہ کہ جس کا معلق ہونا لوح محفوظ مین نہین ہی مگر اللہ
تعالی کی علم مین ہی اور وہ فی نفسہ معلق ہی مگر لوح محفوظ مین قضا مبرم کی صورت پر ہی محبوب
سبحانی محی الدین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی بعض رسائل اپنی مین لکہا ہی
کہ قضای مبرم کی تبدیل کی کس کو مجال نہین مگر مجہی کہ اوس مین بہی مین تصرف کر سکتا ہون
تو اوس قضای مبرم سی وہ قضای مبرم مراد ہی کہ لوح محفوظ مین وہ مبرم ہی کہ مگر اللہ تعالی
کی علم مین وہ معلق ہی چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ تعالی سرہ نی اپنی مکتوب
دو سو سترہ ٢١٧ مین جلد اول مکتوبات مین فرمایا ہی کہ قضای معلق بر دو گونہ است قضائیست
کہ تعلیق او در لوح محفوظ ظاہر ساختہ اند و ملائکہ را بر آن اطلاع دادہ و قضائیست کہ تعلیق
او نزد خدا است جل شانہ وبس و در لوح محفوظ صورت قضای مبرم دارد و این قسم اخیر
از قضای معلق نیز احتمال تبدیل دارد در رنگ قسم اول ازانجا معلوم شد کہ سخن حضرت
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی مصروف باین قسم اخیر ست کہ صورت قضای مبرم دارد
نہ بقضائی کہ بحقیقت مبرم ست کہ تصرف و تبدیل در آن محال است عقلاً و نقلاً حضرت

اخوند عبد الغفور صاحب علیہ الرحمۃ مقیم سوات کے خدمت مین فقیر مودودی مولف اس رسالہ کا
حاضر تھا اوس اثنا مین حضرت آخوند صاحب کی مرشدزادی حضرت اخوند صاحب کے
خدمت مین حاضر ہوکر کسی امر مشکل کی حل ہونے کے لیے مستدعا کیا حضرت اخوند صاحب نے
دعا کی اوسکی مرشدزادی کا مطلب حاصل ہوگیا تو اخوند صاحب نے فرمایا کہ مطلوب ہماری
مرشدزادی کا قضای معلق سے تھا کہ ہمیری دعا کرنیسے معلق تھا جو ہوگیا اگر خلاف مطلوب
ہماری مرشدزادی کا لوح محفوظ مین از روی قضای مبرم کی ہوتا ہی یعنی اگر خلاف مطلوب
ہمیری مرشدزادیکا لوح محفوظ کی قضای مبرم مین ہوتا مگر اللہ تعالی کی علم مین وہ معلق
ہوتا تو یہی یہہ عاجز اوس کی حصول کی لیے اللہ تعالی کی جناب مین عرض کرتا مولوی رومی
نے دفتر سیوم مین فرمایا ہی آن دعای بیخودان خود دیگرست آن دعا زو نیست گفت
داور ست آن دعا حق می کند چون او فناست آن دعا و آن اجابت از خداست
واسطہ مخلوق نی اندر میان بیخبر زان لابہ کردن جسم و جان بندگان حق رحیم و
بردبار خوی حق دارند در اصلاح کار مہربان بی رشوتان یاری کنان
در مقام سخت در روزی گران ہین بجو این قوم را در مبتلا ہین غنیمت دار شان
پیش از بلا پھر مولانا رومی علیہ الرحمۃ دفتر پنجم مین فرمایا ہی ۔

کان دعای شیخ نی چون ہر دعاست فانی ست او گفت او گفت خداست
چون خدا از خود سوال و کد کند پس دعای خویش را چون رد کند

انتہا مطلق محبت مستلزم اتباع محبوب کی نہین ہوتی پس جو محب کہ وہ
جمیع افعال مین اپنی محبوب کا متبع نہو تو اوس کو کہا جاوی کہ چونکہ یہہ اپنی محبوب کا
متبع نہین تو اوس کا محب ہی نہین یا کوئی مرید کہ وہ جمیع افعال مین اپنی پیر کا متبع نہو تو

اوس کو کہا جاوی کہ یہ مرید چونکہ اپنی پیر کا متبع نہین تو یہہ اپنی پیر کا محب بہی نہین
تو یہہ کہنا غلط ہے اس لیی کہ مشکوۃ شریف کے کتاب ما لا یدعی علی المحدود مین
حدیث شریف لکہی ہی وعن عمر بن الخطاب ان رجلا اسمہ عبد اللہ یلقب
بالحمار کان یضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد
جلدہ فی الشراب فاتی بہ یوما فامر بہ فجلد فقال رجل من القوم اللہم العنہ
ما اکثر ما یوتی بہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تلعنوہ فواللہ ما علمت انہ
یحب اللہ ورسولہ رواہ البخاری یعنی حضرت عمر بن الخطاب سی مروی ہی کہ اوس نے
فرمایا کہ تہا ایک آدمی کہ نام اوس کا عبد اللہ تہا اور وہ از روی سادگی اور ابلہی کے ملقب
حمار سی تہا اور وہ اپنی ابلہانہ باتون سی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنساتا تہا۔
اور تحقیق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑی ماری تہی اوس کو شراب پینی کی
تعزیر مین پس ایکدن اوس کو لایا گیا یعنی بسبب شراب پینے کے پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نی امر فرمایا اوس کی لیی کوڑی مارنی اور تعزیر دینی کا پس وہ عبد اللہ کوڑی
مارا گیا اور تعزیر شراب پینیکی دیا گیا پس ایک مرد نی صحابہ سی کہا ای خدا لعنت بہیج اوپر
یعنی اوس کو اپنی رحمت سی دور کر عجب ہے کہ اوس کو اکثر لایا جاتا ہی یعنی شراب پینی مین
پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ اوس پر لعنت نکرو پس قسم ہی خدا تعالی
کے جو کہ مین جانتا ہون وہ یہہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کو اور اوس کی رسول کو دوست رکہتا ہی اور
بعضی روایات مین یون آیا ہی ما علمت الا انہ یحب اللہ ورسولہ یعنی نجانتا ہون
مین مگر یہہ کہ وہ اللہ تعالی کو اور اوس کی رسول کی دوست رکہتا ہی اور بعضی روایات
مین یون آیا ہی کہ لا تلعنوہ فانہ یحب اللہ ورسولہ یعنی لعنت مت کرو اوس کو پس تحقیق

وہ اللہ تعالی کو اور اوس کی رسول کو دوست رکھتا ہے اُس حدیث سے معلوم ہوا کہ مطلق
محبت مستلزم اتباع محبوب کی نہیں ہوتی اس لئے کہ اگر مطلق محبت مستلزم اتباع محبوب کی
ہوتی تو وہ عبداللہ کہ موجب خبر دینے حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کی محب اللہ
تعالی کا اور اوس کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا متبع اوامر اپنے محبوبکا یعنے اللہ تعالی کا اور
اوس کی رسول علیہ الصلوۃ کا ہوتا اور وہ شراب نہ پیتا تو معلوم ہوا کہ اصل محبت محبوب کی
عدم اتباع سے جمع ہوسکتی ہے جیسا کہ اُس عبداللہ میں ہان محبت تامہ اور کاملہ وہ ہے کہ مستلزم
اتباع محبوب کی ہو قائلکا کہنا ہے تفسیر مودودی کہ قرآن مجید میں یہہ آیۃ شہدا بدر کے
حق میں وارد ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون
یعنے وہ لوگ کہ خدا تعالی کی راہ میں یعنے جہاد میں شہید ہوئے ہیں اون کو مردے نکہو بلکہ
یہہ لوگ میری درگاہ میں جیتے ہیں لیکن تم اس حیواۃ کی کیفیت سے کہ وہ شہدا کو بعد شہادت
کی حاصل ہوتی ہے نہیں جانتے اس لئے کہ ادراک اوس کا عقل سے متصور نہیں اور قرآن
مجید میں یہہ آیۃ شہدا احد کی شان میں وارد ہے کہ ولا تحسبن الذین قتلوا فی
سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یعنے جو لوگ کہ اللہ تعالی کی راہ میں شہید ہوئے
ہیں اون کو موئے نجانو بلکہ وہ جیتے ہیں اپنے پروردگار کی نزدیک تو ان دونوں آیتوں سے
معلوم ہوا کہ وہ آدمی کہ اللہ تعالی کی راہ میں کافروں سے لڑکر شہید ہوئے ہیں وہ زندہ ہیں اور
مشکوۃ شریف ہے عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم
بخیر اعمالکم وازکاھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق
الذھب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم ویضربوا اعناقکم
قالوا بلی قال ذکر اللہ رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ الا ان مالکا وقفہ

علی ابی الدرداء یعنی حضرت ابی درداء سی مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا نہ خبردار کرون مین تمکو ساتھہ بہترین عملون تمہاری اور بہت پاکیزہ عملون
کے نزدیک بادشاہ تمہاری کی اور زیادہ بلند کرنیوالا درجات تمہاری کا اور بہتر تمہارے
لئی خرچ کرنے سونے سی اور روپی سی اور بہتر تمہاری لئی اس سی کہ ملاقی ہو تم اپنے دشمنون سے
یعنی کافرون سی پہر مارو تم گردنین اون کی اور ماریں وہ گردنین تمہاری عرض کیا صحابہ نے
ہان خبر دیجئے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ذکر خدا کا یعنی ذکر خدا کا اون سب اعمال سے
افضل ہی روایت کیا اوس کو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نی مگر تحقیق امام مالک نے موقوف رکہا ہی
اوس کو ابی درداء پر اور جب شہادت سی ذکر خدا کا افضل ہوا تو شہیدون سی مرتبہ اللہ تعالی کی ذکر
کرنیوالونکا یعنی اولیاء اللہ کا افضل ہوا اس لئی کہ اولیاء اللہ ذکر کرنیوالی یعنی یاد کرنیوالی اللہ
اللہ تعالی کی ہین جیسا کہ آیۃ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم اون کی
شان مین وارد ہی کسی نی مطابق اوس کی کہا ہی   غازی ز پی شہادت اندر تگ و پوست
غافل کہ شہید عشق فاضل تر از وست   در روز قیامت این بدان کی ماند   آن کشتہ
دشمن ست و این کشتہ دوست   سند المحققین حجۃ المتقین امام الاغوات سید الاقطاب
ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالی عنہ نے جب وصال پایا تو غیب سے
اون کی پیشانی مطلع انوار رحمانی پر خط سبز سی یہ کلام لکہا ہوا تہا حبیب اللہ مات فی
حب اللہ یعنی محبوب خدا کا فوت ہوا اللہ تعالی کی محبت مین یعنی عشق الہی جل شانہ مین الغرض
یہہ کہ زندہ ہونا شہدا کا آیۃ قرآنی سی ظاہر ہی اور افضلیت ذکر کی شہادت سی حدیث شریف
سی ثابت ہی تو جب افضلیت ذکر کی شہادت پر ثابت ہوئی تو اس سی افضلیت اولیاء اللہ
تعالی کی کہ وہ اللہ تعالی کی ذاکر ہین شہدا پر ثابت ہوئی اصل کہ افضلیت یا مفضولیت فعل کی

مستلزم افضلیت یا مفضولیت فاعل اوس فعل کی ہوتی ہی یعنی جب ذکر اللہ تعالی کا شہادت سے افضل ہوا تو لازم ہی کہ اولیاء اللہ کہ ذکر کرنیوالی اللہ تعالی کی ہین شہادت پانیوالون سی یعنی شہداء سی افضل ہون اور جب حیات شہداء کی کہ وہ بہ نسبت ذاکرین اللہ تعالی کی یعنی اولیاء اللہ کی مطابق حدیث کی مفضول ہین آیات قرآنی سی ظاہر ہے تو حیات اولیاء اللہ کی کہ وہ بہ نسبت شہداء کی افضل ہین بطریق اولی ثابت ہوگی اور علاوہ ازان حیات اولیاء اللہ کی قرآن مجید کی اس آیتہ سی بہی ثابت ہی من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ یعنی مرد سی یا عورت سی جو کوی کہ عمل صالح کریگا اور حال آنکہ وہ مومن ہو پس ہر آینہ جلادینگی ہم اوس کو حیات خوش سی اور نزدیک محققین کی حیات طیبہ وہ حیات لطیف ہی کہ انتقال ظاہری باعث موت اوس کی نہو اور ابدالآباد اوسکو نہ ہو جیسا کہ کسی نی کہا ہی قد مات قوم وھم فی الناس احیاء اور ظاہر ہی کہ عشق آلہی سب اعمال صالحہ سی افضل ہی یعنی جیسا کہ ایمان کو سب اعمال صالحہ پر فضیلت ہی کہ بغیر ایمان کی کوی اعمال صالح مفید اور منتج نہیں ہوتا تو ویسا ہی عشق آلہی کہ وہ ایمان کامل سی مراد ہی سب اعمال صالحہ پر فضیلت بلکہ افضلیت رکہتا ہی اس لئی کہ سب اعمال صالحہ کہ وہ غیر ایمان اور عشق آلہی تعالی شانہ کی ہون سب افعال جوارح کی ہین اور عشق آلہی کہ مکمل ایمان کا ہی فعل قلب کا ہی اور جیسا کہ قلب سردار جوارح کا ہی ویسا ہی عشق آلہی کہ فعل قلب کا ہی سردار اور اعمال صالحہ کا ہی کہ وہ افعال جوارح کی ہین اور یہی عشق آلہی کہ مکمل ایمان کا ہی باعث حصول حیات طیبہ کا ہی مطابق قول حافظ شیرازی کی ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت ست بر جریدہ عالم دوام ما تو حیات اولیاء اللہ کی بعد انتقال اون کی بہت آیات اور احادیث کی دلالۃ النص اور اقتضاء النص اور اشارۃ النص سی ثابت ہی لیکن رسالہ گنجایش بیان اثبات اوس کا نہیں رکہتا

اگر کوئی آدمی اعتراض کری کہ آپ نی کہاہی کہ سب اعمال صالحہ کہ وہ غیر ایمان اور عشق الٰہی تعالی شانہ کی ہون وہ سب افعال جوارح کی ہین اور حال آنکہ ہم دیکھتے ہین کہ بہت اعمال صالحہ سی افعال قلب کے ہین مانند صبر اور شکر اور خوف اور رجا اور زہد اور درستی نیت اور اخلاص اور محاسبہ اور مراقبہ اور ذکر قلبی اور تفکر اور توکل اور الحب للہ اور البغض للہ اور ترک ریا اور ترک نفاق اور ترک پندار اور ترک بخل اور ترک غضب اور ترک حسد اور اخلاق حسنہ کہ تفصیل اوس کی موجب طوالت ہی کہ وہ سب اعمال صالحہ سی و افعال قلوب سی ہین اور وہ افعال جوارح کی نہین جواب اوس کا یہہ ہی کہ جو کچھہ کہ آپ نی کہا ہی سب درست اور بجا ہی مگر مطابق حدیث شریف کی کہ وہ مشکوۃ شریف کتاب الایمان مین حضرت ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ اوس نی کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بضع وسبعون شعبۃ فافضلہا قول لا الہ الا اللہ وادنہا اماطۃ الاذی عن الطریق والحیاء شعبۃ من الایمان متفق علیہ یعنی ایمان کی کتنی اور ستر شاخین ہین پس افضل اون مین سی کہنا لا الہ الا اللہ کا ہی اور اعتقاد کرنا اس پر اور کمتر اون مین سی دور کرنا ایذا کی چیز کا راہ سی اور حیا کرنا بڑی کاموں سی شاخ ہی ایمان کی روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نی اور بضع راجح کی بضع عربی مین تین سی نو تک کو کہتے اور کسی عارف نی اماطۃ الاذی عن الطریق کی معنی مین فرمایا ہی برادر خار و سنگ زرہ این چہ رمز ہست یعنی وجود خود ہمہ برادر از میان یہہ سب شاخین ایمان کی ہین کہ وہ ایمان مین داخل ہین چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی نی شعب ایمانیہ کی تفصیل کتاب نقایۃ العلوم مین فرمائی ہی من شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ —

در بیان عدم امتیاز ولی کی غیر ولی سی بحسب ظاہر کی جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ اپنی صفات اپنی بشریت کی صفات کی پردہ مین ایسی مخفی ہین کہ اون کا پہچاننا دشوار ہی جیسا ہم ہین کہ عوام خلق محتاج ہین اولیاء اللہ بھی محتاج ہین ولایت اون کی اون کو اوس احتیاج سی مستغنی نہین کرتے اور غصہ

اور خشم ہونا اولیاء اللہ کا مانند غصہ اور خشم عوام خلق کی ہی جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اغضب کما یغضب البشر یعنی غصہ کرتا ہوں میں جیسا کہ غصہ کرتے ہیں آدمی تو اولیاء اللہ خشم سے کب خالی ہونگے اور ایسا ہی اہل اللہ کہانے میں پینے میں اپنے عیال کی معاشرت میں نیند میں بیداری میں اور صفات بشریت میں عوام خلق سے شریک ہیں صفات بشریہ کہ لازم بشر کی ہیں خواص سے اور عوام سے زائل نہیں ہوتیں اور یہہ دونوں میں مشارکت اور مساہم ہیں اللہ تعالی نے قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کی حق میں فرمایا ہی وما جعلناهم جسدا لا یاکلون الطعام یعنی نہیں کیا ہمنے اون کا ایسا جثہ جو نکہائیں طعام کو اور کفار ظاہر بین عرب کی حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی حق میں کہتے تہی مالهذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق یعنی کیا ہے اس رسول کی اسی جو کہاتا ہی طعام کو اور چلتا ہی گلیوں میں اور صفات بشریت کی جتنا کہ اہل اللہ میں ظاہر ہوتے ہیں اتنا عوام خلق میں ظاہر نہیں ہوتے اس لئے کہ ظلمت اور کدورت محل ہموار اور مصفا میں اگرچہ تہوڑی ہو بہت ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ کالا دہبہ سپید کپڑی پر اور ظلمت اور کدورت ناہموار اور غیر مصفا محل میں اگرچہ بہت ہوئیں چندان ظاہر نہیں ہوتی جیسا کہ کالا دہبہ کالی کپڑی پر کسی نے کیا اچہا کہا ہے۔

عیب پاکان زود بر مردم ہویدا می شود　　در میان شیر خالص موئی رسوا می شود

رفت در سلک نکویان می نماید زشت تر　　پائی طاؤس از پر طاؤس رسوا می شود

مگر فرق اتنا ہی کہ ظلمت صفات بشریت کی عوام کی قالب اور قلب اور روح میں اثر کرتی ہی اور خواص میں یہہ ظلمت مقصور قالب اور نفس پر ہوتی ہی اور اخص الخواص کا نفس بہی ظلمت صفات بشریت سے مبرا ہوتا ہی مگر اون کی قالب میں یہہ صفات بشریت کی اثر کرتی ہی اور یہہ ظلمت صفات بشری عوام میں موجب نقصان اور خسارہ کا ہی اور خواص میں

موجب کمال اور نظارت کا ہی یعنے ظلمت خواص کی ہی کہ عوام کی ظلمت کو دفع کرتی ہی اور
اون کی قلبون کو تصفیہ اور تزکیہ بخشتی ہی اور اگر یہہ ظلمت نہوتی تو خواص کو عوام سی کچہہ نسبت
نہوتی اور راہ افادہ اور افاضہ خواص کا اور استفادہ اور استفاضہ عوام کا مسدود ہوجاتا
یہی ظلمت ہی کہ ملائکہ مین مفقود ہی بنابر آن راہ ترقی مدارج کی اون پر مسدود ہی اور یہہ ظلمت
کا خواص پر از قبیل مدح بما یشبہ الذم کی ہی عوام کالانعام صفات بشریہ اہل اللہ کے مانند
اپنی صفات بشریہ کی جانتی ہین تو اس لئی وہ محروم اور مخذول رہتی ہین قیاس غائب کا
شاہد پر فاسد ہی ہر مقام کی لئی خصوصیات علیحدہ ہین اور ہر محل کی لئی لوازم جدا ہین اور
مطابق حدیث قدسی کی اولیائی تحت قبائی لایعرفہم احد سوائی یعنی اولیاء
میری نیچی قبا میری کی ہین نہین پہچانتا کوئی اون کو سوا میری اور مطابق حدیث شریف کی
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی ان اللہ یحب الابرار الاتقیاء الا
خفیاء الذین اذا غابوا لم یتفقدوا وان حضروا لم یدعوا ولم یقربوا قلوبہم
مصابیح الھدیٰ یخرجون من کل غبراء مظلمۃ رواہ ابن ماجۃ والبیہقی
فی شعب الایمان یعنی تحقیق اللہ تعالی دوست رکھتا ہی نیکوکارون پرہیزگارون پوشیدہ
حالون کو وہ لوگ کہ جب غائب ہون نہ پوچہی جاوین اور جب وہ حاضر ہون نہ بلائی جاوین
مجلس مین مہمانی کی لئی اور جب وہ بلائین جاوین تو تعظیم سی پاس نہ بٹہائی جاوین دل اون کی
چراغین ہدایت کی ہین نکلتی ہین وہ ہر ایک تاریک مین سی تمت — عرفان اہل
عرفان کا بغایت دشوار ہی اور اوس سی واقف ہونا عوام خلق اللہ کا خیلی متعسر ہی پس جس
شیخ مین یہہ علامات پائی جاوین اگر کوئی آدمی اون سی بیعت کریگا تو انشاء اللہ تعالی
وہ آدمی خسارہ دینی نہ اوٹہائیگا مرشد ہونیکی علامات اور ارشاد کی شرائط کی بیان مین

علامت اول یہہ ہی کہ آدمی بیعت لینی والا اتنا علم ضرور رکہتا ہو کہ قرآن مجید کی معنی سی واقف ہو اور کتب احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل التحیۃ مین اتنا ماہر ہو کہ وہ بذریعہ شروح صحاح ستہ کی احادیث ستہ کی معنی سمجہہ سکتا ہو اور وہ مکلف اس امر کا نہین کہ قرآن مجید کا حافظ ہو یا حال اسانید احادیث اور علم رجال سی وہ واقف ہو اس لئی کہ محدثین شکر اللہ سعیہم نی بعد کمال تحقیق اور تنقید احادیث اور رواۃ احادیث کی کتب صحاح ستہ کو جمع کیا ہی اوس مین تجسس و تحقیق اسانید اور تنقید رواۃ کی کچہہ ضرورت نہین اور وہ مسائل فقہیہ عبادات اور معاملات سی بہی واقف ہو تا کہ اوس کو صحت عبادات اور صحت معاملات کی حاصل ہو اس مین یہہ شرط نہین کہ وہ اصول فقہ اور اصول حدیث اور علم کلام اور جزئیات فقہ اور فتاووں سی بہی واقف ہو مگر واقف ہونا علم صرف اور نحو سی ضروری ہی کہ بغیر اوس کی واقف ہونا اور صحیح پڑہنا عربی کا اور صیانت خطار لفظی سی نہایت دشوار ہی اور شرط علم کی بیعت لینی مین اس لئی ہی کہ غرض اصلی بیعت سی ہدایت پانا اور ترک شمائل رذائل کا اور اکتساب خصائل حمائد کا کرنا ہی اور جب مرشد جاہل اور بیعلم ہو گا تب مرید کو ہدایت اعمال صالحہ شرعیہ کا اور ترک اخلاق ذمائم اور عادات سیئہ کا کیونکر کریگا اور علامت دوسری یہہ کہ مرشد صالح اور پرہیزگار اور متبع احکام شرعیہ کا ہو اور وہ پانچ وقت صلوۃ مفروضہ کو ادا کرتا ہو اور ماہ رمضان کی صوم بغیر عذر شرعی کی قضا نکرتا ہو اگر وہ صاحب نصاب شرعی کا ہو یا اوس کی پاس اور کوئی نقد یا جنس کہ زکوۃ اوس پر فرض ہو موجود ہو تو وہ زکوۃ اون کی ادا کرتا ہو اور اگر اوس کو استطاعت زاد اور راحلہ حرمین شریفین کی ہو اور وہ بیمار اور معذور شرعی نہ ہو تو اوس نی حج بہی ادا کیا ہو غرض یہہ کہ وہ

تارک فرائض کا نہ ہو اور وہ عبادات نافلہ کو مانند نوافل تہجد کے اور اشراق کے اور چاشت کی اور نوافل عقب صلوۃ مغرب کی خصوصًا سنن غیر مؤکدہ اور اوراد مشائخ رحمہم اللہ تعالی کو اور قرآن مجید کی تلاوت کو اور درود شریف کو بشرطی کہ وہ تندرست ہو ادا کرتا ہو اور بغیر عذر کی اونکا تارک نہو اور ہر اقوال اور افعال مین وہ متبع سنت نبویہ علی صاحبہا افضل التحیہ کا ہو اور وہ گناہون کبائر سی مجتنب ہو اور گناہون صغائر پر غیر مصر ہو اور علامت تیسری یہہ کہ وہ مکار ریاکار طالب دنیا کا نہو اور وہ فقیری کی لباس پہن کر اپنی کو شیخ بنا کر لوگون مین نکھو ستا ہو بلکہ لباس اوس کی بغیر امتیاز کی مانند اور لوگون کے ہو اور وہ دنیا کمانی کی لئی مرید کرتا ہو اور اونہ مرید کرنیکو کسب اور ذریعہ معاش کا نہ ٹہیرایا ہو اور مرید کرنیسی اوس کی غرض پیر بننی کی اور مرشد کہلانیکی اور شہرت پانی کی نہو اس لئی جیسا کہ نزدیک بعض فقہار کی اقتضار عہدہ قضا کا موجب عدم جواز قضا اوس کی مقتضی کا ہی ویسا ہی نزدیک اکثر مشائخ کی اقتضا مرشد ہونیکا اور پیر بننی کا موجب عدم جواز مرید ہونے کی اوس کی مقتضی کا ہی یعنی جیسا نزدیک بعض فقہار کی قاضی کرنا اوس شخص کا کہ وہ از روی ہوای نفسانی کی قاضی بننی کی خواہش رکھتا ہو جائز نہین ویسا ہی نزدیک مشائخ کے مرشد ہونا اوس شخص کا کہ وہ از روی ہوای نفسانی کی مرشد بننی کی اور مرید کرنیکی خواہش رکھتا ہو جائز نہین بلکہ مرید ہونا اوس شیخ سی جایز ہی کہ مرید کرنیسے اوس کی غرض محض ہدایت لوگون کی اور خوشنودی اللہ تعالی کی ہو یا کہ وہ حصول ثواب آخرت کی لئی لوگون کو ہدایت کرتا ہو اور وہ اوس حریص ہو جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق مین قرآن مجید مین آیا ہی حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم اور علامت چوتھی یہہ کہ وہ اپنی شیخ کی خدمت مین بہت ایام رہکر سلوک طریق معرفت کا طی کیا ہو اور

اوسنی اداب عرفانی پایا ہو اور تہذیب اخلاق کی حاصل کئے ہو اس لئے کہ سنت
آلہی یون جاری ہی کہ اکثر اکتساب سلوک طریقت کا اہل طریقت سی ہوتا ہی جیسا کہ
اکتساب علوم ظاہری کا کہ وہ بغیر تلمذ علماء کی حاصل نہین ہوتا علی ہذا القیاس اور فنون
و فضائل بہی اور خصوصاً آدمی اوس کا مرید ہو کہ اوس کی صحبت مین رغبت دنیا او راہل
دنیا کی کم ہو جاوی اور محبت اللہ تعالی کی زیادہ ہو مطابق فرمودہ حضرت عزیزان
علی رامتنی قدس سرہ کی کہ وہ اولیاء کبار سی اور شیوخ طریقہ نقشبندیہ سی تہی ۔
باہر کہ نشینی و نشد جمع دلت + وز تو نرمید صحبت آب و گلت + زنہار ز صحبتش
گریزان می باش + ورنہ نکند روح عزیزان بحلت اور حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ
جہان آبادی رضی اللہ تعالی عنہ کی کہ اولیاء کبار اور شیوخ نامدار طریقہ علیہ چشتیہ سی
تہی کشکول شریف مین لکہا ہی کہ شیخ شرف الدین یحیی منیری قدس سرہ در حل این
مشکل می فرماید کہ عادت آلہی و سنت خداوندی بر این جاریست کہ ہیچ عصر از
مشائخ و زہاد و عباد و اوتاد و اخیار و نجباء و نقباء و ابدال و اغواث و اقطاب
و سائر اہل اللہ از اہالی جذبات و غیرہم من العاشقین و المشتاقین خالی نداشتہ
و ندارد و نخواہد داشت پس لابد ست طالب صادق را بخدمت مشائخی کہ بر جادہ
این طریق میروند و باین سیرت معروف اند عزاولت نماید و مرات و کرات مجلس انسا
را دریابد در ہر بار تفحص دل خود شود کہ از ہجوم وساوس و ہواجس انواع صدرات کہ
عادی دل او بود فی الجملہ نجات در می یابد و از دوام انقلابات قلب ہائی در مجلس زدہ یکجا
محسوس می نماید یا بہمان حالت سابقہ آغشتہ ہست اگر بیند کہ فی الجملہ رہائی بدست
می آید صحبت آنرا کہ این دولت از و در می یابد لازم گیرد کہ علت صحبت ہم شیخ

نعمت است اگر مستمر گردد امید بیشتر ست و اگر بشیخ تفاوتی در ہیچ حالتی نیاید اگر نصیب من پیش این شیخ نیست دوای خود از در دیگر طلب نماید بی آنکہ انکاری در دل پید آرد انتہاہ کہتا ہی فقیر مودودی کہ بوجہ اختلاف حالت قلب آدمی کی کاملین کی صحبت کی اثر مین بہی بیشی اور کمی واقع ہوتی ہی اور جو آدمی کہ شقی القلب ہین کاملین کی صحبت سے اونہین کچہہ اثر نہین ہوتا اگرچہ وہ کبہی ہی کامل صحبت مین بیٹہین ابوجہل اور ابولہب کو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کچہہ موثر نہوئی مگر حضرات صحابہ اوسی صحبت کے اثر سی سراپا نور بن گئی اور علامت پانچہین یہہ کہ وہ آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہو اور وہ مستقل رائی ہو اور مرد ہرجائی اور مرد خیالی نہو کہ جس کو نہ رای ہو نہ مروت ہو بلکہ وہ صاحب عقل کامل ہوتا کہ اوس کی قول اور فعل پر اعتماد کیا جاوی خصوصًا وہ متقی سخی منکسر خوش خلق نیک نفس پاک نہاد وعدہ کا پورا قول کا سچا دین دار تارک دنیا عاشق مولا راغب عقبی قانع راغب فی الدین بی کینہ بغیر حسد کے یک زبان یک رنگ ہو ہر وقت مین ہر فعل اور ہر قول مین اللہ تعالی سی خوف رکہتا ہو اور ہر کام اوس کا اللہ تعالی کی خوشنودی کی لئی ہو اور حب اور بغض اور رد دنیا اور رد دنیا اوس کا للہی ہو اور دنیا اور اہل دنیا اوس کی دل مین ایسی حقیر ہوں جیسا کہ فقیر اہل دنیا کی نظرون مین حقیر ہوتا ہے اور اوس کی دل پر عشق الہی ایسا غالب ہو کہ وہ ہر وقت مین اللہ تعالی کی یاد مین مستغرق رہے آیتہ الذین یذکرون اللہ قیامًا وقعودًا وعلی جنوبہم اوس صادق آوی کسی وقت اور کسی حال مین وہ اللہ تعالی کی یاد سی غافل اور عاطل نہ ہو اور کوئی شغل ظاہری اوس کو مانع ذکر الہی سی نہو جیسا کہ عاشق مجازی کہ اوس کو جب

معشوق مجازی کی یاد کا ملکہ ہو جاتا ہی تو وہ کسی وقت اور کسی حال مین اوس کو نہین بہولتا جب وہ بیٹھتا ہی
تو اپنی معشوق کے یاد مین بیٹھتا ہی اگر وہ سوتا ہی تو اوس کی خیال مین سوتا ہے اور اگر وہ
کسی شغل ظاہری مین مشغول ہوتا ہی تو وہ شغل ظاہری اوس کو مانع اپنی معشوق مجازی کی یاد سی
نہین ہوتا جیسا کہ شیخ سعدی شیرازی نی کہا ہی نظم عشق ہیچون خودی ز آب وگل رباید ہمی
صبر و آرام دل ٭ بہ بیداریش فتنہ بر خد و خال بخواب اندرش پای بند خیال بصدقش
چنان سر نہی بر قدم کہ بینی جہان با وجودش عدم چو در چشم شاہد نیاید زرت زر و
خاک یکسان نماید برت چو عشقی کہ بنیاد او بر ہواست چنین فتنہ انگیز و فرمان رواست
عجب داری از سالکان طریق - کہ ہستند در بحر معنی غریق -
بسودای جانان ز جان مشتغل - بذکر حبیب از جہان مشتغل
ایسا ہی ذکر الٰہی تعالیٰ شانہٗ اوس کا ملکہ راسخہ ہو جاتا ہی کہ وہ کسی حال مین اوس سی غافل
نہین رہتا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتا ہو اور معاملات دنیاوی مین صاف ہو سلیئے
کہ معاملہ دنیاوی محک اور معیار آدمی کا ہی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نی فرمایا ہی لا یعرف
المرءُ الّا عند المعاملة یعنی نہین پہچانا جاتا ہی آدمی مگر وقت معاملہ دنیاوی کے ایک فقیر
نے فقیر مودودی مؤلف رسالہ کو فرمایا کہ مولوی بننا حافظ بننا صوفی بننا شیخ بننا حاجی بننا
واعظ بننا پیر بننا مرشد بننا آسان ہی مگر دنیاوی معاملہ مین صاف رہنا دشوار ہے
تو فقیر مؤلف نی ایسی لوگون کو بہی دیکہا کہ بعضی اون مین سی عالم تہی اور بعضی واعظ تہے
اور بعضی حافظ تہی اور بعضی حاجی تہی اور بعضی پیر اور مرشد تہی اور بعضی زاہد و عابد شب خیز
معلوم ہوتی تہی اور بعضی تہ بند باندہی ہوئی بڑی فقیر اور بڑی ذی فہم معلوم ہوتے تہے
اکثر اوقات د انسیمین پہیرا کرتے تہی اور خیال کیا کہ یہہ نیک اور اچہی ہون گے مگر بعد

معاملہ پڑنیکی لوگون کو کھوٹا اور جھوٹا اور دغل باز اور حیلہ ساز پایا استغفر اللہ منہ
یہہ سب افعال ظاہر کی ہین صفائی معاملہ کی خوف الہی سی حاصل ہوتی ہی کہ وہ بغیر عنایت الہی
تعالی شانہ کی اور تصفیہ باطن کی کہ وہ مرشد کامل کی صحبت کا نتیجہ ہی حاصل نہین ہوسکتا
ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم فائدہ کہتا ہی نقیر مودودی
کہ جیساکہ مردون کو عورتین اجنبیہ کا کہ وہ شرعا اون کی حالہ نکاح مین نہون مس کرنا
جائز نہین ایساہی مردون کو عورات اجنبیہ کا کہ اون کی ساتھہ اپنے مناکحت جائز ہو خلوت مین
تنہا بیٹھانا جائز نہین اگر کوئی مرشد کسی عورت مریدہ کو بیعت کرنا چاہی تو لازم ہی کہ مرشد
جلوت غیر خلوت مین حاضرین کی متقابل عورت مریدہ سی بیعت لیوی اور اگر کچھہ اوس
عورت کو تلقین کرنا چاہی تو چاہیے کہ وہ عورت مریدہ کو اور آدمیون سی کچھہ دور کر کے
سرگوشی سی اوس کو تعلیم اور تلقین کری اور وہ مرشد اوس عورت مریدہ کو تنہا کسی مکان مین
لی نجای اور وہ مرشد اور وہ مریدہ دونو حاضرین کی نظرون سی غائب نہون اور یہہ کہ
کسی نی لکھا ہی کہ کان امر المبایعۃ فی الخلوۃ دون الجلوۃ یعنی تھا امر مبایعت کا خلوت
مین نہ ظاہر مین تو قول اوس کا باطل ہی اس لیے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جمیع اقسام بیعت کی کہ یہہ بیعت توبہ اور تقوی کی ہی اون بیعت کی اقسام سی ہی جلوت
مین دون خلوت کی لیی ہین جیساکہ آیۃ قرآنی بطریق اشارۃ النص کی اوس سے
ظاہر ہی لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ تو لفظ
تحت شجرۃ سی معلوم ہوا کہ وہ بیعت درخت کی نیچی بغیر خلوت کی لی گیی تھی اور اگر وہ
بیعت خلوت مین دون جلوت کی لی گیی ہوتی تو آیۃ قرآنی مین بجای تحت الشجرۃ کی
فی الخلوۃ آتا تمامی خلوت مین اور صحاح ستہ کی احادیث مین ہی کہ حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نی عورتوں سی بیعت لی ہی تو وہ عورات پردہ میں تھی اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی پردہ کی باہر تھی جیسا کہ اس حدیث سی ظاہر ہوا و مت امرءۃ من
وراء الستر بیدہا کتاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری اید رجل ام امرءۃ الحدیث یعنی ایک عورت نے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف پردہ میں سی بیعت کی لیے اپنی ہاتھہ سی اشارہ کیا
اور مکتوب اوس کی ہاتھہ میں تہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنا ہاتھہ پیچھی ہٹالیا اور
فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ یہہ ہاتھہ مرد کا ہی یا عورت کا کما مر تو اس حدیث سی ظاہر ہوا
کہ حضرت خاتم الانبیا صلوٰۃ علیہ وسلامہ نی عورات سی کہ دہ پردہ کی اندر نہیں بیعت لی
ہی اور اگر بیعت عورات سی خلوت میں جائز اور جلوت میں ناجائز ہوتی تو حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک عورت کو علیحدہ علیحدہ خلوت میں لی جاکر اوس سے
بیعت لیتی اور صحیح بخاری میں سلمہ بن الاکوع سی مروی ہی کہ اوس نی کہا بایعت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ثم عدلت الی ظل شجرۃ فلما خف الناس قال یا ابن الاکوع
الا تبایع قال قلت قد بایعت قال وایضا قال وبایعتہ الثانیۃ یعنی سلمہ بن
الاکوع نی کہا کہ بیعت کی میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پس میں درخت کی نیچے
جاکر بیٹھا پس اوس وقت کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آدمی تھوڑے
رہ گئی تو حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ای بیٹی اکوع کی تو ہم سی بیعت
نہیں کرتا سلمہ نی کہا کہ میں عرض کیا کہ میں بیعت کرچکا ہوں حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ
والسلام نی فرمایا کہ دوبارہ بھی سلمہ نی کہا کہ میں دوبارہ بیعت کی کما بیّنتہ تو اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ وہ بیعت خلوت میں نہ تھی بلکہ لوگوں کی ازدحام میں تھا اس لیے کہ لفظ خف

الناس سی معلوم ہوتا ہی کہ بیعت ہونیکی وقت بین اول لوگون کا ہجوم تہا جب آدمی
تہوڑی ہو گئی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی سلمہ بن الاکوع سی پوچہی کہ تم
مجہسے بیعت نہین کرتا آخر حدیث تک اور حدیث ہی عن ام عطیۃ قالت لما قدم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ الحدیث یعنی ام عطیہ سی مروی ہی کہ جب
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائی تو انصار کی عورات
کو ایک گہر مین جمع فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو اون کی طرف بہیجا تو حضرت
عمر نی اوس گہر کی دروازہ پہ کہڑی ہو کر اون پر سلام کیا اور اون سی اسیطرح پر بیعت
لی کہ حضرت عمر نی گہر کی باہر سی اپنی ہاتہہ کو اندر کیطرف لنبا کیا اور عورتون نی بہی گہر کی
اندر سی باہر کیطرف اپنا ہاتہہ لنبا کیا آخر حدیث تک اور اگر امر مبایعت خلوت مین
دون جلوت کی ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کس لئو گہر کے باہر سی اپنا ہاتہہ اندر
پہیلاتی بلکہ وہ تو ایک ایک عورت کو خلوت مین لیکر اوس سی بیعت لیتی تو ان احادیث کی
صراحۃ النص سی معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلوۃ اللہ علیہ سلامہ کی زمانی مین امر مبایعت
جلوت مین دون خلوت کی تہا اور حضرات صحابہ کی زمانہ مین بہی امر مبایعت کا جلوت مین
تہا جیسا کہ خلفاء راشدین مہدیین نی اپنی خلافت کے زمانی مین صحابہ سی اور تابعین سی
جلوت مین مبایعت فرمائی ہی کسی حادیث کی کتاب سی یہہ بات ثابت نہین کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی یا حضرات صحابہ نی کسی مرد سی یا عورت سی خلوت مین دون جلوت کے
مبایعت فرمائی ہو پس بطلان قول وکان امر البیعۃ فی الخلوۃ دون الجلوۃ
احادیث سی از ظاہر ہوا اور اگر اوس قول کی قائل کی مراد یہہ ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت صحابہ کی زمانی کی بعد امر مبایعت کا خلوت مین دون جلوت کی تہا تو...

قول اوس کا بھی بدیہی البطلان ہے اس لئے کہ بعد زمانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
اور حضرات صحابہ علیہم الرضوان کی خلفاء بنوامیہ اور خلفاء عباسیہ کی خلافت کا زمانہ تھا
اوس زمانے مین تو نفس امر مبایعت کا متروک تہا جیسا کہ قول الجمیل کی عبارت سی معلوم ہوتا ہے
واما فی زمن غیرہم فخوفا من افتراق الکلمۃ وان یظن بہم مبایعۃ الخلافۃ
فتہیج الفتن یعنی خلفاء راشدین کے سوا اور زمانے مین بسبب خوف پہوٹ پڑنیکی اور
اس خوف سی کہ بیعت کرنیوالون کی ساتہہ بیعت لینا خلافت کا گمان کیا جاوی تو فساد اوٹھے
بنابرآن مبایعت متروک تھی اور اگر اوس قول کی قائل کی مراد یہہ ہے کہ حضرات صوفیہ
کے زمانے مین بعد زمانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات
صحابہ اور خلفاء بنوامیہ اور خلفاء عباسیہ کی امر مبایعت کا مطلوب مین تہا نہ ثبوت ہے
تو یہہ قول بھی باطل ہے اس لئے کہ محبوب سبحانی محی الدین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہ نے غنیۃ الطالبین لکھا ہے لا یخلوا بامرأۃ لیست منہ بمحرم لان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ذالک وقال ان الشیطان یزین لہما المعصیۃ اھ
یعنی مرد عورت غیر محرم کے ساتہہ خلوت مین نہ بیٹھے اس لئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس سی منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ تحقیق شیطان اون دونو کی لئے کہ وہ خلوت مین
بیٹھے ہین عصیان کو زینت دیتا ہے اور مشکوۃ مین در بیان مناقب حضرات صحابہ کے ایک
حدیث مین ہے لا یخلون رجل بامرأۃ فان الشیطان ثالثہم یعنی ہرگز کوئی مرد
عورت اجنبیہ کے تنہا بیٹھے پس تحقیق شیطان تیسرا اون کا ہے تو جب حضرت غوث الاعظم
شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب مین عدم جواز تنہا بیٹھنے عورت
اجنبیہ کا مرد نامحرم کے ساتہہ حدیث نبوی علیہ الصلوۃ والسلام سی ثابت کیا ہے اور مبایعت

مین جواز خلوت مین بیٹھنے عورت اجنبیہ کا مرد غیر محرم سے اگرچہ وہ اوس کا مرشد بھی ہو
کیونکر ہوگا اور علاوہ ازان حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ سے
ابتک امر مبایعت تقوی اور توبہ کا موجب سنت سنیہ نبویہ علی صاحبہا افضل التحیہ کے
جلوت مین ظاہر کیا گیا ہے کسی کتاب تصوف سے یہہ بات ثابت نہین ہے کہ کسی ولی نے
کسی آدمی کو خواہ وہ مرد ہو یا وہ عورت ہو تنہائی مین لیجا کر اونسے مبایعت کی ہو خصوصا
مبایعت عورات نامحرمہ اجنبیہ مین یہہ ہو ہی نہین سکتا اس لئے کہ مبایعت عورات اجنبیہ کی
کہ وہ توبہ پر اور ترک گناہ پر ہو عین گناہ کی حالت مین واقع ہوتی ہے کہ وہ تنہا بیٹھنا عورت
اجنبیہ کا مرد بیگانہ سے ہے یعنی عین گناہ کی حالت مین مبایعت ترک گناہ کی کیسی جائز ہوگی
شیخ العرفا حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کشکول شریف مین طریق
مبایعت مین لکھا ہے کہ طایفہ کہ پیش وگرد طالب نشستہ باشند دست بدامن طالب زنند
واگر در مجلس ہجوم زیادہ بود دامن دامن گیرند ہلم جرا پس موجب اون احادیث کے
کہ وہ صحاح مین موجود ہین اور موجب قول شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی
عنہ کے کہ وہ مرقوم ہوا اور موجب اوس حدیث کے کہ محبوب سبحانی محی الدین حضرت شیخ
عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے اوس کو غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے اور موجب قول
حضرت شیخ کلیم اللہ چشتی شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ثابت ہوا کہ قول وکان
امر المبایعۃ فی الخلوۃ دون الجلوۃ باطل ہے شرعا اور طریقۃ فقیر مودودی
مولف رسالہ ہذا بہت شیوخ کاملین کی خدمت مین حاضر ہوا مانند شمس الاولیاء
شیخ الاتقیاء اعنی مرشدی وشیخی حضرت مولانا مولوی شمس الدین صاحب سلیمانی فخری
چشتی اور حضرت مولانا مولوی فضل الرحمن صاحب نقشبندی اور حضرت آخوند عبد الغفور

قادریہ منجملہ سنوات کی کہ ہر ایک اون کا اپنے طریقہ کا مقتدا اور شیخ الاسلام تہا تو اونہون نے مردون سے بہی مردون مین اور عورتون سے عورات مین مبایعت فرمائی ہے اور کسی سے تنہائی مین مبایعت نہین ہوئی مگر تعلیم اور تلقین کہ مردون کو خلوت مین ہوئی ہے اور عورتون کو بغیر خلوت کی اور عورات کی مقابل کچہہ اون سی دور بیٹہا کر آہستہ کلامی سے کہ وہ اور عورات کی سماعت مین نہ آوی اور تعلیم اور تلقین ہوئی ہے اور اگر مبایعت کی لئی خلوت کی قید ہوتی تو وہ حضرات خلاف اپنی شیوخ اور اپنی پیران رحمہم اللہ تعالی کی جلوت مین ہرگز مبایعت نہ فرماتی تو ان حضرات کی جلوت کی مبایعت سی معلوم ہوا کہ ہر تین طرق مین یعنی طریقہ چشتیہ اور طریقہ نقشبندیہ اور طریقہ قادریہ مین بہی طریقہ مبایعت کا جلوت مین ہے نہ کہ خلوت مین اس لئی کہ ایک ایک نفر اون حضرات سی شیخ الاسلام والمسلمین اپنی طریقہ کا تہا تو قول اون کا اور فعل اون کا موجب حجت ہے اور واضح ہو کہ ایک تو نفس امر مبایعت کا مسنون ہے اور دوسرا حالت مبایعت کی کہ وہ جلوت مین بدون خلوت کی ہو مسنون ہے جیسا کہ وہ احادیث سی ثابت ہوا پس حالت مبایعت کی خلوت مین ہو نہ کہ جلوت مین لا سیما جب کہ وہ عورات غیر محرمات سی ہو تو وہ موجب فساد نفس اور خلاف سنت اور بدنامی کی ہے نعوذ باللہ منہ انتباہ یہہ علامات ارشاد و مرشد ہونے کے سابق مین لکہی گئی ہین تو یہہ فی الحقیقت شرائط ارشاد کی ہین کہ وہ مرشد ہونے مین ایسی ضروری ہین کہ بغیر موجود ہونے اون کی مرشد ہونا جائز نہین اور خصوصاً آدمی کی حال اور چال چلن سی کماہو حقہ واقف ہونا نہایت دشوار ہے خصوصاً کہ ایکدن کی یا ایک مہینہ کی یا ایک سال کی صحبت ہو اور جبتک کہ کسی آدمی کو کسی آدمی سے صحبت سالہای دراز کی واقع نہ ہو تبتک اون کی افعال سی کماینبغی واقف ہونا

ہونا محال ہے اس لئی حدیث مین ہی کہ اچھا وہ آدمی ہی کہ اوس کی پڑوسی اوس کو اچھا کہین اس لئی کہ پڑوسی پڑوسی کی معاملات دنیاوی اور چال چلن سی بسبب قربت سالہای دراز کی بخوبی واقف ہوتا ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہی تو ان شناخت بیک روز از شمائل مرد کہ تا کجا ش رسیدہ پایگاہ علوم دلی ز باطنش ایمن مباش غرہ مشو کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم اور ارشاد مین ظہور کرامات اور خوارق عادات اور ترک اکتساب شرط نہین جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ قول الجمیل مین لکھا ہی ولا یشترط فی ذالک ظہور الکرامات والخوارق ولا ترک الاکتساب لان الاول ثمرۃ المجاھدات لا شرط الکمال والثانی مخالف للشرع ولا تغتر بما فعلہ المغلوبون فی احوالھم انما المرء تنبیہ علی القلیل والورع من الشبہات یعنی مرشد ہونے اور بیعت لینی مین ظہور کرامات اور خوارق عادات اور ترک کسب کی شرط نہین اس لئی کہ ظہور کرامات اور خوارق عادات ثمرہ مجاہدات اور ریاضت کشی کا ہی نہ کہ شرط کمال کے اور ترک کسب کا خلاف شرع ہی اور دہوکا نکہا ہو اوس سی جو درویش مغلوب الحال کرتے ہین یعنی جو صاحب حال بسبب غلبہ اپنے حال کے کسب حلال کیطرف متوجہ نہین ہوتے ہین اون کی فعل کو دلیل نہ پکڑنا ترک کسب پر منقول تو یہی ہی کہ تہوڑی پر قناعت کرنا اور شبہات سی بچنا یعنی مال مشتبہ اور پیشہ مکروہ اور مشتبہ سی بچنا مرید ہونیکی شرط کے بیان مین جاننا چاہئے کہ مرید ہونیمین بغیر اس کی اور کوئی شرط نہین کہ بیعت کرنیوالا جوان ہشیار رغبت کرنیوالا ہو اور حدیث مین ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی ایک لڑکا گیا تہا تاکہ آپ سی بیعت کری تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اوس کی سر پر ہاتھہ پھیرا اور اوس کی لیے برکت کی دعا کی اور اوس سی بیعت نہ لی کما
ذکرہ تہ اور بعضی مشائخ کہ لڑکون کی سا بیعت کو جائز رکھتی ہین بنا بر برکت اور نیک فالی
کی جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت امام حسن کو اور حضرت امام حسین کو اور حضرت
عبد اللہ ابن عباس کو اور حضرت عبد اللہ ابن جعفر کو اوس وقت بین کہ وہ صغیر تھی اور
وہ نہ عاقل تھی ور نہ بالغ تھی بیعت فرمائی تھی کما مالاکن بعد توبہ کرنے اور مرید ہونی کی
آدمی کو چاہیے کہ وہ باخلاص تمام خدائی تعالی کی طرف متوجہ ہووی اور خصوصاً توبہ کرنے
اور مرید ہونے سی اوسکی غرض اتباع شرعی اور حصول ہدایت ہو اور وہ گناہ کبائر کو ترک
کری اور گناہ صغائر پر اڑ نجائی اور وہ صلوۃ مفروضہ پانچوقتہ کو اور ماہ رمضان کی روزون
کو ترک نکری اور چاہیے کہ پانچوقتہ نماز جماعت سی پڑہی اور نماز جمعہ اور عیدین اور نماز
جنازہ کو ترک نکری اور اگر اوس کو نصاب شرعی یا اوس سی زیادہ ہو تو وہ زکوۃ اوس کی
ادا کری اور اگر اوس کو استطاعت زاد اور راحلہ کی اور نفقہ عیال کی بشرط تندرستی
کی ہو تو حج کہ تمہین دیر نکری اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کری اور اللہ تعالی
کی اوامر بجالائی اور نواہی شرعیہ سی مجتنب ہو غرض کہ اپنی جمیع اعمال اور افعال اور
اقوال کو اتباع شریعت غرا کی کری اور عقائد سنت جماعت پر مستقیم ہو اور عقائد باطلہ
اور فرق ہوا اجتناب کرے اور بعد اوس کی اگر وہ خواہش سلوک طریقت کی رکھتا ہو تو
مطابق فرما واجب الاذعان اپنی مرشد کی ریاضت اور مجاہدہ سی مراتب سلوک کی طی
کری سلطان المشائخ محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیا رضی اللہ تعالی عنہ نی فرمایا
ہی اگر کوئی آدمی طریقت سی گرا تو شریعت پر پڑیگا اور اگر کوئی آدمی شریعت سی گرا تو
وہ دوزخ میں پڑیگا اور مرید کو چاہیے کہ وہ اپنی مرشد کی محبت اور اتباع پر ثابت قدم رہی

اور اوس کو وسیلہ اپنی ہدایت کا اور اپنی نجات کا سمجھی اور جو کچھہ کہ مرشد اتباع اوامر شرعیہ اور اجتناب نواہی شرعیہ سی اوس کو کہی تو وہ اوس کو بجا لاوی کہ محبت اور اخلاص و اتباع اپنی مرشد کی کہ ہدایت خلق اور دعوت حق مین وہ نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی محبت اور اخلاص و اتباع اون کی منیب یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور محبت و اخلاص و اتباع حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ وہ رسول اللہ تعالی کی ہین محبت اور اخلاص و اطاعت اونکی مرسل یعنی حضرت اللہ تعالی شانہ کی ہی آیۃ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اس پر دلالت کرتی ہی یعنی جس آدمی نی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو تحقیق اوسنی اللہ تعالی کی اطاعت کی مبایعت کی تحقیق اور طریق کے بیان مین جاننا چاہیی کہ بیعت کی معنی لغت مین عہد باندہنا ہی یعنی عہد کرنا کہ فلان کام کرونگا اور فلان کام نکرونگا اور مبایعت بروزن مفاعلت کی معنی باہم عہد باندہنا ہی اور احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل التحیہ سی بہی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی اور اوس مین وضو اور غسل کی کچھہ شرط نہین لاکن اگر وہ طہارت ظاہر سیی بلکہ طہارت باطنی سی ہو افضل اور اولی ہے اور بعضی مشایخ رحمہم اللہ تعالی کہ مبایعت کی لئی آپ بہی وضو کرتے ہین اور مبایعین سی بہی وضو کرواتی ہین تو وہ احوط اور احسن ہی اور مبایعت کی وقت آیات قرآنی کا پڑہنا یا ادعیہ کا پڑہنا جیسا کہ بعضی مشائخ مبایعت کی وقت آپ آیات قرآنی پڑہتے ہین یا وہ مبایعین سی پڑہواتی ہین احادیث سی منقول نہین مگر یہہ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بعد مبایعت کی بعض اوقات مین مبایعین کی لئی دعای خیر فرمائی ہی اور یہہ کہ مشائخ رحمہم اللہ تعالی نی اپنی کتب مین مبایعت کی وقت

آیات قرآنی کا پڑھنا اور ایمان مجمل و ایمان مفصل کا اقرار کرانا مبایعین سی لکھا ہی
یہہ باعث تجدید ایمان اور باعث نیک فالی ہی اور بس اور طریقی مبایعت کے کہ
مشائخ نی ایجاد کئی ہین وہ بہت ہین اون تمام کا اس رسالہ مین لکھنا موجب طوالت ہے
لاکن طریقی مبایعت کی کہ شیخ الاکملین امام الواصلین حضرت خواجہ کلیم اللہ شاہجہان
آبادی نی کشکول شریف مین اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نی قول الجمیل مین
لکھا ہے یہان منقول ہوتی ہین وہ طریق مبایعت کا جو کشکول مین ہی یہہ ہی کہ جب کوئی
مرید مرشد کامل مکمل کی پاس کسب طریقت کی لئی آئی چاہی کہ مرشد اوس کو امر کری
کہ پیہم تین روز صوم متواتر رکھی اور اگر اوس سی نہو سکی تو ہر تین روزی طی کری یعنی تین
روز مین ایک ہی روزہ رکھی اور اگر اوس سی یہہ نہو سکی تو وہ تہوڑی طعام سی افطار
کری اور وہ ہر روز کلمہ تہلیل و استغفار اور درود شریف کو ہزار ہزار بار پڑھی بعد اسکے
تیسری رات کی اخیر مین غسل کرکی مرشد کی پاس آوی اور مرشد مرید کو فرماوی کہ سورہ فاتحہ
اور سورہ اخلاص اور امن الرسول آخر سورۃ تک و استغفار اور آیۃ شہد اللہ
انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الہ الا ہو العزیز الحکیم
کو پڑھی اور مرشد مرید کو کہی کہ تم نی بیعت کی اس ضعیف سی اور اس ضعیف کی مرشد سی اور
اس ضعیف کی خواجگان سی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور حضرت اللہ
تعالی سی عہد کیا تم نی کہ اپنی اعضا کو مطابق حکم شرع کی رکہو گی اور اپنی دل اللہ تعالی کی محبت
کو دیوگی اوس وقت مین مرشد مطابق ید اللہ فوق ایدیہم اپنی دہنی ہاتہہ کو
مرید کی دہنی ہاتہہ پر رکہو اور اور لوگ کہ جو مرید کی آگی پیچھی بیٹھی ہون مرید کے
دامن کو پکڑین اور اگر مجلس مین ہجوم زیادہ ہو تو ایک آدمی اوس مین سے مرید کا

دامن پکڑے اور اوس کی دامن کو ہلائے اور مرید کہی کہ بیعت کی اور عہد کیا کہ اپنی افعال اور اقوال کو مطابق شریعت کی کرونگا اور اپنا دل اللہ تعالی کی محبت کو دیا اس کی بعد مرشد مرید کو خرقہ پہنائے اور کہے ھذا لباس التقوی ذالک خیر والعاقبۃ للمتقین اور مرشد تخلیہ مین لائق حال مرید کی ذکر تلقین کری کہ غیر اوس کا اوس پر مطلع نہو اور طریق متابعت کا قول الجمیل مین یون لکھا ہی فاعلم ان اللفظ الماثور عن السلف عند البیعۃ ان یخطب الشیخ الخطبۃ المسنونۃ یعنی جان تو کہ تحقیق لفظ منقول سلف سی بیعت کی وقت یہہ ہی کہ مرشد خطبہ مسنونہ پڑہی وھی الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللہ علیہ و علی الہ و اصحابہ و بارک وسلم یعنی خطبہ مسنونہ یہہ ہی اور وہ الحمد للہ نحمدہ الخ ہی یعنی سب تعریف ہی اللہ تعالی کو ہم اوس کی حمد کرتی ہین اور اوس سی مدد مانگتی ہین اور اوس سی مغفرت چاہتی ہین اور پناہ مانگتی ہین اللہ تعالی کی اپنی نفسون کی بدیون سی اور اپنی اعمال کی برائیون سی جس کو اللہ تعالی نی ہدایت کی اوس کا کوئی گمراہ کرنیوالا نہین اور جس کو اوس نی بہکایا اوس کو کوئی راہ بتانیوالا نہین اور گواہی دیتا ہون اس کی کہ کوئی معبود برحق نہین سوائ اللہ تعالی کی اور اس کے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندی ہین اللہ تعالی کی اور اوس کی رسول ہین رحمت بہیجی اللہ تعالی اون پر اون کی آل پر اور اون کی اصحاب پر اور برکت کری اور سلامتی کرے ثم یلقنہ الایمان الاجمالی فیقول قل امنت باللہ وبما جاء من عند اللہ

علی مراد اللہ وامنت برسول اللہ و بما جاء من عند رسول اللہ علی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتبرءت من جمیع الادیان وجمیع العصیان واسلمت الان واقول اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ یعنی پہر بعد خطبہ مذکورہ کی مرشد مرید کو ایمان اجمالی تلقین کری سو یون کہی کہ کہہ لایا مین ایمان اللہ تعالی پر اور جو اللہ تعالی کی نزدیک سی آیا اللہ تعالی کی مراد پر اور ایمان لایا مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نزدیک سی آیا حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کی مراد پر اور بیزار ہوا مین سب دینون سی سوائی اسلام کی اور بیزار ہوا سب گناہون سی اور مین اب اسلام لایا یعنی اسلام کو تازہ کیا اور کہتا ہون مین کہ گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود برحق نہین سوای اللہ تعالی کی اور گواہی دیتا ہون مین کہ محمد علیہ الصلوٰۃ اوس کی بندی ہین اور اوس کی رسول ہین ثم یقول قل بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بواسطۃ خلفائہ علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصوم رمضان وحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا یعنی پہر مرشد کہو مرید سی کہ کہہ بیعت کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اون کی خلفا کی واسطی پانچ امر پر اس کی گواہی پر کہ کوئی معبود برحق نہین سوا اللہ تعالی کی اور مقرر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہین اللہ تعالی کا اور نماز کی قائم رکہنی پر اور زکوٰۃ کی دینی پر اور ماہ رمضان کی صوم پر اور بیت اللہ کی حج پر اگر مجہکو استطاعت ہوگی اوس کی راہ کی ثم یقول قل بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بواسطۃ خلفائہ علی ان لا نشرک باللہ

شیئا ولا اسرق ولا ازنی ولا اقتل ولا اتی ببهتان افتریه بین یدی
ورجلی ولا اعصیه فی معروف یعنی پهر مرشد مرید سی کہی کہ کہہ بیعت کی میں نی
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بواسطہ خلفاء اوس کی اس پر کہ شریک نکرونگا
اللہ تعالی کی ساتھہ کسی چیز کو اور چوری نکرونگا اور زنا نکرونگا اور قتل نکرونگا اور
بہتان کو نہ لاؤنگا اپنی دونو ہاتھہ اور دونو پاؤن کی درمیان سی اوس کو افترا کر
اور نا فرمانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نکرونگا امر مشروع مین ثم یتلو
الشیخ هاتین الآیتین یا ایها الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیه الوسیلة
وجاهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله
ید الله فوق ایدیهم فمن نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفی بما
عاهد علیه الله فسیؤتیه اجرا عظیما یعنی پہر مرشد ان دونو آیتون کو
پڑہی یا ایها الذین سی آخر تک و معنی ان دونو آیتون کی آگی لکہی گئی ہین
اوس کی اعادہ کی کچہہ ضرورت نہین ثم یدعو لنفسه وللتلمیذ ولحاضرینا
فیقول بارك الله لنا ولکم ونفعنا وایاکم یعنی پہر مرشد دعا کری اپنی ذات کی لئے
اور مرید کی لئے اور حاضرین کی لئے سو یون کہے کہ اللہ برکت کری ہماری اور تمہاری
لئے اور نفع پہونچاوی ہمکو اور تمکو ولا باس ان یلقنه فیقول قل اخترت الطریقة
النقشبندیة او القادریة او الچشتیة المنسوبة الی الشیخ الاعظم والقطب
الافخم خواجه نقشبند او الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی او الشیخ
معین الدین السنجری الچشتی رضی اللہ عنهما فتوجها واخترنا فی زمرة اولیائها
بحرمتك یا ارحم الراحمین یعنی اس مین کچہہ مضائقہ نہین کہ مرید کو یون تلقین

کری سو کہو کہ تو کہہ کہ یعنی اختیار کیا طریقہ نقشبندیہ کو جو منسوب ہی طرف شیخ اعظم اور
قطب الافخم حضرت خواجہ نقشبند کی یا طریقہ قادریہ کو جو منسوب ہی حضرت محی الدین
شیخ عبد القادر جیلانی کی طرف یا طریقہ چشتیہ کو جو منسوب ہی حضرت خواجہ معین الدین
سنجری یعنی سیستانی کی طرف خداوندا ہمکو فتوح اس طریقہ کی عنایت کر اور ہمکو اس
طریقہ کی دوستون مین محشور کر اپنی رحمت سی یا ارحم الراحمین کہتا ہی فقیر مودودی
مؤلف اس رسالہ کا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نی اس عبارت مین بطریق لف
نشر مرتب کی طریقہ نقشبندیہ کو حضرت خواجہ شیخ بہاء الدین نقشبند کی طرف اور
طریقہ قادریہ کو غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی
کی طرف اور طریقہ علیہ چشتیہ کو خواجہ اعظم اعظم اللہ تعالی واکرم شہد الولی حضرت
خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری کی طرف منسوب کیا ہی اور واضح ہو کہ طریقہ
چشتیہ منسوب ہی طرف نام قصبہ چشت کی کہ وہ مولد اور وطن مالوف فقیر مودودی
مؤلف اس رسالہ کا اور وہ مسکن اور مقام شیوخ الاقطاب شموس الافراد شیوخ الاسلام
والمسلمین ائمۃ الہدی ہداۃ الوری حضرات خواجگان پنجتن چشت مبارک کا ہی
یعنی حضرت سید خواجہ احمد ابدال حسنی چشتی بن سلطان فرسنافہ حسنی چشتی کا کہ معروف
خواجہ ابی احمد ابدال چشتی سی ہین اور حضرت سید خواجہ محمد حسنی چشتی کہ معروف خواجہ
ابی محمد چشتی سی ہی اور وہ فرزند اور جانشین حضرت سید خواجہ ابی احمد ابدال حسنی
چشتی کی ہین اور حضرت سید خواجہ ناصر الدین ابی اسحاق یوسف حسینی چشتی کہ
معروف خواجہ ابی یوسف چشتی سی ہی اور وہ فرزند حضرت سید محمد بن سید سمعان
چشتی [illegible] ابی احمد [illegible] زادہ اور جانشین حضرت خواجہ ابی محمد حسنی چشتی کی ہین

اور حضرت قطب الدین سید جانفشا خواجہ مودود حسینی چشتی کہ وہ فرزند اور جانشین
حضرت سید خواجہ ناصر الدین ابی یوسف حسینی چشتی بن سید محمد بن سید سمعان حسینی شاملانی
ہیں اور حضرت سید خواجہ احمد حسینی چشتی کہ وہ فرزند حضرت سید خواجہ قطب الدین مودود حسینی
چشتی کی اور جد بزرگ فقیر مولف رسالہ کی ہیں اور حضرت سید خواجہ قطب الدین مودود حسینی
چشتی مرشد حضرت خواجہ مخدوم حاجی شریف زندنی کی اور وہ مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی
کے اور وہ مرشد سند الراسخین ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری کے ہیں رضی
اللہ تعالی عنہم اجمعین اور مخبر ہیں ہو کہ دستور متعارف اور رسم قدیم ہی کہ ہر طریقہ
ساتھ نام شیخ اوس طریقے کی یا ساتھ لقب شیخ اوس طریقے کی یا ساتھ نام وطن یا نام مقام اور مسکن
شیخ اوس طریقے کی منسوب اور مشہور اور معروف ہوتا ہی چونکہ شیخ طریقہ چشتیہ کے شمس العارفین
سلطان الاقطاب ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری ثم اجمیری قدس سرہ العزیز ہیں
اگر وہ اس طریقہ کو اپنی لقب گرامی سی منسوب اور معروف کرکے معین الدینیہ کہلاتے تو
ادن کو سزاوار تھا اور اگر وہ اس طریقہ کو اپنی وطن مالوف کی نام سی منسوب کرکے اوس کو سنجریہ
کہلاتے تو ان کو شایان تھا اور اگر وہ اس طریقہ کو اپنی مقام اور مسکن کی نام سی منسوب
کرکی اوس کو اجمیریہ معروف کرتے تو وہ مختار تھی مگر بسبب ارادت اور ادب اور محبت
اپنی پیران عظام یعنی حضرات خواجگان چشت مبارک کی اس طریقہ کو اپنے پیروں کی مقام
کی نام سی کہ وہ چشت تھا منسوب کرکے اس طریقہ کو چشتیہ سی معروف کیا تو طریقہ چشتیہ پیران
چشت یعنی حضرات خواجگان بہشتی چشت سی منسوب ہوا الیس منسوب کرنا مولانا شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی کا طریقہ چشتیہ کو خواجہ اعظم ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری کی طرف
از روی عرف عام کی ہی نہ از روی واقع کے قبلہ آن مولانا مولوی احسن الزمان محمد حسن صاحب [illegible]

نے قول المستحسن مین طریقہ چشتیہ کو طریقہ احمدیہ چشتیہ لکھا ہی اس لئی کہ اول اور آغاز سلسلہ عالیہ چشتیہ کا حضرت سید خواجہ ابی احمد حسینی چشتی ہین رضی اللہ تعالی عنہ واما بیعۃ النساء فبان یاخذ الشیخ طرف ثوب والتی تابع طرفہ الاخر واللہ اعلم یعنی عورتون کی بیعت کرنیکا یہہ طریقہ ہی کہ مرشد کپڑی کا ایک کنارہ پکڑی اور بیعت کرنیوالی عورت دوسرا کنارہ اوس کا پکڑی ہو واللہ اعلم

مرشد کے آداب کی بیان مین

غوث الاعظم قطب الافخم محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے کتاب غنیۃ الطالبین مین بسط سی لکھا ہی کہ خلاصہ اوس کا یہہ ہی واما ادابہ مع الشیخ فالواجب علیہ ترک مخالفۃ شیخہ فی الظاہر وترک الاعتراض علیہ فی الباطن الخ یعنی اما آداب پیر مرشد کی پس مرید پر واجب ہے کہ وہ اپنی پیر کی ظاہراً مخالفت نکری اور باطناً بھی اپنی پیر پر اعتراض نکری پس جو آدمی اپنی پیر کا تارک ادب ہوگا وہ صاحب عصیان ظاہر کا ہی اور جو کوئی مرتکب گرنیکا اور دشمن اپنی نفس کا ہوگا تو وہ باطناً اپنی پیر پر اعتراض کرنیوالا ہوگا اور مرید کو چاہئی کہ ظاہر مین اور باطن مین اپنی پیر کی مخالفت سے اپنی نفس کو روکی اور زجر کری اور یہہ آیتہ قرآن مجید کی کثرت سی پڑھی ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رءوف رحیم یعنی ای پروردگار بخش ہماری لئی اور ہماری بھائیون کی لئی کہ انہون نی ہمسی سبقت کی ہی ساتھ ایمان کی اور ہماری دلون مین اون ہی کہ وہ ایمان لائی ہین کدورت میل مت ڈال ای پروردگار ہماری تحقیق تو مہربانی کرنیوالا رحم کرنیوالا ہی اور اگر دیکھ لیگا اوس کا پیر مرتکب ہوکی لئی امر کا کہ وہ شرعاً مکروہ ہو تو مرید کو چاہئی کہ وہ مثال کی [illegible] اپنی پیر کو اوس سی آگاہ کری اور پھر اگر وہ اوس کو صحیح سمجھی

تاکہ طبع اوسکی پیر کی اوس مرید سی متنفر نہو جاوی اور اگر بصورتیکہ مرید کوئی عیب اپنی

پیر مین دیکہنے تو چاہئے کہ وہ اوسکو ڈہانپی اور وہ اپنی نفس پر تہمت رکہی اور اوس عیب کے

تاویل شرعی کری اور اگر بصورتیکہ وہ اپنی پیر کی لئی کوئی عذر شرعی نہ پاوی تو وہ اپنی پیر کے لئی اللہ تعالی سے استغفار کری اور دعا

خیر مانگی تاکہ اللہ تعالی اوسکو توفیق اتباع شرع کی بخشی اور اوسکو علم اور عصمت اور حمیت

اسلامی عطا کری اور وہ اپنی شیخ مین اعتقاد عصمت کا نرکہی کہ اوس سی کوئی گناہ سرزد نہ ہوگا

اور کسی آدمی کو اپنی پیر کی عیب سی آگاہ نکری اور جب وہ پہر کبہی اپنی شیخ کی خدمت

حاضر ہووی تو وہ یہہ اعتقاد کری کہ تحقیق وہ عیب ہماری پیر سی زائل ہوگیا ہی اور تحقیق

شیخ اوس سی نقل کر کے اعلی رتبہ کو پہونچا ہی اور اب وہ اوس عیب پر نہین رہا اور وہ عیب

اوس سی از روی غفلت کے کہ مقتضائی بشریت ہی ہوا تہا اور وہ فصل تہا درمیان دو

حال کی اس لئی کہ ہر حال کی لئی جدائی اور رخصتون اور اباحات شرعیہ اور ترک عزایمکی

طرف رجوع کرنا ہی کہ وہ درمیان دو مکانون کی مانند دہلیز کی ہی اور درمیان دو منزل کی مانند

ایک منزل کی ہی انتظار حالت اولی کی قیام کرنا حالت ثانیہ کی چوکہٹ پر ہی کہ وہ انتقال کرنا

ہی ایک ولایت سی دوسری ولایت کیطرف اور وہ دور کرنا ایک خلعت کا اور پہننا دوسری

خلعت کا ہی کہ وہ اوس سی افضل اور اعلی اور اولی ہی اس لئی کہ وقت اولیاء اللہ مدارج کی

ترقی مین ہوتے ہین تو مرید یہہ جانے کہ ہماری شیخ نی اوس حال سی اعلی حال پر ترقی کی ہوگی

اور وہ اب مزید قرب الہی تعالی شانہ مین ہوگا اور اگر بصورتیکہ اوس کا پیر اوس پر

غضب کری یا اوس سی ترش رو ہو یا وہ کسی نوع سے اوس سی اعراض کری تو مرید کو چاہئے

کہ وہ اپنی پیر سی انقطاع نکری بلکہ وہ مرید اپنی باطن مین اپنی بی ادبی سی اور تقصیر امتثال شرع

سی یا ارتکاب منافی شرعیہ سی تفتیش کری اور بعد یافتگی کے مرید اوس سی استغفار اور توبہ کری

بعزم عدم معاودت گناہ پر زمانہ استقبال مین اور مرید اپنی پیر کی آگی اعتذار اور تذلل
اور تملق اور تحبب بعزم ترک مخالفت آیندہ کی کری اور وہ افعال مشعر وصا اور ماموره مین اپنی
پیر سی موافقت اور موفقت پہ مواظبت کرنی اور مرید اپنی پیر کو وسیلہ اور واسطہ اور سبب
وصول الی اللہ کا گردانی مانند اوس آدمی کہ وہ بادشاہ کی دربار مین جانا چاہتا ہی اوسکو چاہی
اوس کو کہ وہ کسی حاجب دربار شاہی سی یا کسی حاشیہ نشین دربار بادشاہی سی دوستی رکہی
تاکہ وہ اوس کو آداب شاہی سی اور بادشاہ کی مقابل کہڑی ہوتے اور کلام کرنی کے آداب سے
آگاہ کری اور اوس کو معلوم اور متنبہ کری کہ وہ تحائف اور اشیاء غریبہ کہ بادشاہ کے
خزانہ مین نہون وہ بادشاہ کی حضور مین پیش کرنا چاہیے اور جو آدمی کہ وہ بہت آتا
جاتا ہی پس اوس آدمی کو چاہیے کہ وہ اوس گہر کی دروازہ سی آدی اور اور جگہہ سی کہ اوسکا
گہر کا دروازہ نہو وہ کو د کر نہ آدی مگر وہ ملامت کیا جاوی اور اہانت کیا جاوی اور اوسکا
غرض اور مقصود بادشاہ سی حاصل نہووی اور جو آدمی کہ نیا آتا ہی تو اوس کو دہشت
عائد ہوتی ہی پس لاچار ہی اوس کو یاد دلانی والی سی اور آگاہ کرنیوالی سی اور اوس
آدمی سی کہ وہ اوس کا ہاتہہ پکڑ کر اوس کو دربار شاہی مین اوس کی لائق کی جگہہ پر بیٹہائی یا
اشارہ کری اوس کی طرف اوس جگہہ کی بیٹہنی کا تاکہ وہ اہانت نپاوی اور وہ بادشاہ کی
طرف بی ادبی سی اور حماقت سی اشارہ نکری اور آدمی کو چاہیے کہ وہ یقین کری کہ اللہ
تعالی کی عادت یون جاری ہی کہ زمین مین مرشد اور مرید اور صاحب اور مصحوب اور
تابع اور متبوع ہو حضرت آدم علیہ السلام کی زمانہ سی قیامت تک جیسا کہ حضرت آدم
علیہ السلام کہ جب اللہ تعالی نی اون کو پیدا کیا اون کو اسماء تعلیم کئی اور اون سی اخر
پیدائش مخلوقات کا آغاز کیا اور گردانا اون کو مانند طلبہ کے ساتھہ استاد کی اور

نانند مرید کی ساتھ شیخ کی اور فرمایا ای آدم یہہ گہوڑا ہی اور یہہ خچر ہی اور یہہ گدہی
ہی جنکی کہ سکہایا اون کو کہ یہہ بڑا پیالہ ہی اور یہہ چہوٹا پیالہ ہی اور جب اللہ تعالی
اون کی تعلیم اور تہذیب سی فارغ ہوا گویا کہ اتارا اون کو استاذ اور شیخ اور حکیم اور پہنایا
اون کو انواع حلل اور حلیہ ہی اور اچہی فرمائی گویائی اون کی اور بٹہایا اون کو کرسی
پر بہشت مین اور کہڑا کیا ملائکہ کو گرداگرد اونکی صف بصف پس فرمایا اللہ تعالی یا ادم
انبئہم باسمائہم یعنی ای آدم خبر دیجی اون کو اون کی نامون سی بعد اوس کی کہ ظاہر
عجز ملائکہ اور عدم علم اون کا ساتہہ اوس کی اور کہا ملائکہ کا سبحانک لا علم لنا الا
ما علمتنا یعنی پاکی ہی تجہے نہین علم ہمکو مگر وہ کہ تعلیم کیا ہی آپ نی ہمکو پس ہوی سب ملائکہ
تلمیذ اور مرید اون کی اور ہوی حضرت آدم استاذ اور شیخ اون کی اور جب جاری
ہوا جو کچہہ کہ جاری ہوا حضرت آدم علیہ السلام پر درخت منہی عنہ کی کہانیسی اور بہشت
سی نکلنی سی پس لاحق ہوی اون کو بہوک اور پیاس اور سوزش اور قبض کہ اوس کو
حضرت آدم نی آگی نہ دیکہا تہا پس محتاج ہوی حضرت آدم علیہ السلام معلم اور مرشد اور
استاذ اور دلیل اور محمود کی پس بہیجا حضرت اللہ تعالی نی جبرئیل علیہ السلام کو تاکہ
انست پیدا کیا اون سی اور سکہایا اون کو وہ امر کہ مشکل تہا اون پر امور منزل سی پہر دیا
حضرت جبرائیل علیہ السلام نی حضرت آدم علیہ السلام کو گیہون اور بتایا اون کو بونا اوس کا
اور کاٹنا اور صاف کرنا اوس کا پس سکہایا اون کو پیسنا اور روٹی پکانا اور کہانا اوس کا
اور سکہائی اور ضروری حوایج اون کو پس ہوی حضرت جبرئیل علیہ السلام استاذ اور
شیخ اون کی بعد اوس کی کہ حضرت آدم علیہ السلام شیخ اور معلم اون کی اور جمیع ملائک کے
تہی اور یہہ وسیلی تغیر حال کی اور نقل کرنی حضرت آدم علیہ السلام کی بہشت سی دنیا مین ہوا

پس ایسا ہی ہلم جرا حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام سے
تعلیم پائی اور اولاد حضرت شیث علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام سے تعلیم پائی
اور ایسا ہی حضرت نوح علیہ السلام نے تعلیم کیا اپنی اولاد کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
تعلیم کیا اپنی اولاد کو جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ووصی بہا ابراہیم بنیہ ویعقوب
یعنی وصیت کیا ابراہیم نے اپنی اولاد کو اور یعقوب نے اور ایسا ہی حضرت موسی اور حضرت
ہارون علیہما السلام نے تعلیم کیا اپنی اولاد کو اور حضرت عیسی نے تعلیم کیا حواریون کو
اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو اور نماز
اور وصیت کیا حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو مسواک کرنے کی لئے جیسا کہ حدیث
ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصانی جبرئیل بالسواک حتی کاد
ان یدردنی یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وصیت کی جبرئیل نے مجھے
مسواک کرنیکی لئے تا آنکہ نزدیک تھا کہ بغیر دانتوں کی کرے مجھے یعنی جبرئیل نے مجھی اسقدر
مسواک کرنے کی لئے وصیت کی کہ نزدیک تھی کہ دانت میرے گر جاوین اور مین بغیر دانتون
کی ہوون اور حدیث ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلی بی جبرئیل
علیہ السلام عند البیت مرتین فصلی بی الظہر حین زالت الشمس الحدیث
یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑھائی مجھی جبرائیل علیہ السلام نے
نزدیک بیت اللہ کی دو بار پس پڑھائی نماز ظہر کی اوسوقت کہ زوال ہوا آفتاب
آخر حدیث تک پس تعلیم پائی حضرات صحابہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
پھر تابعین نے اون سے پس تبع تابعین نے اونسے قرنا بعد قرن کی اور عصر بعد عصر کی
پس نہین کوئی نبی مگر کہ اوس کی لئے صاحب ہوتا ہی کہ وہ ہدایت پاتا ہی اوس نبی سی

اور وہ ہوتا ہی اوس کی قدم پر اور وہ متبع ہوتا ہی اوس کی مذہب کا اور وہ ہدایت
کرتا ہی ہدایت اوس کی پس وہ خلیفہ ہوتا ہی اوس کی جگہہ مین اور قائم مقام ہوتا ہے
اوس کا جیسا کہ حضرت موسیٰ ابن عمران سی اون کی خواہرزادہ یوشع بن نون علیہما السلام
اور حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام سی اور حضرات خلفاء راشدین اور اور حضرات صحابہ علیہم
الرضوان حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سی اور ہمیشہ اولیاء و صدیق و ابدال
ایسا ہی ہوئی یعنی استاذ اور تلمیذ مانند حضرت حسن بصری اور اون کی تلمیذ عتبہ بن غلام
کی اور مانند حضرت سری سقطی اور اونکی خواہرزادی حضرت ابی القاسم جنید کی اور غیر اونکی
کہ بیان اوس کا دراز ہی پس طریق وصول الی اللہ اور رہنما اوس طریق کی مشایخ ہین اور
وہ مانند دروازہ کی ہین کہ آدمی اوس دروازہ سی اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہی پس چارہ
نہین ہر مرید کی لئی شیخ سی اور مرشد سی مگر بسبیل ندرت اور شذوذ کی پس جائز ہی یہ کہ
کری اللہ تعالیٰ ایک بندہ کو بغیر واسطہ شیخ کی پس متولی ہووی اللہ تعالیٰ اوس کی تربیت کا
اور صفات نفسانی سی اور شیطان سی اوس کی حراست کا مانند حضرت ابراہیم علیہ السلام اور
حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور مانند حضرت اویس قرنی کی اولیا سی اور غیرہم
اور یہہ جو مینی بیان کیا ہی یہہ اغلب ہی اور اکثر اور اسلم اور احسن ہی پس لائق نہین مرید کیلئی
کہ وہ اپنی شیخ سی قطع کری تا آنکہ وہ اوس سی ساتہہ وصول الی اللہ کی مستغنی ہووی پس متولی
ہووی اللہ تعالیٰ اوس کی تربیت کا اور تہذیب کا اور واقف کری اوس کو اللہ تعالیٰ اسرار
کی معانی سی کہ وہ اوس کی شیخ پر مخفی ہین اور فرمائی اوس کو اون اعمال سی جو چاہی اور
امر کری اوس کو اور نہی کری اوس کو اور بسط کری اوس کو اور قبض کری اوس کو اور
غنی کری اوس کو اور محتاج کری اوس کو اور تلقین کری اوس کو اور اطلاع کری اوسکو اوسکی اقسام پر

امور آینده پر پس مستغنی ہووی وہ مرید ساتھہ اپنی رب تعالی اور اون کی غیر سی بلکہ نہ مشغول
ہوگا وہ غیر سی اور نہ گنجایش ہوگی اوس کو مگر مراعات ادب اپنی رب کی اور محافظت
اوس کی خدمت کی اور اوس کی حرمت کی اور اوس کی توفیہ کی پہر قطع کریگا وہ مرید
اسوقت اپنی پیر کی ساتھ مستفید اور بسلوۃ خدا تعالی کی ہو شیخ پر اور ما اوس مرید ہنا دفن
پہر کہ جب وہ پہنچی طرف اوس حالت کی کہ مستغنی ہووی اوس مین ساتھہ اپنی رب
تبارک اور تعالی کی مرشد سی اور آداب مرید سی ہی یہہ کہ نہ بات کری وہ اپنی پیر کی
روبرو مگر وقت ضرورت کی اور نہ ظاہر کری کسی شی کو وہ اپنی شیخ کی آگی پہلا اپنی
نفس کی مناقب سی اور اوس کو لائق نہین کہ بچہاوی اپنی سجادہ کو روبرو اپنی شیخ کی
مگر نماز ادا کی کیوقت مین پس جب فارغ ہووی مرید نماز سی تو لپیٹی وہ اپنی سجادہ کو
جلدی سی اور آمادہ ہووی اپنی پیر کی خدمت کی لیی اور اور شیوخ کی خدمت کی لیے
اور اجتناب کری وہ اپنی سجادہ کی بچہانی سی اور اپنی سجادہ کی فوق کرنی سی اور اپنی
سجادہ کی نزدیک کرنی سی اونکی سجادہ یا اور اونکی سجادہ سی کہ وہ اوس مرید سی رتبہ مین
زیادہ ہون مگر اونکی امر سی پس تحقیق یہہ بی ادبی ہی نزدیک اونکی اور جب کوئی
مسئلہ اوس کی پیر کی آگی شروع ہو تو مرید کو چاہی کہ وہ خاموشی اختیار کری اگرچہ
مرید کی پاس دانش اور جواب کامل اوس کا ہو مگر جو کچھہ کہ اللہ تعالی اوس کی شیخ کی
زبان پر جاری کری تو مرید اوس کو غنیمت جانے اور اوس کو قبول کری اور ساتھہ
اوس کی عمل کری اور اگر مرید دیکھی کہ ہماری شیخ کی جواب مین نقصان اور قصور ہی
پس وہ اپنی پیر کی جواب کو رد نکری بلکہ وہ اوس پر اللہ تعالی کا شکر کری کہ اللہ
تعالی نی اوس کو علم اور فضل اور نور سی خاص کیا ہی اور اوس سب کو مرید اپنی نفس

نخفی کری اور زیادہ بات نکری اور مرید یہہ نکہی کہ شیخ نی مسئلہ مین خطا کی اور مرید اپنی
پیر کی کلام کا نقض نکری مگر یہہ کہ غالب ہوجای اوس پر نقض کلام کا پس اگر مرید سی
کوئی کلمہ نقض کلام اپنی پیر کا با اختیار ظاہر ہووی پس چاہیی کہ اوس کا تدارک کرے
سکوت سی اور توبہ سی ساتہہ عزم ترک معاودت کی پس روبرو پیر کی خیر کلی مرید کے
اوس کی سکوت مین ہی اور مرید کو لائق ہی کہ روبرو شیخ کی سماع مین حرکت نکری مگر
اوس کی اشارہ سی اور وہ اپنی نفس سی حال ندکہلاوی مگر یہہ کہ وہ وارد ہوا اوس پر
از روی غلبہ کی کہ اوس کو تمیز اور اختیار سی اوٹھا لیوی پس جب اوس کا جوش ساکت
ہو تو وہ اپنی حال سکوت اور وقار کیطرف عود کری اور وہ اوس کا کتمان کری کہ اللہ تعالی
نی اپنی سر سی اوس کو دیا ہو اور انکار نکیا جاوی حال کا اوس آدمی مین کہ وہ از روی
صدق کی کرتا ہی پس معنی اون اقوال کی کہ وہ سنتا ہی اوس کی صدق کی نایرہ کو
کہڑا کرتی ہین پس وہ مشغول ہوتا ہی اپنی نایرہ سی اور وہ غایب ہوتا ہی اوس مین پس
متحرک ہوتی ہین اعضا اور جوارح اوس کی قوم مین اور وہ لذات طبعی اور ہوای
نفسانی قوم سی گوشہ مین ہی اور وہ مرید کہ اس مین صادق ہی تو نایرہ عشق اوس کا
بُجہنی والا نہین اور شعلہ اوس کا بُجہنی والا نہین اور محبوب اوس کا غایب نہین اور
انیس اوس کا وحشی نہین پس وہ ہمیشہ زیادت قرب مین اور لذت مین اور نعیم مین
ہی پس نہ متغیر کریگا اوس کو غیر کلام معشوق اوس کی کی کہ وہ اللہ تعالی ہی اور لائق
ہی مرید کی لئی کہ وہ سماع کی حال مین کسی آدمی کا معارض نہووی اور وہ کسی آدمی کا
اوس کی وقت مین مزاحم نہووی اور لائق ہی اوس مرید کی لئی کہ اوس کو ایمان اور
تصدیق اور اعتقاد ہو یہہ کہ جب وہ کسی شیخ کا مرید ہووی تو وہ مرید یہہ سمجہی کہ کوئی

شیخ اوس سی افضل اور اولی اس دیار مین نہین تا کہ وہ مرید اپنی مقاصد مین اوس شیخ سی منتفع ہووی اور مرید کو چاہیے کہ وہ اپنی شیخ کی مخالفت سی حذر کری اس لیی کہ مخالفت شیوخ رحمہم اللہ تعالی کی سم قاتل ہی اور اوس مین زہر ہلاہل ہی پس نہ مخالفت کری صریحاً اور نہ تاویلاً اور وہ نہ مخفی کری اپنی شیخ سی کوئی احوال اور اسرار اپنا اور کسی آدمی کو اوس پر کہ شیخ اوس کا اوسکو امر کری مطلع نکری اور مرید کو لائق نہین کہ وہ اباحات اور رخصتین شرعیہ کی طرف میل کری یا وہ رجوع کری طرف اوس کی کہ اوس کو اللہ تعالی کی لئی ترک کیا ہی پس تحقیق کبائر سی اور فسخ ارادت سی ہی نزدیک اہل طریقت کی اور حدیث ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العائد فی ہبتہ کالکلب یقئ ثم یعود فیہ یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ عود کرنیوالا اپنی بخشش مین یعنی دی ہوئی چیز کو لوٹا لینی والا مانند کتی کی ہی کہ وہ قی کرتا ہی پس لوٹ کر کہاتا ہی اوس کو اور مرید کو التزام اور انقیاد اپنی پیر کی امر کا لازم ہی اگر اوس مین کہ اوس کی پیر نے اوس کو اشارہ کیا ہو تقصیر واقع ہو پس مرید کو واجب ہی کہ وہ اپنی پیر کو اوس سی آگاہ کری تا کہ اوس کا پیر اپنی رای کو ظاہر کری اور دعا کری مرید کی لئی توفیق اور آسانی اور فلاح کے ــ

در بیان اس کی کہ مرشد کا ادب والدین اور استاذ اور ارباب حقوق کی ادب سی زیادہ ہی امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ مبدء و معاد مین لکہا ہی کہ شرافت علم باندازہ شرف معلوم است معلوم ہر چند شریف تر علم آن عالی تر پس علم باطن کہ صوفیہ بان ممتاز اند اشرف باشد از علم ظاہر کہ نصیب علمای ظواہر ست بہ قیاس شرافت علم ظاہر بر علم حجامت و حیاکت پس رعایت پیر کہ علم باطن را ازو اخذ می کنند بانصاف زیادہ باشد از رعایت آداب استاذ کہ علم ظاہر را ازو

استفاده نماید و همچنین رعایت آداب استاذ علم ظاهر باضعاف زیاده ست
است
از رعایت اداب استاذ حجام و حائک و همچنین تفاوت در اصناف علوم ظاهر جاری
استاذ علم کلام و فقه اولی و اقدم ست از استاذ علم نحو و صرف و استاذ علم نحو و صرف اولی
ست از علوم فلسفی باید دانست که حقوق پیر فوق حقوق سائر ارباب حقوق ست بلکه نسبت
ندارد حقوق پیر بحقوق دیگران بعد از انعامات حضرت حق سبحانه و احسانات حضرت رسول الله
صلی الله علیه وسلم بلکه پیر حقیقی همه حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم است ولادت صوری
هرچند از والدین است اما ولادت معنوی مخصوص به پیر ست ولادت صوری را حیات چند
روزه است و ولادت معنوی را حیات ابدی ست نجاسات معنویه مرید را پیر ست که
بقلب و روح خود کناسی می نماید و تطهیر اشکنبه او می فرماید در توجهات که نسبت به بعضی
مسترشدان واقع می شود محسوس میگردد که در تطهیر نجاسات باطنیه ایشان تلوثی بصاحب
توجه نیز پیدا میشود و تا زمانی مکدر میدارد پیر ست که بتوسل او بخدا میرسند عز و جل که فوق جمیع
سعادات دنیویه و اخرویه است پیر ست که بوسیله او نفس اماره که بالذات خبیث است
مزکی و مطهر میگردد و از اماره گی باطمینان میرسد و از کفر جبلی باسلام حقیقی می آید مصرع
گر بگویم شرح این بیحد شود + پس سعادت خود را در قبول پیر باید دانست و شقاوت خود را
در رد او نعوذ بالله سبحانه من ذالک رضای حق سبحانه را در پس پرده رضای پیر
مانده اند تا مرید در مرضی پیر خود را گم نسازد بمرضیات حق سبحانه نرسد آفت مرید در آزار
پیر ست هر زلتی که بعد ازین باشد تدارک آن ممکن ست اما آزار پیر را هیچ چیز تدارک
نمی تواند نمود آزار پیر بیخ شقاوت ست مرید را عیاذاً بالله سبحانه من ذالک
خللی در معتقدات اسلامیه و فتوری در اتیان احکام شرعیه از نتائج و ثمرات آن است

از احوال و مواجید که بباطن تعلق دارد حکویند و اثری از احوال اگر با وجود
آزار پیر ماند استدراج باید شمرد که آخر بخرابی خواهد کشید و غیر از ضرر نتیجه نخواهد بخشید
اور کتاب جامع الاصول میں تاجیہ سی منقول ہی اعلم ان مکافاۃ بعض حقوق الشیخ
لا یتیسر الا برعایۃ حسن الادب والتعظیم فی الطریقۃ من معظمات حقوقہم
والاھمال فیہ من التقصیر والخسران لان لہ نسبۃ الابوۃ المعنویۃ بل قالوا
ھذہ النسبۃ عند اھل المحبۃ والعارفین اشرف واعظم من نسبۃ الابوۃ الظاھرۃ
یعنی تحقیق عوض بعض حقوق مرشد کا نہیں حاصل ہوتا مگر رعایت حسن ادب سی یعنی رعایت حسن
ادب مرشد کا مرشد کی بعض حقوق کا عوض ہو سکتا ہی اور بغیر رعایت حسن ادب شیخ کی شیخ کی
بعض حقوق کا عوض ہو نہیں سکتا پس تعظیم طریقت میں بڑی حقوق سی ہی اور بی ادبی میں
نقصان اور خسران ہی اس لیے کہ مرشد کی لیے حکم ابوت معنوی کا ہی بلکہ بعضوں نی کہا ہی کہ یہہ نسبت
ابوت معنوی کی نزدیک اہل محبت اور عارفین کی اشرف اور اعظم ہی نسبت ابوت ظاہری سی
اور مطالب رشیدی میں ہی مخفی مباد که اداب استاذ عالم و پدر و بزرگ یکسان نیست مگر
آداب و مقام پیر و مرشد از ہمہ بالاترست و پیر آنرا گویند که بوی بیعت کنند و از وی بہرہ
شود و بدولت وی دہل بحق شود و این صفت نباشد مگر در پیران که آنرا مشائخ می
نامند بخلاف دیگران که انہا تعلیم علم ظاهری از عربی و فارسی وغیرہا می کنند یا ہنری می
آموزند لیس کجا مرتبہ این اساتذہ و کجا مرتبہ آن مشائخ و مرتبہ پیر از پدر ہم زیادہ
است که پدر پرورش بدن می کند و پیر پرورش روح و پدر از پسر خواہان خدمت
دنیا می باشد و اگر اندک قصور از وی ظاہر شود پدر ناخوش می شود و عاقش می کند و
پیر سراپا شفقت بامرید می باشد و پیر و ای خدمت ظاہر از وی ندارد و خاطر او

باطناً شفیق و متوجه حال مریدی باشد میخواهد که در دنیا هم بوی رنجی نرسد
و در عاقبت هم از تفصیلات وی در می گذرد و تا مقصود مرید و ش نمی کند
پس آداب و حق وی را که بر ذمه مرید باشد قیاس باید کرد و لحاظ آن باید داشت
که پیر بجای پیغمبر باشد زیاده از این چه گویم مصرع در خانه اگر کس ست یک حرف
بس ست اپنی شیخ اور مرشد کو اور شیوخ سی افضل جاننی کی بیان مین۔

جاننا چاہیے کہ مرشد سی حصول فوائد بیعت کا بوسطہ محبت صادق اور اخلاق
راسخ اور اتباع کامل مرشد کی ہوتا ہی اور بدون محبت دلی اور اخلاص قلبی
اور اتباع کامل مرشد کی بیعت توبہ سی بغیر توبہ کرنیکی کچھ حاصل نہین ہوتا اور
مرید کو محبت دلی اور اخلاص قلبی اپنی پیر سی تب پیدا ہوگا کہ وہ اپنی مرشد کو
اور شیوخ سی افضل و اکمل جانیگا اور جبتک مرید اپنی مرشد کو اور شیوخ وقت
سی افضل و اکمل نجانیگا تو وہ فیوض بیعت سی محروم رہیگا غوث الاعظم قطب الانجہ
محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی غنیۃ الطالبین
مین فرمایا ہی وینبغی لہ اذا اراد ان یتادب بشیخ ان یکون لہ ایمان و تصدیق
و اعتقاد ان لا احد فی تلک البلد یاراولی منہ حتی ینتفع بہ فیما ہو مرامہ
وان یقبلہ اللہ عزوجل یعنی لائق ہی مرید کی لئی جب ارادہ کری وہ کہ مرید ہووی
اور کسی شیخ سی ادب عرفانی حاصل کری یہہ کہ ہو مرید کی لئی ایمان اور راستی
اور اعتقاد یہہ کہ نہین کوئی شیخ افضل و اولی اوس شیخ سی اس زمانہ مین تاکہ نفع
لیوی مرید اپنی مقاصد مین اوس شیخ سی کہ یہہ کہ قبول کری اوس کو اللہ تعالی یعنی
مرید جب ایسا اعتقاد کریگا کہ میری مرشد ہی اور کوئی شیخ اس زمانہ مین افضل نہین

تب مرید اپنی مرام سی منتفع ہوگا اور منسوبیت جناب آلہی جل شانہ کی اوس کو حاصل ہوگی کما ما اور امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نے رسالہ مبدء و معاد مین یہہ لکھا ہی کہ اعتقاد ساتہہ افضلیت اور اکملیت اپنی پیر کے محبت کی فوائد اور مناسبت کی نتائج سی ہی کہ وہ سبب فائدہ کلبنی اور فائدہ دینی کا ہی لاکن چاہی کہ مرید اپنی پیر کو اوس جماعت پر کہ افضلیت اون کی شرع مین مقرر ہو فضلیت نہ دیوی کہ یہہ موجب افراط محبت کا ہی اور وہ مذموم ہی شیعہ کی خرابی افراط محبت اہل بیت سی ہی اور نصاری کی کہ افراط محبت سی حضرت عیسی علیہ السلام کو ابن اللہ کہا تو وہ خسارت ابدی مین گرفتار ہوئی اگر مرید اپنی پیر کو ماسوا اوس جماعت کی کہ افضلیت اون کی شرع سی ثابت ہی اور دن پر فضلیت دیوی تو جائز ہی بلکہ افضلیت اپنی پیر کی اور شیوخ سی طریقت مین واجب ہے اور یہہ فضلیت دینا مرشد کو مرید کا اختیاری امر نہین بلکہ اگر مرید کو استعداد استفاضہ کے ہوگی تو بے اختیار اوس کی اوس مین یہہ اعتقاد پیدا ہوگا کہ اوس کی وسیلہ سی مرید کمالات پیر کی اکتساب کریگا اور اگر وہ اپنی پیر کی افضلیت کو اختیار اور تکلف سے پیدا کرتا ہی تو وہ منفعت نہین بخشتی اور فقیر مودودی نی بعینہ عبارت رسالہ مبدء و معاد کی کہ یہہ ترجمہ اوس کا ہی آگی اس رسالہ مین لکھی ہی اور ایسا ہی بہت اولیا کاملین نی اپنی پیر کو مطلق اور شیوخ پر افضلیت دی ہی جیسا کہ امام ابو اسحاق ابراہیم نی اپنی مرشد شیخ ابو الحسن شاذلی کی تعریف مین فرمایا ہی۔

لو قیل لی من فی الرجال مکمل ... لقلت امامی الشاذلی ابو الحسن۔

اور قاضی القضاۃ شارح بخاری کی اپنی مرشد کی تعریف مین فرمایا ہی حلف الزمان

لنا تين بمثله حنثت بمينك يا زمامن فلقد اي اور سيد علي ني اپنے
مرشد کی حق مین فرمایا ہی تلمیذ هم استاذ کل زمان اور سید شریف محمد بن
عبدالرحمن نی اپنی شیخ حضرت عبدالله حداد قدس سره العزیز کی حق مین فرمایا ہی
حداد عبد الله فيدوم الثوى • نحو المهيمن ذي الجلال القادر
غوث الانام وغيثهم ومغيثهم • كهف اليتيم مع العديم القاصر
خضعت جميع الاولياء لمقامه • نحو رئيس لدى الكريم الغافر
اور مولوی جامی نی اپنی مرشد کی حق مین کہا ہی اول او آخر ہر منتهی
زاخر اد جیب تمنا نهی اور کسی نی حضرت فریدالدین گنجشکر رضی الله تعالی
عنه کی حق مین کہا ہی پیر یا ہر سنت مولانا فرید مثل او در خلق مولانا فرید
غرض یہہ کہ ایسی اشعار اور اقوال کہ مریدان صادق الاعتقاد نی اپنی بزرگون
کے حق مین کہی ہین بے شمار ہین کہ یہہ رسالہ گنجایش اوس کی بیان کی نہین رکھتا
مگر چند بیت اون سی بطریق مشتی نمونہ خرواری کی اس رسالہ مشتی نمونہ خرواری
مین لائی گئی اب فقیر مودودی مؤلف اس رسالہ کا چند اداب صحبت پیر کے
اور ضروری شرایط اوس کی کہ مولوی محمد علی صاحب نقشبندی ناظم ندوۃ العلما
مقیم کانپور نی اون آداب کو رسالہ ارشاد رحمانی و فضل یزدانی مین امام
ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ الله علیہ کی مکتوبات اور دوسری بزرگون کے
کلام سی نقل کیا ہی لکھتا ہی اول وہ آداب لکھی جاتی جو مرید کو اپنی پیر کے
ساتھہ برتنی چاہین اول مرید یہہ اعتقاد کری کہ میرا مطلب اسی مرشد سی
حاصل ہوگا اگر دوسری طرف توجہ کریگا تو مرشد کی فیض و برکت سی محروم رہیگا

دوسرا یہہ کہ مرید ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سی اوس کی خدمت
کری کیونکہ بغیر محبت پیر کی کچھہ نہیں ہوتا اور محبت کی ترازو یہی ہے
تیسرا مرشد جو کچھہ کہی اوسی بے تامل فورًا بجا لاوی اور بغیر اجازت اون کی اوس کی فعل
کی اقتدار نکری کیونکہ بعض وقت وہ اپنی حال اور مقام کی مناسب ایک کام کرتا ہے
کہ مرید کو اوس کا کرنا زہر قاتل ہی چوتھا ضرور کہ مرشد تعلیم کری مرید اوس کو پڑھی
اور تمام وظیفہ چھوڑ دی خواہ اوسنی اپنی طرف سی پڑھنا شروع کیا یا کسی دوسری نے
بتایا ہو پانچوان مرشد کی موجودگی مین ہمہ تن اوس کی طرف متوجہ رہنا چاہیے
یہان تک کہ سوای فرض و سنت کی نماز نفل اور کوئی وظیفہ بغیر اوس کی اجازت کے
نہ پڑھی چھٹا حتی المقدور اور حتی الامکان ایسی جگہہ نہ کھڑا ہو کہ اوس کا سایہ مرشد کے
سایہ پر یا اوس کی کپڑی پر پڑی ساتوان اوس کی مصلی پر پانون نرکہی آٹھوان
اوس کی طہارت اور وضو کی جگہہ خود طہارت اور وضو نکری نوان مرشد کی برتنون
کو استعمال مین نہ لاوی دسوان اوس کی سامنی نہ کہانا کہای نہ پانی پیی اور نہ وضو کری
ہان اجازت کی بعد مضائقہ نہین گیارہوان اوس کی روبرو کسی سی بات نکری اور
بلکہ کسی کی طرف متوجہ بہی نہ ہو بارہوان جس جگہہ مرشد بیٹھا ہو اوس طرف پانون نہ
پہیلای تیرہوان اوس طرف تہوکی بہی نہین چودہوان جو کچھہ مرشد کہی یا کرے
اوس پر اعتراض نکری کیونکہ جو کچھہ کہ وہ کرتا ہی یا کہتا ہی وہ الہام سی کرتا ہی اور کہتا ہی
اگر کوئی بات سمجھہ مین نہ آوی تو حضرت موسی اور حضرت خضر کا قصہ یاد کری تمام جہان سی
زیادہ بدنصیب وہ شخص ہی کہ بزرگون کی عیب بینی کرتا ہی خدای تعالی ہماری تمام محبون
اور دوستون کو اس سخت بلا سی محفوظ رکھی آمین پندرہوان اپنی مرشد سی کرامت کی

خواہش نکری سولہوان اگر کوئی شبہ دل مین گذری تو فوراً عرض کری اور اگر وہ
شبہ حل نہو تو اپنی فہم کا نقصان سمجھی اور اگر مرشد اوس کا کچھ جواب نہ دی تو
جانلی کہ مین اوس کی جواب کا لائق نہ تھا سترہوان خواب مین جو کچھ دیکھی وہ مرشد سی
عرض کری اور اگر اوس کی تعبیر ذہن مین آئی تو اوسی بھی عرض کردی اٹھارہوان بلا
ضرورت اور بلا اذن مرشد سی علیحدہ نہو انیسوان مرشد کی آواز پر اپنی آواز کو
بلند نکری اور آواز بلند اوس سی بات نکری اور بقدر ضرورت مختصر کلام کری اور نہایت
توجہ سی جواب کا منتظر رہی بیسوان مرشد کے کلام کو دوسرون سی اوس قدر بیان کری
جس قدر لوگ سمجھ سکین اور جس بات کو ایسا سمجھو کہ لوگ نہ سمجھینگی تو اوسی بیان نکری
اکیسوان مرشد کی کلام کو رد نکری اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ یہہ اعتقاد کری
کہ شیخ کی خطا میری صواب سی بہتر ہی بائیسوان جو کچھ کہ اوس کا حال ہو بھلا یا برا
اوسی مرشد سی عرض کری کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہی اطلاع کے بعد اوس کی اصلاح
کریگا مرشد کی کشف پر اعتماد کرکی سکوت اختیار نکری تئیسوان جو کچھ فیض باطنی اوسی
پہونچی اوسی مرشد کا طفیل سمجھو اگرچہ خواب مین یا مراقبہ مین دیکھی کہ دوسری بزرگ سی پہونچا ہی
اگر دوسری بزرگ سی فیضان کا ہونا دیکھی تو جانی کہ مرشد کا
کوئی لطیفہ اوس بزرگ کی صورت مین ظاہر ہوا ہی الحاصل راہ سلوک بالکل ادب ہی
اگر اوس کا لحاظ رکھیگا اور حتی الوسع اون کی رعایت نکریگا اور بتقدیر کامل رعایت
نہونی ادب کی اپنی آپ کو قصوروار نہ سمجھیگا تو وہ بزرگون کی فیض و برکت سی محروم
رہیگا اور خدا تک ہرگز نہ پہونچیگا بیت گردم از عقل سوالی کہ بگو ایمان چیست
عقل در گوش دلم گفت کہ ایمان ادب است - ادب تاجیست از لطف الہی - بنہ

ہر سر بہ وہر جا کہ خواہی + آداب مرشد کی جو بیان کی گیی وہ مشائخ کی ایجاد نہین
ہین بلکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت سی ہوتی آئی ہین حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم باوجودی کہ اپنی اصحاب مین نہایت بی تکلف تھی مگر حضرات صحابہ
کی ادب کا یہہ حال تہا کہ جب صحبت مین بیٹھتی تھے تو فرماتی تھی کان علی رؤسنا
الطیر یعنی ایسی مؤدب ہوکر بیٹھتی تھی کہ اون کی بدن کو حرکت نہوتی تہی اب اس
ادب کو خیال کر لینا چاہی مشائخ کرام نی اوسی آداب کی تفصیل بیان کردی ہے
اور جو آداب کہ دوسرون کی ساتہہ برتنا چاہی یہہ ہین پہلا جس طرح کہ وہ مرشد کی
حکم کا اتباع کری اوسیطرح اوس کا اتباع کری جو اوس کا خلیفہ ہو یا اوس کا جو اس سے
پہلی مرید ہو چکا ہو اگرچہ اوس کی اعمال صالحہ ظاہری اس کی اعمال صالحہ سی کم ہون
یہہ اتباع اوسوقت ہی کہ دد اگلا مرید حقیقی مرید ہو یعنی توبہ پر قایم ہو دوسرا کسی
پر غصہ نکری کیونکہ غصہ سی ذکر کی نورانیت جاتی رہتی ہی تیسرا طالب علمون سی مناظرہ
اور جھگڑا نکری کیونکہ اس سی نسیان پیدا ہوتا ہی اور قلب مین کدورت آجاتی ہی اگر
اتفاقاً کسی پر غصہ آجائی یا مناظرہ ہو پڑی تو فوراً استغفار پڑہے اور اوس سی عفو
چاہی اگرچہ وہ حق ہی پر کیون نہ ہو چوتھا اور کسی کو نظر حقارت سی نہ دیکھی بلکے اوسی
نیک اور صالح گمان کری اور دعا کا اوس سی خواستگار ہو حضرت مجدد الف ثانی
قدس سرہ العزیز اپنی مکتوبات مین لکھتی ہین کہ اگر طالب اپنی آپ کو کافر فرنگ سی
بدتر نہ سمجھی تو اوس پر خدا کی معرفت حرام ہی **فائدہ** اور لوگون کی تعظیم کے
بیان مین قطب الاقطاب ربانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی غنیۃ الطالبین مین لکھا ہی ویستحب القیام للامام

العادل والوالدین واهل الدین والورع والکرم الناس الخ یعنی
مستحب ہے قیام کرنا بادشاہ عادل اور والدین اور دیندار اور پرہیزگار اور
بزرگ آدمیون کی لئی اور بنیاد اوس کی وہ ہی کہ مروی ہی کہ جب حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بہیجا آدمی کو اہل قریظہ کی شان مین حضرت سعد
کے طرف پس وہ آئی حمار سپید پر پس فرمایا حضرت سید الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام
نی کہڑی ہو واسطی اپنے سردار کے اور حضرت عائشہ سی مروی ہی کہ اوس نی
فرمایا کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا کی پاس تشریف
لاتی تہی تو حضرت فاطمہ حضرت سید المرسلین صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ کی تعظیم کے
کہڑی ہوتی تہی اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتہہ مبارک پکڑتی
تہی اور اوس کو بوسہ دیتی تہی اور حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو
اپنی جگہہ مین بٹہاتی تہی اور جب حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت سید الانبیاء صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین آتی تہین تو حضرت سید الکونین صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ بہی
ویسا ہی کرتی تہی اور مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نی
فرمایا کہ جب آوی تمہاری پاس سردار قوم کا پس تعظیم کرو اوس کی اور مکرم
رکہو اوس کو کہ یہہ بٹہاتا ہی نہال محبت کا اور دوستی کا دلون مین پس مستحب
ہی قیام کرنا اہل خیر اور اہل صلاح کی لئی جیسا تحفہ دینا اور مکروہ ہی قیام کرنا
اہل معاصی اور اہل فجور کی لئی **فائدہ** مرید کی تادیب کی بیان مین۔
غوث الاعظم قطب الانجم محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ غنیۃ الطالبین مین لکہا ہی واما الذی یجب

الشیخ فی تادیب المرید ھو ان یقبلہ للہ عز وجل الخ یعنے جو کہ مرشد پر مرید کی تادیب اور تربیت مین واجب ہے وہ یہہ ہی کہ مرشد قبول کری مرید کو اللہ تعالی کی لیئے نہ اپنی نفس کی لیئے اور اوس ہی سانہہ نصیحت کی معاشرت کری اور اوس کو شفقت کی نظر سی دیکھی اور جب مرید احتمال ریاضت سی عاجز ہووی تو مرشد اوس مین اوس سی نرمی اور سہولت کری پس مانند تربیت کرنی والد شفیق حکیم اپنی فرزند کو مرشد اپنی مرید کو تربیت کری پس آسان ریاضت سی مرید کو شروع کرائی اور ابتدا اوس پہ اون ریاضات کا کہ وہ طاقت برداشت کی نرکھتا ہو بوجہ نرکہی اور اوس کی بعد بتدریج ریاضت شدیدہ کا اوس کو امر کری اور اول متابعت طبع اور ہوای نفسانی کی ترک کرنیکی لیے جمیع امور مین اور اتباع حقوق شرعیہ کا اوس کو امر کری تاکہ وہ بواسطہ اوس کی طبع کی قید اور حکم سی نکلی اور اوس کو پابندی شرع کی حاصل ہووی پس اوس کو رخصتون شرعیہ سی عزائم کی طرف منتقل کری ایک بعد دوسری کی پس اوس سی ایک عادت رخصت شرعیہ کی چہوڑائی اور اوس کی مقام پر ایک خصلت عزیمت اور تقوی سی قائم کری اور اگر در صورتیکہ مرشد مرید مین ابتدا صدق مجاہدہ اور اتباع عزیمت اللہ تعالی کی نور سی یا مکاشفہ سی یا فراست سی معلوم کری جیسا کہ سنت الہی جل شانہ کی اوسکی بندون مومنین اولیاء اور احباب اسرار علماء مین جاری ہی پس اسوقت مین مرشد مسامحت اوس مین نکری اور مرید کو اون اشد ریاضت کا امر کری کہ مرشد جانی کہ قوت ارادت اوس مرید کی اوس سی قاصر نہوگی اس لئی کہ جب مرشد کی نزدیک ثابت ہوجاوی کہ یہہ مرید ریاضات شدیدہ کی لئی سزاوار ہی پس جاہئی کہ

مرشد تھوین ریاضات بین اوس پر خیانت نکری اور مرشد کو لائق ہی کہ مرید سی کسی
حال مین آسودگی اور فراغت حاصل نکری نہ اوس کی مال کی انتفاع سی نہ اوس کی
خدمت سی اور اوس کی تادیب مین اللہ تعالی سی بھی امید عوض کی نرکھی بلکہ وہ تادیب اور
تربیت مرید کی خاص اللہ تعالی کی لئی اور اوس کی امر کی اتباع کی لئی اور واسطی قبول کرنی
اللہ کی ہدیہ کی کری پس تحقیق وہ مرید کہ بغیر اختیار شیخ کی اور بغیر کوشش کرتے اوس کی
آیا ہی تو وہ تقدیر محض ہی اللہ تعالی کی ارشاد اور ہدایت سی پس مرید ہدیہ اللہ تعالی
کا ہی پس قبول کرنا اوس کا اور حسن تادیب اور تربیت مین اوس کی ساتھہ احسان
کرنا پیر پر واجب ہی پس نہ آسودہ ہووی مرشد اوس کی ساتھہ اور نہ اوس کی مال کے
ساتھہ کیا ساتھہ امر اللہ تعالی کی درباب قبول کرنی اوس کی کہ لای مرید شیخ کی لئی اپنی مال
کہ اللہ تعالی نی صلاحیت اور نجات مرید کی اوس مین رکھی ہی اور حصہ رکھا ہی شیخ کے
لئی اوس مین پس اسوقت مرشد اوس سی اعراض نکری اور اوس کو رد نکری اور
حذر کری پیر اس سی کہ قبول کری مریدون سی جو کہ ہاتھہ مین آوی اوس کو مرید ون سے
بلکہ منتظر ہووی اوس مین اللہ تعالی کی امر کا اور قدرت کا پس جس کو کہ اللہ تعالی لاوی
بغیر رنج اور تکلف مرشد کی پس قبول کری اوس کو اور تربیت کری اوس کو پس
اسوقت توفیق دیا جاتا ہی پیر اوس کی تربیت مین اور جلدی حاصل ہوتی ہے
فلاح مرید کی اور حصول مقصود اوس کا پس مرشد کو لازم ہی کہ تربیت کری اوس مرید کو
اپنی ہمت سی اور اگر مرشد مرید مین خلل یا فتور پاوی تو وہ اپنی باطن مین مرید کے
جانب سی توبہ کری اور مرشد کو لازم ہی کہ بھید اپنی مریدون کا کہ اوس کو اشراق سے
یا علم لدنی سی یا مرید کی معلوم کرنی سی اوس کی طلب کتمان کی بعد حاصل ہوا ہو اوس کو

مخفی رکھی اور مرشد کو یہہ لائق نہین کہ اوس بہید کو غیر دن پر ظاہر کرنی اس لئی کہ وہ
بہید مرشد کی نزدیک امانت ہی اور صدور الاحرار قبور الاسرار واقع
ہی یعنی سینی نیکون کی قبرین بہیدون کی ہین پس لائق ہی مرشد کو کہ محل رحمت اور
خزانہ اور جائی امانت مریدون کی بہیدونکی اور تقوی اور تعیین مریدون کا اور
ثابت رکہنی والا اون کا طریق عشق الہی مین ہو نہ نفرت دینی والا اونکا عشق الہی اور
مصاحبت اولیاء اللہ سی ہو اور جب مرشد کسی چیز کو مکروہات شرعیہ سی مرید مین
دیکہی تو چاہئی کہ وہ اوس کو خفیہ مین نصیحت کری اور اوس کی معاودت سی اوس کو
تادیب اور نہی کری اگر ہووی وہ اعتقادیات یا عملیات مین یا یہہ کہ مرید ایسی حال کا
دعوی کری کہ وہ اوس کی لئی نہو یا مرید اپنی عمل کی رویت سی غرور کری پس مرشد کو
لازم ہی کہ مرید کو رویت عمل کی عجب سی نگاہ رکہو اور اوس کی آنکہہ مین اوس کی اعمال اور
افعال کو حقیر گردانی تا کہ مرید ہلاک نہ ہووی اس لئی کہ عجب بندہ کو اللہ تعالی نظر سی گراتا
ہی اور اگر مرشد چاہی کہ اپنی مریدون سی عام جماعت کو نصیحت کری پس مرشد کو چاہیے
کہ وہ اپنی مریدون کو جمع کری اور فرمائی کہ مجہی یہہ پہونچا ہی کہ جو آدمی کہ ایسا دعوی کرتا ہی
اور ایسا کہتا ہی اور ایسی امر غیر مشروع کا مرتکب ہوتا ہی وہ تمہاری مین ہی پس مرشد
مصالح اور مفاسد کہ متعلق اوس کی ہون بیان کری اور مریدون کو بطریق عموم کے
نصیحت کری اور ڈرائی کہ اور ایک آدمی کو اون مین سی مخصوص نکری یعنی ایسا کہی کہ
تمہاری مین ایسا آدمی ہی کہ وہ ایسا کہتا ہی یا ایسا کرتا ہی اور خاص کر ایسا نکہی کہ تم مین سی
فلان شخص ایسا کہتا ہی کہ یا ایسا کرتا ہی اس لئی کہ اس مین نفرت مریدون کی پیری ہوتی
ہی اور اگر مرشد مریدون سی درشت گوئی کریگا یا اون کا بہید ظاہر کریگا یا اون کی

غیبت کریگا یا اون کی گناہون کا بالتخصیص ذکر کریگا تو مریدون کی دل پیر سے اور پیر کی صحبت سی نفرت کریگا اور یہہ نزدیک اون کی اہل اللہ کی حق مین اور اون لوگون کی حق مین کہ وہ بصدق دل اہل اللہ کی دوست ہین تہمت ہوگی پس مرشد کو چاہئے کہ اس سی حذر کری اور اگر درصورتی کہ عیب چینی اور افشا بہید مریدونکا اور درشت گوئی پیر پہ غالب ہوگئی ہی اور تدارک اوس کا اوس سی ممکن نہین پس پیر کو چاہئے کہ وہ اپنی نفس کو منصب پیری و مرشدی سی معزول کری اور اپنی کو مریدون سی الگ کری اور وہ اپنی نفس کے مجاہدہ اور ریاضت مین مشغول ہووی اور وہ اپنی لئے ایسی مرشد کو طلب کری کہ وہ اوس کو تادیب اور تہذیب دی پس کسی آدمی کو لائق نہین کہ وہ ایسی خلاق سی دعوی پیریکا کری پس چاہئے کہ اوس کو کہ وہ مریدون پہ ایسی خصال سی اون کی طریقت الی اللہ کو قطع نکری فائدہ اخوان کے صحبت کی آداب کے بیان مین قطب الاقطاب ربانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ فی غنیتہ الطالبین مین فرمایا ہی اما الصحبۃ فی ذیر

مع الاخوان فبالایثار والفتوۃ والصفح عنھم والقیام معھم بشرط الخدمۃ

یعنی بہائیون طریقت کی صحبت ایثار سی اور فتوت سی اور اون کی گناہون کی عفو کرنسی اور اون کی خدمت مین قیام کرنسی رکہی اور وہ اپنا حق کسی پر نہ دیکھی اور کسی سے حق طلب نکری بلکہ وہ اوروں کا حق اپنی پہ دیکھی اور اون کی حقوق کی ادائی مین قصور نکری اور اون کی صحبت رکہنی کے آداب سی اظہار موافقت کا ہی اون کی ساتھہ اوس مین کہ وہ کہین اور کرین اور اون کی صحبت مین ہمیشہ نقصان کو قبول کری اور اگر وہ تقصیر کرین تو اون کی تاویل کری اور اون سی معذرت کری اور ترک مخالفت اون کی اور

منافرت اون کی اور مجادلت اون کی کری اور اون کی عیوب سی نابینا ہووی
پس اگر کوئی آدمی کسی چیز مین اون سی مخالف ہووی تو ظاہرا جو وہ کہی اوس کو
وہ مسلم رکہی اگرچہ وہ نزدیک اوس کی خلاف واقع کا ہی اور لائق ہی کہ وہ بہائیون کی
دل کو نگاہ رکہی اور اجتناب کری تو وہ اوس فعل سی کہ وہ اوس کو مکروہ رکہتی ہین اگرچہ
وہ اوس فعل مین اون کی صلاح ہی جانتی اور کسی سی وہ حسد اور حقد نکری اور اگر
کچہہ لوگون کی دل دشمنی سی کارہ ہون تو وہ اون سی ایسا خلق حسن کری کہ وہ کراہیت
اون کی دل سی زایل ہووی اگر حسن خلق سی وہ کراہیت زایل نہووی تو وہ اون سے
احسان کری تاکہ وہ کراہیت اون سی زائل ہووی اور اگر وہ آدمی اپنی دل مین کسی
اور آدمی کی طرف سی وحشت اور اذیت پاوی بسبب غیبت کرنے کی اوس کی یا
غیر اوس کی پس چاہئی کہ وہ اوس کو اپنی نفس سی ظاہر نکری بلکہ وہ اپنی نفس سی خلاف
وحشت کا دکھائی یعنی الفت دکھائی فائدہ احباب سی صحبت رکہنی کی بیان مین۔
سید الغوث الاغواث ربانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی نی غنیۃ الطالبین
مین لکھا ہی واما الصحبۃ مع الاحباب فیحفظ اللہ عنہم الخ یعنی یگانون سے
صحبت رکہنی مین پس وہ اون سی اپنا بہید نگاہ رکہی اور اون کی طرف رحمت اور شفقت
کی نظر سی دیکہی اور اون کی احوال کو اون کی نزدیک مسلم رکہی اور احکام طریقت کے
اون سی مخفی رکہی اور اون کی سوء اخلاق پر اور اون کی ترک معاشرت پر حتی المقدور صبر کری
اور اپنی نفس کے لئے اون پر فضیلت نجانی اور یہہ سمجہلی کہ وہ اہل سلامت سی ہین پس تجاوز
کرنا اللہ تعالی اون سی اور وہ اپنی نفس کو کہی کہ تم اہل مخالفت سی ہو پس تم اپنی جان کو
اور صاحب کی جان کو تقصیر سی اور تعجب سے اور غیری اور تحقیق اللہ تعالی عفو کرنا اہل کرم کا

وہ گناہ کہ عالم ہی وہ گناہ عفو نہیں فرماتا اور عوام اندیشہ نہیں کرتی اور خواص خطرہ پر ہین

فائدہ اغنیا کی ساتھہ صحبت رکھنے کی بیان مین غوثنا ومغیثنا وسیدنا وجدوالدینا غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نی غنیۃ الطالبین مین لکہا ہی واما الصحبۃ مع الاغنیاء فالتعزز علیہم وترک الطمع فیہم و قطع الامل مما فی ایدیہم الخ لاکن توانگرون کی صحبت مین لیس اون پر اظہار رحمت کا کرنا اور وہ چیز کہ اون کی ہاتہہ مین ہی اوس سی قطع امید کا کرنا اور اون سی ترک طمع کا کرنا اور تمنا اون کو اپنی دل سی نکالنا اور اون کی نوال اور عطا کی لئی اپنی دین کو ذلت سی نگاہ رکہنا جیسا کہ حدیث ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تضعضع لغنی لاجل مافی یدہ ذہب ثلثا دینہ یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو کوئی عجز کریگا غنی کی لئی واسطی اوس چیز کے کہ اوس کی ہاتہون مین ہی اوس کی دین کی دو ثلث جاتی رہینگی پس مانگتا ہون مین ساتہہ اللہ تعالی کی اوس عمل سی کہ ناقص ہو ساتہہ اوس کی دین اور پناہ مانگتا ہون مین ساتہہ اللہ تعالی کی ایسی قوم کی صحبت سی کہ دین اون سی رخنہ پاوی اور اون کی اموال کی شعاع اور ان کی دنیا کی تازگی ایمان کی نور کو بجہاوی اور اگر در صورتیکہ فقیر اتفاقا سبہ مین یا سفر مین یا مسجد مین یا رباط مین یا مجمع مین اغنیا کی صحبت مین مبتلا ہو جاے پس ورنسی بلکہ جمیع آدمیون سی حسن خلق کری فقیر کو نچاہیے کہ وہ اپنی کو اورون سی اچہا جانی بلکہ وہ یہہ جانی کہ سب آدمی اوس سی اچہی ہین کہ وہ کبہی نجات پاوی اور وہ اپنی نفس کی لئے فضیلت نفقر کی نچاہی اور دنیا اور آخرت مین اپنی لئی بزرگی کا اعتقاد نکری اور اپنی قدر و منزلت ندیکہی جیسا کہ کہا گیا ہی کہ نہیں قدر اوس کی لئی کہ جو اپنی کو صاحب قدر جانی اور نہین منزلت اوس کی لئی کہ جو اپنی کو صاحب منزلت جانی پس ادب غنی کا احسان کرنا ہی فقیر کے ساتہہ

که وه نکالتا مال کا هی اپنی جیب سی فقیر کی لئی اور فارغ هونا اول هی تجرد اوس حال سی که وه
خلیفه حق کا هووی مال کی دینی مین مالک مثل کا نهووی اور دوسرا ادب انتهی مین تجرد کا لینا غنی کا
اپنی دل سی اور دل اوس کی غنی سی اور اوسکی مال و منال سی فارغ هووی بلکه دنیا اور
آخرت سی فارغ هووی اور وه اپنی دل کو موطن اور محل اور مدخل کسی شی دنیا اور آخرت کا
نکری بلکه وه اپنی دل کو ماسوی الله سی فارغ کری پس وه اپنی دل کو الله تعالی کی محبت سی بهر رکها
امیدوار رهی پس نه هووی ماسوی الله کی لئی وجود اور حول اور قوت پس اوسوقت حاصل هوگا
تمنا ساتهه الله تعالی کی بغیر رنج اور غم کی فائده فقرا کی صحبت کی اداب مین غوث الاغواث
ربانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله تعالی عنه فی غنیة الطالبین
مین لکهی هی واما الصحبة مع الفقراء فبایثارهم وتقدیمهم علی نفسک فی الماکول
والمشروب والملبوس والملذ وذو المجالس وکل شئ نفیس اه یعنی لیکن فقرا
کی صحبت کے آداب سی پس اختیار کرنا اون کا اور مقدم رکهنا اونکا اپنی نفس پر کهانی مین پینی مین
لباس مین لذائذ دنیاوی مین اور مجالس مین اور هر شئی نفیس مین اور اپنی کو اون سی کمتر
جانی اور اپنی کو اون سی زیاده کسی شئی مین هرگز نجانی اور ابی سعد بن احمد بن عیسی سی مروی
هی که اوسنی کها که مینی فقرا سی تیس برس تک صحبت رکهی اور درمیان هماری اور فقرا کی هرگز
ایسی کلام واقع نهوئی که وه آزرده هوت اور درمیان هماری اور فقرا کی منافرت واقع
نهوئی که وه وحشت پائین اوس سی کها گیا که یهه کیونکر هوا اوسنی کها که تها مین ساتهه اون کی
اپنی نفس پر یعنی بوقت اپنی نفس کا خلاف کرتا تها اور اپنی نفس کو اون کا تابع رکهتا تها
اور جب تو اون کی پاس جاوی تو چاهی که آوی تو خوشی اور رفق سی اور کر قصد اون سی خلق اچها
هدیه اور جمانی کا اور الکی لیجا اور اپنی تئین از روی اپنی هدیه اور اپنی خدمت کی اوپر

فضیلت بجا نہ لانا بلکہ ہدیہ اور خدمت کی قبول کرنی مین اون کی عزت جاننا اور دوسرا
یہہ کہ منت رکھی تو اون پر بسبب ہدیہ اور خدمت اپنی کی یا دوسرا ہدیہ اور خدمت کو
اپنی طرف سی دیکھی تو بلکہ تو اوس پر اللہ تعالی کا شکر کر کہ تجھکو اللہ تعالی نی توفیق فقرا
کی خدمتگذاری کی دی ہی اور تجھی یہہ خدمتگذاری نصیب ہوئی ہی اور اللہ تعالی نی تجھے
اہل اللہ اور اپنی خاصون اور اپنی احبا کی خدمتگذاری کی لائق کیا ہی اس لیے کہ فقرا
صالحین اہل اللہ سی اور اللہ تعالی کی خاصون سی ہین مطابق حدیث شریف کی قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اہل القرآن ہم اہل اللہ وخاصتہ یعنی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ اہل قرآن کی اہل اللہ اور خاص اللہ تعالی کی ہین پس اہل
قرآن کی وہ ہین کہ قرآن پہ عمل کرتی ہین اور جو آدمی کہ قرآن کو پڑہتی ہین اور اوس پر
عمل نہین کرتی ہیں وہ اہل قرآن سی اور اہل اللہ سی نہین جیسا کہ حدیث شریف ہی قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ما امن بالقرآن من استحل محارمہ یعنی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ نہین ایمان لایا ساتہہ قرآن کی وہ آدمی کہ حلال جانا اوس کی
حرام کو پس منت فقیر سے جاننا چاہئے کہ تجہہ سی اوسنی عطا کو قبول فرمایا اور آداب صحبت فقرا سے
ہی کہ اوسنی نہ محتاج کری تو اون کو سوال تک یعنی قبل اوس کی کہ فقیر تجہسی سوال کری تو اوسکی
حاجت کو روا کرنا اور اگر اتفاقاً فقیر تجہسے کوئی چیز قرض لیوی پس اوس کو ظاہراً قرض دینا
مگر باطناً اوس سی قرض کی استرداد کی خواہش نہ کرنا اور اوس کی بعد قریب ہین عدم استرداد کی
اوس کو معلوم کرنا اور اوس کو بطور عطا و صلہ کی ظاہر کرنا تاکہ وہ آپکا زیر بار احسان
و در منت کا نہووی اور آداب صحبت فقرا سی ہی کہ اون کی دل کی رعایت کرنا اور
اوس کی مراد کی بر لانی مین تعجیل کرنا اور طول انتظار سی اوس کی وقت کو منغص نہ کرنا سی

کہ فقیر ابن الوقت ہی جیسا کہ وارد ہوا ہی کہ ابن آدم اپنی وقت کا ابن ہی وہ مستقبل کا
انتظار نہین کرتا اور آداب صحبت فقرا سی ہی کہ ہر گاہ تجہکو معلوم ہو کہ فقیر صاحب
عیال اور اطفال ہی پس چاہئی کہ تنہا اوس سی احسان نکر بلکہ بقدر اوس کی اور دیگر
عیال کی احسان کا اور آداب صحبت فقرا سی ہی کہ جب فقیر تجہسی اپنا احوال کہی تو اوس سی
صبر کرنا اور اوس حال مین بکشادہ پیشانی و خوشحالی اوس سی ملاقی ہونا اور تند خوئی
اور ترش روئی اور سخت کلامی سی اوس سی ملاقی نہونا اور جب فقیر تجہسی اوس چیز کا
کہ وہ تیری پاس موجود نہو سوال کری پس وجہ جمیل سی تا وقت مساعدت امکان کی
اوس کو لوٹانا اور فقیر کو جز ار دسوال کی پاس سی وحشت ندینا تاکہ فقیر ساتہہ غضب
تنبیہ سی اور عدم اصابت حاجت کی لوٹ کر نجاوی اور اپنی اظہار حاجت پر افسوس
نکہاوی اور ایسا نہو کہ حالت یاس مین اوس کا نفس اور طبع اوس پر غالب آجای اور
وہ اپنی پر غصہ اور نہار تنگی چشم اور اپنی پروردگار پر اعتراض کری کہ ہماری قسوم مین فاقہ
اور احتیاج خلق ایم کیا خلق سی ہی پس نابینا ہو جای قلب فقیر کا اور منطفی ہو جای نور
ایمان اوس کا پس تجہپر اوس کا مواخذہ ہوگا اوس وقت مین کہ سبب تو ر ادن اوس کے
غصہ کا اور ترک ادب کا اور رد سوال کا تو ہی ہوا اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہی کہ وہ شخص
بسبب رد کرنی فقیر کے سوال کی ثواب اور معارف اور علوم اور مصالح سی محجوب ہوتا ہی
کہ اوس کی کرنیمین مخفی تہی اگر وہ صبر اور حسن ادب کرتا تو وہ ظاہر ہوتی اور سوال اخلق کر
اوٹہتا اور حاصل ہوتا اوس کو ہاتہہ اور قلب در گہر کا غنا اور کوئی اوس کی پاس عیال کر
فضل خدا کی اور آمد لاتو اور نعار اوس کی اور نازسی پالتا اوس کو نعمت اور رحمت
اور حیت اور سعادت کا اثہہ اور ثابت ہوتا اوس مین قول اللہ تعالی کا کہ وہ یہہ ہے

وہو یتولی الصالحین یعنی اللہ تعالیٰ نیکون کی کام کا متولی اور کفیل ہوتا ہے

باب [illegible] فقیر کی فقر کی آداب کی بیان مین سید الاغواث سلطان الاقطاب محبوب

سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیۃ الطالبین مین

کہا ہے فینبغی للفقیر ان تکون شفقتہ علی فقرہ کشفقۃ الغنی علی غناہ الخ

یعنی فقیر کو اپنے فقر پر شفقت اور مہربانی کرنا ایسا چاہیے کہ جیسا غنی اپنی غنا پر مہربانی

اور شفقت کرتا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے کہ میرا غنا زائل نہو جاوی ویسا ہی فقیر کو چاہیے

کہ وہ کوشش کری تا کہ اوس کا فقر زائل نہو جاوی پس وہ خدای تعالیٰ سی اپنی فقر کو زیادہ کرنی

کی امداد کرنیکی درخواست کری اور متعرض معاش اور اکتساب اور اسباب اور استغنا

اور کثرت مال کا شایق نہوی ہان اگر وہ اپنی عیال کی لئی یا عفت نفس کے لیے

تو تنگی معاش کی ہو تو مضایقہ نہین رکھتا اور فقیر کی شروط سی ہی کہ جس قدر اوس کی

کفایت ہو اوس پہ قناعت کری اور کسی حال مین وہ اوس سی زیادہ نہ لیوی اور

اوس قدر کو بھی واسطی امتثال امر الہی تعالیٰ شانہ اور خوف وقوع اثم قتل نفس کی

لیوی اللہ تعالیٰ نی قرآن مجید مین فرمایا ہے ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان

بکم رحیما یعنی اپنے نفسون کو قتل نکرو تحقیق اللہ تعالیٰ تمہاری پر رحمت کرنیوالا ہے اس لیے

کہ حق نفس کا کہ وہ اوس پر واجب ہے وہ کہانا اور پینا اور لباس ہی اوس سی کہ آدمی اوس سے

قایم رہ سکی اور ادای فرائض صوم صلوۃ اور ارکان اور واجبات اوس کی سی ضعیف نہو جاوے

اور وہ اپنی نفس کا حظ ترک کری پس اگر وہ اوس کی قسمت مین ہے تو بغیر طلب اوس کی پہونچیگا

اور کبھی وہ حظ نفسانیکی خواہش نکری مگر جب وہ بیمار ہوا اور اوس کو کہا جاوی کہ فلان چیز

کہا وی تو وہ ایسی کو بطور دوا کی کہاوی کیونکہ بوقت مرض کی حالت مین حظ کی جیسا

استعمال کرنا اور کہانا اون کی آگی رکہنا ہی مثل صحت کیوقت مین کہ وہ اوس وقت کی لیی زاد
طاقت ادای اوامر شرائط صلوۃ کی لئی کہانا ہی اور جیسا کہ تونگر اپنی تونگری سی لذت
حاصل کرتا ہی تو فقیر کو لائق ہی کہ وہ اوس سی زیادہ اپنی فقر سی لذت حاصل کرتا اور
فقیر کو چاہیی کہ وہ اپنی خواری اور گمنامی کو پسند اور اختیار کری اور خلق اللہ کی فتوحات
کو اور اون کی آنی کو اور اپنی پاس اون کی جمع ہونی کو اختیار اور پسند نکری
اور فقیری کی شرطون سی ہی کہ جب اوس کی پاس کچہ نہو تو صفائی حال مین قلب
اوس کا قوی تر ہو اور جسوقت کہ فتوحات قلیل ہو تو مانند شعار صالحین کی اوس کی
خوشی اور طیبت اور قوت اور نور قلب زیادہ ہو اور جسوقت نہ پاوی تنگی اوس کی
دل کو تاریک کری اور اوس کو وحشت دیوی اور اوس کو اوس کی رب سی غضبناک کری
پس وہ معلوم کری کہ بلا و فتنہ مین ڈالا گیا ہی اور اوس کو اوس کی فقر مین بڑا گناہ حادث ہوا
پس چاہیی کہ اللہ تعالی کی جناب مین توبہ اور استغفار کری اور وہ اپنی گناہ کی تفتیش اور تنقیر
اور اپنی نفس کی ملامت کیطرف متوجہ ہووی اور فقیر کا حق ہی کہ جس قدر اوس کا عیال
بڑہتی جاوین تو رزق کی باری مین اوس کا دل اپنی پروردگار سی زیادہ ساکن اور واثق
ہوتا جاوی اور واسطی امتثال امر الہی جل شانہ کی ظاہر مین اون کی لئی کسب کری اور باطن
مین اپنی رب کی وعدہ رزق پر ساکن ہووی اور یقین کری کہ رزق اون کا اللہ تعالی کے
نزدیک ہی تحقیق اللہ تعالی نی رزق کی پہونچانیکا وعدہ کیا ہی اور رزق کو مقدر کیا ہی
اور وہ اوس کی ہاتہہ سی یا غیر کی ہاتہہ سی اون کی طرف آنیوالا ہی پس اوس کو چاہیی
کہ وہ اپنی کو اس کی درمیان سی علیحدہ کری اور خالق اور خلائق کی فیما بین بیہودہ دخل
نہ دیوی بلکہ اون مین امتثال امر الہی کا کری اور اعتراض نکری اور خشمناک نہووی اور حضرت

پروردگار جل شانہ کو متہم نکری اور حضرت پروردگار تعالی شانہ کی ایفا وعدہ مین شک
نلاوی اور کسی کی آگی شکایت نکری بلکہ شکایت اوس کی اللہ تعالی کی جناب عالی مین ہی
اور جناب باری سی اوس کا خواستگار ہووی اور صبر کی توفیق مین اور اون کی حق مین
ادائی امر کی لئی اور جو کہ مقدر ہوا ہی اون پر اون کی رضا مین اور اون کی اضافت مین
اور الزام مومنت مین اور اون کی تسہیل و تیسیر رزق مین غرض اون کا اور سوال اوسکا
ذات باریتعالی سی ہو پس اللہ تعالی قریب ہی اور مجیب الدعوات ہی اور اس لئی کہ اللہ تعالی
کی طرف بسبب بلیات کی بندہ رجوع کری تو اللہ تعالی بندہ کو مبتلا کرتا ہی اور اللہ تعالی
سوال مین الحاح کرنیوالون کو دوست رکھتا ہی اس لئی کہ از روی سوال کے رب مربوب سے
اور سردار عبد سی اور غنی فقیر سی تمیز ہوتا ہی اور بندہ بسبب سوال اور الحاح کی تکبر اور غرور
اور نخوت سی نکلتا ہی اور تواضع اور ذلت اور افتقار اوس کو حاصل ہوتا ہی اور جب سوال
مین تواضع اور ذلت اور افتقار ثابت ہوگا تو اجابت سوال کی سریعًا عاجلًا غیر اجل ثابت
ہوگی علاوہ اوس کی کہ عقبٰی مین اوس کا ثواب اوس کی لئی ذخیرہ ہوگا اور فقیر کے ادب سے
ہی کہ نفس کی اغم وقت مستقبل کا نہو بلکہ وہ وقت کی حکم پر مشغول ہو اور وہ وقت ثانی پر
مطلع نہو بلکہ وہ زمانہ حال کو اور اوس کی حدود اور شرائط اور اداب کو نگاہ رکھی اوس
حال مین کہ وہ سرفگندہ اور چشم پوشیدہ ہووے اوس کی ماسوا سی خواہ وہ اعلی ہووی اوس
یا وہ ادنی ہووی اور وہ غیر کی حال کیطرف حرص نکری کہ اکثر ہلاک اوس کی اوس مین ہی
اور وہ حال اوس کی اہل کی لئی سلامت اور نعمت ہی مانند بعضی غذا کی کہ وہ ایک آدمی
کی حق مین عافیت اور دوسری آدمی کی حق مین بیماری اور بلا ہوتی ہی پس مریض کے
لئی لایق ہی کہ جو نعم امراض کے کہاوی پس ایسا ہی فقیر کے لئی لازم ہی کہ وہ اپنی نفس کو

کوئی حالت اختیار نکری تا آنکہ وہ حالت بغیر اختیار اوسکی اوسکی اوپر کہ اللہ
تعالی قدر محض اور ارادہ سی جو جی کری اور وہ اپنی اختیار سی اپنی نفس کو اعلی منازل
مقامات میں نہ لاوی تا آنکہ امر اوس کا کہ وہ اوتارتا ہی اور چڑھاتا ہی اوسکو پاس آوی پس
فعل اوس کا کہ وہ روکتا ہی اور دیتا ہی اور محتاج کرتا ہی اور غنی کرتا ہی اور بڑھاتا ہے
اور گھٹاتا ہی اوس کو وہاں سی نقل کری اس لئی کہ یہہ فقیر کی لائق مناسب اور بہتر حالی
سی موجب قرب کی ہی اور ایسا ہی امر اون اہل علم اور اہل معرفت سلف میں جو مقتدا
تھی گذرا ہی اور فقیر کی آداب سی ہی کہ وہ تمام ساعات میں ورود موت کی لئی منتظر اور
مترقب اور مہیا رہی تا کہ وہ فقر کی رضا میں اور اوٹھانی ورود اذیت میں اوس کا
معین ہو اس لئی کہ انتظار اور ترقب موت سی آرزو کوتاہ اور نفس ذلیل اور غلبہ شہوت کا
زائل ہوتا ہی اس لئی کہ حدیث شریف ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من
ذکر ہادم اللذات یعنی بہت کرو یاد لذتوں کی گرانی والی کا یعنی موت کا اور فقیر کی
آداب سی ہی کہ ذکر مخلوق کا اوس کی دل سی نکل جاوی اور فقیر کی آداب سی ہی کہ جب
کوئی غنی اوس پہ آوی تو جو کچھ اوس کی دست رس ہو طعام سی یا میوہ وغیرہ سی [struck out]
تھوڑی شی بھی اوس سی تواضع کری اس لئی کہ فقیر اپنی دل میں اسباب سی [illegible]
بلکہ فقیر غنی سی کہ وہ اپنی غنا کی قید میں ہی ساتھہ ایثار کی اولی ہی مگر اوس وقت کہ وہ
فقیر صاحب عیال تنگدستی میں ہو پس وہ غنی کی لئی اوس چیز کی ایثار کرتا نہیں اپنی عیال پہ
تنگی کرکی مگر اوس وقت میں کہ اوس کا عیال ایثار میں خوش ہوں اور ماں اون کی دلوں کی
موافقت اور صبر اور رضا اور معرفت اور یقین اور انوار اون کی زبانوں اور جوارح
اور نفسوں پہ ظاہر ہوں [illegible] وقت بذل اور منع اور ایثار اور امساک میں وہ

خوف نرکہی اور فقیر کے آداب سے ہی کہ تنگدستی مین ورع اور احتیاط کو ترک نکری پس سبب
فقر کے محرمات شرعیہ کیطرف نجاوی پس عزیمت سی رخصت پر آ دی اس لئی کہ ورع
مدار دین کا ہی اور طمع ہلاک دین کا ہی اور تناول شبہات کا فساد دین کا ہی جیسا کہ بعض صالحین
نی فرمایا ہی کہ جو شخص کہ فقر کی حالت مین ورع کا ہمراہ نہو وئے اور بغیر جانے کی وہ حرام کہا دی
پس اوس پر واجب ہی کہ وہ اپنے دین مین فقر کی حالت میں تاویلات کیطرف جلدی نکری
بلکہ احوط کو کہ وہ عزیمت ہی اختیار کری فائدہ فقیر کے سوال کرنیکی آداب کی بیان مین
سید الاغواث والاوتاد سلطان الابدال والافراد محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی غنیۃ الطالبین لکھا ہی فمن ادب الفقیر ترک السوال للخلق
مادام یجد عندہ ما یکفیہ الخ یعنی فقیر کے آداب سی ہی کہ جبتک وہ اپنے نزدیک قوت کافی
پاوی آدمیون سی سوال کرنیکو ترک کری اور جب ضرورت اور احتیاج اوس کو مضطر اور
مجبور کری تو وہ بقدر حاجت کی سوال کری پس حاجت اوس کی اوس کی سوال کا کفارہ ہے
پس اوس کو سوال کرنا مسلم ہی اور لائق ہے کہ وہ حتی الامکان اپنے نفس کی لیے سوال نکری بلکہ اپنی
عیال کی لیے سوال کری جیسا کہ ہمنے آگی اوس کو بیان کیا ہی پس اگر فقیر کے ہاتہہ مین ایک دانگ
ہو اور وہ درم کا محتاج ہو تو جب تک کہ وہ دانگ کو صرف نکری اور معلوم سی خالی نہو تب تک
اوس کو سوال کرنا مسلم نہین جیسا کہ کہا گیا ہی لا یظہر من الغیب شئی مادام فی الجیب
شئی یعنی جبتک کہ اپنی جیب مین شئی ہوگی تب تک غیب سی کچھ ظاہر نہوگا اور اوس کی سوال کی
شروط سی ہی کہ وہ سوال کرنیمین اون کو ندیکھی بلکہ اشارہ اوس کا اللہ تعالی کی طرف ہو اور وہ
مخلوق کو مانند وکیل اور امین کی کہ اون مین اللہ تعالی کا تصرف اور اللہ تعالی کا فعل ہو دیکھی
پس وہ فقیر خدا تعالی کو چہوڑ کر اوس کو پروردگار نہ سمجہے اور اون سی سوال کرنیمین اوس کا

مطلب اپنی اور اپنی اہل وعیال کی حال سی اون کو خبر دار کرنا ہے تو یہ کہ اپنی پروردگا
عزاسمہ کا شکوہ اون سی بیان کرنا مراد ہوا اور اون کا سوال ازروی خبر دینی اپنی
روزی کی ہو کہ وہ اون سی پوچھی کہ ہماری واسطی ہی کچہہ تمہاری پاس بہیجا گیا ہی یا تم کو
کچہہ حوالہ کیا گیا ہی یا کوئی اذن تمکو پہونچا ہی اور ای وکیل ای خزانچی ای امانت دارای
مملوک ای فقیرای وہ کہ ہم اونکو پرابہن اوس ہیں کہ وہ اوس کی ہاتہہ ہیں ہی اور مالک
اوس کا ہم دونو کی سوا ہی یعنی اللہ تعالی ہی اور ہم دونو اوس کی پرورش ہیں ہیں
جب وہ فقیر اسطرح پر سوال کریگا تو اوس کو سوال کرنا جائز ہی اور نہیں تو جائز نہیں اور
ہر مشرک دجال ریاکار بت پرست اہل طریقت کی لباس ہیں نکلنی والی مدعی کذاب منافق
زندیق کو کرامت نہیں پس اگر فقیر کو دیا جاوی تو وہ شکر کری اور اگر منع کیا جاوی تو وہ صبر
کری ایسی ہیں صفات فقیر صادق کی اور سوال کی رو کرنیہیں متوحش اور متغیر اور متندہ
اور کوئی اعتراض نکری اور اگر وہ رد کرنیوالی کے مذمت کریگا تو اوس پر ظلم کریگا کیونکہ
وہ وکیل اور مامور ہی اور وکیل وہ ہی کہ وہ باذن اپنی آمر اور موکل معطی کے کہ وہ اللہ تعالی ہی
اوس میں کہ اوس کی ہاتہہ میں ہی تصرف کری بلکہ وہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کری اور اوس سے
آسان اور سہل کرنیکا سوال کری تا کہ وہ خلائق کے قلوب کو اوس کا مسخر کری اور اوس کے
لئی دشوار امر کو آسان کری اور اوس کی واسطی رزق کو اوتاری اور اوس کو مقسوم پہونچا
اور اوس کی بہوک اور عذاب اور خوار ہونا بندون کیطرف کو دور کری اور شاید اللہ
تعالی ان لوگون کی عطا کی ہاتہہ کو اوس سی اس لئی رو کا ہو کہ اوس فقیر کو اپنی طرف
پہیری اور وہ حق تعالی کی دروازہ کا ملازم ہووی اور وہ اپنی دعا سی اور اپنی
تضرع سی حجاب کو دور کرو ہیں اوس کا اللہ تعالی دینی والا ہو نہ بندی فانہم ادب

عشرہ کی بیان میں غوث الاعظم قطب الافخم محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہ نی غنیۃ الطالبین میں لکہا ہی وینبغی لہ ان یحسن العشرۃ مع اخوانہ -
ویکون منبسط الوجہ غیر عبوس الخ یعنی فقیر کو چاہیے کہ وہ اپنی بہائیون کی ساتھہ معاشرت
اچھی رکھی پس وہ کشادہ رو ہو نہ ترش رو اور جو اونمین کہ وہ ارادہ کرتی ہون اون کا مخالف
نہو بشرطیکہ اوس کی کرنیسی شریعت مین رخنہ نہ پڑتا ہو اور حدود شرعی سی تجاوز کرنا اور
ارتکاب گناہ کا نہ ہو بلکہ وہ امور اباحات شرعیہ سی ہون اور اس مین اذن شرعی ہو اور
وہ لڑنی والا اور جہگڑنی والا نہو اور وہ ہمیشہ اپنی بہائیون کا مددگار رہو اوس شرط پر کہ ہمنی
ذکر کیا اور اگر بہائی اوسکی مخالفت کرین تو وہ متحمل ہو اور اون کی اذیت پر وہ صابر ہو
حقد رکہنی والا نہو اور اون کی طرف سی اپنی دل مین بدخلقی اور حسد کا تخم نہ بوئی مکر فریب
غل غش سی پاک ہو اون کی غیبت کی حالت مین اون کی غیبت نکری اور اون کی حاضری مین
بدخلق نہو اور بہائیون کی غیبت کی حال مین اون کی تکلیف دینی والی چیز کو دور کرے
اور حتی الامکان اپنی بہائیون پر عیبون کو ڈہانپی اور اگر کوئی شخص ان مین سی بیمار ہو جائی
تو وہ عیادت کری اور اگر اوس کو کوئی شغل عیادت سی مانع ہو یعنی اگر وہ بسبب کسی شغل کی
عیادت کی لئی نجا سکی تو جب وہ تندرست ہو پس اوس کو تہنیت عافیت کی دیوی اور اگر وہ
آپ مریض ہو جائی اور بعضی بہائی اوس کی عیادت اوس کی نکرین تو اون کو معذور جانے
پس جب وہ بیمار ہو جائی تو عدم عیادت سی اوس کا مقابلہ نکری بلکہ وہ عیادت اوس کی کرے
اور جس نی اوس سی پیوند اخوت کا قطع کیا ہو وہ اوس سی ملی اور جسنی اوس کو رد کیا ہو اوس کو
دیوی اور جس نی اوس پر ظلم کیا ہو اوس کو عفو کری اور جس نی اوس کی ساتھہ برائی کی ہو
اپنی پاس اوس کو معذور رکہو اور اپنی نفس کو ملامت کری اور بہائیون کو انیرات

منع نکری اور بغیر اذن بہائیون کی اون کی ملک مین حکم نکری اور اپنی جمیع حرکات اور
سکنات مین ورع اور تقوی کو نہ بہولی اور اگر اوس کی بہائیون مین سی کوئی آدمی اوسکی
مال مین اوس کی ساتہہ انبساط کری یعنی نفع لیوی تو وہ خوشی اور سرور اور کشادہ روئی
سی اوس کو قبول کری اور اوس مین اوس سی منت جانی اس لیی کہ خداوند کریم نے
اوس کو اس کی لائق کیا ہی کہ اوس کی مال مین اوس کا بہائی اوس سی مباسط ہوتا ہی
اور اوس سی اوس کی حاجت روائی ہوتی ہی اور حتی الامکان کسی آدمی کی کسی چیز کو
عاریت نہ لیوی اور اگر کوئی بہائی اوس سی کچہہ عاریت لیوی تو وہ حتی الامکان اوس سی
لوٹا نہ لیوی اس لیی کہ اوس نی بسبب حاجت کی اوس سی عاریت لی ہی اور لوٹا لینا
عاریت کا خلاف فتوت ہی جیسا کہ شرع مین لوٹا لینا ہدیہ اور ہبہ کا اچہا نہین اور اگر
وہ اوس پر قادر نہو پس عاریت دینی مین جلدی کری اور عاریت سی منع نکری اگرچہ
وہ ہر روز ہو اس لیی کہ اوس کی حال کی لائق نہین کہ وہ کسی آدمی سی سبب مال کی منفرد اور
تنہا ہو اس لیی کہ وہ امین ہی کسی شی کی بند مین نہین پس کوئی شی اوس کی ملک مین
نہین پس جو کوئی کسی شی کا مالک ہووی پس اوس چیز کا اللہ مالک ہی اس لیی کہ آدمی
اوس کا بندہ ہی کہ جس کی ہاتہہ مین اوس کی زمام اختیار کی ہی بلکہ وہ اون اشیا کو
کہ وہ اوس کی ہاتہہ مین ہی اللہ تعالی کی ملک کی دیکہی اور جمیع آدمی عباد اللہ ہین اور
سب اللہ تعالی کی ملکیت مین مساوی ہین اور جو کہ غیر کے ہاتہہ مین ہو اوس مین
حکم شرع کو اور ورع کو اور اوس کی حفظ حدود کو استعمال مین لاوی تا کہ وہ مباحیہ زنادقہ
کے زمرہ سی نہو اور اوس کو لائق ہی کہ جب اوس کو محنت اور فاقہ لاحق ہو تو جہاں تک ممکن
ہو اپنی بہائیون سی اپنی اوس حال کو مخفی رکہی تا کہ بسبب محنت اور فاقہ اوس کی اون کے

دل پریشان نہ ہو اور اون کی لیے تکلیف نکرین اور دیساہی جب اوس کو غم اور حزن لاحق ہو تو وہ اوس کو اپنے بہائیون پر ظاہر نکری اور اون کی فرح اور سرور اور راحت اور لذت کو منغص نکری اور اگر اوس کی بہائیون کو غم اور ہم لاحق ہو اور وہ بخلاف اوس کی فرحت اور خوشی کو ظاہر کرتے ہون تو وہ اون کو ظاہراً اظہار نشاط اور خوشی مین مساعد ہووی اور اون کی اور اون کی وحشت اور حزن اور غم کو کہ وہ اوس مین ہین مخفی رکہی اور اوس چیز سی کہ وہ مکروہ جانتی ہون اون کا مقابل نہو اور وہ کسی شئی مین اون سی مختلف نہووی اور لائق ہی اوس کو حسن عشرت کی ادب مین اگر وہ کسی شئی سی وحشت پاوی تو چاہیئے کہ حسن خلق سی اون سی کلام کری اور اپنی دل کو اوس کی طرف مائل کری تا کہ وحشت رفع ہو اور لائق ہی اوس کو کہ وہ ہر ایک بہائی سی بلکہ ہر ایک آدمی سی اوس حیثیت سی معاشرت کری کہ وہ کسی کو اوس کی حد سی متجاوز مشتکلف نہو بلکہ جیسا کہ وہ آدمی ہو اوس کی متابعت کری جبتک کہ اوس مین خلاف شرع نہو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ انحن معاشر الانبیاء امرنا ان نخاطب الناس علی قدر عقولهم یعنی ہم گروہ انبیاء کی مامور ہوئے ہین کہ آدمیون سی مقدار اون کی عقل کی بات کرین اور لائق ہی کہ وہ بہ نسبت اپنی کمتر رتبہ کی ساتہہ شفقت کی اور بہ نسبت اپنی فوق رتبہ والون کی ساتہہ اجلال اور تعظیم کے اور اپنی جیسی آدمیون سی ساتہہ احسان اور ایثار کی معاشرت کری فائدہ فقرا کی کہانے کی آداب کی بیان مین غوث الاغواث قطب الاقطاب محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی غنیۃ الطالبین مین لکہا ہی من ذالک ان لا یاکلوا بالشرہ ولا علی الغفلۃ بل بذکر اللہ عز وجل لقولہ علیہ السلام

ینسوله الخ یعنی کہانیکی آداب سی یہہ ہی کہ فقرا طعام کو جسوقت اونکی سامنی پر کہانا دیا
بلکہ وقت کہانی طعام کی وہ اپنی دلون سی اللہ تعالی کا ذکر کرین اور اللہ تعالی کو نہ
بہولین اور کہانی کی آداب سی ہی کہ بڑی رتبہ والون سی پہلی طعام کیطرف اپنی ہاتہہ
لنبا نکرین اور کہانی کی اداب سی ہی کہ وہ غیرون کو نکہین کہ کہا اور کوئی شئی اپنی
آگی سی غیرون کے آگی نرکہین نہ خدمت کی طریق پر نہ انبساط کی طرف پر مالک
طعام ہیں اون کو اون کی لئی ایسا کرنا مسلم ہی اس لئی کہ یہہ اوس کی ایک نوع
کی خدمت ہی اور وہ صاحب طعام کو بہی نکہین کہ ہماری ساتہہ کہا اور جب اوس کو
ایک جگہہ پر بیٹہایا جاوی پس وہ اور جگہہ کو اپنی بیٹہنی کی لئی اختیار نکری اور وہ بیٹہی
جس جگہہ کہا جاوی اور جبتک کہ اوس کا رفیق کہارہا ہو وہ طعام سی اپنا ہاتہہ نہ
نکالی یعنی وہ اوس کی ساتہہ کہا تا رہی تا کہ اوس کا رفیق شرمندہ نہو جاوی پس وہ
اوس کو منع کرنی پر حمل کریگا اور نہین لائق کہ فقیر کی آگی سی طعام کو اوٹہایا جاوی
جبتک کہ وہ کہارہا ہو اور جبتک کہ اوس کی آنکہہ طعام پر ہو اور اوس کو اگرچہ
آرزو طعام کی نہو تب بہی اپنی اصحاب کو کہانی پر یاری دیوی جبتک کہ مخالف
شرع کا نہو اور لائق نہین کہ وہ دسترخوان پر کسی آدمی کی موتہہ مین لقمہ دیوی
اور اگر ساقی پانی لاوی تو وہ پانی سی اعراض نکری اگرچہ ایک قطرہ بہی ہو اور
اگر صاحب طعام کا خدمت کی لئی اوٹہی یا اوس کی ہاتہہ کو دہولاوی تو وہ اوس کو
منع نکری اور لائق ہی کہ عزت سی اغنیا کی ساتہہ اور ایثار سی فقرا کے ساتہہ
اور کشادہ روئی سی بہائیون کی ساتہہ کہاوی اور وہ طعام کا خطرہ دل مین نہ لاوی
مگر اوس وقت کہ طعام حاضر ہو پس مروت کہانی اور کسی آرزو مین وہ اپنی نفس کا

مساعد ہووی شاید کہ وہ آرزو اوس کی قسمت مقسوم مین نہ ہو پس وہ نہ پاوی گا اوس کو
ہرگز پس بہ سبب اوس آرزو کی اللہ تعالی سی وہ محجوب رہیگا اور بسبب اوس کے
وہ اپنی طاعت سی اور اپنی حال کی نگاہ رکہنی سے روگردان ہو گا پس جب وہ اوس آرزو سے
اعراض کریگا اور اپنی حال سی مشغول ہوگا تو وہ سلیم رہیگا اپنی اگر وہ اوس کا مقسوم مین ہوگی
تو آرزو اوس کی متوجہ نہ ہوگی اور روہ اوس کو کہائیگا اور اللہ تعالی کا شکر بجا لائیگا
اور روہ کہانیکو اپنا مقصود مقرر نہ کری اور روہ اپنی قلب کو اوس سی متعلق نہ رکہی اور اوسکو
اپنی نفس کی حدیث نہ ٹہیرائی بلکہ وہ اپنی جی مین یہ سمجہی کہ نفس بیمار مریض ہی اور کہانی سے
اور پینی سی اور شہوات سی اوس کو نگاہ رکہنا ضرور ہی تاکہ نفس مرض سی شفا پاوی اور ہوا
ہوس اور شہوات نفسانی اور امیدین اوس کی نفس کی بیماریان ہین اور اللہ اوس کا
طبیب اور دوا کرنیوالا ہی پس ہرگاہ اللہ تعالی مملوک کے ہاتہہ پہ کہانا پہنچا بہیجی تو وہ اوسکو
کہاوی اور جانی کہ اوس کی دوا اور عافیت اوسی مین ہی نہ اور طعام مین اور روہ اپنی جمیع
حرکات اور سکنات مین حفظ حال اور مراقبہ سی اور جمیع اشیاء کو اپنی دل سی نکالنی کے
اور کسی شی کیطرف میل نکرنیسی اور کسی شی کیساتہہ طمانیت نہ لینی سی مشغول ہووی ۔

فائدہ آپس مین فقرا کی آداب کی بیان مین سید الاغواث سلطان الاقطاب محبوب سبحانی
حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ فی غنیۃ الطالبین مین لکہا ہے
من ذالک ان لا یمنعوا شیئا یکون لہم من اصحابہم من ثیابہم وسجاجیدہم ومد
دلہم وما یجری مجراہا الخ یعنی فقراء کی آداب سی ہی کہ اپنی اشیاء کو از قسم کپڑون اور
سجادون اور کوزون اور روہ کہ اون کی قائم مقام ہون آپس مین ایک دوسرے سی منع نکرین
اور اگر کسی فقیر نی اپنی قدم سی اور فقیر کی سجادہ کو لتاڑا تو وہ فقیر کو جس کا سجادہ ہو [illegible]

منقوش نہووی اور وہ غیر کی سجادہ پر اپنا پاؤن نرکہی اور وہ اپنی سجادہ کو اوس
فقیر کی سجادہ پر کہ وہ اوس سی رتبہ مین فوق ہو نہ بچہاوی اور اگر کوئی فقیر اوس کی دونو
کیطرف اپنی ہاتہہ کو لنبا کری تو وہ اوس کو منع نکری اور وہ اپنی ہاتہہ کو کسی کی موندی
کیطرف لنبا نکری اور کسی فقیر سی طلب خدمت کی نکری اور وہ اپنی نفس سی ہر ایک
کی خدمت کری اور وہ فقرا کی قدم کو دبانی یعنی مشت مال کری اور اگر کوئی فقیر اوس کی
پاؤن کو دبانا چاہی تو وہ اوس کو منع نکری اور جب وہ حمام مین جاوی تو فقرا کی
آداب سی نہین کہ وہ کسی دلاک کو اپنی دلک پر مقرر کری اور اگر بعضی فقیر اور بعضی
فقیرون کو دلک کرین تو وہ اون کو منع نکرین اور اگر کوئی اوس کی خرقہ کی طرف یا
سجادہ کیطرف یا اور شی کیطرف نظر کری تو وہ اوسیوقت مین اوس شی کو اوس فقیر
کی طرف پہینکدی اور اوس کو ایثار کری اور نہین لائق کہ وہ فقرا کو کہانی کی
وقت اپنی انتظار مین رکہی اور ویسا ہی ہر چیز مین حتی الامکان کسی کی دل کو انتظار سی
ایذا نہ دیوی اس لئی کہ انتظار گرانی پہنچانی والا ہوتا ہی اور جب وہ کسی فقیر کو طعام دیوی
تو وہ اوس کو انتظار کی جہب مین نہ ڈالی اس لئی کہ شوربی کا اور سالنی کا انتظار کرنا ذلت
ہی اور نہین لائق کہ وہ کسی شئی کو حتی الامکان ذخیرہ کری اور جب طعام بہت ہوی تو بعد
بہیجنی طعام کی وہ آپ کہاوی اور جہانتک فقرا کی لئی پاکیزہ طعام لانی مین وہ کوشش کری
اور اگر وہ گروہ مین ہو پس اوس کو لائق نہین کہ کسی شئی کی کہانی مین یا کسی چیز کی لینی مین
اوس گروہ سی الگ ہووی اور اگر فتوحات سی کوئی چیز اوس کی پاس آوی تو اوس کو
لائق ہی کہ اوس چیز کو اوس گروہ کی درمیان پہینکدیوی اور اگر وہ آپ مریض ہو یا
اور وہ گروہ مین ہو لیکن محتاج ہووی تخصیص روا [illegible] کیطرف [illegible] اوس کو

لائق ہی کہ وہ اوس مین جماعت سی اذن مانگی اور اگر وہ کسی رباط مین یا کسی مدرسہ
مین اوتری کہ اوس مین کوئی شیخ ہو یا خادم ہو پس لائق ہی کہ وہ ساتھہ حکم اوس شیخ کی
ہو اور وہ کوئی فعل بغیر دریافت اوس کی نکری اور جب وہ کسی قوم مین وارد ہووی
پس اوس کو لائق ہی کہ اوس پر کہ وہ قوم ہوون اون کی موافقت کری اور اوس کو
لائق نہین کہ تسبیح کی پڑہنی سی یا قرارت سی وہ اپنی آواز کو فقرا مین ملبند کری بلکہ
وہ اون سی مخفی کری یا یہہ کہ نقل کری اوس کو تفکر سی یا اعتبار عبادت باطن سی لیکن اوسکو
وہ اپنی جی مین پڑہتا رہی اور اگر وہ خواص ذی اسرار سی ہی پس آواز کی ملبند کرنی مین
اوس پر کلفت نہین اس لئی کہ اللہ تعالی متولی اوس کا ہی اور آمادہ کریگا اوس کی لئے
اور امر کریگا اور نہی کریگا اوس کو اوس مین اور جماعت کی قلوب کو واوس کا
مسخر اور اوس پر مہربان کریگا اور رہیگا اون کی دلون کو اوس کی دوستی سی ایکبارگی
اور اوس کی ہیبت اور احترام سی دوسری مرتبہ اور ایسا ہی لائق نہین کہ وہ اپنی آواز کو
بغیر تسبیح کی کسی کلام سی ملبند کری اور جب وہ قوم مین ہو پس لائق ہی کہ وہ اون قوم کی
ایک آدمی سی سرگوشی نکری اور مخفی سخن نکہی اور وہ فقرا مین غنی الامکان دنیا کی اور کہانی
چیز کی بات نکری اور فقیر کے شرائط سی ہی کہ مہا امکن کسی چیز کو نہ لکہی بلکہ وہ مکتوب کی عمل سے
اور قلب کی مراقبہ اور حفظ حال اور تفکر سی مشغول ہووی اور فقرا کی روبرو نفلین
بہت نہ پڑہی اور جب وہ روزہ رکہین تو وہ اوس مین اون کا موافق ہووی اور
جب وہ مفطر ہوون تب وہ بہی اون کا اوس مین موافق ہووی اور وہ اکیلا اون سی
روزہ نہ رکہی اور جب وہ جاگتی ہوون تو وہ نیند نکری مگر جب کہ اوس پر نیند غالب ہووی یا
اون سی اکیلا ہووی اور نیند کری اوس مقدار پر کہ نیند کا ہونا کوئی امر نہین اور

اوس کو کہ غنی لامکان وہ کسی شی کی آرزو میں تقدیم کری اور فقر لیے پر اوس کو غنیا کری اور اگر کوئی فقیر اوس سی کسی چیز کو طلب کری پس اوس کو رد نکری اگرچہ وہ قلیل ہو اور اون کی دل کو طول انتظار سی ایذا نہ دیوی جب کوئی فقیہ یا کوئی آدمی اوس سے مشاورت کری پس وہ جواب کی دینی میں عجلت نکری اور اوس کی کلام کو قطع نکری بلکہ اوس کو مہلت دیوی تاکہ وہ جمیع مافی الضمیر سی اپنی دل کو خالی کری اور اوس کو رد اور انکار سی جواب دیوی اور جب وہ اوس سی فارغ ہووی اور رای اوس کی صواب پر نہو تو پہلی اوس کی موافقت سے اوس کو قبول کری اور کہی کہ یہہ وجہ ہی پس جو کچھہ کہ اوس کی نزدیک صواب ہو نرمی سی اوس کو بیان کری نہ کہ درشتی اور وحشت سی اور اون کی آداب سی ہی کہ وقت کہانی کی نہ وہ طعام کی مدح کریں اور نہ ذم کریں فائدہ فقرا کی لئی اپنی عیال اور اولاد کی ساتھ طریقہ معیشت کی بیان میں غوث الاعظم قطب لاانظم محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ فی غنیتہ الطالبین میں لکھا ہی من ذالک حسن الخلق والانفاق علیھم بالمعروف بما ملکہ الخ یعنی فقرا کی آداب سی ہی حسن خلق اور نفقہ دنیا عیال کا مطابق امر شرعی کی جیسا کہ ممکن ہو اور جب وہ اوس چیز کا مالک ہووی کہ اوس کو وہ چیز اوس دن کفایت کری پس وہ کل کے خرچ کے لئی اوس سی کچھہ نہ کہی اوس حال میں کہ اوس کو اوس چیز کی اوسی دن حاجت ہو اور اگر اوس دن کی خرچ سی کچھہ زائد ہووی پس وہ کل کی لئی اپنی عیال کی خرچ کے واسطی اوس کو ذخیرہ کری نہ کہ اپنی واسطی اور رونہ کہا جاوی مگر عیال کی متابعت سی بلکہ اپنی عیال کا شغل خادم کی اور وکیل کی رہی اور رہی اون کی ساتھہ ایسا ہو کر جیسے کہ غلام اپنی مالک سی کرتا ہی اور وہ اپنی عیال کی خدمت میں اور اون کی واسطی کچھہ

اوٹھاتی ہین اور اونکی مصالح کی کوشش کرتی ہین خدا تعالی کی احکام کی بجا آوری تصور
کری اور وہ اپنی نفس کی خدمت کو چھوڑکر اپنی عیال کی خدمت کو اختیار کری اور وہ
خود عیال کی کھلانیکی غرض سی کھاوی اور اون سی اپنی نفس کی خواہش کی پیروی کرنیکا
باعث نہووی اور اگر اوس کی پاس ایسی شئی ہو کہ وہ شئی اوس کو جاڑی کی ایام مین کام
آویگی اور وہ گرمیون کی ایام مین اوس چیز کی قیمت کا محتاج ہو تو وہ اوس کو گرمیونکی
ایام کی کارروائی کی لئی فروخت کرلی اور اگر اوسنی اپنی کسب سی اوسدن کا خرچ حاصل
کرلیا ہو اور وہ اوسیدن کی کسب سی عیال کی کل کی دن کے خرچ کی لئی بہی حاصل کر
سکتا ہی تو وہ اوسی روز کی کفاف سی قناعت کری اس لئی کہ فقر مین ما یکفی سی قناعت
کرنا واجب ہی اور کل کے دن کی تدبیر کو کل ہی پہ چھوڑی اگر اوس کو توکل مین اور صبر
مین اور رنج کہینچنی مین اور بہوک مین اور سختی مین طاقت ہو اور اوس کی عیال کو نہو
پس اوس کو جایز نہین کہ وہ اپنی نفس کی حالت پر اون کو چھوڑی بلکہ وہ اونکی لئی کسب کری
اور اگر وہ اپنی عیال سی اطاعت اللہ تعالی کی اور حسن سیرت اور عبادت مشاہدہ کری
پس اوس پر لازم ہی کہ اون کو کسب حلال اور مباحات سی کھلاوی تاکہ وہ طاعت اور
صلاحیت کا ثمرہ لاوی اور اون کو وجہ حرام سی نکھلائی پس وہ عصیان اور گناہ کا ثمرہ لاوینگی
اور وہ اپنی نفس کی عمل کی اصلاح مین اور صدق مین اور طہارت مین کوشش کری تاکہ
اللہ تعالی حسن صبر مین اور حسن طاعت مین درمیان اوس کی اور درمیان اوس کی عیال
کے اصلاح کری اور اون کو اون کا موافق کری اور اوس کی صلاحیت کی برکت اوسکی
عیال پر عود کری قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اصلح ما بینہ و بین اللہ عز و جل
اصلح اللہ ما بینہ و بین الناس یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ

کہ جو کوئی اون امور کو کہ درمیان اوس کی اور درمیان اللہ تعالی کی ہین اچھا کریگا
اللہ تعالی اون امور کو کہ درمیان اوس آدمی کی اور درمیان اور آدمیون کی ہین
اچھا کریگا اور عیال بہی آدمیون سی ہی اور جب کوئی مہمان اوس کی گہر مین وارد ہو
پس اوس پر واجب ہی کہ جو کچھہ کہ وہ اپنی مہمان کو کہلاوی اوس سی اپنی عیال کو بہی
کہلاوی اور اگر اوس کو وسعت اور برکت ہو پس اوس کو چاہی کہ وہ طعام کو وافر
کری تاکہ وہ طعام سب کو کفایت کری پس اون سی بچ جاوی اور اگر اوس کو فقر اور
قلت اور تنگدستی ہو اور وہ اپنی عیال سی ایثار اور رضا کو مشاہدہ کری پس اسوقت
طعام کو مہمانون کی لئی اختیار کری اور اوس کو اون پر ایثار کری اگر درصورتیکہ مہمان سی
کچھہ بچ جاوی تو اوس کو براہ تبرک کی وہ کہالین پس اللہ تعالی اوس کا عوض اوسکو
دیویگا اور جو کچھہ کہ اون کی پاس ہی اوس مین برکت اور وسعت ڈالیگا پس تحقیق
مہمان اپنی رزق کی ساتھہ وارد ہوتا ہی اور مکان والون کی گناہون کو لیجاتا ہے
جیسا کہ یہہ حدیث مین آیا ہی اور جب ایسی فقیر کو کہ وہ صاحب عیال اور صاحب ابتلا ہو
دعوت مین بلایا جاوی پس فتوت سی نہین کہ وہ فقیر اپنی عیال کو فاقہ مین چھوڑ دیوی
اور خود دعوت مین جاکر اپنی حصول شہوت کو یعنی اپنی پیٹ بہرنیکو اپنی عیال کی فاقہ پر
اختیار کر لیوی اور شریعت اور طریقت مین جایز نہین کہ وہ دعوت مین اپنی عیال کی
لئی طعام کو چہپائی اور وہ ذلت اٹھائی پس اوس کو دعوت مین کوئی آدمی نہ بلائیگا
پس چاہی کہ وہ اپنی عیال کی ساتھہ صبر کری اور اگر صاحب دعوت مین فتوت ہوگی
اور اوس کو معلوم ہوگا کہ فقیر مہمان صاحب عیال ہی تو اوس کو لائق ہی کہ وہ اکیلا
اوس کو دعوت مین نہ بلاوی بلکہ فقیر مہمان کا دل اوس کی عیال کی طرف ملتفت کرنا چاہیئے

قدر طعام کی ہوون کہ اونکو اتفاقاً پہونچی ہو تو اوسی طعام اذن کی طرف بہیجدی اور مہمان فقیر کو اوس
سی آگاہ کری اور فقیر پر واجب ہی کہ وہ اپنی اہل و عیال کو شریعت اور ظاہر علم کے
ملازمت سی تادیب کری اور کم و بیش علم کی مخالفت کرنی پر اون کو قوت ندیوی اور
اوس کو لائق نہین کہ وہ اپنی اولاد کو حرفت سیکہنی کی لئی باز رکہی بلکہ اون کو وہ دین کے
احکام سکہاوی اور دنیا کی طلب کرنیکی ترک پر اون کو باعث ہووی مگر اوس وقت کہ
اوس پر فقر اور قلت صبر اور رسوائی اور احتیاج خلق کی غلبہ کری پس چاہی کہ وہ آپ اپنی
عیال اور اولاد کو ساتہہ کسب کرنیکی اور تحصیل معاش کی شاغل کری تاکہ وہ اور آدمیون کی
معاش مین مستغنی ہوون پس اشتغال کسب کا اور شغل ہی ساتہہ حفظ حدود شرع کی افضل ہی
اور وہ اپنی اولاد کو والدین کی حقوق کی مراعات کی وجوب سی اور عقوق سی دور رہنیکی
اور اپنی عیال کو اپنی حق کی مراعات سی اور صبر اور طاعت کی فضیلت سی واقف اور متنبہ
کری **فائدہ** فقرا کی سفر کرنیکی آداب کی بیان مین غوثنا و مغیثنا و سیدنا و مخدومنا
وحید الدنیا محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نی ـ
غنیۃ الطالبین مین لکہا ہی انہ یجب ان یکون سفر المومن الخروج من اوصافہ
المذمومۃ الی صفاتہ المحمودۃ الخ یعنی واجب ہی کہ عادات مذمومہ سی صفات محمودہ
کیطرف نکلنا سفر مومن کا ہو پس وہ ساتہہ درست کرنی اپنی تقوی کی ہوا و ہوس نفسانی
سی مولی کی رضا کے طلب کرنیکی طرف نکلی پس جب فقیر ارادہ کری کہ وہ اپنی شہر سی سفر
کری پس اول شی کہ اوس پر واجب ہی وہ یہہ ہی کہ وہ اپنی دشمنون کو راضی کری اور وہ اپنی
والدین سی یا اون اقربا سی کہ وجوب حق مین وہ والدین کی حکم مین ہوون مانند چچا اور
ماموں اور دادا اور دادی کی وہ اذن سفر کا مانگی پس جب وہ اوس کی سفر کرنیسی [illegible]

پس وہ نکلی اور اگر وہ صاحب عیال کا ہو اور اونکی سفر کرنیمین اون کی مضرت اور ضائع
ہونا ہو پس اوس کو سفر کرنا لازم نہین مگر بعد اصلاح اون امور کے یا اپنی ساتھہ ہمراہ لیجاوی
اون کی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء اثما ان یضیع من یقوت یعنی حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہو کہ کافی ہی مرد کی لئی ازروی گناہ کی یہہ کہ ضائع کری اوس کو
کہ وہ قوت دیتا ہی یعنی اوس آدمی کو کہ اوس کا کفاف اوس پر واجب ہی چھوڑ دینا گناہ ہی اور
فقیر کے شروط سی ہے کہ جب وہ مسافر ہو تو دل اوس کا اوس کی ساتھہ ہو کسی علاقہ کی طرف
دل اوس کا ملتفت نہو اور کسی مطلب سی دل اوس کا متعلق نہو پس بن جگہہ ہین کہ وہ
اوتری دل اوس کا اوس کی ساتھہ ہو اور دل اوس کا فارغ اور سب اشیا سی خالی ہو
جیساکہ ابراہیم بن دودہ سی مروی ہو کہ اوس نی کہا کہ مین ابراہیم بن شیبہ کیساتھہ بادیہ مین
داخل ہوا پس اوس نی مجھہ فرمایا کہ جو شئی علاقہ کی تیری ساتھہ ہی اوس کو پہینکدی پس
مینی بغیر دینار کی سب چیز کو پہینکدیا پس اوسنی فرمایا کہ میری دل کو مشغول نکر جو شئی کہ تیری
ساتھہ ہی اوس کو پہینکدی پس دینا کو بہی پہینکدیا پس اوس نی فرمایا جو کچھہ علاقات سی تیری ساتھہ
ہی پہینکدی پس مینی یاد کیا کہ میری ساتھہ تسمہ چمڑیکا ہی جوتی کی لئی پس مینی اوس کو بہی پہینکدیا
پس قسم ہی خدا تعالی کی کہ نہ محتاج ہوا مین راہ مین تسمیکیطرف مگر کہ اوس کو اپنی آگی
پایا پس ابن شیبہ نی فرمایا کہ ایسا حال ہی اوس شخص کا کہ وہ صدق سی اللہ تعالی کی ساتھہ معاملہ
کری اور نہین لائق فقیر کو کہ وہ سفر مین اوس آدراد کو کہ وہ اوس کو حضر مین پڑہتا تھا
کوتاہ کری اسلئی کہ سفر اون کی احوال کی زیادتی ہی پس لائق نہین کہ بسبب سفر کی اون اعمال
اور احوال مین خلل حاصل ہو اور رخصت ضعیفون اور عوام کی لئی ہی اور ساقط یا اور خواص کو
رخصت کیا کام ہی بلکہ ہمیشہ صحیح احوال مین اعمال کی ساتھہ پاسبان قائم ہین اور وہ

حفاظت دایمی ہین ہو اور اون کی ساتھہ دوست ہمنشین ہی اور اون کا انس دوستوں کے ساتھہ زائد ہی اور اون کی ساتھہ غنا تمام قایم ہی اور مدد آلہی تعالی شانہ کی اون کو پی درپی پہونچنی والی ہی اور تصرف اون کو لازم ہی اور شکر باطنی مدام حضرت ایزد تعالی شانہ کا آتا ہی کی نزدیک اون کی پہونچتی والا ہی پس سفر اون کی لیئی قوی تر ہے اور اوس مطالب کی لئی کہ وہ درپی اوس کی ہین سفر لائق تر اور احسن تر ہے اس لئی کہ اوس سفر مین اون اسبابسی کہ وہ ارباب ہین اور اوس خلق سی کہ وہ بت ہین اور وہ شیطان سی اشد ہین بعید ہوتا ہی اور لائق ہی فقیر کو کہ وہ اول سفر مین اپنی دل کی رعایت کری اور غفلت پر نہ نکلی اور سفر مین کوشش کری تا وہ اللہ تعالی کو اپنی دل سی نہ بہولی اور اوس کو لائق نہین کہ وہ وجہا من الوجوہ کسی غرض اغراض دنیای کے لئی سفر کری بلکہ سفر اوس کا اطاعت آلہی جل جلالہ کی ادا کی لئی یا حج کی لئی یا کسی شیخ کی زیارت کرنیکی لئی یا کسی مواضع موضع سی اپنی قلب کو کدورت سی صاف اور اپنی زندگانی کو کامل تر پاوی پس وہ اوسی موضع کو لازم پکڑی اور وہ اوس موضع سی دور نہوی مگر امر یقینی آلہی سی یا فعل محض او تقدیر حق تعالی سی پس اوس وقت جاہی کہ وہ اوس طرف جاوی کہ وہ امر کیا جاوی یا او تہای اوس کو تقدیر جب کہ وہ اون سے ہو کہ وہ قضا و قدر کی تصرف مین ہین یعنی بغیر ارادہ اور آرزو اپنی کی وہ قضا و قدر کے تصرف مین ہین اور ہوا و ہوس اور ارادات اور آرزوئین اون کی زائل ہوئی ہین اور وہ اپنی سی فانی ہین اور وہ اللہ تعالی کی مراد اور محبوب ہین اور جسوقت کہ فقیر کی لئی بعضی مواضع مین جاہ اور قبولیت ظاہر ہووی پس اوس کو لائق ہی کہ وہ اوس موضع سی نکل جاوی اور اوس قبول کو اپنی نفس پر حجت نہ دیوی تا کہ وہ بسبب قبول

خلا اوس کی اللہ تعالی سی نفی اور محجوب تہو پس اوس کا تفاوت نفس [illegible] جس کی
کہ اوس مین ہوا ہوس نفسانی موجود ہو اور جب وہ زائل ہو جاوی پس اوس کے
آگے خلق کی لئی وجود نہین اور ان کی قبولیت کو اوس فقیر کے نفس مین اثر نہین
پس وہ اوس فقیر کے قلب سی خارج ہین اور درمیان اون کی دل کی اور درمیان خلق کے
حجاب اور پاسبان ہین کہ اوس کی دل کو دخول خلق سی نگاہ رکھتے ہین تاکہ شرک نہ ہو
پس توحید صرف پراگندہ ہوگی اور لائق ہی کہ فقیر کی لئی کہ وہ سفر مین حسن خلق سی اور مدارات
سی اور ترک مخالفت سی اپنی اصحاب کی ساتھہ معاشرت کری اور وہ اون کی خدمت مین مشغول
ہووی اور اون مین کسی سی وہ طالب خدمت کی نکری اور اوس کو لائق ہی کہ وہ ہمیشہ سفر
مین طہارت پر رہی اور اگر درصورتیکہ پانی موجود نہو تو وہ تیمم کری جیسا کہ حضر مین طہارت
[illegible] اوس کی لئی مستحب ہی اس لئی کہ وضو ہتیار مؤمن کا ہی جیسا کہ حدیث مین آیا ہے
اور شیاطین اور جمیع موذی سی وضو اوس کی لئی امان ہی اور اوس کو لائق ہی کہ وہ نوخیز
امارد کو اپنا مصاحب نکری خصوصاً سفر مین پس تحقیق مصاحبت امارد نورسیدہ کی شیطان
کی دوستی سی اور شر سی اور فتنہ سی اور متابعت ہوا سی اور فنا کی نفس سی اور تہمت سے
قریب تر ہی اور اون کی صحبت مین خطر عظیم ہی مگر یہہ کہ فقیر اون سی ہو کہ اون سے
شیوخ اور علما با قتدا کرتے ہون اور وہ نگاہ رکھی گئی ہون اور امام اور
رہنما راہ آلہی عزاسمہ کی اور سکہانیوالی خیر کی اور خلق کو عذاب آلہی جل شانہ سی
[illegible] اور خلق اخلاق بد کو پاک کرنیوالی اور درمیان حق اور درمیان خلق کے
درمیان ہون پس اسوقت خوف نہین کہ وہ امارد سی یا شیوخ سی مصاحب ہو
اور جب وہ کسی بقعہ مین داخل ہوا اور اوس مین کوئی شیخ ہو پس لائق ہے کہ وہ ابتدا کرکے

اوس پر سلام کرنیسے اور اوس کی خدمت کرنیسے اور وہ اوس کی طرف بزرگی اور حشمت اور تعظیم کی آنکھہ سے دیکھے تا کہ وہ اوس کی فائدہ سے محروم نرہے اور جب اوس کی لیے کوئی شئے آدمی لیس وہ بغیر اصحاب کی اپنے لئے اوس کو قبول بے وجہ اختیار نکرے اور جب ایک آدمی کو اوس کے یاروں سے عذر واقع ہو یعنی بیمار ہووے پس وہ اوس کی ساتھہ ٹھیرے اور اوس کو ضایع نکرے اور اللہ تعالی توفیق دینے والا اصواب کا ہے اب مین اپنے رسالہ کو غوث الاغوات ربانی قطب الاقطاب صمدانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی دعائیہ رباعی پر ختم کرتا ہون جسکا ورد کرنا طالب حق کو بہت مفید ہے ٭ یارب ز گناہ خویش منفعلم ٭ در قول بد و فعل بد خود خجلم ٭ فیضی بدلم ز عالم قدس بریز ٭ تا محو شود خیال فاسد ز دلم ٭ جب یہہ رسالہ اتمام کو پہونچا تب فقیر مودودی مولف نے چاہا کہ ضمیمہ اس رسالہ کا در باب فضیلت ذکر اور اہل ذکر اور مکان ذکر کے اور در باب ذکر لطایف سبعہ کی اور مقام اون کی لکھی تا کہ اگر کوئی آدمی تو باوجہ بیعت و ماتیعلقہا کی فوائد اس رسالہ مشتی نمونہ خروارے ہین دیکھکر کسی اہل اللہ کی دست حق پرست پر بیعت توبہ کی کرے تو اوس کو چاہیے کہ اس ضمیمہ کو کہ در باب فضیلت ذکر اور اہل ذکر اور مکان ذکر کے ہے دیکھکر ذاکر ہووے اور لطائف سبعہ کو اذکار رحمانی کی انوار سے منور کرے تا مجاہدہ اوس کا منتج مشاہدہ ہو جانا چاہیے کہ مشاہدہ حضرت اللہ تعالی کی فضل پر اور اپنے مرشد فانی فی اللہ اور باقی باللہ کی مہربانی پر موقوف ہے مجاہدہ کسبی ہے اور مشاہدہ وہبی ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم سعدی شیرازی نے کہا ہے شب تاریک دوستان خدا ٭ می بتابد چو روز رخشندہ ٭ این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدای بخشندہ ٭ اور مقصود اس ضمیمہ کی لکہنے سے بیان فضیلت ذکر اور اہل ذکر اور مکان ذکر اور ذکر

لطائف سبعہ اور مقام اون کا ہی نہ کہ حصر اور حصار انواع ذکر اور جمیع اذکار کا ہی کہ وہ
لا تعد ولا تحصی ہین اور اوس باب مین بھی اور رسالہ نافعہ لکھا گیا ہی اور غرض یہہ ہے
کہ اقسام ذکر اور مراقبات کی بہت ہین جیسا کہ کسی نی فرمایا ہی طرق الوصول الی اللہ
بعدد انفاس الخلائق یعنی طریق وصول الی اللہ کہ مراد اون سی اقسام اذکار اور
انواع مراقبات ہین بقدر خلائق کی انفاس کی متعدد ہین اور اصناف اذکار اور مراقبات
ہین ہی وہ اذکار اور مراقبات مفید ہون گی کہ مرید کو اپنی مرشد کامل اور مکمل سی پہونچے
ہون گی اگر کوئی مرید اون کو موجب فرمان واجب الاذعان اپنی شیخ فانی فی اللہ باقی
باللہ کی عمل مین لاویگا تو اون سی وہ حظ مشاہدہ کا اوٹھاویگا کسی نی کیا اچھا کہا ہے۔

ہرگز نرسی بی مدد پیر بجائی ✽ بی زور کمان رہ نبرد تیر بجائی

ہذہ ضمیمۃ لاہل الارادۃ للتتبع فی فضیلۃ الذکر واہلہ وذکر اللطائف السبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت رسول۔ عرض واکرد فقیر بی اسل بتول
جاننا چاہیے کہ اللہ تعالی نی قرآن مجید مین فرمایا ہی یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ
ذکرا کثیرا یعنی ای ایمان والو اللہ تعالی کی یاد کثرت سی کرو یہان اللہ تعالی نی کثرت
سی یاد کرنیکا حکم فرمایا ہی اس حکم پر اہل اللہ اور کاملین امت ہی نی پوری طور پر عمل
کیا ہی اور صرف عمل ہی نہین کیا بلکہ عام امت محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام کو اوس پر
عمل کرنی کی طریقی تعلیم کی ہین کی انہین کثرت ذکر کی وہ حالت ہو جاتی ہے کہ اوس سے
فرمایا گیا کہ اشتغال لسانی ہو یا نہ ہو [illegible] سوتی اور جاگتی اور خلوت اور جلوت
ہمیشہ [illegible]

اللہ تعالی اسطرح بشارت دیتا ہی والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما یعنی جو مرد اور عورتین کثرت سی اللہ تعالی کی یاد کرتی ہین اون کی لئی اللہ تعالی نی مہیا کر رکھی ہی بخشش اور بڑا بدلہ یعنی جس کا کچھ بیان نہین ہو سکتا ایسی ہی لوگون کی شان مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی سبق المفردون قالوا وما المفردون یا رسول اللہ قال الذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات اور بعض روایت مین ہی طوبی للمفردین یعنی حضرت سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ سبقت لی گئی مفردون یا یہہ کہ خوشخبری مفردون کی لئی ہی صحابہ کرام نی عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مفردون کون ہین ارشاد ہوا کہ جو مرد اور عورتین کثرت سی اللہ تعالی کی یاد کرتے ہین ترمذی وغیرہ مین روایت ہی کہ اللہ تعالی نی حضرت یحیی کو پانچ باتون کی نسبت فرمایا کہ انپر وہ خود بھی عمل کرین اور بنی اسرائیل کو انپر عمل کرنیکا حکم دین اون مین ایک بات یہہ بھی تھی کہ اللہ تعالی کی یاد کرو کیونکہ یاد کرنیوالی کی مثال ایسی ہی جیسا کوئی شخص دشمن سے بھاگا اور دشمن اوس کی پیچھے دوڑا یہانتک کہ وہ شخص بھاگ کر مضبوط قلعی مین پہونچ گیا اور اپنی جان کو دشمن سی بچا لیا اسیطرح بندہ اپنی جان کو شیطان سی نہین بچا سکتا بجز ذکر خدا کی یعنی اللہ تعالی کی یاد ہی ایسی چیز ہی جو انسان کو شیطان سی جو اوس کا صریح دشمن ہی بچا لیتی ہی جب انسان کثرت سی اللہ تعالی کی یاد کرتا ہی تو اوس کی ڈر سی خود بخود شیطان بھاگ جاتا ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ ہر انسان کی دل مین دو گھر مین ایک مین فرشتہ رہتا ہی دوسری مین شیطان جب بندہ اللہ تعالی کی یاد کرتا ہی تو شیطان بھاگ جاتا ہی اور جب اللہ تعالی کی یاد نہین کرتا تو وہ اوس کی دل پر اپنا منہ رکھکر وسوسہ [illegible]

بیہقی روایت کرتی ہین کہ ہر حال مین اللہ تعالی کی یاد کثرت سی کرو کیونکہ کوئی کام
یاد خدا سی زیادہ نہ اللہ تعالی کو محبوب ہی اور نہ دنیا و آخرت مین اس سی زیادہ کوئی
نجات دینی والی شی ہی امام احمد وغیرہ روایت کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نی ارشاد فرمایا کہ قیامت کی دن اللہ تعالی کی نزدیک سب سی بڑی مرتبہ والی
وہ ہونگی جو کثرت سی اللہ تعالی کی یاد کرنیوالی ہین کسی نی عرض کیا کہ خدا تعالی کی راہ مین
جہاد کرنیوالون سی بھی وہ بڑی مرتبہ والی ہونگی ارشاد ہوا کہ اگرچہ کفار اور مشرکین سی
یہان تک لڑا ہو کہ تلوار ٹوٹ گئی ہو اور خون مین نہا گیا ہو تو بھی اللہ تعالی کی یاد کرنیوالا
اوس سی افضل ہی اب اگر کثرت کی حد دریافت کرنا ہو تو اس حدیث کو ملاحظہ کرنا چاہیی
اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون یعنی یاد خدا کی یہان تک کثرت سی کرو کہ
لوگ تم کو دیوانہ کہنی لگین اسیوجہ سی امام غزالی رحمہ اللہ نی فرمایا ہی کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم اس زمانی مین ہوتی تو لوگ اونہین دیوانہ کہتی اور حضرات صحابہ اوس وقت کی
لوگون کو دیکھتی تو کہتی کہ یہ لوگ قیامت کی دن پر ایمان نہین لائی خیال کرنا چاہیی کہ جب امام
غزالی پانچوین صدی مین اپنی زمانی کے لوگون کا یہ حال بیان کرتے ہین تو اوس
... مین اور جو چودھوین صدی کی مسلمانون کی اور اسیلئے قرآن مجید
مین بھی کثرت ذکر کا اثبات ملتا ہی الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا
وعلی جنوبہم یعنی جو اللہ تعالی کی یاد کرتی ہین کھڑی اور بیٹھی اور لیٹی جیسا کہ آگے
گذرا ... اس آیت سی اون لوگون کی تعریف ہی جو ہر حال مین اللہ تعالی کی
یاد کرتی رہتی ہونگی یعنی کسی وقت بھی ان مین حالتون سی خالی نہین ہوتا اور جب
ان حالتون مین ذکر ہوتا رہتا ہوا تو ہر حالت مین ذکر ہوا گیا غرض کہ کثرت

ذکر کی وہ ہی کہ کوئی وقت اور کوئی حالت بغیر یاد خدا کی نگذری علامہ جزری وغیرہ علمانی
لکھا ہی کہ جو اذکار اور دعائین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی رات اور دن کی
مختلف اوقات کی لیے منقول ہین اونپر جو کوئی مواظبت کری تو
اُن لوگون مین ہوگا جو کثرت سی اللہ تعالی کی یاد کرتی ہین سورہ بقرہ مین ارشاد خداوندی
جل شانہ ہی فاذکرونی اذکرکم یعنی تم میری یاد کرو مین تمہاری یاد کرونگا صحیح بخاری
اور مسلم مین ایک حدیث قدسی ہی جو اس مضمون کی بیقدر شرح کرتی ہی وہ یہہ ہی کہ مین
اپنی بندی کی گمان کی ساتہہ ہون اور مین اوس کی ساتہہ ہون جب وہ مجھے یاد کری
اگر وہ مجھی اپنی جی مین یاد کری تو مین اوسی جی مین یاد کرتا ہون اور اگر وہ مجھی مجمع
مین یاد کرتا ہی تو مین اوس کو ایسی مجمع مین یاد کرتا ہون جو وہ اوس کی مجمع سی بہتر ہی
یعنی ملائکہ مقربین اور ارواح انبیا اور اولیا کی مجمع مین یہان سی اللہ تعالی کی یاد
کرنیکا حکم ہوا اور اوس کا نتیجہ اور فائدہ وہ بیان کیا گیا ہی کہ اگر اوس کی دل مین کچھہ
بہی خداتعالی کی طلب ہو تو وہ خوشی کی ماری پہولی نہ سمائی اور جو طالبان خدا ہین
اون کی تو خدا ہو جانیکا مقام ہی وہ شئی کسقدر معظم اور ضروری اور کیسی پیاری ہوگی
جس کی وجہ سی ہمارا حضرت رب العالمین مطلوب حقیقی ہم ایسی ناچیز بندون کو یاد
کری اور ایسی بزرگ جماعت مین ہمارا ذکر فرمائی افسوس اوس پر جو باوجود قدرت کی
ایسی نعمت عظمی سی محروم رہی ترمذی وغیرہ مین روایت ہی کہ حضرات صحابہ سی حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ کیا مین تمہین ایسی کام سی خبردار نکرون جو تمہاری
پروردگار کی نزدیک تمہاری اور کامون سی بہتر اور پاکیزہ ہو سونی اور چاندی کے
صرف کرنی سی تمہاری لئی بہتر ہو اور اس سی بہی بہتر ہو کہ تم دشمن سی ملو اور وہ تمہاری

گروہ میں کا تو اور وہ تمہاری صحابہ نی عرض کیا کیون نہین یا رسول اللہ علیک صلوٰۃ
والسلام ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد اون سب باتون سی بہتر ہی اور یہہ حدیث مفتاح
کی آگی اس رسالہ مین لکھی گئی ہی حصن حصین کی شرح مین ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے
لکھا ہی کہ اس حدیث سی معلوم ہوا کہ ہر عبادت مین ثواب کا ملنا اوس کی مشقت کی اندازی
پر نہین ہی بلکہ اللہ تعالیٰ کبھی تھوڑی نیکی پر وہ ثواب دیتا ہی جو بہت پر نہین دیتا ثواب
کی کمی اور زیادتی بعض وقت مشقت کی اندازی پر ہوتی ہی اور بعض وقت نیکی کی مرتبی
پر موقوف ہوتی ہی یعنی جیسی عمدہ اور عالی مرتبہ نیکی ہوگی ویسا ہی زیادہ ثواب ملیگا۔
صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی بہی فرشتی ہین جو رستون مین اللہ
تعالیٰ کی یاد کرنیوالون کو ڈہونڈتی پہرتی ہین تاکہ وہ اون کی زیارت کرین جس وقت
کسی نی اللہ تعالیٰ کی یاد کرنیوالون کو پایا تو ایک نی دوسری کو آواز دی کہ اپنی
مطلب کیطرف آو پہر سنتی ہی وہ فرشتی اون ذکر کرنیوالون کو اپنی پرون سی گہیر
لیتی ہین آخر حدیث تک صحیح مسلم مین ہی کہ جو گروہ اللہ تعالیٰ کی یاد کرنی بیٹھتا ہی فرشتی
اوس کا طواف کرتے ہین اور خدا کی رحمت اونہین ڈہانک لیتی ہی اور تسلی اون پر نازل
ہوتی ہی اور اللہ تعالیٰ اپنی مقربین مین اون کا ذکر کرتا ہی ترمذی مین ہی کہ ایک
شخص نی عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم شرایع اسلام مجہپر غالب ہوگئی یعنی کثرت
کی وجہ سی مین اونہین ادا کر نہین سکتا لہذا مجہی ایسی چیز تعلیم فرمائی کہ مین اوس پر
عمل کرون ارشاد ہوا کہ تیری زبان اللہ تعالیٰ کی یاد مین ہمیشہ تر رہی مقصود یہہ معلوم
ہوتا ہی کہ دل کسی وقت مین یاد خدا سی غافل نہ رہی اعمال ظاہری فرض و واجب و
سنت مؤکدہ کی سوا اگر ادا ہوون یا نہون ذکر قلبی مین [illegible] ایک

ایک یہہ کہ ہر وقت انسان کرسکتا ہی اگرچہ کیسا ہی ضعیف کیون نہ ہو دوسری یہہ کہ اِس مین ریا کو دخل نہین ہوتا بخلاف عبادت جسمانی کہ اوس مین انسان تہک جاتا ہی اور ریا سی بچنا بہی اوس مین دشوار ہی پس وجہ سی صوفیہ کرام اول ذکر قلبی ہی کی زیادہ تاکید کرتی ہین ابن حبان روایت کرتی ہین کہ جب حضرت معاذ یمن کو جانی لگی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی دریافت کیا کہ اللہ تعالی کی نزدیک کون کام زیادہ پسندیدہ ہی ارشاد ہوا کہ تو ایسی حال مین مری کہ اللہ تعالی کی ذکر سی تیری زبان تر ہو یعنی تمام عمر اللہ تعالی کی یاد مین مشغول رہی یہان تک کہ اوسی پر خاتمہ ہو جائی مُلا علی قاری نی اس حدیث کی شرح مین لکہا ہی کہ اس مین دو باتون کی طرف اشارہ ہی ایک یہہ کہ تمام نیک اعمال کا خلاصہ اللہ تعالی کی یاد ہی دوسری یہہ کہ زندگی مین اللہ تعالی کی یاد مین مشغول رہنا باعث ہی اس امر کا کہ موت کی تنگ حالت مین بہی اوسی اللہ تعالی کی یاد رہی حدیث مین آیا ہی کہ جس حال مین تم جیوگی اوس مین مروگی اور جس مین مروگی اوس مین قیامت کی دن اوٹہوگی یہہ امر تجربہ سی بہی بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ جس امر کا انسان عادی ہوجاتا ہی وہ بی اختیار حالت بیخودی مین بہی جاری ہوتا ہی مثلاً چہوٹی بچی جو قرآن مجید پڑہتی ہین سوتی ہین جب وہ براتی ہین تو وہی قرآن مجید کی سورتین یاد آتین پڑہتی ہین جن کی دن کو اونہون مشق کی ہی آدمی سوتی مین اوسی قسم کی خواب اکثر دیکہتا ہی جس امر کا خیال جاگتی مین اوسی رہتا ہی اسیطرح جو مرد خدا اپنی زندگی مین اللہ تعالی کی یاد مین مشغول رہیگا نزع کی وقت بہی اوسی اللہ تعالی ہی کی یاد رہیگی اور دل اور زبان سی بی اختیار اوسی کا نام نکلیگا اسوجہ سی اہل اللہ مدعی اللہ تعالی کی یاد کی کثرت کراتی ہین [illegible]

معاذ سی روایت ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ جنتیوں کو
کسی امر پر حسرت اور ندامت نہوگی مگر زندگی کی اوس وقت پر جو بن اونہوں نی
خدای عزوجل کی یاد نہ کی ہوگی وای برحال اون کی جنہوں نی اپنی عمر فضول کامون
مین تباہ کی یا بیہودہ کامون مین پہنسی رہی اور اس زندگانی کی قدر نجانی جس کا ایک
ایک دقیقہ بیش بہا ہی جس کی قدر مرنی کی وقت معلوم ہوگی اور اوس وقت ندامت کچہ
نفع ندیگی ابن حبان نی روایت کی کہ جو لوگ کسی جگہہ بیٹہکی علیحدہ ہوی اور اوس
مجلس مین خدا کا ذکر اونہوں نی نکیا تو گویا مردار گدہی پر سی علیحدہ ہوئی اور یہہ
جلسہ قیامت کی روز اونہیں باعث ذلت کا ہوگا اور بعض روایتوں مین اللہ
تعالی کی ذکر کی ساتہہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بہیجنا بہی آیا ہی یعنی
یہہ مضمون ہی کہ جس مجلس مین لوگ جمع ہوکر متفرق ہوگئی اور اوس مین اللہ تعالی کا
ذکر نہ کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بہیجا تو اون کی وہی
مثال ہی جو اوپر ذکر کی گئی اس مثال کی یہہ وجہ معلوم ہوتی ہی کہ الدنیا جیفۃ
وطالبہا کلاب آیا ہی یعنی دنیا مردار چیز ہی اور اوس کی طلب کرنیوالی کتی ہین
پس جب اون غافلوں نی مقام جلسہ مین دنیا ہی کا ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ اوس مردار
ہی کا استعمال کرتی رہی اگر کچہہ بہی خدای پاک کا ذکر کرلیتی تو یہہ ناپاکی دور ہوجاتی
مقصود اس تشبیہ سی غفلت سی نفرت دلانا اور اوس سی ڈرانا ہی کہ ذکر خدای تعالی
سی غافل رہنا نہایت بری اور نفرت خیز چیز ہی یہان اون حدیثوں پر بہی نظر
کرنی چاہی جو اس مجلس کی تعریف مین آئی ہین جس مین اللہ تعالی کا ذکر ہوا امام
احمد روایت کرتی [illegible] اللہ تعالی کا ذکر کرنی کی لئی بیٹہی [illegible]

والا آسمان ہی پکارتا ہی کہ کہڑی ہو تم بخش دی گئی ابونعیم حضرت انس سی روایت
کرتی ہین کہ جس گہر مین اللہ تعالی کی یاد ہوتی ہی وہ آسمان والون کی نظر مین ایسا
چمکتا ہی جیسی زمین والون کی نظر مین تاری چمکتی ہین حاکم حضرت عائشہ سی روایت
کرتی ہین کہ جسنی اللہ تعالی کا ذکر کیا اور خوف خدا سی اوسکے آنسو یہان تک بہی
کہ زمین پر گری قیامت کی روز اللہ تعالی اوس کو عذاب نہ کریگا ترمذی مین روایت
ہی کہ جو کوئی صبح کی نماز جماعت سی پڑہی اور پہر آفتاب نکلنی تک بیٹھا ہوا اللہ تعالی
کی یاد کرتا ہی پہر دو رکعت نماز پڑہی تو اوس کو کامل ثواب ایک حج اور عمری کا
ملیگا ذکر کی فضیلت مین بہت کثرت سی احادیث آئی ہین اون کا نقل کرنا موجب
طوالت کا ہی جس قدر لکہا گیا طالب صادق کی اشتغال کی لئی کافی ہی اللہ تعالی توفیق
دی یہان ایک حدیث اور لکہنا مناسب معلوم ہوتا ہی وہ یہہ ہی ابن حبان اور ابویعلی
وغیرہما روایت کرتی ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی قسم کہا کر فرمایا کہ بعضی
لوگ دنیا مین عمدہ بچہونون پر اللہ تعالی کی یاد کرتے ہین اللہ تعالی جنات عالیہ مین اونہین
داخل کریگا ملا علی قاری حصن حصین کی شرح مین مصنف سی نقل کرتے ہین کہ اس حدیث مین
اشارہ ہی کہ بادشاہ اور امرا اور دیگر اہل دنیا کی حشمت اور خوشحالی اللہ تعالی کی
یاد سی مانع نہین بلکہ وہ لوگ اس امر مین ماجور ہونگی یعنی ثواب پاوینگی اللہ تعالی
اپنی رحمت سی اونہین جنت مین داخل کریگا اس لئی کہ مباحات اور رخصت سی ہین
سورہ اعراف مین ہی قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات
من الرزق یعنی کہہ دی تو کسنی حرام کیا اللہ تعالی کی زینت کو جسی اللہ تعالی نی اپنی
بندون کی لئی پیدا کیا اور اچہی چیزین کہانی کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

نے ایک مرتبہ اپنے اوپر شہد حرام کر لیا تھا اوس کی بابت میں سورۂ تحریم میں ارشاد و تنبیہ
الٰہی بایں حضرت اللہ تعالیٰ کا یوں ہوا یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک یعنی
جو شے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے حلال کی ہے اوس کو تو کس لیے حرام کرتا ہے اصل یہہ ہے کہ
اسباب دنیاوی ہونا بعید ان مضر نہیں ہے مگر تعلق قلبی اون سے نہیں ہونا چاہیے حدیث شریف
میں ہے حب الدنیا راس کل خطیئۃ یعنی محبت دنیا کی سردار کل گناہوں کی ہے اس لیے
مولانا رومی نے فرمایا ہے بیت دنیا از خدا غافل بدن ۔ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
البتہ اسباب تعلق سے بے تعلق رہنا ہر ایک کا کام نہیں حاصل یہہ ہے کہ اہل اللہ کی لوگ
کوئی خاص طرز اور وضع نہیں ہے جس سے عوام اونہیں پہچان سکیں بعضے زہد کر کے
صبر میں گذارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں اونہیں تکلیفیں کچھ نہیں معلوم ہوتیں
بلکہ وہ محبت کے نشہ میں ایسے سرشار ہوتے ہیں کہ تکلیفوں کی اونہیں خبر ہی نہیں ہوتی
اور اگر ہوتی بھی ہے تو اوس کی طرف سے اوس کو سمجھ کے بہ لطف اوٹھاتے ہیں مصداق
بیت حافظ شیرازی کی بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی ۔ جواب تلخ می زیبد لب
لعل شکر خارا ۔ بعضے خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے محفوظ ہو کر شکر میں گذارتے ہیں اور
جس طرح سے پہلی گروہ کو تکلیف یاد خدا سے باز نہیں رکھتی اسی طرح اس گروہ کو راحت ذکر
خدا سے مانع نہیں ہوتی جو خدا تعالیٰ اوس کی صبر کو باعث وصول کرتا ہے ویسے ہی اس گروہ کے
شکر کو موجب قرب کرتا ہے وہ مالک و مختار ہے جس کو جس راہ سے چاہتا ہے بلاتا ہے کوئی گفتگو کی
جگہ نہیں کوئی صبر کر سکتا ہے کسی کو شکر الحاصل یہہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے البتہ دوام ذکر
بیحد ضروری ہے کسی کو ہرگز نہیں چاہیے کہ کسی کی ظاہری زہد پر فریفتہ ہوں اور کسی کی
ظاہری ثروت پر بدگمانی کریں اللہ تعالیٰ کی خاص بندے عالم میں چھپے ہوئے ہیں اور

بزرگون نے لکھی ہی اوس پر نظر کہ ہین عبد الرحمن بن غنم و اسماء بنت یزید راوی ہین
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیار عباد اللہ الذین اذا رأوا
ذکر اللہ یعنی اچھی بندی وہ ہین کہ جب وہ نظر پڑین تو اللہ تعالی یاد آئی جیسا کہ اس
رسالہ مین آگی یہہ حدیث بتحقیق دقیق لکھی گئی ہی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
تعالی عنہما سی ناقل ہین افضلکم الذین اذا رأوا ذکر اللہ تعالی لرؤیتہم یعنی تم مین
افضل وہ لوگ ہین جن کی دیکھنی سی اللہ تعالی یاد آئی اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالی عنہما سی اسطرح نقل کرتے ہین خیارکم من ذکرکم باللہ رؤیتہ وزاد فی
علمکم منطقہ ورغبکم فی الآخرۃ عملہ یعنی بہترین تمہاری وہ ہین جن کا دیکھنا اللہ
تعالی کی یاد دلائی اور اون کی کلام سی تمہاری نیک کامون مین ترقی ہو اور اون کی
عمل سی تمہین آخرت کی طرف رغبت ہو اور اسی مضمون کو امام احمد اور طبرانی نی بہی
روایت کیا ہی یہان پہلے سی یاد رکہنا چاہئی کہ یہہ اثر جو بیان کیا گیا ہی بسبب اختلاف
درویش اور قابلیت ناظر کی کمی و بیشی مین مختلف ہوتا ہی اور بعض جگہہ نہین ہوتا جیسا
آگی گذرا اور فی الحقیقۃ وجود اہل اللہ کا کرامت ہی کرامات سبحانہ جل شانہ سی اور راہ اللہ
تعالی کی طرف دعوت اون کی لوگون کو رحمت ہی اللہ تعالی کی رحمتون سی مردی دلون
کو جلانا اون کی نفخون سی نشانی ہی یہہ لوگ امان اہل ارض کی ہین اور غنیمت ہین
اہل زمانہ کی لیے بہم یمطرون وبہم یرزقون ان کی شان مین ہی کما مرّ اغیار
مثلاً اون کا کلام دوا ہی اور نظر اون کی شفا ہی ہم جلساء اللہ وہم قوم لا یشقی
جلیسہم ولا یخیب انیسہم یعنی اولیاء اللہ تعالی کی ہمنشین ہین اور وہ ایسی گروہ
ہی کہ ان کی ہمنشین بھی بد بخت نہین ہوتی اور ان کی انیس نقصان نہین اٹھاتا

سوال ۱۳ اور وہ علامت کہ اہل حق اہل باطل سے جدا ہوں یہہ ہے کہ جو [illegible]
پر استقامت رکھتا ہو اور اوس کی صحبت سے دل کو اللہ تعالی کی طرف میلان اور توجہ
پیدا ہو اور ماسوی اللہ تعالی سے دلکو برودت حاصل ہو وہ اہل حق [illegible] اولیاء اللہ
سے ہے علی تفاوت الدرجات اور یہہ تفاوت بہی بہ نسبت ارباب مناسبت کی ہے اور بے
مناسبت محروم مطلق ہے ؎ ہر کہ او روئے بہبود نداشت ✻ دیدن روئے نبی سود نداشت

۲ انتباہ یاد خدا سے مقصود یہہ نہیں ہے کہ ہر وقت آدمی زبان سے اللہ اللہ کرتا رہے
چونکہ انسان کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں تو آدمی کی حال کے مناسب یاد خدا بہی ہونی چاہئے
الغرض یہہ کہ اپنی زندگی کی اوقات کو خدا تعالی کی مرضیات میں صرف کرنا خدا تعالی کے
یاد ہے بشرطے کہ نیت خالص ہو مثلا کوئی شخص کہانا کہائے اور یہہ نیت ہو کہ اپنا نفس ہلاکت
سے بچے اور عبادت کی قوت ہو تو یہہ کہانا بہی اللہ تعالی کی یاد ہے اور اگر اس سے مقصود
شہوت پرستی اور بری کام پر قوت ہے تو یہہ کہانا غفلت ہے اسیطرح اوسکا اوٹھنا بیٹھنا
سونا نکاح کرنا تجارت کرنا وغیرہم سب افعال کا یہی حال ہے حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کا
کوئی فعل رائیگان نہیں جاتا یعنی اوس کی ہر فعل پر اوسے ثواب ملتا ہے مطلب یہہ ہے کہ جو
امر شریعت میں منع نہیں ہے جب اوس کو کسی نیت خیر سے کریگا ثواب پایگا غرض کہ
اس قسم کی کل امور نیت خیر کے ساتہہ ذکر اللہ میں داخل ہیں مگر یہہ دوام ذکر اہل ظاہر کے
لئے ہے اور ہر مسلمان کو ایسا کرنا چاہئے اور اہل باطن کی یاد دوسری قسم کی ہے اون کا دل کسی
وقت اور کسی حالت میں خدا تعالی کی یاد سے غافل نہیں ہوتا بلکہ اون کو اللہ تعالی سے ایک
تعلق قلبی ہو جاتا ہے جیسا عاشق کا معشوق سے کہ وہ کسی حال اور کسی وقت میں اوس سے غافل نہیں ہوتا
اور یاد الہی بہ نسبت مشتاقین کی [illegible] قلبی سے [illegible] ہے کہ [illegible]

ذکر الہی سے پیدا ہوتا ہے اور ذاکرین کی حق مین ہے منجملہ لا تلہیہم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس اللہ تعالی باسرارہم نے فرمایا کہ مینے بیچ بازار مین ایک تاجر کو دیکھا کہ تخمینا پچاس ہزار دینار کی خرید و فروخت کی مگر ایک لحظہ اوس کا دل اللہ تعالی کی یاد سے غافل نہین ہوا اور ذکر کی تعریف مین فقیر مولف کی ہم وطن اعنی ملا معین الدین ہروی نے جو غزل فرمایا ہے اوسکو اس جگہہ لکھنا مناسب نظر آیا وہ یہہ ہے

ربود جان و دلم را جمال نام خدا	نواخت تشنہ دلانرا زلال نام خدا
وصال حق طلبی ہمنشین ناموش باش	بہ بین وصال خدا در وصال نام خدا
میان اسم و مسمی چو فرق نیست ببین	تو در تجلی اسمار کمال نام خدا
یقین بدانکہ تو با حق نشستہ شب و روز	چو ہمنشین تو باشد خیال نام خدا
توان بسر طیران در فضای عالم قدس	بشرط آنکہ بیاری بہ بال نام خدا
چو نام او شنوم گر بود ہزار صد جان	فدای اوست بعز و جلال نام خدا
معین ز گفتن نامش ملول کی گردد	کہ از خداست ملالت ملال نام خدا

فائدہ سید الاغواث سلطان الاقطاب محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے واما الذکر فقولہ عز و جل یا ایہا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا وقولہ عز و جل فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون اختلف العلماء فی ذا الذکر الخ یعنی لیکن ذکر پس قول اللہ تعالی کا ہے یا ایہا الذین آمنوا الآیۃ یعنی تم میرا ذکر کرو تا مین تمہین یاد کرون اور شکر کرو میرا اور کفران نعمت کا نکرو پس اختلاف کیا ہے علما نے اس کی معنی

… ایمان والا اللہ تعالی کا ذکر بہت کرو اور قول اللہ تعالی کا ہے فاذکرونی اذکرکم

ہین پس حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نی اس کی معنی ہین فرمایا ہی اذکروني
بطاعتي اذکرکم بمعونتي یعنے یاد کرو مجھے اپنی طاعت سے یاد کرونگا مین تمکو اپنی مدد
اور مدد سی جیساکہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا
یعنی جنہون نی جہاد اور مجاہدہ کیا ہی ہماری راہ مین ہر آئینہ دکھاوینگی ہم اونکو اپنی
وصول کی راہ اور حضرت سعید ابن جبیر نی اس آیتہ کی معنی مین فرمایا ہے اذکروني
بطاعتي اذکرکم بمغفرتي یعنی یاد کرو تم مجھے اپنی طاعت سی یاد کرونگا مین تمکو اپنی
مغفرت سی جیساکہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون۔
یعنی فرمان برداری کرو اللہ تعالی کی اور رسول کی شاید کہ تم رحم کیے جاؤ اور حضرت نفیس
ابن عباس نی فرمایا ہی فاذکروني بطاعتي اذکرکم بثوابي یعنی یاد کرو تم مجھے طاعت
یاد کرونگا مین تمکو ثواب سی جیساکہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی ان الذین امنوا وعملوا
الصالحات انا لا نضیع اجر من احسن عملا اولئک لہم جنات عدن الآیۃ
یعنی تحقیق جو لوگ ایمان لائی اور عمل صالح کیا ہر آئینہ نہ ضایع کرینگی ہم اجر اوس شخص کا
کہ اچھا کیا ہی عمل وہ وہ ہین کہ اون کی لیے بہشت عدن ہی آخر آیت تک اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی من اطاع اللہ فقد ذکر اللہ وان قلت صلاتہ
وصیامہ وتلاوتہ القرآن ومن عصی اللہ فقد نسی اللہ وان کثرت
صلاتہ وصیامہ وتلاوتہ القرآن یعنی جس نی فرمان برداری کی اللہ تعالی کی
پس تحقیق یاد کیا اوس نی اللہ تعالی کو اگرچہ کم ہو نماز نفلی اوس کی اور روزہ نفلی اور کا
اور تلاوت قرآن مجید اوس کی اور جس نی نہ فرمانبرداری کی اللہ تعالی کی پس تحقیق وہ
بھولا اللہ تعالی کو [illegible]

اوس کی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی نی فرمایا ہی کفی بالتوحید عبادہ
وکفی بالجنۃ ثوابا یعنی ازروی عبادت کی توحید کافی ہی اور ازروی ثواب کے
بہشت کافی ہی یعنی اعلی درجہ عبادت کا توحید ہی اور افضل درجہ ثواب کا دخول جنت
اور ابن کیسان نی کہا ہی فاذکرونی بالشکر اذکرکم بالزیادۃ یعنی یاد کرو
مجھی شکر نعمت سی یاد کرونگا مین تمکو زیادتی نعمت سی جیسا کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہے
لئن شکرتم لازیدنکم یعنی اگر تم شکر کروگی البتہ زیادہ کرونگا مین تمکو اور بعضی
کہا ہی فاذکرونی بالتوحید والایمان اذکرکم بالدرجات والجنان یعنے
یاد کرو مجھے توحید اور ایمان سی یاد کرونگا مین تمکو درجات سی اور بہشت سی جیسا کہ اللہ تعالی
نی فرمایا ہی وبشر الذین امنو وعملوا الصالحات ان لہم جنات تجری من
تحتہا الانہار الایۃ یعنی بشارت دی اون کو کہ ایمان لائی اور عمل صالح کی تحقیق
اون کی لئی وہ بہشتین ہین کہ جاری ہین اون کی نیچی نہرین اور بعض نی کہا ہی اذکرونی
علی ظہرہا الارض اذکرکم فی بطنہا اذا انسیکم اہلہا یعنی یاد کرو مجھی زمین کے
پیٹھ پر تاکہ یاد کرون مین تمکو اوس کی پیٹ مین جبکہ بہولین لوگ تمکو جیسا کہ اصمعی کہا
کہ دیکہا مین نی اعرابی کو کہڑا ہوا عرفات مین روز عرفہ کی اور وہ کہہ رہا تہا الہی عجت
الیک الاصوات بضروب اللغات یسئلونک الحاجات وحاجتی الیک ان
تذکرنی عند البلاء اذا نسینی اہلی یعنی یا الہی بلند ہین تیری طرف آوازین
گوناگون لغات سی مانگتی ہین تجہسی حاجتین اور حاجت میری تیری طرف یہہ ہی کہ یاد کرے تو
مجھی بلا کیوقت جب بہولین مجہو اہل میری اور بعض نی کہا ہی اذکرونی فی الدنیا اذکرکم
فی الاخرۃ یعنی یاد کرو مجھے دنیا مین یاد کرونگا مین تمکو آخرت مین اور بعض نی کہا اذکرو

بالطاعات اذکرکم بالمغفرة یعنی یاد کرو مجھ کو فرمانبرداری سے یاد کرونگا مین تمکو
عفو اور بخشش سے بدلیل قول اللہ تعالی کے من عمل صالحا من ذکر او انثی
وهو مومن فلنحیینه حیوة طیبة یعنی جو کوئی کہ عمل صالح کیا مرد ہو یا عورت حال
آنکہ وہ مومن ہو پس ہر آئینہ جلا دینگے ہم اوس کو حیات پاکیزہ سے اور بعض نے کہا ہے اذکرونی
بالخلوة والملا اذکرکم بالخلوة والملا یعنی یاد کرو مجھکو ظاہر و باطن یاد کرونگا
مین تمکو ظاہر و باطن مین جیسا کہ مروی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی بعض کتب مین کہ اون کو انبیاء
علیهم السلام پہ نازل کیا ہے فرمایا ہے انا عند ظن عبدی بی فلیظن بی ما شاء وانا
معه اذا ذکرنی فمن ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی ومن ذکرنی فی ملا
ذکرته فی ملا خیر منه ومن تقرب الی شبرا تقربت الیه ذراعا ومن
تقرب الی ذراعا تقربت الیه باعا ومن اتانی ماشیا اتیته هرولة ومن
اتانی بقراب الارض خطیئة اتیته بمثلها مغفرة بعد ان لا یشرک
بی شیئا یعنی مین اپنے بندون کے گمان کے نزدیک ہون پس چاہئے کہ جو کچھ
وہ چاہے اور مین اوس کے ساتھ ہون جب وہ یاد کرتا ہے مجھے پس جو کوئی یاد کرتا ہے
مجھ کو اپنے جی مین یاد کرتا ہون مین اوس کو اپنے جی مین اور جو کوئی یاد کرتا ہے مجھے جماعت
مین یاد کرتا ہون مین اوس کو جماعت مین کہ اچھی ہے اوس کی جماعت سے اور جو کوئی قریب
ہوتا ہے مجھ سے بالشت بھر نزدیک ہوتا ہون مین طرف اوس کی گز بھر اور جو کوئی قریب
ہوتا ہے مجھ سے ایک گز بھر قریب ہوتا ہون مین طرف اوس کی مقدار دراز ہاتھ دو
[illegible] اور جو کوئی آتا ہے میرے پاس چلتا ہوا آتا ہون مین اوس کی پاس دوڑتا
ہوا اور جو کوئی لاتا ہے میرے پاس مقدار زمین کی گناہ لاتا ہون مین اوس کی پاس
[illegible] ہون [illegible] آدمی [illegible] اس

ساتھہ اوسی مغفرت کی آونگا تمہارے اوپر اور اگر میرے ساتھہ نہ کرو گے ساتھہ میری کسی شئی کو اور بعض
نے کہا ہے اذکرونی فی النعماء والرخاء اذکرکم فی الشدۃ والبلاء یعنے
یاد کرو مجھے اپنی نعمت اور راحت کی حالت میں یاد کرونگا مین تمکو تمہاری شدت اور
بلا کی حالت مین جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی فلولا انہ کان من المسبحین
للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون یعنی اگر نہو تا یونس تسبیح کرنے والون مین سی
البتہ وہ رہتا مچھلی کی پیٹ مین روز قیامت تک اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ
تعالی عنہ نے فرمایا ہی تحقیق بندہ جب دعا کرتا ہی خوشی کی حالت مین پس اگر اوس پہ
بلا نازل ہوتی ہی تو ملائکہ جناب باریتعالی مین عرض کرتے ہین کہ ای رب ہماری تیری
بندہ پہ تحقیق بلا نازل ہوئی ہی پس ملائکہ اوس کی شفاعت کرتی ہین پس اللہ تعالی
اون کی شفاعت کو قبول فرماتا ہی اور اگر بندہ خوشی کے حالت مین اللہ تعالی کو
نہین پکارتا اور یاد نہین کرتا پس اوس کو ملائکہ کہتی ہین اب بلا کی حالت مین دعا
مانگتی ہو پس وہ اوس کی شفاعت نہین کرتی مانند قصہ فرعون کی جیسا کہ قرآن مجید مین
ہے الآن وقد عصیت قبل الایۃ یعنی کیا اب توبہ کی تونی اور تحقیق نافرمانی
کی تونی پہلی آخر آیۃ تک اور بعض نے کہا ہی اذکرونی بالتسلیم والتفویض اذکرکم
باصلح الاختیار یعنے یاد کرو مجھی تسلیم اور تفویض آپنی سی یاد کرونگا مین تمکو اچھی
اختیار سی جیسا کہ قرآن مجید مین ہی ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ یعنی جو کوئی
اللہ تعالی پہ توکل کریگا پس وہ اوس کو کافی ہی اور بعض نے کہا ہی اذکرونی بالشوق
والمحبۃ اذکرکم بالوصل والقربۃ یعنی یاد کرو مجھے شوق اور محبت سی یاد کرونگا
مین تمکو اپنی وصل اور قربت سی اور بعض نے کہا ہی اذکرونی بالحمد والثناء اذکرکم

بالعطاء والجزاء یعنی یاد کرو مجھے بزرگی اور تنہاسی یاد کرونگا مین تمکو عطا اور
جزاسی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالتوبۃ اذکرکم بغفران الحوبۃ یعنی
یاد کرو مجھے توبہ کرنیسی یاد کرونگا مین تمکو گناہون کی مغفرت سی اور بعض نی کہا ہے
اذکرونی بالدعاء اذکرکم بالعطاء یعنی یاد کرو مجھے دعا سی یاد کرونگا مین تمکو
عطا سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالسؤال اذکرکم بالنوال یعنی یاد کرو مجھکو
سوال کرنیسی یاد کرونگا مین تمکو بخشش سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بلاغفلۃ
اذکرکم بلا مہلۃ یعنی یاد کرو مجھے بغیر غفلت کی یاد کرونگا تمکو بیدرنگ اور بعضی
نی کہا ہی اذکرونی بالندم اذکرکم بالکرم یعنی یاد کرو مجھے اپنے گناہون کی ندامت
سی یعنی توبہ سی یاد کرونگا مین تمکو بخشش سی اور بعضی نی کہا ہے اذکرونی بالمعذرۃ
اذکرکم بالمغفرۃ یعنی یاد کرو مجھے اپنے گناہون کی معذرت سی یاد کرونگا مین تمکو آمرزش
سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالارادۃ اذکرکم بالافادۃ یعنی یاد کرو مجھکو
ارادت قلبی سی یاد کرونگا تمکو فائدہ دینی سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالتنصل
اذکرکم بالتفضل یعنی یاد کرو مجھکو اپنے گناہون کی باہر آنیسی اور ترک گناہون سے
یاد کرونگا مین تمکو بزرگی سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالاخلاص اذکرکم
بالخلاص یعنی یاد کرو مجھکو محبت سی یاد کرونگا مین تمکو نجات دینی سی اور بعض نے
کہا ہی اذکرونی بالقلوب اذکرکم بکشف الکروب یعنی یاد کرو مجھکو دلون سے
یاد کرونگا مین تمکو سختیون کے دفع کرنیسی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بلا نسیان
اذکرکم بالایمان یعنی یاد کرو مجھکو بغیر فراموشی کی یاد کرونگا مین تمکو ایمان سی اور
بعض نی کہا ہی اذکرونی بالافتقار اذکرکم بالاقتدار یعنی یاد کرو مجھکو محتاجی

اضطرابی سی یاد کرونگا ہین تمکو اقتدار سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالاعتذار واذکرکم بالاستغفار اذکرکم بالرحمة والاغتفار یعنی یاد کرو مجھکو عذر کرنے سی اور طلب بخشش کرنی گناہون سی یاد کرونگا ہین تمکو رحمت سی اور بخشش سی اور بعض نے کہا ہی اذکرونی بالایمان اذکرکم بالجنان یعنی یاد کرو مجھکو ایمان سی یاد کرونگا ہین تمکو بہشت سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالاسلام اذکرکم بالاکرام یعنی یاد کرو مجھکو اسلام سی یاد کرونگا ہین تمکو بخشش سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالقلب اذکرکم بکشف الحجب یعنی یاد کرو مجھکو دل سی یاد کرونگا ہین تمکو حجابون کی کہولنی سی یعنی اگر قلب سی مجھی یاد کروگی تو ہین تمہاری دل کی حجاب جو مانع میری مشاہدہ کی ہین کہولدونگا اور بعض نی کہا ہی اذکرونی ذکرا فانیا اذکرکم ذکرا باقیا یعنی یاد کرو مجھکو ذکر فانی سی یاد کرونگا ہین تمکو ذکر باقی سی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالابتہال اذکرکم بالافضال یعنی یاد کرو مجھکو عجز سی یاد کرونگا ہین تمکو بزرگی دیکی اور بعض نی کہا ہی اذکرونی بالتذلل اذکرکم بمغفرة الزلل یعنی یاد کرو مجھکو زاری اور خواری سی یاد کرونگا ہین تمکو گناہون کی مغفرت سی اور کسی نی کہا ہی اذکرونی بالاعتراف اذکرکم بمحو الاقتراف یعنی یاد کرو مجھے اپنی گناہون کی اعتراف سی یاد کرونگا ہین تمکو گناہون کی بخشش سی اور کسی نی کہا ہی اذکرونی بصفاء السر اذکرکم بخالص البر یعنی یاد کرو مجھکو صفائی باطن سی یاد کرونگا ہین تمکو نیکی خالص سے اور کسی نے کہا ہی اذکرونی بالصدق اذکرکم بالرفق یعنی یاد کرو مجھکو صدق سی یاد کرونگا ہین تمکو رفق سی اور کسی نی کہا ہی اذکرونی بالصفو اذکرکم بالعفو یعنی یاد کرو مجھکو برگزیدگی سی یاد کرونگا ہین تمکو بخشش سی اور کسی نے کہا ہی اذکرونی

بالتعظیم اذکرکم بالانعام یعنی یاد کرو مجھکو عظمت سے یاد کرونگا مین تمکو بزرگی سے
اور کسی نی کہا ہی اذکرونی بالتکبیر اذکرکم بالنجاة من السعایر یعنی یاد کرو
مجھکو تکبیر اور یاد کرونگا مین تمکو دوزخ کی آگ سی نجات دیکر اور کسی نی کہا ہی اذکرونی بترک
الجفاء اذکرکم بحفظ الوفاء یعنی یاد کرو مجھکو ترک جفا سی یاد کرونگا مین تمکو وفا کی نگاہ
رکہنے سے اور کسی نی کہا ہی اذکرونی بترک الخطاء اذکرکم بانواع العطاء
یعنی یاد کرو مجھکو ترک خطا سی یاد کرونگا مین تمکو ناگون عطا سی اور کسی نی کہا ہی اذکرونی
بالجہد فی الخدمة اذکرکم باتمام النعمة یعنی یاد کرو مجھکو کوشش کرنے خدمت
سی یاد کرونگا مین تمکو تکمیل نعمت سی اور کسی نی کہا ہی اذکرونی من حیث انتم اذکر
کم من حیث انا ولذکر اللہ اکبر یعنی یاد کرو مجھکو اپنی حیثیت سی یاد کرونگا مین
تمکو اپنی حیثیت سی اور یہہ آیۃ ذکر کرنا اللہ تعالی کا بڑا ہی اور ربیع نی اس آیۃ کی
معنی مین کہا ہی ان اللہ تعالی ذاکر من ذکرہ وزائد لمن شکرہ ومعذب
لمن کفرہ یعنی اللہ تعالی یاد کرنیوالا اوس کا ہی کہ وہ یاد کریگا اللہ تعالی کو اور اللہ تعالی
زیادہ کرنیوالا اوس کی نعمت کا ہی کہ وہ شکر کرتا ہی اللہ تعالی کا اور اللہ تعالی عذاب
کرنیوالا اوس کا ہی کہ وہ کفران نعمت کرتا ہی اللہ تعالی کا اور سدی نی اس آیۃ کی معنی
مین کہا ہی نہین کوئی بندہ کہ یاد کری وہ اللہ تعالی کو مگر یہہ کہ یاد کری اللہ تعالی اوس کو
اور نہین یاد کرتا اوس کو مؤمن مگر یہہ کہ یاد کرتا ہی اللہ تعالی اوس کو رحمت سی اور
نہین یاد کرتا اوس کو کافر مگر یہہ کہ یاد کرتا ہی اللہ تعالی اوس کو عذاب سی اور سفیان
بن عیینہ نی کہا ہی کہ پہونچا ہی مجھے کہ تحقیق اللہ تعالی نی فرمایا ہی کہ دی ہی مینی اپنے
بندون کو وہ چیز کہ اگر دیتا مین وہ جبرئیل اور میکائیل کو تو البتہ تحقیق بزرگ

بزرگ دیتا ہوتا ہین نے اون کو اور وہ یہہ ہی کہ بنیچ اپنی بندون کو کہا فاذکرونی اذکرکم یعنی یادکرو مجھی یاد کرونگا مین تمکو اور بنیچ موسی کو کہا کہ تو ظالمون کو کہہ وہ مجھی یاد نکرین اس لئی کہ تحقیق جو مجھے یاد کرتا ہی تو مین اوس کو یاد کرتا ہون تو اگر ظالم مجھے یاد کرینگے تو مین لعنت سی اون کو یاد کرونگا یعنی اون پر مین اپنی لعنت بہیجونگا اور ابو عثمان نہدی نی کہا ہی کہ تحقیق مین جانتا ہون جسوقت کہ رب میرا مجھی یاد کرتا ہی اوس کو کہا گیا کہ کیا تم جانتی ہو اوس نی کہا کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی فاذکرونی اذکرکم پس جسوقت کہ مین اللہ تعالی کو یاد کرتا ہون تو اللہ تعالی مجھی یاد کرتا ہی اور بعض نی کہا ہی کہ اللہ تعالی حضرت داود علیہ السلام کیطرف وحی بہیجی کہ ای داود ساتھہ میری خوشی کر اور ساتھہ ذکر میری کے تنعم کر اور حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نی فرمایا ہی کہ ہر شئی کی لئی عقوبت ہے اور عقوبت عارف کی انقطاع عارف کا ہی اللہ تعالی کی ذکر سی اور بعض نی کہا ہی کہ اللہ تعالی کا ذکر جب بندۂ مومن کی قلب مین متمکن ہوتا ہی پس اگر شیطان اوس کی دل کی نزدیک ہوتا ہی تو وہ مصروع ہوتا ہی جیسا کہ انسان جب کہ شیطان اوس کی نزدیک ہوتا ہی تو مصروع ہوتا ہی پس شیاطین اوس شیطان مصروع کی لئی کہتی ہین کہ اوس کی لئی کیا ہی پس کہا جاتا ہی کہ اوس کو انسان نے مس کیا ہی یعنی جیسا کہ بندۂ گنہگار بسبب مس کرنی شیطان کی مصروع ہوتا ہی ایسا ہی شیطان بسبب نزدیک ہونی قلب بندۂ مومن ذاکر کی مصروع ہوتا ہی اور سہل بن عبد اللہ نی فرمایا ہی کہ مین اللہ تعالی کی ذکر نکرنی سی کسی گناہ کو زیادہ قبیح نہین جانتا یعنی مین سب گناہون سی اللہ تعالی کی عدم ذکر کو اقبح الاشیا

جانتا ہون اور کسی نی کہا ہی کہ ذکر خفی کو ملایک نہین لکہتی اس لئی اون کو اوس کی
اطلاع نہین ہوتی اور وہ بہید ہی درمیان بندہ ذاکر کی اور درمیان رب کی
اور کسی نی کہا ہی کہ مینی تعریف کسی ذاکر کی کہ وہ جنگل مین تہا سُنی پس مین اوسکی
پاس گیا پس جسوقت کہ ہم بیٹہی تہی ایک بڑا جانور درندہ آیا پس اوسنی اوس
ذاکر کو اپنا پنجہ مارا اور لیا اوس ذاکر سی اوس نی تکہ گوشت کا توڑ لیا پس وہ ذاکر اور
مین دونو بیہوش ہوگئی جب ہم دونو ہوش مین آئی تو مینی ذاکر سی پوچہا یہ کیا تہا
ذاکر نی کہا کہ جب مجہی اللہ تعالی کی ذکر مین غفلت واقع ہوتی ہے تو اللہ تعالی
اس سبع کو بہیجتا ہی پس وہ مجہی کاٹتا ہی جیسا کہ تمنی اب اوس کو دیکہا خصوصًا لطائف سبع
کی بیان مین جاننا چاہیے کہ نزدیک اکثر عارفون کی لطائف ستہ ہین قلب اور روح
اور سر اور خفی اور اخفی اور راخفی اخفی اور نزدیک بعض کی لطائف عشرہ ہین
کہ وہ مراد لطائف ستہ مذکورہ ہی اور سلطان الاذکار سی ہین اور سلطان الاذکار
مراد عناصر اربعہ کی ذکر سی ہی اور نزدیک فقیر مؤلف مودودی کی لطائف سبع ہین
کہ وہ مراد لطائف ستہ مذکورہ اور سلطان الاذکار سی ہین بی اعتبار تعدد عناصر اربعہ
کی اس لئی کہ سلطان الاذکار وہ ہی کہ جمیع شرائین سی بلکہ ہر بن مو سی ذکر اللہ تعالی
کا جاری ہو جب اوس مین تعداد شرائین اور ہر بن مو کا معتبر نہین تو کس لئی اوس مین
تعدد عناصر اربعہ کا معتبر سمجہا اوس کو مع لطائف ستہ مذکورہ کی لطائف عشرہ کہا جاوی
تو جیسا اوس مین تعداد شرائین اور ہر بن مو کا معتبر نہین دیکہاتی اوس کو بغیر اعتبار
تعدد عناصر اربعہ کی ایک ذکر جان کر مع لطائف ستہ مذکورہ کی لطائف سبع کہا جاوی اور
ذکر سلطان کا اسی لیے ہی چونکہ اوس سی یاد حق کی حاصل ہو وہ ذکر اللہ تعالی کا ہو

سواءکان اسماً اور سماً و فعلاً و جسماً و جسمانیاً و مجرداً او غیر
ذالک اور جو چیز کہ وہ موجب عدم ذکر اللہ تعالی کی ہو وہ نسیان ہین سواء
کان اسماً او رسماً و فعلاً وجسماً وجسمانیاً ومجرداً او غیر ذالک
پس سب افعال اور اقوال اور احوال صوفی کی بشرط تذکر اور تیقظ او انتباہ کے
ذکر ہین اور بشرط عدم اون کی عدم ذکر یعنی نسیان ہین اس لئی کہ جمع ہونا اور
رفع ہونا دو ضدونکا محال ہی ہان ایک کی تحقق سی دوسریکا رفع اور ایک کے
رفع سی دوسری کا تحقق ہو سکتا ہی اور نزدیک مشایخ کی ذکر چند قسم پر ہی اونمین سے
ایک ذکر لسان کا ہی اور وہ لفظ ہی کہ معتبر ہی اوس مین ہیئت حروف اور تقدم
اور تاخر بعض حروف کا بعض پر اور حرکات اور سکنات اور اگر اوس کو صوت سے
یاد کرینگے تو وہ ذکر جہر ہوگا اور اگر اوس کو بی صوت یاد کرینگی تو وہ ذکر خفی
ہوگا اور اقسام اور انواع ذکر کی بہت ہین کہ حصر اون کا بہت متعسر ہے اور تمام
اذکار جہریہ اور خفیہ اور تلاوت قرآن مجید اور درود شریف اور ادعیہ ماثورہ
اور تسبیح تہلیل تحمید تکبیر بلکہ جمیع اوراد و سائر ذکر لسانی سی ہین اور حضرت شیخ شرف الدین
یحیی منیری رحمۃ اللہ علیہ نی لکہا ہی کہ ذکر کی چار نوع ہین اول وہ ہی کہ لسان ذاکر
ہو اور دل غافل ہو اور دوسرا وہ کہ زبان ذاکر ہو اور دل بہی ذاکر ہو مگر بہہ کہ
بخلاف زبان کی دل کبہی کبہی غافل ہو جاوی اور تیسرا وہ کہ دل ذکر مین موافق زبان
کی ہو یعنی جب زبان ذکر کری تو دل بہی ذکر کری مگر کسی کسی وقت مین بہہ دونو
غافل ہو جاتی ہین اور چوتہا وہ کہ زبان غافل اور عاطل اور دل ذاکر اور حاضر ہو اور
یہہ منتہای مقامات ہی اس لئی کہ ہم الہامات حضور اور آگاہی ہی اور یہی ہی حقیقت

ذکر کی اور اسیوقت ذاکر اپنی ذکر قلبی کا آواز سنتا ہی کہ اوس کو غیر اوس کا کوئی
نہین سنتا اما عرفا کی اقوال سی کہ اوس کو شیخ الواصلین امام العارفین رئیس العلما
شمس الاولیا فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رضی اللہ
تعالی عنہ کی کشکول شریف مین جو اولیا اور عرفا متاخرین خاندان عالی شان
چشتیہ کی سند ہی لایا ہی واضح ہوتا ہی کہ ذکر روحی اور سری اور خفی اور اخفی
اور اخفی الاخفی نام مقامات اور درجات ذکر قلبی کی ہین جیسا کہ اون اقوال سی
لائح ہوتا ہی کہ ذکر قلبی مطالعہ اسم کا یا حضور مدلول اوس اسم کا ہی بی اعتبار تقدم اور
تاخر حروف اور حرکات اور سکنات کی بلکہ یکمرتبہ مرتبۃ الحروف والحرکات والسکنات
حضور اوس اسم کا ہی باوجود تصفیہ دل کی ہواجس نفسانی اور وساوس شیطانی سی واسطے
انہماک کی ذکر مین اور اگر حضور مسمی کا ایسا واقع ہو کہ کثرت انہماک سی اوس مین ذہول اسمی
اسم سی حاصل ہو اور ذاکر اپنی صفت سی فانی ہو جاوی اس لئی کہ اللہ تعالی اوس کا
ذاکر ہی اور ذاکر کی لئی ذکر اور وصف اور حال باقی نہی تو اوس کو ذکر روحی
کہتے ہین اور یہہ متفاوت ہی بحسب حالات ذاکرین کے بعضی کو کبھی کبھی ہوتا ہی اور
اکثر نہین ہوتا اور بعضی کو بالکل اور اگر وہ دائما ایسا حاصل ہو کہ ہواجس نفسانی
اور وساوس شیطانی کہ عبارت خواطر سی ہین اوس مین ہرگز راہ نپاوین اگرچہ
ذاکر اوس کی ورود کا ارادہ کری باوجود فراموشی اسم کی اور وصف باوجود اس کی
کہ نہو ذاکر کو حضور مگر حضور حق تعالی کا لاکن ذاکر اتنا جانی کہ مین ذاکر ہون
اور ذکر و بیان رکہتا ہون اور مذکور مقصود اور مطلوب ہمارا ہی تو اوس کو ذکر
سری کہتی ہین اور اگر ذکر اور ذاکر کی علم سی اوٹہہ جاوین اور غیر مذکور کا

باقی نرہے لاکن اگر علم رفع علم کا اور لذت کا اوس کی ذاکر مین باقی ہی تو
اوس کو ذکر خفی ؕ کہتے ہین اور اگر علم رفع علم کا اور لذت اوس کی بھی اگر ہی
رفع ہوجای اور ذاکر مین مذکور کا ہو جای اور درمیان ذاکر کے اور
مذکور کے غیریت بالکلیۃ مرتفع ہوجای اور ذاکر ذات الٰہی تعالی شانہٗ
مین فنا حاصل ہو تو اوس کو اخفی اور اخفی اخفی کہتے ہین یعنی ذکر قلبی کہ وہ
مطالعہ اسم کا یا حضور مدلول اوس اسم کا ہی بی اعتبار تقدم اور تاخر حروف
اور حرکات اور سکنات کی اگر وہ اوس مقام کو پہونچی کہ کثرت انہماک
سے اوس مین فراموشی اسم سی حاصل ہو اور ذاکر اپنی صفت سی احیاناً
فانی ہوجای تو وہ ذکر روحی ہی اور اگر وہ اس سی ترقی کر کی اوس درجہ کو
پہونچی کہ ذاکر اپنی صفت سی دواماً فانی ہوجای کہ ہواجس نفسانی اور
وساوس شیطانی کہ عبارت خواطر سی ہین اوس مین ہرگز راہ نپاوین اور
نہو ذاکر مگر حضور حق تعالی کا تو وہ ذکر سر ہی اور اگر وہ اس سی بھی
ترقی کر کی اوس مقام کو پہونچی کہ ذکر اور ذاکر کے علم سی اوشہ جاوین اور
بغیر مذکور کی کچھ باقی نرہی لاکن اگر علم رفع علم کا اور لذت اوس کی ذاکر
مین باقی ہو تو وہ ذکر خفی ہی اور اگر اوس سی بھی ترقی کر کے اوس درجہ کو
پہونچی کہ علم رفع علم کا اور لذت اوس کی بھی ذاکر سی رفع ہوجاتی اور
ذاکر مین مذکور کا ہو جای اور ذاکر کو ذات الٰہی مین فنا حاصل ہو تو
وہ ذکر اخفی اور اخفی اخفی ہی تو اس تقریر سی معلوم ہوا کہ یہ سب تمام مقامات
اور درجات ذکر قلبی کی ہین اور ایسا ہی عارف ربانی عبد الکریم جیلی کی

کلام سے کہ وہ کشکول شریف مین منقول ہے معلوم ہوتا ہے کہ علامت ذکر قلبی
کی وہ ہے کہ ذاکر اپنا ذکر تمام اشیا سے یا بعض اشیا سے جمیع اوقات مین
یا اکثر اوقات مین سنے اور تمکین اوس کی اوس مقام مین ہو اور علامت ذکر
روحی کی وہ ہے کہ ذاکر تمام اشیا سے تسبیح مخصوص اون اشیا کی سنے اور
وہ کسی کی فاعلیت بغیر اللہ تعالی کی نہ دیکھے یعنی جب ذکر قلبی اس درجہ کو پہونچے
کہ ذاکر جمیع اشیا سے تسبیح اون کی سنے اور وہ کسی کی فاعلیت کو بغیر اللہ تعالی
کی نہ دیکھے تو وہ ذکر روحی ہے اور ایسا ہی احمد بن غیلان کی کے کلام سے مفہوم
ہوتا ہے کہ وہ بھی کشکول شریف مین منقول ہے کہ ذکر قلب مستوا حضور حق
اور خلق کا ہے اور ذکر روح غلبہ حضور حق کا ہے بہ نسبت حضور خلق کی اور ذکر
سر وہ ہے کہ نہو ذاکر حضور مگر حضور حق تعالی اور ذکر خفی وہ ہے کہ مخفی ہو وجود
روح مین مانند خفا کون کی سیر مین تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ ذکر قلب مستوا
حضور حق اور خلق کا ہے اور جب وہ اس درجہ کو پہونچے کہ اوس مین حضور حق
کا بہ نسبت حضور خلق کی غالب ہو تو وہ ذکر روحی ہے اور اگر وہ اوس سے ترقی
کر کے اوس درجہ کو پہونچے کہ ذاکر کو حضور بغیر حضور حق تعالی کی نہو تو وہ ذکر سر ہے
اور اگر وہ اوس سے ترقی کر کے اوس درجہ کو پہونچے کہ وجود روح مین مخفی ہو جائے
مانند خفا کون کی سیر مین تو وہ ذکر خفی ہے اگرچہ ذکر ذکر سلطان الاذکار کا کشکول
شریف مین نہین مگر اخفی اور اخفی اخفی کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مین مقام
سلطان الاذکار کی ہین کہ وجہ بیان ذکر تعالی شانہ کا ہر شعر یاں سے ملکہ یہ
مین ہوئی اور فنا ذاکر کا ذات الہی ہر اسم سے ہوا اس لئی کہ بغیر حصول اوس کی

درمیان ذاکر کی اور مذکور کی غیریت مرتفع اور غیبت حاصل نہین ہوتی
اور ذاکر کو ذات الٰہی تعالی شانہ مین ایسا فنا حاصل نہین ہوتا کہ ذکر اور
ذاکر ذاکر کی علم سی اوٹھہ جاوین اور ذاکر عین مذکور کا ہو جاوی اور علم توقع علم کا
اور لذت اوس کی بہی ذاکر مین باقی نرہی جیسا کہ کسی نی کہا ہی تو او نشوی
ولی اگر جہد کنی جای برسی اگر تو توئی برخیزد * اور مولوی رومی نے فرمایا ہی
تو در گم شو وصال این ست وبس   خویش را گم کن کمال این ست وبس
تو یہہ بعینہ خاصہ سلطان الاذکار کا ہی یعنی اللہ کی ذات پاک کی سوا کسی چیز کا
دہیان نہ رہی جیسا کہ ذایقین اس ذائقہ اور واصلین اس مقام کی اوس سے
واقف ہونگی مگر مشایخ مجددیہ نقشبندیہ کہتے ہین کہ لطائف ستہ قلب اور
روح اور سر اور خفی اور اخفی اور نفس ناطقہ ہین اور وہ ساتہہ سلطان الاذکار
کی کہ عبارت ذکر عناصر اربعہ سی ہی لطائف عشرہ ہین اور قلب اور روح اور سر
اور خفی اور اخفی عالم امر سی ہین کہ وہ امر الٰہی تعالی شانہ سی یکبارگی پیدا ہوی
ہین اور نفس ناطقہ اور عناصر اربعہ عالم خلق سی ہین کہ وہ بتدریج پیدا ہوئی ہین
اور عالم امر کا لطیف اور نورانی ہی اور عالم خلق کا کثیف اور ظلمانی ہے اور
وہ ذکر روحی اور سری اور خفی اور اخفی کو ذکر قلبی کی مقامات اور درجات
سی نہین جانتی بلکہ وہ ہر ایک لطیفہ کی لیی مکان علیحدہ مقرر کرتے ہین اگرچہ
مشائخ جمیع طرق کی اس پر متفق ہین کہ قلب نیچی پستان چپ کی اور سر فوق
اوس کی ہی جیسا کہ کشکول شریف مین بہی ہی کہ سر لطیفہ ایست فوق قلب مگر
مشائخ مجددیہ نقشبندیہ یاد ماتی اس کی کہ مکان قلب کا زیر پستان چپ کے

اور مکان سر کا فوق اوس کی ہی مکان نفس ناطقہ کا فوق وسط حاجبین کی اور
مکان اخفی کا وسط سینہ مین اور مکان روح کا زیر پستان راست اور مکان
خفی کا فوق اوس کی مقرر کرتے ہین اور وہ کہتے ہین کہ لطائف خمسہ یعنی
قلب روح سر خفی اخفی کہ وہ سینہ مین ہین بدستور مرقومہ ذیل کے ہین

اخفی وسط سینہ مین ہی

سر

خفی

پستان چپ

پستان راست

قلب

روح
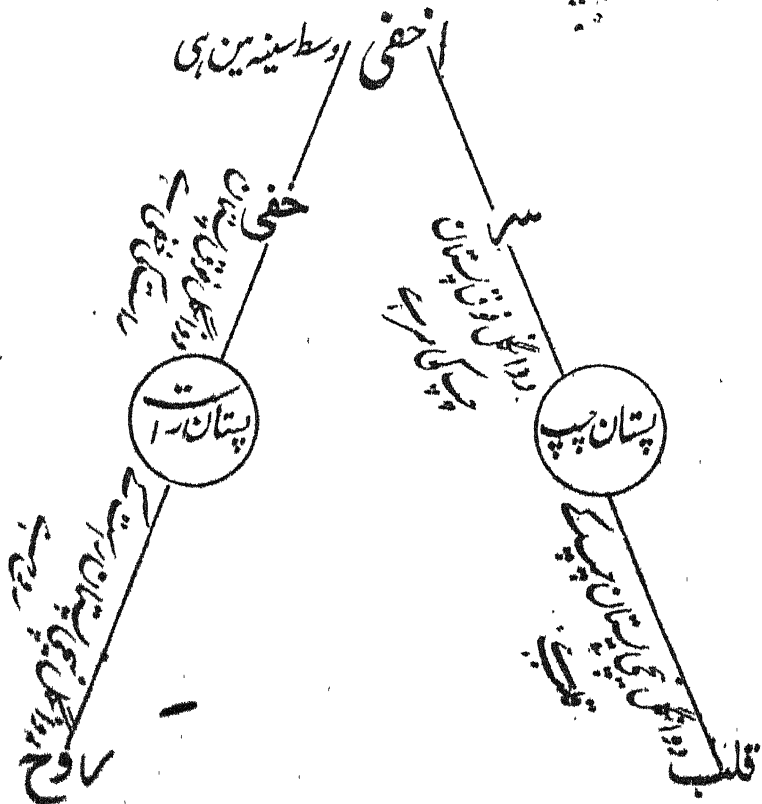
اور وہ ہر مکان کی ذکر کو جریان اوس لطیفہ کا کہتے ہین یعنی جب لطیفہ کی مکان
کہ ذکر اللہ اللہ کا جاری ہو تو وہ کہتے ہین کہ اس ذاکر کا فلان لطیفہ جاری
ہوا اور حصول کیفیات اور حالات اون کی کہ اون کی ہر ایک کی تفسیر مین
مکتوب شریف سی نقلاً لکھا گیا ہی اور حسب مقامات ذکر طریقہ مجددیہ نقشبندیہ
کی تفصیل اور تشریح اون کی موجب طوالت ہی سلطان الاذکار یعنی اعلیٰ ہین

اور نیز دیکھو اون کی جس سالک کو کہ سلطان الاذکار حاصل ہوا تو اوس کو جمیع مقامات اور منازل ذکر کی حاصل ہوئی اور حق بھی یہی ہے بنا بر آن مشائخ جمیع طرق کی بعد ذکر قلبی کی سلطان الاذکار جاری کراتی ہین کہ وہ محیط تمام مقامات ذکر کا ہے مگر مشائخ مجددیہ نقشبندیہ کہ وہ تدریج مقامات ذکر کی طی کرا کی آخر مین سلطان الاذکار جاری کرانتے ہین اور مراقبات علحدہ ہین اب فقیر مؤلف مودودی اس ضمیمہ کو دعا پر ختم کرتا ہے یا الٰہی بحرمت حضرت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس رسالہ کو موجب نفع مسلمین فرما تا آمین تمت ہذہ الرسالۃ بعون اللہ ذی الفضل والمنن فی بلدۃ حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن وکان ذالک فی التاریخ ۲۴ شہر ذی الحج الحرام ۱۳۱۴ھ ہجریہ نبویہ صلعم

فقط

بالخیر تمت

سلسلہ شریفہ منظومہ چشتیہ از حضرت پیران نقیر مودودی
مؤلف رسالہ چشتی نمونہ خرواری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای خداوندا تو ذات کبریا کے واسطے — رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کے واسطے

مین ہوا ہون سخت زار اس شہ مختہ الیقین — کھول دی مشکل علی المرتضیٰ کیواسطے

خواجہ بصری حسن کا نام لاتا ہون شفیع — شیخ عبد الواحد اہل تقا کیواسطے

فضل کر مجھ پر طفیل خواجہ ابن عیاض — شاہ ابراہیم بلخی بادشا کے واسطے

حضرت خواجہ حذیفہ کی لیے ٹک رحم کر — بوہبیرہ بصری صاحب ہدا کے واسطے

حضرت ممشاد کی خاطر میرا دل شاد کر — شیخ بواسحاق قطب چشتیا کیواسطے

خواجہ ابدال احمد بو محمد مقتدا — خواجہ بو یوسف صاحب صفا کیواسطے

خواجہ مودود حق اور خواجہ حاجی شریف — خواجہ عثمان اہل اقتدا کیواسطے

والی ہندوستان خواجہ معین الدین حسن — شیخ قطب الدین قطب الاتقیا کیواسطے

کام کر شیرین طفیل خواجہ گنج شکر — اور نظام الدین محبوب خدا کیواسطے

دل کو روشن کر طفیل شہ نصیر الدین چراغ — اور کمال الدین کمال صفا کے واسطے

دور کر ظلمت سراج الدین و دنیا کی لیے — اور علم الحق و دین علم الہدا کیواسطے

حضرت محمود راجن سرور دنیا و دین — اور جمال الدین حسن صاحب صفا کیواسطے

شیخ حسن اور خواجہ شیخ محمد کی طفیل — حضرت یحییٰ مدنی مقتدا کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل شہ کلیم اللہ ولی — اور نظام الدین مقبول خدا کیواسطے

دین و دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر دین	خواجہ نور محمد رہنما کے واسطے
حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کامل ولی	قبلۂ عرفان صاحب مصطفیٰ کی واسطے
ہادی دین نبی محبوب رب العالمین	خواجہ شمس الدین سیالی پیشوا کیواسطے

بخشدی اپنی محبت قطع کر از ماسوا
عظمت پیران شجرہ چشتیا کیواسطے

انتباہ حضرت شاہ شریف اورنگ آبادی کہ وہ حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی کا خلیفہ تھا اُن کی حلقاؤن کی سلاسل مین لکہا ہے کہ حضرت خواجہ حسن محمدؒ مرید و خلیفہ اپنی والد ماجد حضرت شیخ احمد المعروف بمیان جیو اور وہ مرید اور خلیفہ اپنی والد ماجد حضرت شیخ نصیر الدین ثانی اور وہ مرید اور خلیفہ اپنی والد ماجد حضرت شیخ مجد الدین اور وہ مرید اور خلیفہ اپنی والد ماجد حضرت شیخ سراج الدین کا کہ وہ فرزند اور جانشین حضرت خواجہ شیخ کمال الدین المشہور بعلامہ کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم واللہ اعلم

سلسلہ شریفہ منظومہ قادریہ از حضرات پیران فقیر مودودی مؤلف سالہ شتے نمونہ خرواری از ذوالفقار علی صاحب مقیم مقام ناسک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا الٰہی حضرت ذات پاک کبریا کیواسطے	ای خدا اپنی صفت جل و علی کیواسطے
مظہر ذات خدا و باعث ایجاد خلق	مہبط قرآن محمد مصطفیٰ کے واسطے

رہنمای راہ حق حضرت علی المرتضیٰ   پیشوائی اولیا شیر خدا کے واسطے

صابر و شاکر حسین ابن علی المرتضیٰ   معدن جود و شہید کربلا کیواسطے

مخزن صبر و توکل شاہ زین العابدین   واقف اسرار حق شمس الہدیٰ کیواسطے

حضرت باقر امام دین محمد مصطفیٰ   جعفر صادق امام الاتقیا کیواسطے

موسیٰ کاظم امام ہفتمین عالی نسب   اور امام ہشتمین حضرت رضا کیواسطے

مدید الدین ہیں معروف کرخی اولیا   اور سری ابن سقطی بی صفا کیواسطے

ابو القاسم کہ اوس کو کہتے ہیں حضرت جنید   بو بکر شبلی کرانی اولیا کیواسطے

عبد الواحد ابن حضرت عبد العزیز   بو الفرح طرطوسی پیر ہدا کیواسطے

لہی کہ سعی النجا مقبول اب   بو الحسن ہکاری ذو العز و علا کیواسطے

ابی سعد مبارک بن علی مخزن   رہنمائے دین صدر الاتقیا کیواسطے

قطب اقطاب زمان و غوث اغواث جہان   شیخ عبد القادر صدر الاولیا کیواسطے

ضیاء الدین عبد القاہر ان محبوب رب   حضرت عمار یاسر رہنما کیواسطے

حضرت روزبہان فارسی شیخ کبیر   عاشق صادق محمد مصطفیٰ کیواسطے

شیخ نجم الدین کبریٰ رہنمای راہ حق   شاہ مجد الدین شرف شاہ ولا کیواسطے

ہیں رضی الدین لالا شیخ ذو العز و صفا   اور جمال الدین احمد باخدا کیواسطے

عبد الرحمن نور دین ان صدر جمیع اولیا   شیخ علاء الدولہ سمنانی ہما کیواسطے

شیخ محمود لقب اون کا بجا شمس الدین   حضرت سید علی صاحب لقا کیواسطے

حضرت اسحاق ختلانی کہ ہین کامل ولی   شمس عرفان صاحب عز و علا کیواسطے

و محمد نور بخش قادری ہادی حق   عاشق راسخ جناب کبریا کیواسطے

نور بخش عرفان حضرت عبد الله برزش   حضرت خواجہ حسن صاحب صفا کیواسطے

حضرت خواجہ محمد رہنمای عار فین
اور کلیم اللہ شاہجہان آبادی کی
اور فخر الدین کہ اون کو کہتی فخر جہان
خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کامل ولی
ہو میسر عشق مولا اتباع مصطفےٰ

خواجہ یحییٰ ذو المجد وہدا کیواسطے
شہ نظام الدین صدر الاولیا کیواسطے
حضرت نور محمد مقتدا کیواسطے
خواجہ شمس الدین سیالی رہنما کیواسطے
خاتمہ ہو خیر جملہ اولیا کیواسطے

انتباہ بعض سلاسل قادریہ فخریہ مین بعد حضرت عمار یاسر کے حضرت روزبہان
فارسی کا نام نہین بلکہ حضرت نجم الدین کبری کے ارادت اور خلافت کا تعلق
ہے بوساطت حضرت روزبہان فارسی کی حضرت عمار یاسر ای اور علی ہذا القیاس
بعض سلاسل قادریہ فخریہ مین تین حضرات ملقب بنور بخش ہین ایک حضرت
سید محمد نور بخش بعد اون کی اون کا فرزند حضرت سید محمد علی نور بخش بعد اونکی
حضرت غیاث محمد نور بخش ہین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین جیسا حضرت ضیاء الدین
چشتی قادری فخری جی پوری کی ملفوظات سی کہ اوس کا نام مرات ضیائی ہی
اور کتاب تحریتہ النظام سی کہ نواب غازی الدین خان کی تالیف ہی بخوبی ظاہر
ہوتا ہی واللہ اعلم بالصواب ۔

تقریظ قدوۃ العلماء المحققین زبدۃ الفضلاء المدققین مولانا مولوی شاہ
عبد القادر صاحب قادری چشتی بدایونی دام تشدد رجاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً اہل اسلام پر ظاہر ہی کہ سلف کرام وقت تشائع ہوئی اہواء

باطلہ فاسدہ مخالفین اہل سنت سنیہ کی واسطی ہدایت عوام وحمایت احکام اسلام کے
مطابق فرمان اذا ظہرت الاھواء والفتن فلیظہر العالم علمہ فان لم یفعل
فعلیہ لعنۃ اللہ الخ وبمقتضای الساکت عن الحق شیطان اخرس ہمیشہ
احقاق حق وابطال باطل فرماتی رہی ہین چنانچہ آثار سلف ابرار وخلف اخیار سی ظاہر
وباہر کالشمس فی نصف النہار ہی بنا برعلیہ اسوقت مین جو افراط تفریط مسائل شریعت
وطریقت مین واقع ہو رہی ہی کہ متقشفہ مبطلین مستحسنات ائمہ کرام بلکہ مسنونات
حضور جناب سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام کو ممنوع وحرام ٹہیراتے ہین اور
متصوفہ جاہلین پابندی احکام شرع اسلام کو بیکار ولغو وخالی از مرام بتلاتے
ہین پس محض بحمایت اسلام وورد دین موافق طریق سلف صالحین کے سلالۂ
سادات عظام وبقیۂ اسلاف کرام مجمع فضائل علمیہ منبع فواضل عملیہ جناب مولینا و
بالفضل اولنا حضرت مخدومی سید لطف علی شاہ صاحب المعروف بصاحبزادہ حسن
مبارک زادت برکاتہم اس تصنیف شریف وتالیف لطیف سی اردو زبان مین
عوام اہل اسلام کو اپنی برکات سی مشرف فرمایا اور احیاء سنت سنیہ فرماکر ثواب بیعض
دینی جاری فرمایا ہر چند یہہ عاجز لیاقت اس کی نہین رکہتا ہی کہ کما ینبغی کچہہ بہی تعریف
جناب مؤلف ممدوح وتالیف شریف کی کرسکی لیکن جب احباب دینی نی اس عاجز سی
دریافت حال واقعی کیا تو بمقتضای من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم بلجام
من النار یوم القیامۃ باوجود اپنی عدم لیاقت کی اظہار حق مین دریغ نکیا
لہذا اس کتاب مستطاب کی خوبی مطالب ومسائل عمدگی براہین ودلائل بیان
کر کے حضرات ناظرین سی امیدوار رہتا ہی کہ وقت شرفیابی مطالعہ اس کتاب کی

کاتب سطور کی حق بین نہی دعای حسن خاتمہ ونجات و استقامت مذہب اہل سنت وجماعت سی دریغ نفرماوین تو محبت دینیہ سی بعید نہین ہے۔ از کریمان کارہا دشوار نیست ۔ وآخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین ۔

حررہ الفقیر عبد القادر القادري الچشتي غفر اللہ تعالی ذنوبہ آمین

تقریظ عربی زبدۃ العلما العظام قدوۃ الفضلاء الکرام علامۃ الدہر نحریر الزمان مولنا ابو خیر مولوي محمد عبد الوہاب صاحب بہاري سلمہ الباري تلمیذ رشید مولنا مولوي ابو الحسنات عبد الحي صاحب لکہنوی علیہ الرحمہ صدر مدرس مدرسہ حیدر آباد دکن صانہا اللہ تعالی عن حوادث الزمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذي غفر لنا الکبائر بالعفو والحسنات وعفا عنا الصغائر بالوضوء وغیرہا من الاعمال الصالحات لا الہ الا ہو الذي افاض علینا سحب البرکات وازال عنا حجب الظلمات والصلوۃ والسلام علی من ارسلہ بالمعجزات الباہرات والبینات الزاہرات محمد ن المبعوث الی کافۃ المخلوقات المنعوت بافضل النعوت والصفات المحمود في البریۃ بالمحامد والفیوضات الذی لولاہ لما خلق الموجودات وما وجد الارض والسموات وعلی الہ واصحابہ الواصلین الی علی الدرجات والصاعدین الی الحقائق

الغايات وعلى تبعهم وتبيع تابعيهم من الصلحاء الذين بلغوا مدارج
الاحسان باحسن النيات ووصلوا الى معارج العرفان بالخشية من
العقوبات وبعد فيقول العبد المغترف من بحار السيئات الذي لا
بضاعة له الا ارتكاب الخطيئات الفقير الى ربه الغني الباري الشهير
بابي الخير محمد عبد الوهاب البهاري عامله الله المتعال بانواع الجود
والافضال وزاده عن حضيض السفال الى ذروة الكمال ان العلوم على
تشعب فنونها وتكثر غصونها من اجل ما يتوجه اليه الانسان واكمل ما
يلتفت اليه الاعيان وعلم الاديان من بينها افضل العلوم وراسها ومبنى
شرائع الاحكام واساسها فقد صنف فيها الافاضل كتبا شريفة وصحفا
لطيفة وقديما كان يختلج في القلب ان اطالع في بحث التوبة والاستغفا
كتابا يحتوي على تحقيقات مستودعة في كتب الشريعة والاخبار الى
ان وصلت الى بلدة حيدرآباد دكن صانها الله عن حوادث الزمن
فوصلت الى هذه الرسالة العالية المتعلقة بالتوبة والطيبة وغيرها
من المباحث العالية فاطلعت فيها على رموز هي الحقائق وامور
هي الدقائق قد احتوت على نفائس مطالب لا توجد في مطاوي الكتب
العلمية واشتملت على عرائس مآرب يخلو عنها الصحف الضخيمة فتمنيت
ان يكتب على خدود الحور بالنور ويتغرد بها العنادل والشحرور
المسحور ثم تمنيت ترقيم عبارتها صفحات القراطيس وتترنم بذكر فقراتها
طوائف الفرادين مسلوكة على قرائنه كلماتها كالفصوص منسوبة بعوائد

تجری مجری النصوص یندفع عن مطالعتهما الکسلان ویجلوعن
استماع مضامینهما صدی الاذان یترشح علیهما اثار من الخلوص
والعرفان وینتشر منهما رائحة من التصوف والاحسان کیف
وقد صنفهما الحبر العلامة والنحریر الفهامة الغیث المدرار
لیث کتائب الاخبار الماجد القرم ذوالفضل والکرم المولی
الجلیل الفاضل النبیل زبدة الاصفیاء عمدة الاولیاء صاحب المقام
الرفیع الاسنی ذوالمحامد العالیة والاعلی مالک سلطنة
الشریعة والطریقة الجامع لمرتبتی العلم والعمل بالحقیقة مجمع
المناصب العلمیة منبع المناقب العملیة مولانا المخدوم المعروف
بسید لطف علی الچشتی الهروی صانه ربه القوی عن حوادث
الایام وادام فیوضه علی الخاص والعام والان نختم الکلام وعلی الله
التوکل فی البدء والختام وله الحمد والثناء بالدوام والصلوة علی
رسوله سید الانام واله واصحابه الکرام ما تقاربت الصحف
والاقلام وتناوبت اللیالی والایام حرره ابوالخیر محمد عبدالوهاب
البهاری غفرالله له ولوالدیه الباری صدر المدرسین
فی المدرسة النظامیة الواقعة فی بلدة حیدرآباد دکن
صانها الله تعالی عن حوادث الزمن

جو تقریظ عربی کہ فاضل جلیل عالم نبیل عین انسان بلاغت

انسان عین فصاحت مولانا مولوی ابوالمکارم سید میر محمد حنیف صاحب نے

تقریظ مولف کتاب از طرف بطریق مکتوب کے لکھی ہے وہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله المنزل واذکر اسم ربک بکرة واصیلا ومن اللیل فاسجد له
وسبحه لیلا طویلا هو الذی اوضح لمعالم الاسلام سبیلا وجعل
السنة علی الاحکام دلیلا وارسل لمناهج الهدایة رسولا ومهد
لمشارع الشرائع اصولا رب المشرق والمغرب لا اله الا هو فاتخذه
وکیلا وهدی من یشاء من عباده الی ان یکبروه تکبیرا ویهللوه
تهلیلا احمده علی ما اعطی طالبیه عطیة معرفته ومنح بفضله عارفیه
منحة خشیته ومدحهم فانه لا انما یخشی الله من عباده العلماء وتردی
بالعظمة والکبریاء وتسربل بالمجد والبهاء فتحرک فی کل متحرک بکل حرکة
وسکن فی کل ساکن بلا حلول کما یشاء حقیقة وجود المطلق عین
هویته المسمی بالخالق والحق ظهر فی کل ذات بکل خلق واختص بکل معنی
فی کل خلق دخل والصلوة والسلام علی رسوله محمد الذی علم ما
لم یعلم سواه وخشی بقدر علمه بالله وکان اعلم لنظمها لاحج له وقال
انا اعلمکم بالله واخشاکم له المدعو بفرد من افراد بنی ادم عبده
ورسوله المعظم ونبیه المکرم درة دائرة العلم وطراز الاتم وسباق
الاقدام وطابة الاخوم مجلی مرات الذات منتهی الاسماء والصفات
صلی الله علیه وآله واصحابه وتملة انارة وحملة اخبار [illegible]

الى اصح الاقوال و الهداة الى ارشد الافعال اما بعد فيا
ذا الفضائل المعترف بها نبهاء العصر و يا جامع اشتات الفواضل التي
جلت عن الحصر و يا من ثبت الفضل لديه و ارتسم وعنه افتر الزمان
وابتسم ارسلت الى رسالتك التي يجب لها التعظيم و التكريم فاقرت
بمعجزاتها والقيت لها عصا التسليم ولما سرحت نظري في دقائق مبانيه
وفرحت فكري بالتامل في عرائس معانيها قلت ما عسى ان اصف من لطائف
اسرارها و ابدى من اذكار حقائقها فمبانيها اسلس من زلال التسنيم
وانور من البدر والنضر من جنات النعيم ومعانيها ابهى من الفرائد و
اسنى من وجوه الخرائد سوادها انسان للاعيان وان ذلك الا فضل
من الله على اعيان الانسان والفضل من الله على الانسان في كل حين
وان وبياضها صباحة حور الجنان ونقوشها كانهن الياقوت والمرجان
ومضامينها مصداق فيهن قاصرات الطرف لم يطمثهن انس قبلهم
ولا جان فلله انت من زبدة العارفين ونخبة السالكين وماذا
اقول في تصنيف كانه ينابيع من سطوره ربا المعارف والحقائق
ويتروج منه متاع مذهب الحنفيه على التحقيق بالدقائق وهو لمصداق
هذه الابيات لائق ے كتاب لو تامله ضرير * لعاد كريمتاه
بلا ارتياب * ولو مرت حوامله بقبر * لصار الميت حيا في التراب
كانها صحيفة سماوية و نجمة نورا و شمعة طور حري بان يكتب بقلم
النور على خدود الحور فلله در المصنف بالرحمة والافضال فالغم

والاجلال فقد وقد السالکین زبدة العارفین قد جمع فی هذه المسالة من
مطالب عدیدة وسلک فی مسالک منهاجها ومناسک مباحجها
طرفا نورانیة دبیلا عرفانیة یرتاح فی ریاض ازهارها وحیاض
انهار البساتین السرائر الروحانیة والبصائر العرفانیة فجاء بحمد الله جلیل

اطال الله عمرک فی ارتقاء	فان بقاءک الفوز العظیم
لازلت یا صدر الهدایة والتقی	بدرا علی افق الکمال منه والهدی

ثم انک ایها الفاضل والانسان الکامل المخدومی ومولائی وسیدی
المرتجی ان اعرض علیه وانتظم بذالک فی سلک ما انتسب الیه
ذا العریّ من حسن ظنک الجمیل فی من لیس له الا بضاعة مزجاة وفهم
قلیل ومن این للذهن الکلیل انتقاد کلام الالمعی وکیف تقبل دعوی
شرف التناصل من الدعی ورجائی منک ایها المفضال العفو والصفح
منی واجعل جائزتی قبول کتابتی لتتم سعادتی سه فالناس کلهم
لسان واحد ❊ یتلوا الثناء علیک والدنیا فم کتبه ببنانه وقاله
بلسانه العبد الضعیف النحیف اللهیف ابو المکارم میر محمد حنیف الحنفی
مذهبا والقادری مشربا والحیدری نسبا والحیدرابادی
وطنا صدر المدرسین فی المدرسة التی بنیت لاهل المناصب
المعززین فی یوم الاثنین اوایل شهر جمادی الاولی سنه ۱۳۱۵ خمسة عشر
وثلاث مائة بعد الالف من هجرة من خلقه الله علی اکمل وصفه صلی الله
علیه وعلی آله واصحابه بنقله اثاره وحملة اخباره فقط

تقریظ عالم اجل فاضل باعمل مولانا مولوی حافظ محمد انوار اللہ صاحب
استاذ حضور پر نور والی حیدر آباد دکن خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و سلطنتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب کو اول سے آخر تک بینی مطالعہ کیا اور مستفید ہوا فی الواقع وہ
مریدوں کو بجائے پیر ہے اور پیروں کے لیے تذکیر منکروں کا جواب شافی ہے
اور متوقفوں کے لیے ترغیب وافی غرض کہ اس سے کوئی مستغنی نہیں ہو سکتا کیونکہ
مصنف اس کی معقول و منقول کی جامع صاحب علوم ظاہری و باطنی ہیں
ہر افراط و تفریط سے دور اعتدال پر قایم ہیں حقتعالی اس کتاب کی فیوض و
برکات کافہ اسلام کو نصیب فرماوے اور ظل عاطفت اون کا جمیع مسترشدین کے
سر پر ممدود رکھے آمین یارب العالمین بحرمتہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین
برحمتک یا ارحم الراحمین۔ کتبہ محمد انوار اللہ صاحب عفا عنہ۔

ایضاً تقریظ رسالہ مثنوی نمونہ خرداری بزبان اردو از زبدۃ العلماء قدوۃ الفضلا
مولوی میر محمد حنیف صاحب صدر مدرس مدرسہ منصبداران رکاب سرکار نظام خلد اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ المزدیۃ
بعقد اللآل والماء السلسال والعذب الزلال علی محمد والہ الصلوٰۃ
واصحابہ الناشیین فی الافعال والاقوال ثم مثنوی حمد حق پر ختم ہوتی ہے کلام
اوس کا بہتر ہے سب طرح انجام نیت کو تو ل کن سے ہست کیا

پہر دو عالم کا بندوبست کیا حکم اوس تک جاری
وہ ہی معبود خالق و باری ہے اللہ تعالی کی رحمت دیکہو تو اوس نے
ہمکو پیدا کیا ہمارے لئے لاکہوں چیزیں بنائیں جس سے ہمیں آرام ملتا ہے
ہماری طرح طرح کے کام نکلتی ہیں غرض ایتہ ہماری ضرورتیں اللہ تعالی کی بنائی
چیزوں سے پوری کرتے ہیں اگر یہہ چیزیں نہوں تو زندگی دوبہر ہوجای
جب ہمکو اللہ تعالی نے اپنی جود مطلق سے اتنی نعمتیں بخشی ہیں ہمارے لئے ایسے
کام کے چیزیں پیدا کی ہیں مثلاً ایک ہوا ایسی بڑی نعمت ہے کہ ہماری زندگی بغیر
اوس کی محال ہے اور ہمیں بمجوای ولقد کرمنا بنی آدم سکے ساری مخلوقات سے
افضل بنایا ہے تو ہمکو بہی چاہئے کہ ہر وقت اوسی یاد رکہیں اور اوس کے عبادت
کریں بیت ابر و باد و مہ خورشید و فلک درکارند تا تو نانی بکف
آری و بغفلت نخوری همہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار شرط انصاف
نباشد کہ تو فرمان نبری قال اللہ تعالی وما خلقت الجن والانس
الا لیعبدون ای لیعرفون اور درود نامحدود سرور عالم فخر آدم ہمارے
رسول اکرم نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہو جو کہ جن کی اطاعت عین اطاعت
حق تعالی کی ہے اور آپ کی پیروی میں محبت و رضامندی حق تعالی کی ہے
جیسا کہ آیت کریمہ قال اللہ تعالی من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور
آیت کریمہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ سے ظاہر ہے
[illegible] ساست [illegible] اور سالکان طریقت کو ضرور [illegible]
[illegible] ساالمتقی [illegible]

انتظام سی آراستہ ہوکر جلوہ افروز دیدہ مشتاقان روزگار ہوا اخلاق اور
سلوک مین یہہ ایک نئی کتاب ہے جو اس سی پیشتر نہ کسی کان نے سنی اور
نہ کسی آنکھہ نی دیکھی یہہ شریعت اور طریقت کے اصول کا لب لباب ہی اور
احکام اسلام اور اقوال حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کا انتخاب ہے
فلک ارشاد پر نیرین کا قران السعدین ہی دریای شریعت اور حقیقت مین مجمع
البحرین ہی یہہ وہ کتاب ہی جس کا مدت مدید سی دالہین کو اشتیاق تہا اور
ہر ایک صاحب اوس کا مشتاق تہا جس دکان سی ملی اوس کو بسر و چشم قبول
کر لینی چاہیی جو چیز ہماری مفید ہو لی لینی چاہیے مصرع کیون نہ کہین زندہ
دل یہہ شاہد مقصود ہی بیت چٹکی لے دل مین یہہ انداز سخن کسکا ہی جی چہونے
یہہ بے ساختہ پن کسکا ہی ۔ علما اور عرفا کے اسرار کا لہلہاتا ہوا باغ صالحین
سلف اور خلف کے دماغ کا چمکتا ہوا جوہر مہذب اخلاق کے آخر مین قوم کی حالت
سنبہالنی کا پلتا ہوا نسخہ یعنو رسالہ مشتی نمونہ خروار لکہا گیا اور منہج الحیات
بلتقیان کا دکہایا گیا یعنی شریعت کے چلنی والے اور طریقت کے ڈہونڈہنی
والون کو ہر شب چراغ ہدایت مثل روز روشن کے نبلایا گیا اس کی خوبی دیکہنی
سے تعلق رکہتی ہے نہ لینی جوڑی تعریف کرنے سے یہہ رسالہ کیون نہ تعریف کے
قابل ہو کہ جس کی مولف عالم ربانی فاضل حقانی مروج شرع مستقیم منورح
مناہج الافاضۃ علی الانیم کاشف سر الخفي والجلي مولانا و سیدنا سید خواجہ لطف علی
نجیبی الرشیدی صاحب خص بالمواہب المعروف بصاحبزادہ صاحب چشت مبارک
دامت برکاتہ الکاملۃ ہین ادام اللہ لنا ایام جلالہ وصلی علی اہل العلم

ظلاله بقیت بقاء الدهر عونا لطالب بالارشاد

للخلق هادیا اگرچہ میری زبان ہیچمیرز کہ مجھ بیان لائق نہ تھا کہ حضرت
صاحب ممدوح کی رسالہ پر تقریظ لکھی اور اوس کے مضامین کو بنظر امعان دیکھکر
بمقتضای الامر فوق الادب کے بسبب ادب نے چند سطور مسطور کیا اور بت
کو نگار اور دیدہ کو جلا دی و از بخشا عبد الصمد افضل محمد کے عبارت دیباچہ
ابو الفضل میں سے بالانتخاب بلا ساختہ زبان پر لایا من ہیچ نشناس را چہ
یارا کہ جرم قمر را پیرہن از کتان دوزم و بہشت را بگل خر زہرہ آرایش
دہم و خورشید را بشعل فروزم و نمائش ماہ بشمع کنم جس کی تعریف میں زبان
لال ہو اور قلم بے زبان کی کیا مجال ہے اس رسالہ کی تقریظ چھوٹا منہ بڑی بات
ہے واقعی بات ہے اگر قبول ہو زہے نصیب ہے بلکہ نبات ہے مصرع گر قبول افتد زہے
عز و شرف کتبہ العبد الضعیف ابو المکارم میر محمد حنیف حنفی مذہب
قادری مشرب صدر مدرس مدرسہ منصب اران رکاب اعلیحضرت حضور پرنور
نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ ۔

تقریظ تالیف زبدہ محبان قدوہ دوستان مولوی حکیم احمد اللہ صاحب
برہان پوری حال مقیم ایولا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد اللہ وحدہ واصلی علی من لا نبی بعدہ حمدا للمنزہ بیتی
باللہ فی الخلق بیحدثہ وانکان سواہ ملا تہجا لہ جمیع الکائنات
فی الکون فلما رایت الا ایاہ خالق قادر کی مخلوق عاجز کو کیا مجال

اور حقیقت آفتاب کی ایک ذرہ ناچیز بیان کرنیکا دعوی کرنی کیا مجال ہی
یہان اچہون اچہون کی زبان ناطقہ لال ہی لاریب کہ ہم سبحانی ہی
اور وہ باقی لم یزل ولایزال ہی اوس نے ہمکو نیست سی ہست کیا کتم عدم سے
میدان وجود مین لایا اور چونکہ نسیان اور غفلت انسان ضعیف البنیان کی
طینت مین داخل ہی اور خطا اور عصیان امور وثی خلقت ہی بیت
گنہ بارث رسیدہ از پدر مارا ۔ خطا زروز ازل رزق آدمی زاد ہست
اس لئی بغرض انتباہ ہمیشہ رسول مبعوث ہوتی رہی تا بہولی ہوؤن کو
ہدایت کرین بہتکی ہوؤن کو راہ بتاوین مریضان معاصی کا علاج حسب
مزاج اودیہ گوناگون سی فرماین جہانتک ہو پرہیز کرائین بد پرہیزی سے
بچائین اور یہہ بر ظاہر ہے کہ ہماری خاتم النبیین سید الاولین والاخرین
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بعد تا قیامت اور کوئی نبی مبعوث ہوئی والا نہین
اس لئی تکمیل دین آلہی اور اتمام نعمای غیر متناہی آپ ہی کی ذات بابرکات
پر منحصر ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی جو فضیلت اور
بزرگی آپ کو مرحمت فرمائی وہ اور کسی کی حصہ مین نہ آئی مصرع بعد از خدا
بزرگ توئی قصہ مختصر ۔ علی ہذا القیاس آپ کی امت کی حق مین بہی ارشاد
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ہی یہہ کس قدر موجب سپاس ہی الحاصل
آپ کل امراض روحانی اور جسمانی کا علاج فاور خلاق علی الاطلاق نی اپنی حکیم
حاذق وطبیب کامل حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام ہی کی
ذمہ رکہا اور ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ صاف

کہہ سنایا د توبوا الی اللہ جمیعا ایہ المومنون لعلکم تفلحون و من
تاب و عمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا ارشاد عام مگر اس کی تعلیم
اور تفہیم ذمہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ و السلام ہی چنانچہ عن ابی ھریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاستغفر اللہ و اتوب
الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ تعلیم ہی اور والذی نفسی بیدہ
لو لم تذنبوا لذھب اللہ بکم ولجاء بقوم یذنبون فیستغفرون اللہ
فیغفر لھم تفہیم ہی جسمیں بدرت گریہ و آہ آوردند ہی ہمہ بدرگاہ آوردند
جسمیں دیدند خواہش عفو ترا رفتند ہان جہان گناہ آوردند ان اللہ
یقبل توبۃ العبد ما لم یغرغر غایت وقت توبہ ہی بیت توبہ بارا
نفسی باز بیین دست روست بیخبر ور برسیدی درگہ ببستند
اور ندم باعث ہدم حوبہ ہی بیت سر زنش نکندن ز گنہ داد نجاتم صد
طاعت ناکردہ بیک سجدہ ادا شد ایضا دل درست اگر ہست از عشش ا
ہمان دل ست کہ از خجلت گناہ شکست علما کہ ورثۃ الانبیاء ہین
اور اسی کی تحت مین داخل کل اولیاء و اصفیاء و اذکیاء و صلحاء ہین
ان حضرات بابرکات علیہم الرحمۃ و الرضوان نے بھی اتباعا لکریمہ
ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ تحریرا او تقریرا
تعلیما و تفہیما اشد ہی جا وہ وہ موشگافی کی کہ کوئی دقیقہ و اگذاشت نکیا ایک
نہو و لکہ دکہا یا معدوم کو موجود کر دیا چنانچہ انمین ایک یہہ رسالہ نافع المعنا
بیشتی ہونہ خزائن ہی خزینۃ العلماء المتقین قدوۃ الفضلاء المدققین

واقف اسرار جبروت کاشف حقائق لاہوت مخدومنا ومولانا ذو بالفضل والثنا
سیدی سندی حضرت مولوی سید خواجہ لطف علی شاہ صاحب الحسینی المودودی
آبادا لحسنی القادری آبادا لچشتی الہروی وطنا المعروف بصاحبزادہ صاحب
چشت مبارک دامت شمسہا فاضتہ ساطعتہ علی رؤس المسترشدین الی یوم الدین
نے تحریر فرمایا ہی حق تو یہہ ہی کہ عجب کام کر دیکھایا ہی ذرہ کو آفتاب تک پہونچنی
کا طریقہ تعلیم فرمایا ہی دریا کو کوزہ مین بھر کر دیا ہی شریعت اور طریقت کا
امتزاج اسطرح بتلایا ہی جس کو دیکھکر مرج البحرین یلتقیان بی تحاشا منہ سی
نکل آتا ہی وہ مضمون جو آجتک کسی نے نہین سنا آپکی زبان قلم حق نے اظہار
کردیا لا سیما داخل بحث توبہ مضمون بہت تازہ ندرت ہی شریعت کی شریعت
اور طریقت کی طریقت ہی سبحان اللہ عجیب منظر ہی شریعت و طریقت
دونو کا سلالہ ہی شریعت والون کا ایمان اور طریقت والون کی جان ہی
کیا معنی کہ اس کا عامل ہو اور جنت مین نہ داخل ہو اس کی مطالعہ سی دل مین
نور کے شعشعہ پیدا ہوتے ہین زنگ آلودہ مجلی ومصفا ہوتے ہین ہر ہر فقرہ
اس کا جادہ راہ ہدایت ہی ہر ہر سطر صراط مستقیم جنت ہی مضمون نازہ ہے
اظہار نکات بی اندازہ ہی کہنی کو تو توبہ کا بیان ہی مگر دراصل خلاصہ حدیث
و قرآن ہی زہی سعادت عظمی وس شخص کے جو اس کتاب کو اپنا دستور العمل
کرلی اور خہی دولت نصیب وس شخص کی کہ اس گلستان بی خزان کی سیر کرکے
اپنا دامن امید گلہای مراد سی بھرلی الحاصل تقریظ لکھنا میرا یہہ بیان بھی گویا
مشتی نمونہ خروارے ہی اس کہنی کی تصدیق دیکھنے سی ہوگی زبان قلم سی

سید لطف علی ہی جن کا نام — راہ فن ماہی ذکر حق سی انکو کام

خاندان چشت میں کامل فقیر — ورع و تقوی میں ہیں شیخ بے نظیر

قادری چشتی حسینی ذی کمال — جسم کا حضرت غوث اعظم نانہال

اون کی یہہ تالیف پر اسرار ہے — یہہ تو ہے مشتی از خروارے

ہیں رقم اس میں سب احکام نجات — فیض بخشی کی ہیں درج اس میں نکات

وصف اس کا ہو زبان سی کیا ادا — ہے یہہ گنج فضل و انوار خدا

ہی شریعت کا خلاصہ سربسر — اس میں ہے نور حقیقت جلوہ گر

ہیں طریقت کی طریق اس میں رقم — معرفت کی درج ہیں اکثر شیم

ہیں مریدوں کی لئی ارشاد غیب — طالبوں کی جس سی ہوں سب دور عیب

ہی مفصل علم دین کا اختصار — [illegible] ہے بحر بے کنار

اس میں مضمون جسقدر موجود ہے — فیض [illegible] مقصود ہے

فقر سمجھے اسی مطلب نہیں — خواہش دنیا کی [illegible] رضای رب نہیں

اس سی مقصد خالصاً للہ ہے — منزل توحید کی یہہ راہ ہے

طول گوئی سی ہی اس کو کام کیا — ہووے گا معلوم کو شوق نام کیا

ہی رہ توحید بتلانا غرض — دور ہوتا ہے جہالت کا مرض

بہر وصفش از کلام مولوی — ہست کافی این دو بیت مثنوی

گر زنیفی وسوسہ بدخواہ را — کی شناسی ثم وجہ اللہ را

این کتاب او دکان وحدت است — وحدت اندر وحدت اندر وحدت است

وصف اس کا ہو نہیں سکتا تمام — کر معلی اس دعا پر اختتام

الہی گنج معرفت سے ای خدا	اجر اس کا کر مؤلف کو عطا
جس کا حصہ ہو ہماری بھی نصیب	ہیں تیری بندی گنہگار اور غریب
اس دعا کے بعد یہہ آیا خیال	کہ لکھوں تالیف کا بھی اسمیں سال
دی سروش غیب نے مجھکو ندا	فکر کیوں کرتا ہے اے مرد خدا
فیض جاری عالم بالا کا ہے	سال نیک اس نسخہ والا کا ہے
۱۳۱۵	
یا یہہ کہدی سال جس پہ فیض ہے	عالم بالا کا جاری فیض ہے
	۱۳۱۵

ایضاً قطعہ تاریخ دیگر

فیض لطف علی سے یہہ نسخہ	گنج اسرار کا نمونہ ہے
یوں معلی کی رقم تاریخ	اصل خرد ارکا نمونہ ہے
	۱۳۱۵

ایضاً منہ قطعہ تاریخ دیگر در فارسی

ز فیض حضرت لطف علیشاہ	بدل حاصل چو شد لطف و دلونہ
بگو تاریخ این نسخہ معلی	بخروار از کنوز دین نمونہ
	۱۳۱۵

ایضاً منہ قطعہ تاریخ دیگر در فارسی

رقم کرد این نسخہ با کمال	چو لطف علی شاہ اہل یقین
نوشتہ معلی حسن طبع او	نمونہ بخرواری از گنج دین
	۱۳۱۵

جس کتاب پر مطبوعہ پر جو یہ مہر مؤلف رسالہ پر طبع نہ ہوگی تو وہ کتاب بغیر اجازت مؤلف کی مطبوع سمجھی جاویگی

اعلان - حق تصنیف اس کتاب کا حقائق آگاہ معرفت دستگاہ واقف رموز جلی و خفی عالیجناب فیضمآب حضرت سید شاہ لطف علی صاحب مودودی المعروف بہ صاحبزادہ چشت مبارک حق تالیف و تصنیف اس کتاب کا مجھ غریب کو عطا فرمایا کوئی صاحب بغیر اجازت عاصی کے قصد طبع نہ فرماوین - المعلن ملا محمد مراد پشاوری تاجر کتب -

فہرست مضامین بشارۃ التائبین المعروف بہشتی میوۂ خرواری

تقریظ زبدۃ العلماء المحققین المتصوفین قدوۃ الفضلاء المدققین المحدثین معدن الفضل والعرفان والفتوۃ مجدد علوم اہل بیت النبوۃ مولنا مولوی حسن الزمان محمد صاحب حسینی فخری حافظی ... کہ بعد طبع رسالہ ہذا کے پہنچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اتبع جہان المدعو بحسن الزمان

عفا عنہ ربہ الرحمن الصمد عرض کرتا ہے کہ کتاب عالی نصاب بشارات التائبین الموسوم
بہ مشتی نمونہ خرواری کو جو بالیف لطیف حضرت سراپا مکرمت مولٰنا و مقتدانا اسوۃ الکمل مشائخ
متقبین خاندان عالیشان احمدیہ چشتیہ زادت انوارہم القدسیہ المستغنی عن المدائح مولٰنا مولوی سید
لطف علیشاہ الحنفی المودودی آبا و الحسنی القادری اُمّا لا زالت شموس افاداتہ مضیئۃ و سحائب
افضالہ افاضاتہ ممطرۃ ہی ہے میں نے چیدہ چیدہ دیکھا اور اس کتاب مستطاب کے مضامین ہدایت آگین کی
مطالعہ سے مشرف ہوا سبحان اللہ والحمد للہ عجیب و غریب بیان ارشادات نشان ہے کتاب مملو ہے محل
صد گونہ تعجب کہ حضرت احسن اللہ تعالیٰ الیہ و انعم اللہ عز و علا علیہ سالہا سال سے مبتلائی امراض
عدیدہ و نقاہت و ضعف پیری طبعیہ و بشریہ بایں ہمہ یہ کتاب مبسوط جس کا نام باکام مشتی نمونہ خرواری ہے
کیونکر لکھی گئی علاوہ کتاب سامی انصاب معدن الخیرات فی المنجیات والمہلکات بہ عاجز ناچیز کیا تقریظ
تحریر کرے بجز اس کے کہ آیۂ کریمہ پڑھے ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ۔

ایضاً تقریظ عربی از احمد حسین خاں صاحب نقشبندی القادری الامروہوی مؤلف فتاویٰ محبوبیہ بعد طبع کے پہنچی
بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اذا الرف منشور ام السدرۃ الرضا او الدرۃ البیضاء ملتمع الضیاء ۔
ام النور بما نادشمس کمالاتہ و بدر الہدایۃ نور القلب فی الدجی سبحان الذی نزل الفرقان علی
عبدہ و لم یجعل لہ عوجا و نصلی علی حبیبہ انہ کان سراجا وہاجا و آلہ و اصحابہ الذین اتبعوا مسلکا و منہاجا
و من قفی اثرہم سبیلا فجاجا فبعد فیقول الراجی الی رحمۃ المنان القوی احمد حسین خان النقشبندی القادری
الامروہوی طالعت ہذا الکتاب الجامعۃ الغراء بحکم الشریعۃ الحاویۃ لعجائب نکات الطریقۃ الشاملۃ لنوادر
کنہ الحقیقۃ الناطقۃ لفرائد خوائد المعرفۃ لوجدتہا الامر الاجلاء عوالم عظیم الوہیم والخلق لغرائب الکنز المخفی
فبیّنت لا توجد ان الواجب القدیم و جامعا العالم الصنایع الکبیر و مذہب انسان اسلم لقد اجاد الماجد فی جود
طبعہ مصنفہا مولانا السید لطف علیشاہ الچشتی المودودی واعاد فیہا بتذکرہ ذکر اولی الایمان المتصوفین
الطالبین ترقاء بہا القلوب الی الانس و تعرج منہا اللطائف والانفس الی مکان النہایۃ الیہ للوصول بدلائل
الفضائل علی الاصول و اودعہا من برکات النسبۃ لا سیما الی الاتحاد اذ الانسبۃ النسبیۃ سیما اخذ الامر حتی
المقام عن الحال والکیف من المقال و عرف الاذکار الجلال من الفکر والوصال فیا مطلع النور فی الظلمات والظلم بالہدایات فقد
نشرہا وخلد اشاعتہا وطبعہا فی البلاد خصوصا فی البلدۃ المبارکۃ الحیدرآباد باہتمام العالم الفاضل المولوی مولانا
محمد مراد ادام ظلہ علینا بالہدایۃ والرشاد الی یوم التناد ۔